ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف پختہ تدبیر اور اچھی نصیحت سے

زجاجة المصابيح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

جلد 4

حنفی مشکوٰۃ شریف

تالیف: محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول حیدر مدظلہ (کھاریاں)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور


خوشخبری
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی، اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

(النساء: ۸۰)

زجاجة المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف (چہارم)

کتاب الآداب، کتاب الرقاق، کتاب الفتن

تالیف: محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول زید مکارمہٗ (خانیوال)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸- اردو بازار لاہور

فریدبک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

تصحیح : حافظ اختر حبیب اختر، حافظ محمد اکرم ساجد
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : ربیع الاول 1438ھ / دسمبر 2017ء

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فریدبک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرست

زجاجۃ المصابیح (ترجمہ نور المصابیح) (جلد چہارم)

تقریظ گرامی

فخر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث، جامعہ ہجویریہ، دربار داتا صاحب، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ نُجُوْمُ الْهُدٰى وَعَلٰى عُلَمَاءِ هِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَفَاءُ هُ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثَهٗ.

علماءِ اسلام نے علومِ نقلیہ وعقلیہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا، اسے خوب نبھایا اور ہر موضوع پر تصانیف کے انبار لگا دیئے، تفسیر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دَور سے تا ہنوز احادیث نبویہ پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا کیونکہ فہم قرآن پاک کا دارومدار بھی احادیث نبویہ پر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ تفسیر سے بھی بڑھ کر احادیث پر کام ہوا تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کیونکہ حدیث کے دو شعبے ہیں: علم روایت حدیث اور علم درایت حدیث، اور دونوں شعبوں میں کتب کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اہل علم پر واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیاتِ مبارکہ میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے۔

اور خود حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنے فداکاروں اور جان نثاروں کو اپنے ارشادات سن کر دوسروں تک پہنچانے کا تاکیدی حکم دیا ہے، بطور نمونہ چند ارشادات تحریر کیے جا رہے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ كَلَامِيْ فَوَعٰهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا.	اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے کہ جس نے میرا کلام سن کر یاد کیا پھر اس کو ایسے ہی دوسروں تک پہنچایا جیسے اس نے (مجھ سے) سنا۔
نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ وَبَلَّغَهٗ غَيْرَهٗ.	اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سن کر یاد رکھی اور پھر اسے دوسروں تک پہنچا دیا۔
مَنْ حَفِظَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِّنَ السُّنَّةِ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيْهِمْ كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ.	میرا جو اُمتی چالیس حدیثیں یاد کرے اور پھر انہیں لوگوں تک پہنچائے تو میں قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔
تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا لَمَّا تَمَسَّكْتُمْ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ.	میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔

اور حفاظت حدیث کے پیشِ نظر من گھڑت حدیث روایت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي جَهَنَّمَ يُوْقَعُ فِيْهَ. جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیا گیا ہے' اسے اس جہنم کے گھر میں ڈالا جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں یہ علم اپنے تلامذہ تابعین کی طرف منتقل کر دیا اور انہوں نے بھی حفاظت حدیث کی عظیم خدمات سرانجام دیں اور تابعین میں سے امام الائمۃ' سراج الامۃ' کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں' آپ کے چار ہزار اساتذہ آپ کی جلالت علمی کے شاہد عدل ہیں۔

اساتذہ

مؤرخین' محققین نے ان چار ہزار میں سے چند چیدہ چیدہ برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک' دیگر صحابیٔ رسول عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما' علاوہ ازیں ابراہیم نخعی' عامر شعبی' حماد بن سلیمان' ابواسحاق سبیعی' عطا بن ابی رباح' عاصم بن ابی النجو د' علقمہ بن مرثد' حکم بن عتبہ' سلمہ بن کہیل' ابوجعفر محمد بن علی' علی بن احمر' زیاد بن علاقہ' سعید بن مسروق ثوری' عدی بن ثابت الانصاری' عطیہ بن سعید عوفی' ابوسفیان سعدی' عبدالکریم ابوامیہ' یحییٰ بن سعید انصاری' ہشام بن عروہ' نیز علاوہ ازیں قاسم بن محمد' قتادہ' طاؤس بن کیسان' عمرو بن دینار' عبداللہ بن دینار' حسن بصری' امام شاہان سلیمان الاعمش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسی عظیم شخصیات سیدنا امام اعظم کے اساتذہ میں شامل ہیں' جیسے کثیر تعداد میں اساتذہ کا ہونا آپ کے خصائص ہیں ایسے ہی ائمہ میں سے براہِ راست صحابیٔ رسول سے حدیث بیان کرنا بھی آپ کے خصائص میں سے ہے اور یہ بھی آپ کے خصائص میں سے ہے کہ قواعد وضوابط کی روشنی میں آپ اجتہاد کے موجد اور امام ہیں اور دیگر ائمہ آپ کے خوشہ چینوں میں سے ہیں اور اسی طرح یہ بھی آپ کے اعزاز اور خصائص میں سے ہے کہ آپ نے فقہی ابواب کی ترتیب پر اپنے تلامذہ کو احادیث لکھوائیں' جسے کتاب الآثار کے نام سے موسوم کیا گیا جسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی' اس کے رجال پر بھی تحقیق کی گئی اور اس کی شروح بھی لکھی گئیں' چنانچہ اسی کتاب الآثار کی روشنی میں مسانید لکھی گئیں جو جامع المسانید کے نام سے شائع ہو رہی ہیں اور امام مالک جیسی عظیم شخصیت نے سیدنا امام اعظم کی خوشہ چینی کرتے ہوئے مؤطا امام مالک تالیف فرمائی۔

تلامذہ

اساتذہ کی طرح سیدنا امام اعظم کے تلامذہ کی بھی بڑی تعداد ہے لیکن یہاں چند نامور اور جلیل القدر تلامذہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

امام ابو یوسف' امام محمد' امام زفر' یہ وہ عظیم المرتبت شخصیات ہیں جنہوں نے چہار دانگ عالم میں فقہ حنفی کے جھنڈے گاڑ دیئے جس کی وجہ سے عالم اسلام میں ستاسی فی صد (۸۷%) لوگ فقہ حنفی کے پیروکار ہیں اور اگر انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے تب بھی پچھتر فی صد لوگ یقیناً فقہ حنفی کے پیروکار ہیں' دیگر جلیل القدر تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک' یحییٰ بن سعید القطان' عظیم محدث امام بلخ' امام بخاری کے عظیم المرتبت استاد مکی بن ابراہیم' زید بن ہارون' حفص بن غیاث النخعی' یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام' ابوعاصم النبیل' قاسم بن معن' علی بن المسہر' فضل بن دکین' عبدالرزاق بن حمام' حماد بن نعمان' ابراہیم بن طہمان' حمزہ بن حبیب' ابویحییٰ حمانی' عیسیٰ بن یونس' وکیع' یزید بن زریع' اسد بن عمرو بجلی' خارجہ بن مصعب' مصعب بن مقدام' یحییٰ بن یمان وغیرہ وغیرہ' آپ کے ان تلامذہ میں سے امام بلخ مکی بن ابراہیم بھی ہیں جو امام بخاری کے استاد اور سیدنا امام اعظم کے انتہائی شیدائی اور آپ کی عقیدت ومحبت میں وارفتہ تھے' اسماعیل بن بشیر فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے درسِ حدیث کی مجلس میں شریک ہوئے' جب مکی بن ابراہیم نے درسِ حدیث کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ''حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ'' تو شریکِ درس ایک آدمی نے کہا: ''حَدِّثْنَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَا تُحَدِّثْنَا عَنْهُ''

کہ ابن جریج کی سند سے حدیث بیان کریں اور ابوحنیفہ کی سند سے حدیث بیان نہ کریں، یہ سن کر مکی بن ابراہیم نے جلال میں آ کر فرمایا:

اِنَّا لَا نُحَدِّثُ السُّفَهَاءَ وَحَرَّمْتُ عَلَيْكَ أَنْ تَكْتُبَ عَنِّيْ فَلَمْ يُحَدِّثْ حَتّٰى أُقِيْمَ الرَّجُلُ عَنِ الْمَجْلِسِ.

کہ بے شک ہم بے وقوفوں سے حدیث بیان نہیں کرتے اور میں تم پر حرام قرار دیتا ہوں کہ تم میری بیان کی ہوئی حدیث لکھو اور اس وقت تک آپ نے درس شروع نہیں فرمایا جب تک اسے مجلس سے اٹھا نہیں دیا گیا۔

ابوبکر مرابطی کی روایت میں ہے کہ آپ سخت ترین غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرہ میں ظاہر ہونے لگے' معترض بار بار کہتا رہا: ''تُبْتُ وَاَخْطَاْتُ'' کہ میں نے غلطی کی اور توبہ کرتا ہوں' مگر آپ نے اسے معاف نہیں کیا اور اس کے چلے جانے کے بعد درس کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ''حدثنا ابو حنیفة'' اور امام بخاری نے جس غیر ذمہ دارانہ انداز سے بخاری شریف میں سیدنا امام اعظم کو ہدفِ تنقید بنایا' اگر اپنے استاد مکی بن ابراہیم کی مجلس میں اس قسم کی تنقید کرتے تو حضرت مکی بن ابراہیم یقیناً انہیں اپنے درسِ حدیث سے باہر نکال دیتے' امام بخاری نے بخاری شریف میں بائیس (۲۲) ثلاثیات کو ذکر کیا ہے جن پر امام بخاری کو بڑا ناز ہے' ان میں سے بیس کے راوی یقیناً حنفی حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں یا امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور ان بائیس میں سے دو کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا وہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ امام بخاری کی بائیس ثلاثیات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ کے راوی حضرت امام المحدثین مکی بن ابراہیم ہیں' جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے' پہلی چاروں ثلاثیات حضرت مکی بن ابراہیم سے مروی ہیں اور ان کے علاوہ چھٹی' ساتویں' گیارھویں' بارویں' چودھویں' سترھویں اور انیسویں ثلاثیات بھی انہیں سے مروی ہیں تو یہ کل گیارہ ثلاثیات ہو گئیں۔

اور ابوعاصم النبیل' ضحاک بن مخلد' یہ بھی سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں' امام بخاری نے ان سے چھ ثلاثیات کو ذکر کیا ہے' جن کی تفصیل یہ ہے: پانچویں' آٹھویں' نویں' پندرھویں' اٹھارویں اور اکیسویں ثلاثیات ابوعاصم سے مروی ہیں۔

اور تین ثلاثیات محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہیں اور یہ امام زفر اور امام ابویوسف کے تلامذہ میں سے ہیں اور ان تین کی تفصیل یہ ہے:

دسویں' سولھویں اور بیسویں ثلاثیات ان سے مروی ہیں' یہاں تک کل بیس ثلاثیات کی تفصیل آ چکی ہے' یہ احناف سے مروی ہے۔

باقی دو ثلاثیات رہ گئیں' ایک تیرھویں جو عصام بن خالد حمصی سے مروی ہے اور بیسویں خلاد بن یحییٰ کوفی سے مروی ہے' ان دونوں کے بارے میں صراحت نہیں ہے کہ یہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ بہر حال اس تفصیل سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو بخاری بخاری کی رَٹ لگا کر احناف پر بے تکے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ الحمدللہ فقہ حنفی وحدانی اور ثنائی ہے' وحدانی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم صرف صحابی کے واسطے سے حضور ﷺ سے حدیث پاک بیان کرتے ہیں اور ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم دو واسطوں سے آپ ﷺ سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں' تابعی صحابی کے واسطے' بعض معاصرین کی تحقیق کے مطابق احادیث وحدانی کی تعداد سولہ ہے اور ثنائی کی تعداد بائیس ہے تو اس سے باقی مذاہب پر فقہ حنفی کی فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ والحمد للّٰه علٰی ذٰلك.

الغرض احناف نے روایت الحدیث اور درایت الحدیث دونوں شعبوں میں خدمات سرانجام دیں' البتہ بظاہر کتابی صورت میں روایۃ الحدیث کی خدمات احناف کی کم معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر اس کا بغائر جائزہ لیا جائے تو یہ بھی اکابر احناف کی رہینِ منت ہیں' مثلاً آپ بخاری شریف ہی کا جائزہ لیں تو اس کے نامور رواۃ احناف ہی ہیں۔

روایت الحدیث کے سلسلہ میں احناف کے پاس اگرچہ چند اہم کتب ہیں' مثلاً جامع المسانید' کتاب الآثار' مؤطا امام محمد' امام طحاوی کی شرح معانی الآثار' علامہ عینی کی عمدۃ القاری شرح بخاری' محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق کی لمعات' اشعۃ اللمعات' ملاعلی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ' خلیفہ وشاگرد امام اہل سنت علامہ شاہ احمد رضا ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری کی صحیح البھاری کی چھ جلدیں جن میں سے صرف دو جلدیں چھپ کر سامنے آئیں۔

تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں عرصہ دراز سے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جارہی ہے جو اپنی جامعیت اور مخصوص ترتیب اور اندازِ تالیف کے لحاظ سے بڑی اہم کتاب ہے' چونکہ صاحب مشکوٰۃ مسلکاً شافعی ہیں' اس لیے وہ اس میں زیادہ تر وہی احادیث لائے ہیں جن سے شوافع استدلال کرتے ہیں' اس لیے ہر حساس حنفی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے اندازِ تالیف پر ایک کتاب تالیف کی جائے اور اس میں ان احادیث کو جمع کیا جائے جن سے احناف استدلال کرتے ہیں' لہٰذا بتوفیق الٰہی یہ سعادتِ عظمٰی بحرالعلوم' امام المحدثین فی زمانہ حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ قادری نقشبندی مرحوم کو نصیب ہوئی' زہے قسمت آپ نے زجاجۃ المصابیح پانچ جلدوں میں ایسی کتاب تالیف فرمائی جسے حنفی مشکوٰۃ کہا جاتا ہے' اس میں ایسی احادیث کا انتخاب فرمایا جن سے احناف استدلال کرتے ہیں۔ علماء اور اہلِ دانش نے اسے شرفِ پذیرائی بخشا' حضرت شاہ صاحب صاحب مرحوم کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور ہندوستان میں اس کے کچھ حصوں کے ترجمہ کا شرف فخر اہل سنت علامہ مولانا محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ' حیدرآباد دکن کو حاصل ہوا اور پاکستان میں اس کے ترجمہ کا شرف بتوفیق الٰہی حضرت محدثِ اعظم پاکستان ابوالفضل علامہ مولانا محمد سردار احمد مرحوم کے قرب کی برکت کی وجہ سے جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس فاضل نوجوان علامہ مولانا محمد فضل رسول رضوی کو حاصل ہو رہا ہے۔

موصوف نے تنظیم المدارس پاکستان کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کے بعد سات سال مزید پڑھ کر راقم اور حضرت مولانا محمد مرتضٰی صاحب عطائی سے درس نظامی کا پرانا کورس مکمل کیا' موصوف قبل ازیں بھی متعدد کتب کا ترجمہ کر چکے ہیں اور اب پیر طریقت' فخر اہل سنت' مخدوم ملت' پیکر اخلاص حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی زیب آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان کی سرپرستی میں زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ مترجم اور ادارہ فرید بک سٹال' لاہور دونوں انتہائی مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ راقم کی آج بروز جمعہ دس شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/ ۲۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو ایک مقدس سفر پر روانگی ہے جس کی وجہ سے محسن اہل سنت' مؤلف اور مترجمین کا مکمل تعارف کرانے کا وقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ سیّد الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء مترجم کو احادیثِ نبویہ کی مزید خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔

حررہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی

سابق صدر مدرس و مفتی جامعہ رضویہ' جھنگ بازار' فیصل آباد

حال: خادم الحدیث' جامعہ ہجویریہ' دربار داتا صاحب' لاہور

وخادم الحدیث' جامعہ رسولیہ شیرازیہ' بلال گنج لاہور

❁❁❁❁❁

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی زید مجدہ (خانیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد لاهله والصلوٰة على اهلها" وحی متلو کے افہام وتفہیم کا وحی غیر متلو پر توقف اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ "لولا السنن ما فهم أحد منا القرآن" الحمد للہ! احناف محدثین خصوصاً سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قرونِ ثلاثہ سے ہی فقہ حنفی کو حجج شرعیہ ادلہ اربعہ سے ایسا مبرہن کیا کہ ہر دور کی طرح کرۂ ارض پر آج بھی سب سے زیادہ معمول بھا ہے۔ ایک شرذمہ قلیلہ کا فقہ حنفی کے خلاف زہر اُگلنا "واعتصموا بحبل الله جميعا" (الآیہ) اور حدیث "لا تجتمعوا امتی على الضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم" کے ہوتے ہوئے سوادِ اعظم کی مخالفت کرنا اور اتحادِ ملی کو پارہ پارہ کر کے عامل بالحدیث کہلوانا یقیناً مضحکہ خیز اور اللہ عزوجل اور رسول کریم ﷺ کی ناراضگی مول لینا ہے۔ اوّلاً تو غیر مقلدین کو صحاح ستہ سے استدلال کا حق نہیں کہ ان کے مؤلفین علیہم الرحمۃ مقلد یا مجتہد ہیں۔ ثانیاً بحیثیت غیر مقلد احادیث منسوخہ سے استدلال کر کے شیرازۂ اُمت کو بکھیرنا کون سی خدمت دین ہے۔ ثالثاً اگر یہ لوگ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جامع المسانید امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا امام محمد و کتاب الآثار، امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی فتح القدیر، علامہ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمدۃ القاری شرح بخاری، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح معانی الآثار، ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لمعات واشعۃ اللمعات کا بنظرِ انصاف مطالعہ کرتے تو نہ صرف یہ کہ ان کو احادیث صحاح ستہ وغیرہا کا حقیقی مفہوم سمجھ آ جاتا بلکہ اُمت افتراق کا شکار نہ ہوتی اور یہ "ولا تفرقوا" کا مصداق نہ بنتے، باطل پر ہونے کے باوجود یہ لوگ عوام الناس کو صحاح ستہ کی آڑ میں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بڑے عرصہ سے شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا کہ احادیث مستدلہ حنفیہ اُردو زبان میں قوم کے سامنے ہوں کہ عامۃ المسلمین ان کے دام تزویر میں نہ آ سکیں، ضلع فیصل آباد و چنیوٹ کے سنگم پر واقع جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس، شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی جو کہ عنفوانِ شباب میں ہی علومِ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر خصوصاً تفسیر وحدیث میں بلا مبالغہ اسلاف واخلاف اکابر کا حسین عکس ہیں اور طلباء کرام کی خوش قسمتی کہ جامعہ ہذا میں امسال دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں، انہوں نے اس ضرورت کو بدرجۂ اتم پورا کر دیا ہے کہ محدث دکن علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ ونور ضریحہ کے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل مجموعہ احادیث زجاجۃ المصابیح کے آخری اجزاء کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس پر مفید حواشی تحریر کیے ہیں جو بجائے خود شرح کا کام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مترجم، ناشر صاحبان کو جزائے خیر دے۔ مزید فرید بک سٹال لاہور کی خدمات جلیلہ رفیعہ کو قبولیت خاصہ وعامہ سے نوازے۔ این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

عبدالحمید چشتی
خادم غوثیہ جامع العلوم وجامعۃ الرسول
خانیوال

سوانح مترجم

تحریر: مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی رضوی
ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)

''ساعۃ من عالم متکی علیٰ فراشہ ینظر فی علمہ خیر من عبادۃ العابد سبعین عاما'' عالم دین کا ایک ساعت اپنے بستر پر ٹیک لگا کر علم میں غور وفکر کرنا عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں کتنے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے سرفراز فرمایا اور ان کے شب وروز خدمت دین کے لیے وقف ہیں۔ محض رضائے الٰہی کے لیے ان کی راتیں اگر قرآن، حدیث، فقہ اور ان کے معاون علوم میں بسر ہوتی ہیں تو دن درس وتدریس میں گزرتے ہیں، انہی خوش قسمت حضرات میں سے ایک میرے مربی، محسن، برادر مکرم، استاذ محترم حضرت علامہ مولانا حافظ ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے مزین فرمایا ہے۔

آپ بیک وقت بہترین مدرس، مفتی، مصنف ومترجم اور ادیب وخطیب ہیں۔ تقریباً پندرہ سال سے معقولات ومنقولات کی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور تشنگانِ علم وحکمت کو سیراب فرمارہے ہیں۔

ولادت وخاندان

آپ ۲۴ ذوالحج شریف ۱۳۸۹ھ/ ۳ مارچ ۱۹۷۰ء بروز منگل چک نمبر 110/10.R جہانیاں منڈی (خانیوال) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق آرائیں خاندان سے ہے۔ آپ کے والد ماجد فیض یافتہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی، جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد کے فارغ التحصیل، علاقہ کی معروف علمی وروحانی شخصیت حضرت علامہ مولانا پیر محمد صدیق حسن چشتی نظامی کیروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تربیت یافتہ اور مرید ہیں، ان کے وصال کے بعد جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر حصول فیض کے لیے بیعت کی، ۱۹۸۰ء میں قبلہ پیر طریقت، جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان نے والد گرامی کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا، لیکن اس کے باوجود آپ اپنے پاس حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کو اپنے پیر ومرشد کی بارگاہ میں ہی پیش کرتے ہیں۔ عقائد کی پختگی اور خدمت دین کے حوالہ سے آپ کا کردار مثالی ہے۔ ستتر (۷۷) سال کی عمر ہونے کے باوجود جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10.R میں امامت وخطابت اور جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں کے اہتمام وانصرام کے فرائض بڑے احسن انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحت وتندرستی کے ساتھ والد ماجد کا سایۂ اہل سنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

ابتدائی تعلیم

مولانا ابوالحسنین صاحب رضوی نے والد صاحب مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ چک نمبر 110/10.R سے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کیا اور تقریباً چھ سال کی عمر میں گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل ہوئے اور ہر جماعت میں نمایاں پوزیشن

کے ساتھ پرائمری کا امتحان پاس کیا اور مزید تعلیم کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول جہانیاں منڈی میں داخل ہوئے اس دوران سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی کی چند ابتدائی کتب بھی پڑھیں۔ ساتویں جماعت سے سکول چھوڑ دیا بعد میں درسِ نظامی کی تعلیم کے دوران پرائیوٹ میٹرک کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔

حفظ القرآن

۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ بروز بدھ جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10.R میں حفظ قرآن پاک کا آغاز کیا۔ اس دوران بہت سے گھریلو کام بھی خود کرتے درمیان میں ناگزیر وجوہات کی بنا پر دو دو تین تین ماہ تک پڑھائی کا سلسلہ معطل بھی ہوتا رہا مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزم و ہمت کے ساتھ تین سال پانچ ماہ اور سولہ دن کی مدت میں ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ بروز بدھ حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی۔ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ کو پہلی مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10.R میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ تعلیم و تدریس کی جاں گسل مصروفیات کے باوجود ابھی تک اس میں ناغہ نہیں کیا۔ اب تک ستائیس (۲۷) مرتبہ نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں تئیس (۲۳) مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10.R میں اور چار مرتبہ اپنے استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام نبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ فیصل آباد پرانی سبزی منڈی کی جامع مسجد میں۔

درس نظامی کی تعلیم

شوال المکرم ۱۴۰۶ھ بروز بدھ جامعہ غوثیہ رضویہ جامع مسجد جیلانی جہانیاں منڈی میں جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ العالی (شاگرد رشید حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز) کے پاس تعلیم کا آغاز کیا۔ ان سے فارسی کتب گلستان بوستان تک اور صرف میر اور ابواب الصرف کے چند اسباق پڑھے۔ اس کے بعد یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۸ جون ۱۹۸۷ء بروز اتوار مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال میں داخل ہوئے۔ یہاں مفتی اعظم خانیوال حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی اور مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب چشتی (مدظلہما) جیسے بلند پایہ محقق اور شفیق اساتذہ کرام سے موقوف علیہ تک درسِ نظامی کی تکمیل کی۔

آپ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مفتی اعظم خانیوال مدظلہ العالی کی خصوصی شفقت اور مناظر اسلام علامہ چشتی صاحب مدظلہ العالی کی بے پناہ محنت اور خصوصی توجہ کا بڑا دخل ہے۔ علامہ چشتی صاحب اوقاتِ تعلیم کے علاوہ بھی اسباق کی دہرائی اجراء اور مشق کے لیے آپ کو خصوصی وقت دیتے اور خاص شفقت فرماتے ہوئے تعلیمی امور میں مکمل رہنمائی فرماتے۔

خانیوال تعلیم کے دوران آپ نے تنظیم المدارس سے تجوید و قراءت اور ملتان بورڈ سے میٹرک کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ آپ کو اہل سنت و جماعت کے دیگر مختلف ماہر اساتذہ سے حصولِ تعلیم کا بھی ازحد شوق تھا تاکہ مختلف اسالیب تعلیم کے ماہر اساتذہ کے طرزِ تدریس سے استفادہ کا موقع ملے۔ اسی شوق کی تکمیل کے لیے یکم شوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۵ اپریل ۱۹۹۲ء بروز اتوار عیدالفطر کی نماز کے بعد خانیوال اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی دوسری جگہ مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت طلب کی اور شیخ طریقت جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق اور اساتذہ کرام کی بخوشی اجازت سے ۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء کو جامعہ عثمانیہ رضویہ فاروق آباد (شیخوپورہ) میں داخلہ لیا۔ یہاں فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی ماہر علومِ عربیہ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (مدظلہم) اور حضرت علامہ

مولانا محمد اسلم صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا۔ دو سال کے بعد یہاں سے شوال المکرم ۱۴۱۴ھ میں اساتذہ کرام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد صاحب عتیقی اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کے ہمراہ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور اور وہاں سے دورانِ سال حضرت علامہ مولانا عطائی صاحب کے ہمراہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن گئے اور اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

شوال المکرم ۱۴۱۵ھ میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان، شمس المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام، گلشن کالونی، فیصل آباد میں درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا گیا اور تدریس کے لیے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کا انتخاب کیا گیا۔ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی بھی اساتذہ کرام کے ہمراہ جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں آ گئے، دو سال یہاں تعلیم حاصل کی، راقم الحروف بھی فاروق آباد، لاہور، فیصل آباد آپ کے ہمراہ رہا اور مذکورہ اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتا رہا۔

اس دوران آپ نے محدثِ عصر، بحر العلوم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی کے پاس دورۂ تفسیر القرآن اور دورۂ میراث پڑھنے کا شرف حاصل کیا، حضور محدثِ عصر رحمۃ اللہ علیہ اس دوران اپنا تحریر کردہ حاشیہ عربی مسلم الثبوت دوبارہ طبع کروا رہے تھے۔ انہوں نے برادر مکرم پر خصوصی اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ذمہ داری آپ کو سونپی کہ حضور محدث عصر رحمہ اللہ کے سامنے آپ حاشیہ کی عربی عبارت پڑھتے اور استاد محترم رحمہ اللہ تعالیٰ التصحیح کا فریضہ سرانجام دیتے۔ حضور محدث عصر رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے آپ کو تفہیم البخاری کا ایک سیٹ بھی عنایت فرمایا۔

دو سال بعد جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں درسِ نظامی کی تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا تو ۱۴۱۷ھ تعلیمی سال کے ابتداء میں راقم الحروف اور برادر مکرم جھنگ میں استاذ المدرسین حضرت علامہ غلام محمد صاحب تونسوی اور کچھ عرصہ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (خوشاب) میں استاذ المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب مدظلہ العالی سے استفادہ کرتے رہے، پھر استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی دامت برکاتہم العالیہ، دربار پیر غلام محمد آباد، فیصل آباد میں جہاں استاذ محترم امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے، وہاں آپ کے پاس دو سال حاضر رہے اور درسِ نظامی کی بقیہ کتب کی تکمیل کی، ان عظیم اساتذہ سے آپ نے درسِ نظامی کی تمام مروجہ کتب ملاحسن، حمد اللہ، میر زاہد، رسالہ قطبیہ، صدرا، اقلیدس، عبدالغفور وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی، بعد میں دورانِ تدریس علامہ عطائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے قاضی مبارک پڑھنے کا بھی شرف حاصل کیا، دورانِ تعلیم ہی راقم الحروف اور برادر مکرم دو مرتبہ استاذ الکل ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ عالیہ میں ڈھوک دھمن (خوشاب) میں حاضر ہوئے، دوسری بار آپ نے عنایتِ کریمانہ کا اظہار کرتے ہوئے مرقات کا خطبہ پڑھایا، اس طرح سلسلہ عالیہ خیر آبادی کے عظیم وارث سے حصولِ فیض کا یہ زریں موقع بھی حاصل ہو گیا۔

دورۂ حدیث شریف

۱۲ سال تک مختلف مدارس میں اپنے زمانہ کے بے بدل شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد شیخ طریقت دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر ۱۴۱۹ھ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد میں دورۂ حدیث شریف کی کلاس میں داخل ہو کر جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب رضوی سے درسِ حدیث لیا اور سند حدیث حاصل کی اور عرس امام اعظم و محدث اعظم رضی اللہ عنہما کے موقع پر جلیل القدر علماء و مشائخ کی موجودگی میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا پیر ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے دست باکرامت سے آپ کو دستارِ فضیلت پہنائی۔

شہادتِ عالیہ کے امتحان میں اوّل پوزیشن

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال تعلیم کے دوران ۱۹۹۲ء میں تنظیم المدارس کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات میں شہادۃ عالیہ کے امتحان میں شرکت کی اور پورے ملک میں اوّل پوزیشن حاصل کی تنظیم المدارس کی طرف سے جامعہ نعیمیہ لاہور میں منعقدہ جلسہ میں آپ کو انعام اور سند امتیاز پیش کی گئی۔

بیعت

آپ کے والد ماجد مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ چک نمبر110/10.R کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت اور نئی عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان شمس العلماء والمشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر110/10.R میں تشریف لائے۔ اس موقع پر ۳ اپریل ۱۹۸۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء تمام گھر والوں کے ہمراہ آپ کے دست اقدس پر بیعت کی۔

شیخ طریقت کے ساتھ آپ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں بچپن سے پابندی کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں زندگی کے ہر اہم معاملہ میں آپ کی اجازت حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں۔ دورانِ تعلیم مدرسہ تبدیل کرنے کا مسئلہ ہو یا فراغت کے بعد تدریس کا معاملہ ہو حتیٰ کہ شادی اور اولاد کی تعلیم وتربیت ہر کام شیخ طریقت سے اجازت لے کر کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ شیخ طریقت کے ساتھ آپ کی گہری عقیدت اور قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی آپ پر خصوصی شفقت اور اعتماد کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۴۲۸ھ میں جبکہ آپ اپنے مدرسہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں بطور صدر مدرس خدمات سرانجام دے رہے تھے اور تین مساجد میں جمعہ کا خطاب بھی آپ کے ذمہ تھا دورانِ سال ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کو بطور مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی چنیوٹ میں خدمات سرانجام دینے کا حکم ارشاد فرمایا بغیر کسی حیل وحجت کے اپنے مدرسہ اور جمعہ کے خطبات کو چھوڑ کر صرف ۴ دن میں شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

تدریس

شوال المکرّم ۱۴۱۹ھ میں آپ نے مدرسہ غوثیہ رضویہ جامع العلوم خانیوال میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا دو سال بحیثیت صدر مدرس یہاں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ میں والد ماجد مدظلہ کے قائم فرمودہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں بطور صدر مدرس فرائض تدریس سرانجام دینا شروع کیے۔ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ تک سات سال یہاں فرائض تدریس سرانجام دینے کے بعد قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق جامعہ محدث اعظم رضانگر چنیوٹ میں بطور مدرس آپ کی تقرری ہوئی۔ ۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ سے لے کر اب تک شیخ طریقت کے زیر سایہ جامعہ محدث اعظم میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے ہیں۔ شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ کو قبلہ پیر طریقت دامت برکاتہم العالیہ نے آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے ہوئے جامعہ میں آپ کو صدر مدرس کے عہدہ پر فائز فرمایا۔

خانیوال میں بحیثیت شیخ الحدیث

شوال المکرّم ۱۴۲۴ھ میں استاذ محترم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال) کے حکم پر مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال میں بطور شیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا۔ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں تدریس کے ساتھ ساتھ خانیوال

میں دورۂ حدیث شریف کے طلباء کرام کو بخاری، مسلم شریف اور ابن ماجہ کا درس دیا۔ اسی دوران دونوں اداروں میں تدریس فرمانے کے ساتھ ساتھ چار ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ نے احکام الصغار کا اُردو ترجمہ بھی مکمل کیا۔ ۱۴۳۱ھ سے ہر سال شعبان المعظم میں جامعہ محدث اعظم رضا نگر، چنیوٹ میں پیر طریقت کے حکم پر آپ دیگر اساتذہ کرام کے ہمراہ دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں۔

خطابت

آپ بہترین خطیب بھی ہیں، آپ کی تقریر قرآنی آیات، احادیث کریمہ، دلائل شرعیہ اور علمی نکات سے مزین ہوتی ہے۔ زمانہ طالب علمی میں کئی تقریری مقابلوں میں شرکت کی اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ دورانِ تعلیم اساتذہ کرام کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ خانیوال تعلیم کے دوران مرکزی جامع مسجد، خانیوال میں قبلہ مفتی اعظم خانیوال کی عدم موجودگی میں کئی مرتبہ تقریر اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح مناظر اسلام علامہ عبدالحمید صاحب چشتی اور علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی کی جگہ آپ کو دورانِ تعلیم کئی مرتبہ جمعہ پڑھانے کا اعزاز نصیب ہوا۔ جہانیاں میں دورانِ تدریس آپ تین مساجد میں جمعہ کے موقع پر تقریر فرماتے، کئی مرتبہ آپ کو سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعہ پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ تا جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ آپ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں تقریباً تین سال تک فرائض خطابت سرانجام دیتے رہے، ۱۲ جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ/۴ مئی ۲۰۱۲ء سے جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان کے حکم پر آپ مستقل طور پر سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعۃ المبارک کی خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، آپ کے یہ خطابات انٹرنیٹ پر بھی نشر کیے جاتے ہیں۔

افتاء

جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں منڈی میں مختلف لوگوں کی طرف سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات لکھنا آپ کی ذمہ داری تھی۔ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں بھی آپ کی زیرنگرانی فتاویٰ جات جاری کیے جاتے ہیں، بعض اہم فتاویٰ آپ خود تحریر کرتے ہیں۔

تصنیف و تالیف

تدریسی مصروفیات کے باوجود آپ ہمیشہ تصنیف و تالیف کی طرف بھی متوجہ رہے۔ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں آپ نے مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی بنیاد رکھی، اس کے تحت چند رسائل ترتیب دے کر شائع کئے، پھر استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی مدظلہ العالی کے فرمان کے مطابق کتب کے تراجم کا کام شروع کیا۔ چار ماہ کے عرصہ میں احکام الصغار کا ترجمہ کیا جو کہ فرید بک سٹال، لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے، اس کے بعد زجاجۃ المصابیح کا ترجمہ کیا اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا جو کہ شائع ہو کر اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس وقت المستدرک للحاکم کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ پہلی جلد کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ چند درسی کتب کی شروح بھی کی ہیں جو کہ غیر مطبوعہ ہیں، حیات محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ ۱۴۳۴ھ میں آپ نے ''تحریک سواد اعظم'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی، جس کے زیر اہتمام ''محدث اعظم پاکستان'' کے تین نادر حاشیے اور رضوی تشریحات'' کے نام سے آپ کی تالیف دوبار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس تنظیم کے تحت آپ کی زیرنگرانی ہر دو ماہ بعد'' فکر سواد اعظم'' کے نام سے مجلہ شائع ہوتا ہے، جو قیمتی اور نادر مضامین پر مشتمل ہوتو ہے۔

اساتذہ کرام

ترتیب زمانی کے اعتبار سے آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) والد گرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی (جہانیاں منڈی)
(۲) استاذ العلماء علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی (جہانیاں منڈی)
(۳) مناظر اسلام علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال)
(۴) فخر الصلحاء علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (خانیوال)
(۵) فخر المدرسین علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں صاحب عتیقی (لاہور)
(۶) جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا محمد مرتضٰی صاحب عطائی (فیصل آباد)
(۷) استاذ العلماء علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (لاہور)
(۸) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آباد)
(۹) استاذ العلماء علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب
(۱۰) شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)

تلامذہ

راقم الحروف محمد محب النبی رضوی، مولانا صاحبزادہ محمد مبشر اقبال جمیل رضوی (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد حامد رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد ولی رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد مہر سعید صاحب چشتی (مدرس) مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عید گاہ، خانیوال، مولانا صاحبزادہ محمد نعمان حمید چشتی، مولانا محمد طیب رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، مولانا محمد قاسم رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ جہانیاں منڈی، مولانا محمد فاروق رضوی (گوجرانوالہ)، مولانا محمد عقیل احمد رضوی (مدرس جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ) چیچہ وطنی، اس کے علاوہ متعدد تلامذہ ہیں جو دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

اولاد

۸۷ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ بروز پیر آپ کی شادی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا، آپ کے دو صاحبزادے محمد حسنین رضا رضوی اور محمد زین رضا رضوی ہیں اور ایک صاحبزادی فاطمہ رضوی ہے، آپ کے دونوں بیٹے اور راقم الحروف کے بیٹے محمد حماد رضا رضوی نے قبلہ پیر طریقت کی خدمت میں حاضر ہو کر بسم اللہ خوانی کی، آپ اپنی تمام اولاد کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام نیک مقاصد کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے، اور ساری زندگی خدمتِ دین میں مصروفِ عمل رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحماد محمد محب النبی رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، ہائی وے روڈ، جہانیاں منڈی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ / ۲۲ فروری ۲۰۱۳ء

بہ روز بدھ

عرضِ مترجم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بمصباح القرآن وشرح صدورنا بمفتاح البیان والصلٰوۃ والسلام علٰی سیّد الانس والجان محمد حبیب الرحمٰن وعلٰی الہ واصحابہ ھم نجوم سماء الشریعۃ ومصابیح زجاج الطریقۃ خصوصا علٰی اسیاد الصحابۃؓ اعنی الخلفاء الاربعۃ وعلی الامامین الھمامین الحسنین الکریمین سیدا شباب اھل الجنۃ وعلی امھما السیّدۃ فاطمۃ سیّدۃ نساء الجنۃ وعلی سیّدنا الامام زین العابدین وارث علوم الشریعۃ وقاسم فیوض الطریقۃ وعلٰی جمیع علماء اھل السنۃ لا سیما علی کاشف الغمۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ وعلی مجدد الملۃ الامام الافخم احمد رضا ھو فضل رسول اللّٰہ لھذہ الامۃ وعلٰی ماحی البدعۃ وحامی السنۃ المحدث الاعظم محمد سردار احمد ھو معدن فیض رسول اللہ لاھل السنۃ.

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اپنی معرفت وعبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ جو انسان اس مقصدِ تخلیق کے تقاضوں کو پورا نہ کرے قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا' لیکن اُس بلند وبالا اور مقدس ومنزہ ذات کی معرفت کیسے ہو؟ پستیوں میں رہنے والا اور بشری کدورتوں سے ملوث انسان انوارِ معرفت تک کیسے رسائی حاصل کرے؟ اس کے لیے اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت کو مبعوث فرمایا جن میں شانِ نورانیت بھی ہے اور شانِ بشریت بھی' جو خالق اور مخلوق کے درمیان فیض رسانی کا واسطہ وذریعہ بننے کی استعداد کے حامل ہیں۔

اپنے اپنے دور میں ہر نبی ورسول رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا' آخر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم نبوت کا تاج پہن کر تشریف لائے اور آپ کی ذات پر سلسلہ نبوت ورسالت کو ختم کر دیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ رب العزت نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے' اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے راہنمائی ہے۔ عقائد و احکام اور عبادات ومعاملات کا روشن ترین بیان ہے' لیکن یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر محض قرآن مجید سے راہنمائی ممکن نہیں' اللہ رب العزت نے نماز کا حکم دیا' مگر نماز کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کے فرائض وواجبات کیا ہیں؟ مفسداتِ نماز کیا ہیں؟ یہ تفصیل ہمیں قرآن مجید میں نظر نہیں آئے گی۔ حج کا حکم قرآن مجید میں ہے مگر اس کی ادائیگی کا تفصیلی طریقہ ہم براہِ راست قرآن مجید سے اخذ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دیگر عبادات ومعاملات کی کیفیت ہے۔ ان تفاصیل کو جاننا ہے تو اس کے لیے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (الاحزاب:۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کتابِ ہدایت قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو اور ان کی پرنور زندگی کے پاکیزہ لمحات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ادیانِ عالم میں سے یہ اعزاز وشرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کے ماننے والوں کے پاس کتابِ ہدایت کا ایک ایک لفظ بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ ہے اور سراجِ ہدایت' معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال واقوال بھی محفوظ ہیں' ان کی پاکیزہ زندگی میں گزرنے والے شب وروز کے معمولات' گفتار وکردار' سفر وحضر اور جلوت وخلوت کے حالات وآثار' الغرض سیرتِ طیبہ کا ایک ایک گوشہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح نگاہوں کے سامنے موجود ومحفوظ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے دہن مقدس سے نکلے ہوئے ایک ایک کلمہ اور ان کی حیاتِ طیبہ کی ایک ایک ادا کو وظیفۂ ایمان بنائے رہے۔ تابعین اور تبع تابعین نے احادیثِ رسول کی حفاظت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا' پھر بعد والے اَدوار میں اکابر محدثین نے بڑے منظم انداز میں اس نصب العین کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ راویانِ حدیث کے احوال کی جانچ پڑتال کی گئی' روایت و درایت کے اصول مدنظر رکھے گئے' رجال کی تحقیق کے لیے قوانین وضوابط وضع کیے گئے' حدیث کی مختلف اقسام متعین کی گئیں' ابواب و کتب ترتیب دیئے گئے' مختلف انداز سے احادیث کے مجموعے مرتب کیے گئے' اربابِ حدیث کے مراتب کا تعین کیا گیا۔ الغرض اس راہ میں پیش آنے والے دقیق سے دقیق تر امر کا بھی لحاظ رکھا گیا' کسی معمولی سے نکتہ سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا گیا۔ اس بے مثل جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اقوامِ عالم کے سامنے بلاخوفِ تردید برملا یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلامِ لاریب کو سمجھنے کے لیے ہمارے سامنے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتابِ حیات کا ایک ایک ورق موجود ہے اور یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

اکابر محدثین نے جس جانفشانی اور محنت سے تدوینِ حدیث کا فریضہ سرانجام دیا' اب ان کے ترتیب شدہ مجموعوں پر کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ انہی مجموعوں کو سامنے رکھتے ہوئے علماء کرام اپنے اپنے انداز میں احادیث کے مجموعے ترتیب دیتے رہے اور انہی جمع شدہ احادیث کو نئی نئی ترتیب کے ساتھ امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کرتے رہے' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''المصابیح'' ہے۔ امام ابومحمد حسین مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے صحاح ستہ اور دیگر مجموعہ ہائے احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے اسے ترتیب دیا' پھر شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۲ھ نے ''المصابیح'' کو نئے سرے سے مرتب ومدون کیا اور اسے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا نام دیا اور اس مجموعہ کو اللہ رب العزت نے شہرتِ تامہ عطا فرمائی۔ آج بھی تمام دینی مدارس کے نصاب میں یہ شامل ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

البتہ اس کتاب کے مؤلف شافعی ہیں اور اختلافی مقامات پر وہی احادیث ذکر کرتے ہیں جن سے شوافع حضرات استدلال کرتے ہیں' لہٰذا اس ضرورت کا شدت سے احساس کیا جاتا تھا کہ کوئی حنفی محدث اسی انداز پر ایسا مجموعہ ترتیب دے جس میں وہ احادیث جمع کردی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ سعادت محدثِ دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کو سامنے رکھتے ہوئے ''زجاجۃ المصابیح'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا' جسے حنفی مشکوٰۃ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اسی کا اردو ترجمہ وتشریح نذرِ قارئین ہے۔

مؤلف زجاجۃ المصابیح کی مختصر سوانح

حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ دس ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء بروز جمعہ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب چوالیس واسطوں سے سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے جداعلیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء پر حجازِ مقدس سے ہندوستان تشریف لائے۔ عادل شاہی دور میں تعلقہ نلدرگ' ضلع عثمان آباد' مہاراشٹر میں قیام پذیر رہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سید مظفر حسین نقشبندی' حیدرآباد دکن میں منتقل ہوئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ آپ کے والد ماجد نہ صرف عالم وفاضل ہوئے بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۱۴ھ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شہزادہ قادری المعروف ہونٹ کٹے شاہ کی صاحبزادی اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ آپ نے حیدرآباد کے مشہور فضلاء سے علومِ دینیہ کی تحصیل کی۔

آپ کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام' فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ فاروقی' بانی جامعہ نظامیہ' حیدرآباد دکن (۲) مولانا منصور علی خاں (۳) مولانا

حبیب الرحمٰن بیدل سہارنپوری (۴) مولانا محمد یٰسین (۵) مولانا حکیم عبدالرحمٰن سہارنپوری۔

آپ نے حضرت شاہ سعد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وخلیفہ حضرت پیر سید محمد بادشاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

آپ نے ساری زندگی مخلوقِ خدا کی راہنمائی اور علومِ دینیہ کی خدمت میں گزاری' احکامِ شریعت پر پابندی سے عمل پیرا رہے۔

آپ نے مختلف تصانیف یادگار چھوڑیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) زجاجۃ المصابیح (عربی) (۲) سلوک مجددیہ (۳) گلزار اولیاء (۴) یوسف نامہ (۵) فضائل نماز (۶) علاج السالکین (۷) کتاب المحبت (۸) میلاد نامہ (۹) معراج نامہ (۱۰) شہادت نامہ (۱۱) مواعظِ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) میاں سید احمد (۳) میاں سید حبیب اللہ قادری (۴) میاں سید شاہ رحمت اللہ قادری

آپ نے درج ذیل حضرات کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ (۲) مولانا سید رحمت اللہ شاہ (۳) مولانا سید عبدالرؤف (۴) حضرت غلام جیلانی (۵) حضرت صدیق حسین (۶) جناب میر لطف علی خاں (۷) جناب عبدالرزاق (۸) ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں' سابق صدر شعبۂ عربی' جامعہ عثمانیہ' حیدرآباد دکن۔

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مصری گنج' حیدرآباد دکن' نقشبندی چمن میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ اللہ رب العزت بطفیل محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! (ملخصاً از زجاجۃ المصابیح مع اردو ترجمہ نور المصابیح' جلد اوّل مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

فرید بک سٹال اہل سنت وجماعت کا ایک عظیم اشاعتی ادارہ ہے' جناب سید محسن اعجاز گیلانی صاحب اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شب وروز ادارہ کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی کی گراں قدر تالیفات شرح صحیح مسلم' تبیان القرآن اور نعمۃ الباری جیسی عظیم شاہکار تصانیف کو منظر عام پر لانا یقیناً ادارہ کا ایک قابل فخر کارنامہ ہے۔ زجاجۃ المصابیح مع اُردو ترجمہ وحواشی مکمل پیش کرنا بھی ادارہ کا ہدف تھا۔ کتاب الآداب سے آخر تک یہ خدمت راقم الحروف کے سپرد کی گئی اور یہ ایک عظیم سعادت ہے کہ اس بے مایہ کا نام بھی کسی انداز سے خدامِ حدیث میں شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ رحمت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا' اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقیاں نصیب فرمائے۔ ادارے کی کامیابی یقیناً اشاعتی محاذ پر اہل سنت وجماعت کی کامیابی ہے۔

استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ' لاہور کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے' کم ہے۔ آپ نے خلوص وللّٰہیت سے بندہ پر شفقت فرماتے ہوئے اسے تصنیف وتالیف میں مصروف کیا۔ "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی روشنی میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ان کاوشوں کا اجر وثواب آپ کے نامہ اعمال میں بھی درج کیا جائے گا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان سب شخصیات کو بے حساب اجر وثواب عنایت فرمائے' جن کا تعاون' جن کی دعائیں' نیک تمنائیں' شفقتیں' عنایتیں رفیقِ سفر بنیں اور یہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود طالبینِ حدیث کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کرنے کی جرأت کر سکا۔

★ فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد عتیقی صاحب (لاہور)، آپ نے خصوصی شفقت فرمائی اور عین سفرِ حرمین کی تیاری کے وقت بے پناہ مصروفیات سے وقت نکالا اور بندہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے اپنی قیمتی رشحاتِ قلم سے نوازا۔ یقیناً یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

★ استاذِ محترم مناظرِ اسلام حضرت علامہ عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال)، آپ نے بھی اپنی بے پناہ مصروفیات سے وقت نکال کر بندہ کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور تقریظ گرامی سے مشرف فرمایا۔

راقم الحروف کے تمام اساتذہ کرام خصوصاً شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)، فخر العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی (جہانیاں منڈی)، فخر الصلحاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (لندن) اور جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد مرتضیٰ صاحب عطائی (فیصل آباد) و دیگر عظیم اساتذہ کرام ان سب کی محبتیں اور شفقتیں بندہ کے لیے زادِ راہ ہیں۔ والدینِ کریمین کی نیک دعائیں شاملِ حال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

برادرم مولانا ابوالحماد محمد محب النبی صاحب رضوی کا خصوصی تعاون ہے کہ انہوں نے رسم اخوت نبھائی، حضرت علامہ سید امین ہاشمی صاحب نے محنت کے ساتھ عربی عبارات کی تصحیح کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ جزیل نصیب فرمائے۔

اہلِ علم قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی نظر آئے، اس سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف، مترجم و محشی، ناشر اور جملہ معاونین کو اپنی رحمت و برکت اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے!

راقم الحروف کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کے لیے حسنِ خاتمہ کی دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی تمام اولاد اور جملہ متعلقین کو ایمان و اعمالِ صالحہ کی دولت کے ساتھ ساری زندگی دینِ متین کی خدمت میں صرف کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی
صدر مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی، رضا نگر،
پوسٹ بکس نمبر ۲، چنیوٹ

انتساب

اہل سنت و جماعت کی ان عظیم جامعات کے نام
جہاں شب و روز "قال اللّٰہ و قال الرسول جل جلالہ و صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم" کی روح پرور صدائیں بلند ہوتی ہیں۔
جہاں طلباء کے سینوں میں اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوبِ کریم ﷺ کی محبت کی شمعیں فروزاں کی جاتی ہیں۔
جہاں دین کی سربلندی کے لیے اپنا تن من دھن قربان کرنے والے افراد تیار کیے جاتے ہیں۔
بالخصوص یہ دو عظیم ادارے:

★ جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی (چنیوٹ)، ایک سو چودہ کنال پر محیط اس عظیم جامعہ کے بانی جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذاتی رقم سے یہ عظیم ادارہ قائم فرما کر مشائخ اہل سنت و جماعت کے لیے ایک عظیم مثال پیش فرمائی۔ پروردۂ آغوش ولایت، صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول رضوی، رئیس الجامعہ کے زیرِ اہتمام جامعہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

★ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)، جو والد گرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی کے زیرِ اہتمام اور برادرم مولانا ابوالحماد محمد محب النبی صاحب رضوی کے زیرِ انتظام ترقی کی جانب گامزن ہے، جس ادارہ کی فضاء میں ترجمہ و تشریح کا یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الْاٰدَابِ
آداب کا بیان

ادب کی تحقیق

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

جس چیز کی قولاً وفعلاً تعریف کی جائے اسے عمل میں لانا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مکارم اخلاق پر عمل پیرا ہونا ادب ہے ایک قول یہ ہے کہ مستحسن چیزوں پر آگاہ ہونا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ "مادبة" سے ماخوذ ہے اور "مادبة" دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۱۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

جو قول وفعل محمود ہو اسے عمل میں لانا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ نیکیوں پر عمل پیرا ہونا اور برائیوں سے اعراض کرنا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت ادب ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ادب "مادبة" سے ماخوذ ہے اور "مادبة" دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔ ادب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ادب کی طرف بھی بلایا جاتا ہے۔ (مرقات ج ۴ ص ۵۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بَابُ السَّلَامِ سلام کا بیان

سلام کی تحقیق

علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ" (الحشر: ۲۳)۔ علامہ طیبی نے اس اسم کی تفسیر میں فرمایا: "السلام" مصدر ہے اللہ تعالیٰ کے اس اسم کے ساتھ موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آفت اور نقص سے سلامتی والا ہے یعنی اس کی ذات حدوث اور عیب سے اس کی صفات نقص سے اور اس کے افعال خالص شر سے سلامتی والے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قضاء والے بعض اُمور میں جو چیز شر نظر آتی ہے وہ درحقیقت شر نہیں ہوتی بلکہ اس کے ضمن میں غالب خیر ہوتی ہے جس کے ترک سے عظیم شر لازم آتا ہے لہٰذا حقیقت میں جس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ خیر ہی ہے اور شر ضمناً اس فیصلہ کے تحت داخل ہے اس صورت میں یہ اسماء تنزیہیہ سے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ان ناموں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے منزہ اور پاک ہونے کا بیان ہوتا ہے) اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ "السلام علیك" کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم تم پر ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کی

حفاظت میں ہو جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارا مصاحب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں پر مطلع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی سلامتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ'' (الواقعۃ:۹۱) تو اے محبوب! تم پر سلام ہو دائیں طرف والوں سے اور ایک قول یہ ہے کہ لفظ سلام کئی معانی کے لیے آتا ہے: (۱) سلامتی (۲) دعا (۳) اللہ تعالیٰ کا اسم' کبھی یہ صرف سلامتی کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی صرف دعا کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی اس میں دونوں معانی کا احتمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا'' (النساء:۹۴) اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ اس میں دعا اور سلامتی دونوں معانی ہو سکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۳ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ' المتوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے' لہٰذا ''السلام علیك'' کا معنی ہے کہ اللہ کا اسم تم پر ہو' یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام کا معنی سلامتی ہے یعنی سلامتی تمہارے لیے لازم ہو۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۱۴ ص ۳۶۶ 'مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا○﴾ (النساء:۸۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کہو یا اسی لفظ کے ساتھ جواب دو' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے○

سلام کی اہمیت وفضیلت

''تحیۃ'' کا معنی ہے: درازیٔ زندگی کی دعا دینا' اور آیہ مبارکہ میں ''تحیہ'' سے مراد سلام کہنا ہے' باہمی ملاقات کے وقت سلام کہنا اظہارِ خوشی کا ایک ذریعہ ہے۔ سلام کہنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے' نفرت وکدورت دور ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ' المتوفی ۱۱۷۲ھ لکھتے ہیں:

لوگوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپس میں خوشی اور بشاشت کا اظہار کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور محبت کا برتاؤ کریں' چھوٹا بڑے کی تعظیم کرے اور بڑا چھوٹے پر شفقت کرے۔ ہم عمر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں' کیونکہ اگر یہ بات نہ پائی جائے تو دوستی اور صحبت ایک بے فائدہ تعلق ہو کر رہ جاتا ہے' جس کا کوئی نتیجہ وثمرہ برآمد نہیں ہوتا' اور اس اظہارِ تعلق کے لیے مخصوص الفاظ ہونا ضروری ہیں' کیونکہ الفاظ سے بیان کیے بغیر تو خوشی اور محبت کے جذبات دل میں ہی پوشیدہ رہ جائیں گے اور قرائن وعلامات کے بغیر وہ معلوم نہیں ہو سکیں گے' لہٰذا ہر گروہ نے اپنی اپنی رائے کے موافق سلام کہنے کا طریقہ مقرر کیا ہے' پھر وہی طریقہ اس قوم کا شعار بن گیا اور اس قوم کے افراد کی شناخت کا ذریعہ بن گیا' مشرکین بہ وقتِ سلام کہا کرتے تھے: اللہ! تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے! تمہاری صبح بہ خیر ہو! مجوس کہا کرتے تھے: تم ہزار برس جیو! لیکن قانونِ شرعی کا تقاضا ہے کہ آدمی وہ طریقہ اختیار کرے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ جاریہ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۴۶ 'مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' لبنان)

اسلام دینِ کامل ہے' سلام کہنے کا جو طریقہ اسلام نے مقرر فرمایا' وہ باقی قوموں کے طریقوں سے ممتاز اور افضل ہے۔ باقی اقوام میں بہ وقتِ ملاقات مخصوص وقت میں سلامتی وعافیت کی دعا کی جاتی ہے لیکن اسلام نے لفظِ السلام علیکم مقرر فرمایا جس میں صبح وشام وغیرہ کسی مخصوص وقت کی قید کے بغیر زندگی بھر کے لیے ہر قسم کی آفات وبلیات سے سلامتی اور امن وعافیت کی دعا ہے۔ اللہ رب العزت نے ابو البشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو طریقہ سلام کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ' متوفی ۲۵۶ھ

روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب انہیں پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور ملائکہ کے اس بیٹھے ہوئے گروہ کو سلام کہو' اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: السلام علیکم! تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیك ورحمة اللّٰه'' اور فرشتوں نے ''ورحمة اللّٰه'' کا اضافہ کیا۔

(صحیح البخاری' کتاب الاستئذان' رقم الحدیث: ۶۲۲۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ہمارے لیے بھی اللہ رب العزت نے اس طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً. (النور:٦١) پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو' ملتے وقت کی اچھی دعا' اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی امت کو سلام کی ترغیب دلائی اور اسے محبت میں اضافے کا باعث قرار دیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم مؤمن نہیں ہو گے' جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرنے لگو تو تم باہم محبت کرنے لگو' آپس میں بہ کثرت سلام کیا کرو۔ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث: ۱۹۲' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

سلام کے احکام و مسائل

★ آدمی کسی کے گھر کے دروازے پر جائے تو سلام سے پہلے اجازت طلب کرنا واجب ہے اور جب گھر میں داخل ہو تو پہلے سلام کرے' پھر کلام کرے' اگر باہر کسی سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کرے پھر کلام کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۴' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا؟ کسی نے کہا: جواب دینا افضل ہے' کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے' جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسر شان سمجھتے ہیں۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۶۷۹' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' اردو بازار' لاہور)

★ سلام کرنے والے کے لیے ''السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته'' کہنا افضل ہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے' اور ''برکاته'' پر اضافہ کرنا مناسب نہیں' حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر چیز کی انتہاء ہوتی ہے اور سلام کی انتہاء ''برکاته'' ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ جواب میں واؤ کے ساتھ ''وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته'' کہنا افضل ہے۔

(البحر الرائق ج ۸ ص ۲۰۷' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' کوئٹہ)

★ ایک آدمی کسی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا' دوسرے آدمی نے اسے سلام کیا اور کہا: ''السلام علیك'' اے فلاں! جماعت میں سے کسی دوسرے نے جواب دے دیا تو اس کے ذمہ سے جواب ساقط ہو جائے گا' اور ایک قول یہ ہے کہ اگر نام لے کر سلام کیا کہ اے زید! ''السلام علیك'' اور عمرو نے جواب دے دیا تو زید کے ذمہ سے سلام کا جواب ساقط نہیں ہو گا۔

(الفتاویٰ الخانیہ علیٰ هامش الفتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۴۲۳' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ سوار پیدل کو' کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو' تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور بچہ بڑے کو سلام کرے۔
(الفتاویٰ البزازیہ علیٰ ہامش الفتاویٰ الہندیہ ج ۶ ص ۳۵۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ سائل کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (تنویر الابصار ج ۹ ص ۵۹۲' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

★ اگر یہودی یا عیسائی یا مجوسی نے مسلمان کو سلام کیا تو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں' جواب میں صرف ''وعلیك'' کہے۔
(الدر المختار ج ۹ ص ۵۹۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

★ ہنسی مذاق کرنے والے بوڑھے' جھوٹ بولنے والے' بے ہودہ گفتگو کرنے والے' لوگوں کو گالیاں دینے والے' اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنے والے' فاسق' معلن' گانا گانے والے اور کبوتر باز کو سلام نہ کیا جائے' جب تک ان حضرات کا ان افعال سے توبہ کرنا معلوم نہ ہو۔ (ردّ المحتار ج ۹ ص ۵۹۵' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

★ ذمی' کافر کو بہ غرضِ حاجت سلام کر سکتا ہے' بلاضرورت انہیں سلام نہ کرے' اگر ایسی قوم کے پاس سے گزرے' جن میں (مسلمانوں کے ساتھ) کفار بھی ہیں تو اختیار ہے چاہے تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں کی نیت کرے اور چاہے تو ''السلام علی من اتبع الھدی'' کہے۔

★ تلاوتِ قرآن' علمی گفتگو' اذان' اقامت کے وقت سلام نہ کہا جائے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان مقامات پر جواب بھی نہ دیا جائے۔
(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۶' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے: ''السلام علی النبی ورحمۃ اللّٰہ تعالٰی وبرکاتہ السلام علینا وعلٰی عباد اللّٰہ الصالحین السلام علٰی اھل البیت ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا: جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے: ''السلام علٰی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔
(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ۲ ص ۵۲' مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی' ملتان)

ملا علی قاری نے شرح شفاء میں لکھا کہ خالی مکان میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۶۴۵' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۷۵۳۵۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَّاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے آنکھیں ٹھنڈی کرے اور تم خوشگوار حالت میں صبح کرو' جب دورِ اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع فرما دیا گیا۔ (ابوداؤد)

۷۵۳۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰى اُولٰئِكَ الْمَلَائِكَةِ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آ گئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حمد وثناء بیان کی۔ تو ان کے رب نے ان سے فرمایا: ''یرحمك اللّٰہ'' (اللہ تم پر رحم فرمائے) اے آدم! فرشتوں کے اس گروہ کے پاس جاؤ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں السلام علیکم کہو' حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم کہا تو فرشتوں نے کہا: ''علیك السلام ورحمۃ اللّٰہ''

رَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اِخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ فَقَالَ اِخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّيْ وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّيْ يَمِيْنٌ مُّبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَّكْتُوْبٌ عُمْرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَاُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَاِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُكَ دَاوٗدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمْرَهٗ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْ فِيْ عُمُرِهٖ قَالَ ذٰلِكَ الَّذِيْ كَتَبْتُ لَهٗ قَالَ اَيْ رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمُرِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ سُكِّنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا وَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجَّلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پھر آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا باہمی سلام ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا جب کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو' تو انہوں نے عرض کیا: میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی دائیں (برکت والے) ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد تھی' تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے اور اس وقت ہر انسان کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی تھی اور ان میں ایک مرد انتہائی چمک دار چہرے والے تھے' یا فرمایا: روشن ترین چہرے والوں میں سے ایک تھے' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے بیٹے داؤد علیہ السلام ہیں اور میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھ دی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! ان کی زندگی میں اضافہ فرما دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تو اس کے لیے یہی زندگی لکھی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! میں نے اپنی زندگی کے ساٹھ سال ان کے نام کر دیئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جیسے تمہاری خوشی! پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سکونت پذیر رہے' پھر جنت سے (زمین پر) اتارے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی زندگی شمار کرتے رہتے تھے کہ ان کے پاس ملک الموت آ گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جلدی کی ہے حالانکہ میری عمر تو ہزار برس لکھی گئی ہے' ملک الموت نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے لیکن آپ نے (اپنی زندگی کے) ساٹھ سال اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کر دیئے تھے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا اور ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی اور وہ بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھولنے لگی' فرمایا: اسی دن سے لکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل

اس حدیث میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا جب کہ اس کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔

اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کیا گیا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے' دیگر جسمانی اعضاء اور جسم سے پاک و منزہ ہے' لہٰذا یہ فرمان متشابہات میں سے ہے' اس کا حقیقی معنی اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ ہی جانتے ہیں' البتہ علمائے کرام نے اس میں تاویلات ذکر فرمائی ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

دونوں ہاتھوں سے کنایۃً صفت جمال و صفت جلال کے آثار یعنی ضیاء اور ظلمت' طاعت اور معصیت اور جنت و دوزخ مراد

ہیں۔ اظہارِ کبریائی کے لیے عدم کے بعد مخلوق کی ایجاد صفتِ جلال کے طور پر ہوئی ہے' جس کا تعلق شانِ عدل سے ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے جس کے لیے چاہا' اپنی شانِ جمال کو ظاہر فرمایا' جس کا تعلق صفتِ فضل سے ہے' نبی کریم ﷺ کے فرمان میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اندھیرے میں مخلوق کو پیدا فرمایا' پھران پر اپنے نور کا فیضان فرمایا' جسے اس نور سے حصہ مل گیا' وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جو اس نور سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا۔ (مرقات المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۸ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دایاں ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی یمن و برکت والے ہیں۔ اس حدیث پاک میں جس طرح اللہ رب العزت کے لیے ہاتھ کا اطلاق متشابہات میں سے ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا دایاں ہونا بھی متشابہات سے ہے' کیونکہ دایاں' بایاں وغیرہ جہات تو جسم کے لیے ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ جسم اور جہات سے پاک ہے' لہٰذا اس میں بھی تاویل ضروری ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی تاویل میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس قول کی شرح میں مختلف تاویلات ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے لیے ''ید'' بمعنی صفت ثابت ہے' ''ید'' بہ معنی ہاتھ ثابت نہیں' اور اس فرمانِ اقدس میں کنایتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ''یـد'' بہ معنی ہاتھ کی نفی کی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ہوتا تو وہ دایاں اور بایاں ہوتا' اور کلام کے آخر میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے مراد خیر و برکت کا ثبوت ہے کیونکہ ''یـدِ یـمـنٰـی'' (دایاں ہاتھ) کو خیر و برکت لازم ہے۔ یمنٰی کا مادہ اشتقاق یمن ہے اور یمن کا معنی خیر و برکت ہے (۲) بایاں ہاتھ' قوت اور گرفت میں ناقص و کمزور ہوتا ہے' لہٰذا دونوں ہاتھوں کو دایاں قرار دینے میں اشارہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نقصان سے پاک ہیں اور اس کی تمام صفات کامل ہیں (۳) سیدنا آدم علیہ السلام کی مراد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر شکر کرنا ہے اور یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ملے' چاہے لطف و مہربانی ہو یا قہر و غضب' وہ سب اس کا فضل و انعام ہی ہے' آپ نے جب فرمایا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا تو اس سے وہم پیدا ہوا کہ لطف و مہربانی والی صفات کو قہر و غضب والی صفات پر ترجیح دی ہے' لہٰذا اس وہم کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی سراپا یمن و برکت ہیں (۴) آپ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے بے پایاں جود و کرم اور فضل و احسان کو بیان کرنا ہے کیونکہ اہل عرب کا محاورہ ہے کہ جو آدمی نفع ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور جو آدمی نقصان ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کا حصہ بایاں ہی ہے' اور جو آدمی نہ نفع پہنچائے' نہ نقصان پہنچائے' اسے کہتے ہیں کہ یہ آدمی نہ دایاں رکھتا ہے نہ بایاں (۵) اہل عرب لفظ ''یـــد'' سے قدرت اور نعمت مراد لیتے ہیں' اگر قدرت مراد ہو تو ہدایت و ایمان اور گمراہی و کفر کا پیدا کرنا مراد ہے اور اگر اس سے نعمت مراد ہو تو اہلِ ہدایت پر لطف و کرم اور گمراہوں پر غضب و قہر مراد ہے اور یہ سب عدل و حکمت ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے' اپنی ملکیت میں تصرف فرماتا ہے' علیم و حکیم ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے' جن پر دوسرے مطلع نہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O'' (ابراہیم: ۴) وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ دکھاتا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے O (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

نبی کریم ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو دیکھا تو ان میں ایک مرد سب سے زیادہ روشن و چمک دار تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کا تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ ہمارے نبی کریم ﷺ بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے' اللہ رب العزت نے ان کی امتیازی شان کو حضرت آدم علیہ السلام

پر ظاہر فرمانے کے لیے ان کی نورانیت کو ظاہر فرمایا' اس سے ان کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' کیونکہ ہر نبی میں کوئی خصوصی امتیاز ہوتا ہے' جس سے اس نبی کی عظمتِ شان واضح ہوتی ہے' مگر اس بناء پر تمام انبیاء کرام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجودِ ملائکہ ہوئے' سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش کدۂ نمرود گلزار ہوا' انہیں زمین وآسمان کے ملکوت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام' ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ'' (الصّٰفّٰت:۱۰۷) کی شان سے نوازے گئے۔ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر شرفِ ہم کلامی سے مشرف ہوئے۔ سیّدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنگھوڑے میں کلام فرمایا اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اپنی والدہ ماجدہ کی پاک دامنی کی شہادت دی' ان کمالات سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتِ شان اور خصوصی مقام ظاہر ہوتا ہے' مگر ان خصوصی امتیازات اور جزئی فضائل سے ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ لازم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام روشنی اور چمک میں سب انبیاء کرام سے ممتاز تھے بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی اتفاقاً پہلے حضرت داؤد علیہ السلام پر نظر پڑی اور ان کے حسن وجمال اور نورانیت کو دیکھتے ہوئے سوال فرمایا اور اس معنی کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر دستِ قدرت پھیرا تو قیامت تک جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمانا تھا' وہ ان کی پشت سے باہر نکل آیا اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک شعاع پیدا فرما دی' پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام پر پیش فرمایا' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے' پھر آپ نے ان میں ایک مرد دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی روشنی آپ کے دل کو بھا گئی' آپ نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے آخری امتوں سے ایک مرد ہیں' جنہیں داؤد کہا جائے گا۔ الخ

(سنن ترمذی رقم الحدیث:۳۰۷۶' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

مذکورہ بالا دونوں جوابات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتّٰى الْاٰنَ.

بخاری ومسلم میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب ان کو پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور اس گروہ کو سلام کرو اور وہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: ''السلام علیکم!'' تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیك ورحمة الله'' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا راوی نے) فرمایا کہ فرشتوں نے ''ورحمة الله'' کا اضافہ کیا' یہ بھی فرمایا کہ جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا' وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا اور ان کے بعد اب تک مخلوق کا قد مسلسل گھٹتا رہا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: "خلق اللہ آدم علی صورتہ" اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ اس میں اختلاف ہے کہ "صورتہ" میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع کیا ہے؟ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

"علی صورتہ" سے مراد ہے: "علی صورۃ آدم" (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا) کیونکہ لفظ "آدم" زیادہ قریب ہے (اور قریبی کو ضمیر کا مرجع بنایا جاتا ہے) اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ابتداءً ہی مکمل بشر' کامل الخلقت' ساٹھ ہاتھ لمبے قد کے ساتھ پیدا فرمایا جب کہ دوسرے انسانوں میں اس طرح نہیں ہوتا' وہ پہلے نطفہ ہوتے ہیں' پھر جما ہوا خون' پھر گوشت کا لوتھڑا' پھر جنین' پھر بچہ' پھر مرد ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کی لمبائی اور قد وقامت مکمل ہو جاتا ہے اور ابن بطال نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان سے دہریہ کے قول کو باطل قرار دیا ہے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ ہر انسان نطفہ سے اور ہر نطفہ انسان سے بنتا ہے۔ (اور آپ نے واضح فرمادیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداءً ہی اپنی کامل صورت پر نطفہ کے بغیر ہوئی) اور آپ نے قدریہ کے قول کا بھی رد فرمایا ہے کہ قدریہ کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کی صفات دو طرح کی ہیں' ایک وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور دوسری وہ صفات ہیں جنہیں آدم علیہ السلام نے خود پیدا فرمایا' اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے قریب سے گزرے جو اپنے غلام کے چہرے پر طمانچہ مار رہا تھا' آپ نے اسے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس غلام کی صورت پر پیدا فرمایا ہے' اس صورت میں ضمیر کا مرجع وہ غلام ہے جس کے چہرے پر طمانچہ مارا جا رہا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے لیکن شکل وصورت اور ہیئت کا لفظ تو صرف اجسام پر بولا جاتا ہے (جب کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے)' لہٰذا یہاں صورت کا معنی صفت ہوگا' جس طرح کہا جاتا ہے: "عرفنی صورۃ ھذا الامر" مجھے اس کام کی صفت کی پہچان کراؤ۔ اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر پیدا فرمایا یعنی انہیں "حی" (زندہ) "عالم" سننے والا' دیکھنے والا اور کلام کرنے والا بنایا ہے (اور حیوۃ' علم' سمع' بصر اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں) یا اضافت تشریفیہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عظمت وشرافت کے اظہار کے لیے ان کی صورت کو اپنی صورت قرار دیا ہے) جس طرح بیت اللہ اور روح اللہ میں اضافت تشریفیہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ابتداءً کسی سابقہ نمونے اور مثال کے بغیر محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا' لہٰذا اپنی طرف اضافت کر کے انہیں عظمت و شرافت سے سرفراز فرمایا۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹)

۴۵۳۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ اِنَّ الْمُعْتَمَدَ اَنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ لَا سِيَّمَا وَقَدْ اَسْنَدَهُ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اِلَى ابْنِ عَمْرٍو فَارْتَفَعَ النِّزَاعُ وَزَالَ الْاِشْكَالُ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں' تم نہ یہود کی مشابہت اختیار کرو' نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو' یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ ہے۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ معتمد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے' خصوصاً علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں اس کو ابن عمرو کی طرف مسند کیا ہے' لہٰذا نزاع اور اشکال دور ہو گیا۔

یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ تم یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو کیونکہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ تمام افعال میں مشابہت اختیار نہ کرو' خصوصاً ان دو عادات میں۔ شاید یہود ونصاریٰ سلام میں یا سلام کے جواب میں یا سلام و جواب دونوں میں صرف اشارہ کرتے تھے اور لفظ سلام نہیں کہتے تھے جس طرح کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی یہی سنت ہے' گویا نبی کریم ﷺ پر منکشف فرمادیا گیا تھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ یہ کام کریں گے یا ان کی طرح جھک جانا' سر سے اشارہ کرنا یا صرف لفظ سلام کہنے پر اکتفاء کرنا اختیار کریں گے۔ میں نے مسجد حرام میں ایک بناوٹی صوفی کو دیکھا جو اپنے آپ کو سالکین' ریاضت کرنے والے' متوکلین اور زاہدین کی جماعت میں داخل کیے ہوئے تھا' وہ ہمیشہ روزہ سے رہتا اور اعتکاف میں مشغول رہتا تھا اور اس کے پاس اسباب دنیا میں سے کوئی چیز موجود نہیں تھی اور وہ چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے اسی حالت پر تھا' پھر آخری عمر میں اس نے مکمل خاموشی اختیار کر لی اور وہ سلام کا جواب محض سر کے اشارہ سے دیتا تھا' حالانکہ وہ معرفت' تلاوت کی ہمیشگی' حسنِ خلق اور سخاوتِ نفس سے خالی تھا لیکن اسے جب دیکھتے وہ طواف میں مشغول ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال کو زیادہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ ہم پر اور اس پر رحم فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۵۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۳۸ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: السلام علیکم! آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اس طرح سلام کرنے والے کے لیے) دس (نیکیاں ہیں)' پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس نیکیاں' پھر اور شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: تیس نیکیاں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يَّمَانِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَّعَ ذٰلِكَ اَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ هٰذَا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ اِيَّاهُ حَتّٰى عَرَفَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ السَّلَامَ اِنْتَهٰى اِلَى الْبَرَكَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ان کی خدمت میں ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا' پھر اس کے ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اس وقت آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی' لوگوں نے عرض کیا: یہ یمنی ہے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا رہتا ہے اور لوگوں نے اس کا تعارف کروایا حتیٰ کہ آپ نے اس کو پہچان لیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام تو ''وبرکاتہ'' پر مکمل ہو جاتا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ جب کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو رُک جائے کیونکہ سنت

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَلْيَكْفُفْ فَإِنَّ اتِّبَاعَ السُّنَّةِ اَفْضَلُ وَلِذٰلِكَ قَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَلَا يَزِيْدُ الرَّادُّ عَلٰى وَبَرَكَاتُهُ.

کی پیروی ہی افضل ہے۔ اسی لیے درمختار میں ہے کہ سلام کا جواب دینے والا ''وبرکاتہ'' پر اضافہ نہ کرے۔

۷۵۳۹ - وَعَنْ غَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَاَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَبِيْ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

غالب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے والد گرامی نے میرے دادا جان سے روایت کرتے ہوئے مجھے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ میرے والد گرامی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' اور کہا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا' میں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ہے تو آپ نے فرمایا: ''علیك وعلٰی ابیك'' تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔

(ابوداؤد)

مسائلِ ضروریہ

مسئلہ: جب ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کو میرا سلام پہنچاؤ تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے' جس سے پتا چلتا ہے کہ اگر کسی نے غائب شخص کی طرف سے سلام پہنچایا تو اس آدمی پر واجب ہے کہ اولاً سلام پہنچانے والے کو جواب دے اور پھر اس غائب شخص کو سلام کا جواب دے۔ (الفتاوٰی الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۶' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

مسئلہ: سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے' جب قاصد نے سلام پہنچانے کا التزام کر لیا ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ میں تمہارا سلام پہنچا دوں گا کیونکہ اگر اس نے سلام پہنچانے کا التزام کر لیا ہے تو یہ سلام اس کے پاس امانت کی طرح ہو گا اور اسے پہنچانا لازم ہو گا اور اگر اس نے اپنے اوپر لازم نہ کیا ہو تو یہ سلام ودیعت کی طرح ہو گا اور اس پر پہنچانا واجب نہیں ہو گا' اسی طرح اگر حاجی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں میرا سلام عرض کرنا تو اس پر بھی سلام پہنچانا واجب ہو گا۔ (ردالمحتار ج ۹ ص ۵۹۵' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فَضْلُ السَّلَامِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ

سلام کی فضیلت اور اس کی ترغیب

۷۵۴۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور اس شخص کو سلام کرو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے نہیں پہچانتے۔ (بخاری' مسلم)

کفار و فساق کو سلام کہنے کا حکم

اس حدیث میں ہے: اور سلام کہو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے تم نہیں پہچانتے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس میں اشارہ ہے کہ سلام میں تخصیص نہ کی جائے کہ بعض مخصوص لوگوں کو سلام کیا جائے اور دوسروں کو سلام نہ کیا جائے' جس طرح کہ متکبر لوگوں کا طریقہ ہے' کیونکہ تمام مؤمنین بھائی بھائی ہیں اور رشتہ اخوت میں سب برابر ہیں' البتہ یہ حکم عام مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے (کفار کو شامل نہیں)' لہٰذا کافر کو ابتداءً سلام نہیں کیا جائے گا' کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: یہود و نصاریٰ کو سلام

کہنے میں ابتداء نہ کرو اور جب ان میں سے کسی کے ساتھ سر راہ ملاقات ہو جائے تو انہیں تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کر دو۔

(صحیح مسلم' کتاب السلام' رقم الحدیث: ۵۶۲۶' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

اسی طرح اور دلیل سے فاسق بھی اس حکم عام سے مخصوص ہے اور جس آدمی کے متعلق شک ہو اس میں اصل یہی ہے کہ جب تک تخصیص ثابت نہ ہو' اس وقت تک حکم کو عموم پر باقی رکھا جائے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کہنے والی حدیث ابتدائے سلام میں ہو اور مقصود تالیفِ قلوب ہو' پھر بعد میں منع فرما دیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۳۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

فساق کو سلام نہ کرنے کے متعلق درج ذیل احادیث و آثار ہیں:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا' جب اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی کو ملاحظہ کیا تو انگوٹھی اتار دی اور لوہے کی انگوٹھی لے کر پہن لی اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: یہ شر ہے' یہ جہنمیوں کا زیور ہے' وہ آدمی واپس گیا اور انگوٹھی پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو نبی کریم ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔

(الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل' شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۵' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بحرین سے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا' آپ نے جواب نہ دیا' اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبہ پہنا ہوا تھا' اس نے دونوں چیزیں اتار دیں' پھر آ کر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ابھی آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا' آپ نے اعراض فرمایا' آپ نے فرمایا: تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارا تھا۔

(سنن نسائی ج ۸' رقم الحدیث: ۵۲۲۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب پینے والوں کو سلام نہ کہو۔

(الادب المفرد رقم الحدیث: ۳۵۱' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

۷۵٤۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری ایک دوسرے سے محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

(مسلم)

۷۵٤۲ - وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِی ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى سِقَاطٍ وَّلَا عَلٰى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِی

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے اور صبح کے وقت ان کے ساتھ بازار تک جاتے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بازار میں پہنچتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کے پاس سے بھی گزرتے اسے سلام کہتے' خواہ وہ کوئی معمولی سامان فروخت کرنے والا ہوتا یا بڑا تاجر یا کوئی مسکین۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بازار تک جانے کے لیے

اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

کہا: میں نے آپ سے عرض کیا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ آپ نہ تو خرید وفروخت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں' نہ کسی سامان کے متعلق دریافت کرتے ہیں' نہ اس کی قیمت معلوم کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں؛ لہٰذا آپ ہمارے پاس یہیں تشریف رکھئے' ہم گفتگو کریں گے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: اے پیٹ والے! (راوی کہتے ہیں کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا تھا) ہم سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ جو شخص بھی ہمیں ملے' ہم اسے سلام کہیں۔

(امام مالک' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۴۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: (۱) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۲) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں حاضر ہو (۳) جب وہ اس کی دعوت کرے تو یہ قبول کرے (۴) جب اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرے (۵) جب اسے چھینک آئے تو "یرحمك الله" کہے (۶) اور اس کے لیے خیر خواہی کرے چاہے وہ غائب ہو یا حاضر۔ (نسائی)

۷۵۴۴- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهٗ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهٗ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (۱) ملاقات پر اسے سلام کرے (۲) اس کی دعوت پر لبیک کہے (۳) جب اسے چھینک آئے تو "یرحمك الله" کہے (۴) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۵) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے (۶) اس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (ترمذی' دارمی)

جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے لفظ "یتبع" میں اشارہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ہمارا مذہب مختار یہی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تصریح ہے کہ جنازہ متبوع ہے' تابع نہیں اور جو جنازہ سے آگے ہو وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱' کتاب الجنائز' رقم الحدیث: ۱۴۸۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۵۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

جنازہ کے پیچھے چلنا' آگے چلنے سے افضل ہے' جس طرح نماز فرض کی نفل پر فضیلت ہے' کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یقیناً جنازہ کے پیچھے چلنا' اس کے آگے چلنے سے افضل ہے' جس طرح نفل پر فرض نماز کو فضیلت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے اسے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' دو تین

دفعہ نہیں حتیٰ کہ آپ نے سات تک شمار فرمایا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ نے کہا: میں نے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمائے! انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے جس طرح میں نے سنا ہے یقیناً وہ دونوں اس امت میں سب سے افضل ہیں لیکن ان دونوں نے یہ اچھا نہیں جانا کہ لوگ اکٹھے ہوں اور تنگ ہو جائیں لہٰذا انہوں نے لوگوں کی سہولت کو اختیار کیا۔ دوسری دلیل حضرت ابوامامہ رضی اللہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چلے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

یہ حکم اس وقت ہے جب جنازہ کے ساتھ عورتیں نہ ہوں، اگر عورتیں ہوں جس طرح ہمارے زمانہ میں ہوتا ہے تو جنازہ کے آگے چلنا احسن ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

رملی نے کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ (جنازہ کے آگے چلنا) مکروہ تنزیہی ہے۔

(منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

۷۵۴۵۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکَ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلَسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر تم راستوں میں بیٹھنے سے باز نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کیا کرو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور راستے سے تکلیف دِہ چیز ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۴۶۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ قَالَ وَاِرْشَادُ السَّبِیْلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور راستہ دکھانا۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۷۔ وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ قَالَ وَتُغِیْثُوا الْمَلْھُوْفَ وَتَھْدُوا الضَّالَّ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور مظلوم کی مدد کرو اور راستہ بھولنے والے کی رہنمائی کرو۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِی الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ ھَدَی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّۃَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَی الْحَمُوْلَۃِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے میں کوئی بھلائی نہیں صرف اسی شخص کے لیے بھلائی ہے جو راستہ دکھائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ اٹھانے میں مدد کرے۔ (شرح السنہ)

۷۵۴۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِفُلَانٍ فِیْ حَائِطِیْ عَذْقٌ وَّاِنَّہٗ قَدْ اٰذَانِیْ مَکَانَ عَذْقِہٖ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ بِعْنِیْ عَذْقَکَ قَالَ لَا قَالَ فَھَبْ لِیْ قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِیْہِ بِعَذْقٍ فِی الْجَنَّۃِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُ الَّذِیْ ھُوَ اَبْخَلُ مِنْکَ اِلَّا الَّذِیْ یَبْخَلُ بِالسَّلَامِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے نبی کریم ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا کہ اپنا درخت مجھے فروخت کر دے اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: جنت کے درخت کے عوض اسے میرے ہاتھ فروخت کر دے اس نے کہا: نہیں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے سلام میں بخل کرنے والے شخص کے علاوہ تجھ سے زیادہ کوئی بخیل نہیں دیکھا۔ (مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

اٰدَابُ السَّلَامِ

سلام کے آداب

۷۵۵۰۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلام کلام سے پہلے ہے۔ (ترمذی)

۷۵۵۱۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَھٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے پھر جب کھڑا ہو تو دوبارہ سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ فضیلت والا نہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

مجلس سے اٹھ کر جانے والے کے سلام کا جواب دینا

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث پاک کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ جماعت سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دینا جماعت پر واجب ہے۔ قاضی حسین اور ابوسعید نے کہا کہ مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کہنا بعض لوگوں کی عادت ہے اور یہ دعا ہے' اس کا جواب مستحب ہے واجب نہیں' کیونکہ سلام تو ملاقات کے وقت ہوتا ہے واپسی کے وقت نہیں' اور شاشی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ واپس جاتے وقت سلام کہنا سنت ہے' جس طرح ملاقات کے وقت سلام کہنا سنت ہے' لہٰذا جس طرح ملاقات کے ساتھ سلام کا جواب واجب ہے' اسی طرح واپسی کے وقت سلام کا جواب بھی واجب ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۵۲۔ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَھُمَا شَجَرَۃٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے' پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر اس سے ملاقات ہو تو دوبارہ سلام کرے۔ (ابوداؤد)

۷۵۵۳۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس کے رہنے والوں کو سلام کرو اور جب وہاں سے نکلو تو انہیں سلام کہہ کر الوداع کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۵٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو' یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

۷۵۵۵۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ يُسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَرُدَّ اَحَدُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَرْفُوْعًا وَّرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ مَوْقُوْفًا وَّقَالَ بَعْدَ تَمَامِ سَنَدِهٖ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَحَدُ مَشَائِخِهٖ لَا حَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ایک جماعت کا گزر ہو تو ان میں سے کسی ایک شخص کا سلام کہہ دینا کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کا جواب دے دینا کافی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کیا ہے' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے اور سند کے مکمل ہونے کے بعد فرمایا کہ اسے حسن بن علی رحمہ اللہ نے مرفوع قرار دیا ہے اور یہ حسن بن علی' امام ابوداؤد کے شیخ ہیں' حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نہیں۔

جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کہنا کافی ہے

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

سلام کی ابتداء سنت مستحبہ ہے' واجب نہیں اور یہ سنتِ کفایہ ہے' اگر جماعت ہو تو ان کی طرف سے ایک شخص کا سلام کرنا ہی کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۵۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت ترک کر دی اور اگر ان میں سے کسی ایک نے سلام کر دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے' اور اگر سب نے جواب نہ دیا تو سارے گناہ گار ہیں اور اگر ان میں سے ایک نے جواب دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

۷۵۵٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار' پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ (بخاری و مسلم)

۷۵۵۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے' زیادہ تعداد

وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

والوں کو سلام کریں۔(بخاری)

٧٥٥٨- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔(بخاری و مسلم)

بچوں کو سلام کہنے کا حکم

بچوں کو سلام کہنے میں مشائخ کا اختلاف ہے' بعض نے کہا: انہیں سلام نہ کیا جائے اور یہی حسن کا قول ہے اور بعض نے کہا: انہیں سلام کہنا افضل ہے اور یہی شریح کا قول ہے اور فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ کا اسی پر عمل ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

٧٥٥٩- وَعَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔(مسند احمد بن حنبل)

وَرَوٰى أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ هٰذَا مُخْتَصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمْنِهِ مِنَ الْوُقُوْعِ فِي الْفِتْنَةِ وَأَمَّا غَيْرُهُ فَيُكْرَهُ لَهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ عَجُوْزَةً بَعِيْدَةً عَنْ مَظَنَّةِ الْفِتْنَةِ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيْثُ مُسْلِمٍ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.

ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے جب کہ میں عورتوں کی جماعت میں بیٹھی ہوئی تھی تو آپ نے ہمیں سلام فرمایا۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے' کیونکہ آپ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ تھے لیکن آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے اجنبی عورت کو سلام کہنا مکروہ ہے' البتہ اگر وہ اجنبی عورت اتنی بوڑھی ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو کراہت نہیں' اور اس کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری باہمی محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا

اگر مرد و عورت کی ملاقات ہو تو اوّلاً مرد سلام کہے اور اگر اجنبی عورت مرد کو سلام کہے اور وہ بوڑھی ہو تو مرد اتنی آواز سے جواب دے کہ وہ سن لے' اگر جوان عورت ہو تو دل میں جواب دے اور اگر مرد اجنبی عورت کو سلام کہے تو پھر اس کا الٹ کرے (یعنی مرد بوڑھا ہے تو عورت اتنی آواز سے جواب دے کہ مرد سن لے اور اگر مرد جوان ہے تو عورت دل میں جواب دے)۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۰' مکتبہ امدادیہ' ملتان)

٧٥٦٠- وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد)

٧٥٦١- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْكِبَرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے دور ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٥٦٢- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو اور جب تمہاری ان میں سے کسی کے ساتھ سرِ راہ ملاقات ہو تو اسے تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کردو۔ (مسلم)

٧٥٦٣- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اہل کتاب سلام کہیں تو تم صرف وعلیکم کہو۔ (بخاری ومسلم)

٧٥٦٤- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ "السام علیك" ہی کہتے ہیں، لہٰذا تم بھی "وعلیك" کہہ دیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

٧٥٦٥- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور کہا: "السام علیکم" (تم پر ہلاکت ہو) تو میں نے (جواباً) کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور لعنت ہو، تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان ہے، ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے، میں نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے بھی کہہ دیا ہے "وعلیکم" (اور تم پر بھی)، اور ایک روایت میں "علیکم" ہے اور واؤ کا ذکر نہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ وَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَّا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ اَوَ لَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: "السام علیك" (تم پر ہلاکت ہو)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور تم پر بھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہرو! نرمی اختیار کرو، سختی اور بدکلامی سے بچو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ نے سنا نہیں، انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے وہ سنا نہیں ہے؟ میں نے ان کا کلام انہی پر لوٹا دیا ہے، میرے خلاف ان کی بددعا مقبول نہ ہوگی لیکن ان کے خلاف میری دعا مقبول ہوگی، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم فحش گوئی

لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ.

کرنے والی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کلامی کی عادت اور بدزبانی کو پسند نہیں فرماتا۔

٧٥٦٦ـ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں، بت پرست مشرکین اور یہودیوں کی مخلوط مجلس کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

٧٥٦٧ـ وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوالعلاء حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گورنر مقرر تھے، وہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف خط لکھتے تو اپنے نام سے ابتداء کرتے۔ (ابوداؤد)

٧٥٦٨ـ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهٗ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس پر مٹی ڈال دے کہ یہ ضرورت کو بہت زیادہ پورا کرنے والی ہے۔ (ترمذی)

٧٥٦٩ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ فَإِنَّهٗ أَذْكَرُ لِلْمَآلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے کاتب حاضر تھا، میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم اپنے کان پر رکھو، کیونکہ یہ عمل انجام کو زیادہ یاد دلانے والا ہے۔ (ترمذی)

٧٥٧٠ـ وَعَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ.

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ أَمَرَنِيْ أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدَ وَقَالَ إِنِّيْ مَا آمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ قَالَ فَمَا مَرَّ بِيْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ قَرَأْتُ عَلَيْهِ كِتَابَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یہود کی خط و کتابت سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ کسی تحریر میں مجھے یہود پر اطمینان نہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نصف مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے خط وکتابت سیکھ لی تو جب آپ یہود کی طرف کوئی خط لکھتے تو میں ہی لکھتا اور جب وہ آپ کی طرف خط بھیجتے تو آپ کی بارگاہ میں ان کا خط میں ہی پڑھ کر سناتا۔ (ترمذی)

انگلش وغیرہ غیر مسلم اقوام کی زبانیں سیکھنے کا حکم

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم اقوام کی زبان سیکھنا مباح ہے بلکہ جب اس میں کوئی دینی مصلحت ہو تو اس کی تعلیم باعثِ اجر اور مستحب ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرعاً سریانی، عبرانی، ہندی، ترکی یا فارسی کسی زبان کی تعلیم بھی حرام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زمین و آسمان کی پیدائش اور

زبانوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ بلکہ کسی بھی زبان کی تعلیم مباح ہے البتہ (بلاضرورت سیکھنا) لغو اور بے فائدہ ہے جو اہلِ کمال کے نزدیک پسندیدہ نہیں لیکن اگر اس پر کوئی فائدہ مترتب ہو تو اس وقت یہ تعلیم مستحب ہے جیسا کہ حدیث پاک سے مستفاد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر کوئی شخص انگریزی تہذیب کا دل دادہ ہے اسلامی تہذیب کو حقیر جانتے ہوئے انگریزی وضع قطع اختیار کرتا ہے اور اسی مذموم غرض کی بناء پر انگلش زبان سیکھتا ہے اور اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم دیتا ہے تو یقیناً یہ غرض فاسد اور ایسا شخص مذموم ترین ہے۔ اسلامی تہذیب کو مقدم سمجھتے ہوئے محض کاروباری اغراض کے پیش نظر انگریزی زبان کی تعلیم مباح ہے اس غرض سے انگلش زبان سیکھنا کہ غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کی جائے اور جدید تعلیم یافتہ حضرات تک مؤثر انداز میں دین کی بات پہنچائی جائے تو انگلش یا دوسری کوئی زبان سیکھنا نہ صرف مباح بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ — اجازت طلب کرنے کا بیان

کوئی شخص جس مکان کا مالک نہیں اس مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے تو یہ ''استئذان'' ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ○لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ○﴾ (النور:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو○ پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم واپس لوٹ جاؤ یہ تمہارے لیے انتہائی پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے○ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جن میں کسی کی سکونت نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو○ (النور:۲۹)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

عدی بن ثابت نے ذکر کیا کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص مجھے اس حالت میں دیکھے نہ میرا والد نہ میرا بیٹا اور میرے اہل خانہ سے مرد حضرات میرے پاس اس حالت میں آتے رہتے ہیں تو میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اجازت طلب کرنے کے احکام ومسائل

حضور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے غیر کے گھر سے وہ گھر مراد

ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحب مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اوّل سلام کرے، پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے، اس طرح کہ کہے: السلام علیکم! کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قراءت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے، ان کی قراءت یوں ہے: ''حتی تسلموا علٰی اھلھا و تستانسوا'' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے، پھر سلام کرے۔
(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ۶۳۶، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

علامہ یحیٰی بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے، طلبِ اجازت کی مشروعیت پر قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے دلائل قائم ہیں، سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور تین مرتبہ داخل ہونے کی اجازت طلب کرے، سلام کرنا اور اجازت طلب کرنا دونوں جمع کرے، جس طرح کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کیا چیز مستحب ہے، سلام کرنا یا اجازت طلب کرنا۔ حدیث پاک اور محققین کے قول کے مطابق صحیح یہی ہے کہ پہلے سلام کرے اور کہے: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے اجازت طلب کرے، تیسرا قول ہمارے اصحاب میں سے ماوردی کا مختار ہے کہ اگر اجازت طلب کرنے والے کی داخل ہونے سے پہلے صاحبِ خانہ پر نظر پڑ جائے تو پہلے سلام کرے ورنہ پہلے اجازت طلب کرے اور سلام کی تقدیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح احادیث مروی ہیں، اگر تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اجازت نہ ملی اور اس کا گمان ہے کہ صاحبِ خانہ نے سنا نہیں تو اس میں تین مذہب ہیں، زیادہ مشہور مذہب یہ ہے کہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت نہ مانگے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کرے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر پہلی دفعہ صریح الفاظ میں اجازت طلب کی تھی تو دوبارہ اجازت طلب نہ کرے اور اگر پہلی دفعہ صراحتاً طلبِ اجازت کے الفاظ ذکر نہیں کیے تھے تو دوبارہ اجازت طلب کرے اور زیادہ ظاہر قول کی دلیل یہ حدیث پاک ہے: جب تم میں سے کسی نے تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اسے اجازت نہ ملی تو وہ واپس لوٹ آئے اور دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اس صورت پر محمول ہے جب اجازت طلب کرنے والے کو علم یا گمان ہو کہ صاحبِ خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۳۵۶، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

احادیث میں تطبیق

ایک حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ قاصد کے ساتھ آ گیا تو یہی اس کے لیے اجازت ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحابِ صفہ کو بلا کر لائے تو اصحابِ صفہ نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی اور آپ کے اجازت عطا فرمانے پر وہ اندر حاضر ہوئے، ان دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے، اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث پاک میں ہے: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ آئے تو یہ بلانا اس کے لیے اجازت ہے اور اصحابِ صفہ بلانے والے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کے بعد حاضر ہوئے، لہٰذا ان کے لیے نئی اجازت کی ضرورت تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انتہائی ادب و حیاء یہی ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کی جائے، اس لیے اصحابِ صفہ نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا سبب پایا گیا تھا جس کی بناء پر انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی اور چوتھا جواب یہ ہے کہ ان تک یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ جب کسی کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ آپ کا مذکورہ فرمان اصحابِ صفہ کے اس فعل کے بعد ہو گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٤٥٧١ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس آ کر کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلانے کے لیے پیغام بھیجا' میں نے ان کے دروازے پر آ کر تین مرتبہ سلام کیا' انہوں نے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ آیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تمہیں ہمارے پاس آنے سے کس نے روکا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر تین بار سلام کیا' آپ نے مجھے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ گیا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر ان کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور گواہی دی۔ (بخاری و مسلم)

وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ جِئْتُ بَابَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَیَدْخُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَیْسٍ فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَرَجَعْتُ .

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکل الآثار میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں فرمایا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور کہا: السلام علیکم! کیا عبداللہ بن قیس اندر آ جائے؟ انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تو میں واپس لوٹ آیا۔

٤٥٧٢ - وَعَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ اَوْ جَدَایَةٍ وَضَغَابِیْسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَاَدْخُلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور ککڑیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت وادی کے بالائی حصہ پر تشریف فرما تھے۔ حضرت کلدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اجازت طلب کیے بغیر حاضر ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ! اور کہو: السلام علیکم' پھر داخل ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٤٥٧٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ یَبْدَاْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پہلے سلام نہ کرے اسے اجازت نہ دو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٤٥٧٤ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: کیا میں اپنی والدہ سے داخل ہونے کی اجازت لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا: میں اپنی والدہ کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو' عرض

إِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ اَلْإِسْتِئْذَانُ حَسَنٌ وَّيَنْبَغِيْ أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ مَّنْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّظَرُ إِلٰى عَوْرَتِهٖ وَنَحْوِهَا.

کیا: میں تو اس کا خدمت گار ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو' کیا تم اسے عریاں حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو اس سے اجازت لیا کرو۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے۔ اجازت طلب کرنا مستحسن ہے اور جس کی شرم گاہ وغیرہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے' اس سے آدمی کو اجازت طلب کرنا چاہیے۔

٧٥٧٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَهٗ إِذْنٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آ جائے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهٗ.

انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: آدمی کا دوسرے شخص کی طرف قاصد بھیجنا ہی اس کی اجازت ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ بِأَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' پیالے میں دودھ موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اصحابِ صفہ کے پاس جا کر انہیں میرے پاس بلا لاؤ' میں ان کے پاس گیا اور انہیں بلا لایا' وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی تو وہ اندر داخل ہو گئے۔

٧٥٧٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِيْ حَتّٰى أَنْهَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہارے لیے میری یہی اجازت کافی ہے کہ تم پردہ اٹھا دیا کرو اور میری خفیہ بات بھی سن لیا کرو' جب تک میں تمہیں اس سے منع نہ کروں۔ (مسلم)

٧٥٧٧۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ایک مرتبہ رات کو اور ایک مرتبہ دن کو حاضر ہوتا تھا' جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے تھے۔ (نسائی)

٧٥٧٨۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهٗ كَرِهَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کے قرض کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا' آپ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ نے فرمایا: میں' میں' گویا آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۷۵۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُّكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اِنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر فرماتے: السلام علیکم! اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں گھروں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(ابوداؤد)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ وَالتَّقْبِيْلِ
مصافحہ معانقہ اور بوسہ لینے کا بیان

مصافحہ و معانقہ کی لغوی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ باب مفاعلہ سے ہے اس کا معنی ہے: ہتھیلی کے کشادہ حصے کو ہتھیلی کے کشادہ حصہ سے ملانا اور چہرہ چہرے کے سامنے کرنا۔ اور کرمانی نے کہا ہے کہ مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا اور یہ ایسا فعل ہے جو محبت پیدا کرتا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سیالکوٹ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ کا کشادہ حصہ ہاتھ کے کشادہ حصے تک پہنچانا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے مصافحہ کا اظہار کیا۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابن وہب نے اپنی جامع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور مختصر النہایہ میں ہے کہ "تصفح" کا معنی ہے: تالی بجانا یعنی ہتھیلی کا کشادہ حصہ دوسری ہتھیلی کے کشادہ حصے پر مارنا اور اسی سے مصافحہ ماخوذ ہے اور مصافحہ یہ ہے کہ ہتھیلی کا کشادہ حصہ ہتھیلی سے ملایا جائے اور قاموس میں ہے کہ "تصافح" کی طرح مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا اور یہ "صفح" سے بھی ماخوذ ہو سکتا ہے۔ "صفح" کا معنی ہے: معاف کرنا اور ہاتھ پکڑنا معافی کی دلیل ہوتا ہے جس طرح ہاتھ نہ پکڑنا اعراض کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

معانقہ "عانق الرجل" سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی آدمی اپنے دونوں ہاتھ کسی کی گردن پر رکھ کر اسے اپنے ساتھ چمٹا لے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۷۵۸۰۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں!

(بخاری)

۷۵۸۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ فَذَهَبَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت اس کے سامنے جھک جائے؟ فرمایا: نہیں! اس نے عرض کیا: کیا اس سے لپٹ جائے اور اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں! (ترمذی) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآثار

قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا فَكَرِهُوا الْمُعَانَقَةَ مِنْهُمْ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَّحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهَا بَاْسًا وَّمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰی ذٰلِكَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوْا يَتَعَانَقُوْنَ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ مَا رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبَاحَةِ الْمُعَانَقَةِ مُتَاَخِّرٌ عَمَّا رُوِيَ عَنْهُ مِنَ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ فَبِذٰلِكَ نَاْخُذُ.

میں فرمایا کہ ایک قوم کا یہی نظریہ ہے اور انہوں نے معانقہ کو مکروہ قرار دیا ہے' ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں اور دوسرے فقہاء ان کے خلاف ہیں اور وہ معانقہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے' ان میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان معانقہ کیا کرتے تھے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے معانقہ کی اباحت والی روایات' نہی والی روایات سے متاخر ہیں اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

٧٥٨٢- وَعَنْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰی جَبْهَتِهِ اَوْ عَلٰی يَدِهِ فَيَسْاَلَهُ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی کامل عیادت یہ ہے کہ تم اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ اس کی طبیعت کیسی ہے؟ اور تمہارا آپس میں کامل سلام' مصافحہ ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

٧٥٨٣- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو دونوں کو بخش دیا جائے گا۔

٧٥٨٤- وَعَنْ عَطَاءٍ الْخَرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا.

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے رہا کرو' کینہ ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو تحفے دیتے رہا کرو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے گی اور عداوت جاتی رہے گی (امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٥٨٥- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سُقِطَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دوپہر سے پہلے چار رکعت ادا کیں' اس نے گویا شب قدر میں چار رکعت ادا کیں اور دو مسلمان جب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا جو گناہ بھی ہو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٥٨٦- وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ عَنَزَةَ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَّلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ایوب بن بشیر قبیلہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب تم رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تو کیا آپ تم سے مصافحہ فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے جب بھی ملاقات کی آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا' ایک روز آپ نے مجھے پیغام بھیجا مگر میں گھر پر نہیں تھا' جب میں آیا تو مجھے اطلاع دی گئی اور میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگیا' آپ ایک تخت پر تشریف فرما تھے' آپ نے مجھے اپنے ساتھ لپٹالیا اور یہ معانقہ بہت ہی اچھا تھا' بہت ہی اچھا تھا۔ (ابوداؤد)

٧٥٨٧- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقّٰى جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا وَّفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَيَاضِيِّ مُتَّصِلًا.

شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں اپنے ساتھ لپٹالیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد' بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے' مصابیح کے بعض نسخوں اور شرح السنہ میں بیاضی سے یہ متصلاً روایت ہے)۔

٧٥٨٨- وَعَنْ جَعْفَرَ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحُ خَيْبَرَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ کی سرزمین سے اپنی واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حبشہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے گلے لگالیا' پھر فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کی آمد سے' حسنِ اتفاق سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد فتح خیبر کے روز ہوئی تھی۔ (شرح السنہ)

٧٥٨٩- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَّجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے' زید بن حارثہ نے حاضر ہو کر دروازے پر دستک دی' رسول اللہ ﷺ برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے' بہ خدا! میں نے آپ کو برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) کبھی نہیں دیکھا' نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ آپ نے انہیں گلے لگالیا اور انہیں بوسہ دیا۔ (ترمذی)

٧٥٩٠- وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک انصاری صحابی حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' راوی کہتے ہیں کہ وہ قوم سے گفتگو کر رہے تھے اور ان کی طبیعت مزاحیہ تھی' وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پہلو میں چھڑی سے ضرب

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَّلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

لگائی‘ انہوں نے عرض کیا: مجھے قصاص دیجئے‘ آپ نے فرمایا: قصاص لے لو‘ انہوں نے عرض کیا: آپ کے جسم پر تو قمیص ہے اور میرے جسم پر قمیص نہیں تھی‘ نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اٹھادی‘ وہ آپ کے جسم اطہر سے لپٹ گئے اور آپ کے مبارک پہلو کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تو یہی مقصد تھا۔ (ابوداؤد)

٧٥٩١- وَعَنْ يَّعْلٰى قَالَ اِنَّ حَسَنًا وَّحُسَيْنًا اِسْتَبَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا اِلَيْهِ وَقَالَ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے‘ آپ نے دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لپٹالیا اور فرمایا: یقیناً اولاد بخیل اور بزدل بنانے والی ہے۔ (مسند احمد)

٧٥٩٢- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ وَّاِنَّهُمْ لَمِنْ رَّيْحَانِ اللّٰهِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بچہ لایا گیا تو آپ نے اسے چوما اور فرمایا: یہ بخیل اور بزدل بنانے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خوش بودار پھول ہیں۔ (شرح السنہ)

٧٥٩٣- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما‘ اس وقت آپ کی بارگاہ میں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حاضر تھے‘ انہوں نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں‘ میں نے تو ان میں کسی کو نہیں چوما‘ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا‘ پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا‘ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری‘ مسلم)

٧٥٩٤- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا وَّفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَّكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سیرت‘ عادت اور شکل و صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بات اور گفتگو میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا‘ وہ جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر ان کی طرف جاتے‘ ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھا لیتے اور جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتیں‘ آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر چومتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھالیتیں۔ (ابوداؤد)

٧٥٩٥- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَهَا حُمّٰى فَاَتَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دنوں میں‘ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تو آپ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں اور انہیں بخار تھا‘ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: بیٹی کیسی ہو؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف)

٧٥٩٦- وَعَنْ زَارِعٍ وَّكَانَ فِیْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔ (ابوداؤد)

٧٥٩٧- وَعَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ اَبِیْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُهٗ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مہاجر سوار کو خوش آمدید! (ترمذی)

ان احادیث کریمہ میں مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کا ذکر ہے' لہٰذا مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کے احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مصافحہ کا حکمِ شرعی

علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ١٠٨٨ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ سنت قدیمہ متواترہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من صافح اخاه المسلم وحرك يديه تناثرت ذنوبه'' جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اس کے ہاتھوں کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔

(در المختار ج ٩ ص ٥٣' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے۔ نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد لوگوں میں مصافحہ کی جو عادت ہے' شرعاً اس طریقے پر مصافحہ کی کوئی اصل نہیں' البتہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے' لوگوں کا بعض احوال میں اس پر پابندی کرنا اور اکثر اوقات اس میں کوتاہی کرنا' مصافحہ کو اس کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ حسن بکری فرماتے ہیں کہ علامہ نووی کا نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد کی قید ذکر کرنا اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے ورنہ تمام نمازوں کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے۔ (علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بالخصوص نمازوں کے بعد مصافحہ پر ہمیشگی کرنے سے جاہل لوگ یہ اعتقاد کر سکتے ہیں کہ ان مخصوص اوقات میں مصافحہ سنت ہے اور ان مخصوص اوقات میں مصافحہ کرنے میں کوئی زائد خصوصیت ہے جب کہ مشائخ کے ظاہر کلام سے پتا چلتا ہے کہ سلف میں سے کسی نے ان مخصوص اوقات میں مصافحہ نہیں کیا' اسی لیے فقہائے کرام نے فرمایا کہ وتر میں تینوں سورتوں کی قراءت سنت ہے مگر کبھی کبھی ترک کر دینا چاہیے تاکہ وجوب کا اعتقاد نہ ہو۔

(رد المختار ج ٩ ص ٥٤' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٣٤٠ھ نمازِ جمعہ وعیدین اور نمازِ صبح وعصر اور بعد از وعظ مصافحہ ومعانقہ کے متعلق سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مصافحہ ومعانقہ مذکورہ جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں' جائز ہیں اور بہ نیتِ محمود مستحب ومندوب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢٢ ص ٣٢٧' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مزید لکھتے ہیں:

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی' بعد نماز ملے' یہ مصافحہ خاص مسنون ہے ''لکونها عند اوّل اللقاء'' (کیونکہ یہ مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت ہے) اور اگر مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقاتِ جدید (غائب ہونے کے بعد نئی

ملاقات) ہے' مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۳۱ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مصافحہ کا طریقہ

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہو' درمیان میں کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد ہو' اور انگوٹھے کو پکڑے کیونکہ اس میں ایک رگ ہے' جس سے محبت پیدا ہوتی ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۸ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

معانقہ کا حکم شرعی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بروکرامت و اظہارِ محبت' بے فسادِ نیت و موادِ شہوت بالا جماع جائز' جس کے جواز پر احادیثِ کثیرہ وروایاتِ شہیرہ ناطق۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۵۹ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

ہدایہ میں ہے کہ آدمی دوسرے آدمی کا منہ یا ہاتھ یا کوئی عضو چومے یا اس سے معانقہ کرے تو یہ مکروہ ہے اور امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بوسہ لینے اور معانقہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حبشہ سے واپسی پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکامعہ اور مکاعمہ سے منع فرمایا۔ مکامعہ' معانقہ اور مکاعمہ' بوسہ لینا ہے' اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جو روایت ذکر کی ہے وہ تحریم سے پہلے کی حالت پر محمول ہے اور فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ ایک چادر میں معانقہ کرنے میں اختلاف ہے لیکن اگر قمیص یا جبہ پہنا ہو تو بالاتفاق معانقے میں کوئی حرج نہیں۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۶ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بوسے کی اقسام اور حکم شرعی

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

بوسے کی پانچ اقسام ہیں: (۱) بیٹے کے رخسار پر محبت سے بوسہ لینا (۲) والدین کے سر کا تعظیم واحترام سے بوسہ لینا (۳) بھائی کی پیشانی پر شفقت سے بوسہ لینا (۴) اپنی بیوی اور لونڈی کے منہ پر شہوت سے بوسہ لینا (۵) مؤمنین کے ہاتھوں پر بہ وقتِ ملاقات بوسہ لینا' بعض نے ایک اور قسم کا اضافہ کیا کہ حجر اسود کا دین داری کے طور پر بوسہ لینا۔ (درمختار ج ۹ ص ۵۵۱ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اگر دوسرے آدمی کے لیے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا تو یہ مکروہ ہے اور اگر دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دے تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر عالم دین کے علم و فضل کی بناء پر یا عادل بادشاہ کے عدل وانصاف کی بناء پر اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں' اور اگر کسی دوسرے مسلمان کی تعظیم و اکرام کی غرض سے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر دنیاوی غرض کی بناء پر ہو تو مکروہ ہے' اگر کسی عالم یا نیک آدمی سے درخواست کی کہ اپنا قدم بڑھائے تاکہ بوسہ لے سکے' بعض کے نزدیک اس کی رخصت نہیں اور نہ ہی وہ عالم یا نیک آدمی اس کی درخواست کو قبول کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی درخواست قبول کرے' اسی طرح اگر سر یا ہاتھوں کا بوسہ لینے کی اجازت طلب کی' پھر بھی یہی حکم ہے البتہ جہاں اپنے دوست سے ملاقات کے وقت اپنے ہی ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں' یہ بالاتفاق

مکروہ ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج۵ ص۳۶۹' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

اگر عالم یا نیک آدمی سے کسی نے درخواست کی کہ وہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھائے تا کہ قدموں کا بوسہ لے سکے تو یہ عالم و متقی شخص اس آدمی کی درخواست کو قبول کر لے' اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے حاکم نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی معجزہ دکھلائیں تا کہ میرے یقین میں اضافہ ہو' آپ نے فرمایا: اس درخت کے پاس جا کر اسے بلاؤ' اس آدمی نے درخت کے پاس جا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں' تو وہ درخت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا: آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا' پھر آپ نے اس شخص کو اجازت عنایت فرمائی اور اس نے آپ کے سرِ انور اور مبارک قدموں کا بوسہ لیا اور آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (ردالمحتار ج۹ ص۵۵۰' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بَابُ الْقِيَامِ

(تعظیماً) کھڑا ہونے کا بیان

۷۵۹۸۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَضَى الْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ فِيْ بَابِ حُكْمِ الْاِسْرَاءِ قَالَ عُلَمَاءُ نَا وَفِيْهِ اسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْاَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ لِاَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوْفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوْضِ وَاِلٰى فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ اَفْخَمُ مِنَ اللَّامِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ وَمَا جَاءَ مِنْ كَرَاهَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ الصَّحَابَةِ لَهٗ فَهُوَ مِنْ جِهَةِ الْاِتِّحَادِ الْمُوْجِبِ لِرَفْعِ التَّكَلُّفِ لَا لِلنَّهْيِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعہ سے نیچے اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پیغام بھیج کر بلوایا' وہ آپ کے قریب ہی تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر حاضرِ خدمت ہوئے' جب مسجد سے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ (بخاری ومسلم) یہ طویل حدیث باب حکم الاسراء میں گزر چکی ہے' ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ افضل شخص کی آمد پر قیام مستحب ہے' اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ اور قیام ہے' کیونکہ ممنوع قیام تو یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے سامنے کھڑا رہے اور (کسی کی آمد پر) کھڑا ہو جانا منع نہیں۔ اس حدیث میں ''الـــی'' کے الفاظ ہیں' جو لام کی بہ نسبت تعظیم پر زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ صاحب لمعات علیہ الرحمہ نے فرمایا: جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے لیے صحابہ کرام کے قیام کو ناپسند فرمانے کا ذکر ہے' وہاں آپ نے نہی کی بنا پر ناپسند نہیں فرمایا تھا بلکہ ناپسند فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ اس قدر اتحاد و یگانگی کا مظاہرہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام جیسے تکلفات کی گنجائش نہیں تھی۔

قیامِ تعظیمی کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے ارشاد فرمایا: ''قوموا الی سیّدکم'' اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ اس میں اہلِ فضل کے لیے تعظیماً قیام کا ثبوت ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مبدأ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا'' (المائدہ:۳۸) چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس آیہ مبارکہ میں قطعِ ید (ہاتھ کاٹنے) کا حکم ''سارق'' (چوری کرنے والے) پر لگایا گیا ہے' لہٰذا قطعِ ید کی علت

چوری والا وصف ہے' اسی طرح اس حدیث پاک میں قیام کا حکم سیّد پر لگایا گیا ہے' لہٰذا وصفِ سیادت علت ہے' اور کسی کی سیادت کے پیش نظر اس کے لیے کھڑا ہونا قیامِ تعظیمی ہی ہوتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ تعظیماً قیام مباح ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

آنے والے کے لیے تعظیماً قیام جائز بلکہ مستحب ہے جس طرح کہ عالم کے سامنے پڑھنے والے کے لیے قیام جائز ہے۔

(درمختار ج۹ ص۵۵۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

(آنے والے کے لیے تعظیماً قیام مستحب ہے) جب کہ وہ شخص تعظیم کا مستحق ہو' مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص کا اندر آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور تلاوتِ قرآن کرنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جب کہ آنے والا شخص مستحق تعظیم ہو' اور مشکل الآثار میں ہے کہ دوسرے کے لیے کھڑا ہونا ذاتی طور پر مکروہ نہیں' البتہ جس کے لیے قیام کیا جائے' اس کے قیام کو پسند کرنا مکروہ ہے' اور جس کے لیے قیام نہیں کیا جاتا اس کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس میں کراہت نہیں۔ علامہ ابن وہبان نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں تو قیام مستحب ہونا چاہیے کیونکہ قیام کا ترک خصوصاً جہاں قیام کی عادت ہو وہاں قیام نہ کرنا کینہ' بغض اور عداوت کا سبب بنتا ہے' اور قیام کے متعلق جو وعید آئی ہے' یہ اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا رہنے کو پسند کرتا ہو' جس طرح کہ ترکوں اور عجمیوں کا طریقہ ہے' میں کہتا ہوں کہ عنایہ وغیرہ میں اس کی تائید میں یہ واقعہ ہے کہ شیخ حکیم ابوالقاسم کے پاس جب کوئی مالدار آدمی آتا تو وہ اس کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اس کی تعظیم کرتے اور فقراء وطلباء کے لیے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ غنی مجھ سے تعظیم کی توقع کرتا ہے' اگر میں تعظیم نہ کروں تو تکلیف کا باعث ہوگا اور فقراء وطلباء تو بس یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں سلام کا جواب دوں اور ان سے علمی گفتگو کروں۔

(ردالمحتار ج۹ ص۵۵۱' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اہل فضل کی تعظیم واکرام اور ان کے آنے پر قیام کرنے کا ثبوت ہے۔ جمہور علمائے کرام نے اس حدیث سے قیام کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ وہ قیام نہیں جس سے روکا گیا ہے' ممنوع قیام تو یہ ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو' اور دوسرے لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور جب تک وہ بیٹھا رہے لوگ کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ فضل کی آمد پر قیام مستحب ہے اور اس کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں' اور اس کی ممانعت میں کوئی صریح چیز ثابت نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۶ ص۳۱۳' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا' اس کے باوجود صحابہ کرام' حضور کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو قیام پسند نہیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۵۴' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

اس حدیث سے قیامِ تعظیمی کے عدمِ جواز پر استدلال کیا جاتا ہے' حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کے دو جواب ہیں' ایک جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتنہ کا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ تعظیم میں افراط نہ کرنے لگیں' اس بناء پر آپ نے اپنے لیے صحابہ کے قیام کو ناپسند فرمایا' جس طرح کہ آپ کا ارشاد ہے: ''لا تطرونی'' میری تعظیم میں مبالغہ نہ کیا کرو' اور

آپ نے صحابہ کے آپس میں ایک دوسرے کے لیے قیام کو ناپسند نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے خود بعض صحابہ کے لیے قیام فرمایا اور آپ کی موجودگی میں صحابہ نے دوسروں کے لیے قیام کیا' آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا بلکہ اسے ثابت رکھا اور اس کا حکم دیا' دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے درمیان اتنا انس اور کامل محبت وخلوص تھا کہ قیام تعظیمی کے ساتھ اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں تھی؛ لہٰذا قیام کا کوئی مقصد نہ تھا اور جب انسان کمال محبت کے اس مقام پر پہنچ جائے تو وہاں قیام کی ضرورت نہیں رہتی۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ ممکن ہے آپ نے محبت کی بناء پر قیام کو ناپسند فرمایا ہو کیونکہ محبت کا تقاضا ہے کہ اتحاد و یگانگت پیدا ہو اور تکلف باقی نہ رہے' اور اس پر دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا' اور امام ابوحامد نے کہا ہے کہ جب اتحاد و یگانگت کامل ہو جائے تو باہمی حقوق' قیام' معذرت اور تعریف وغیرہ میں نرمی اور خفت آ جاتی ہے' کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ صحبت کے حقوق سے ہیں مگر ان میں ایک قسم کی اجنبیت اور تکلف پایا جاتا ہے اور جب اتحاد کامل ہو جائے تو تکلف کی بساط بالکل لپیٹ دی جاتی ہے اور آدمی دوست کے ساتھ اپنی ذات والا معاملہ اور برتاؤ کرتا ہے کیونکہ آداب ظاہری' باطنی آداب کا عنوان ہوتے ہیں' جب دل میں خالص محبت آ جائے تو اس کے اظہار کے لیے ان تکلفات کی ضرورت نہیں رہتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زمانے' اشخاص اور احوال کے اعتبار سے قیام اور ترکِ قیام کا حکم مختلف ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد' کتاب الادب' رقم الحدیث: ۵۲۲۹' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

اس حدیث کو بھی قیامِ تعظیمی کے عدم جواز پر بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبری نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے' اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۱' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ عجمیوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو کہ وہ مال ومنصب کی خاطر ایک دوسرے کے لیے قیام کرتے ہیں' تعظیم تو علم اور نیکی کی بناء پر ہی مناسب ہے اور جب قیام و تعظیم اللہ کے لیے ہو تو وہ مستحسن ہے' لیکن اس جواب پر اعتراض ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قیام تو یقیناً اللہ کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لیے ہی تھا' اس حدیث کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عجمی کھڑے رہتے تھے (یعنی بڑا آدمی بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے سامنے تعظیماً کھڑے رہتے)' آپ نے اس طرح کھڑے رہنے سے منع فرمایا لیکن مبالغہ کے لیے اسے مطلق قیام سے تعبیر کر دیا' یا قیام سے مراد وقوف (کھڑا رہنا) ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۹۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہو کر گفتگو فرماتے' جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی

الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ بعض ازواجِ مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جاچکے ہیں۔ (بیہقی شعب الایمان)

٧٦٠٠- وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدًا فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰهُ اَخُوْهُ اَنْ يَّتَزَحْزَحَ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی خاطر سمٹ کر بیٹھ گئے' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! جگہ میں تو کافی گنجائش ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کی اپنے بھائی سے ملاقات ہو تو اس کی خاطر کچھ سمٹ کر بیٹھ جائے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٧٦٠١- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٠٢- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)

٧٦٠٣- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے' البتہ مجلس میں کشادگی اور وسعت سے کام لو۔ (بخاری ومسلم)

وَرَوٰى اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ نَا اَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ فَاَبٰى اَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهٗ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهٖ.

امام ابوداؤد نے سعید بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک گواہی کے معاملہ میں ابوبکرہ ہمارے پاس آئے' ایک شخص ان کی خاطر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا' انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے دوسرے شخص کے ایسے کپڑوں سے ہاتھ صاف کرنے سے منع فرمایا ہے' جو اس کو پہنائے نہیں ہیں۔

٧٦٠٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا' پھر واپس آ گیا تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ.

امام ابوداؤد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوتے' پھر آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا واپسی کا ارادہ ہوتا تو اپنی نعلین مبارک یا کوئی اور چیز جو آپ پر ہوتی' اسے اتار کر چھوڑ جاتے تو آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے پہچان جاتے اور بیٹھے رہتے۔

٧٦٠٥- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے (ان کے درمیان بیٹھ جائے)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٠٦- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ — بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بیان

ف: باب کے عنوان میں بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بالترتیب ذکر عادت کے موافق ہے' کیونکہ عادت یہی ہے کہ آدمی کھانے وغیرہ کے لیے بیٹھتا ہے' پھر سو جاتا ہے' اس کے بعد اٹھ کر مسجد وغیرہ کی طرف چل کر جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٠٧- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے صحن کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے حلقہ بنائے ہوئے اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

احتباء کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

احتباء یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور پاؤں کے تلوے زمین پر لگے ہوں اور دونوں بازوؤں سے پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنا لیا جائے' اور حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ بیٹھنے میں احتباء سنت ہے۔ اسے ابن ملک نے ذکر کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سنت محض اس فعل سے ادا نہیں ہوتی بلکہ یہ بیان جواز کے لیے ہے اور استحباب کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٠٨- وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِى الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰى بِيَدَيْهِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے دونوں بازوؤں سے گھٹنوں کے گرد حلقہ بنا لیتے۔ (رزین)

٧٦٠٩- وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ اَنَّهَا رَاَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں گھٹنے کھڑے کر کے بازوؤں سے ان کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عجز وانکساری کی حالت میں دیکھا تو خوف سے مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ (ابوداؤد)

٧٦١٠- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بائیں جانب تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی)

٧٦١١- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو ہو کر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج خوب روشن ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

٧٦١٢- وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص حلقے کے درمیان بیٹھے' وہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق لعنتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے شخص سے کون مراد ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ متوفی ١١٧٦ھ لکھتے ہیں:

ایک قول کے مطابق اس سے مراد مسخرہ ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے خود کو ہنسی مذاق کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے اور یہ ایک شیطانی عمل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جو بعض لوگوں کی طرف پشت کر لیتا ہے اور بعض کی طرف چہرہ کر لیتا ہے اور اس کا یہ عمل بعض لوگوں کی ناپسندیدگی کا باعث بنتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ٢ ص ٣٥١' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (١) کوئی شخص لوگوں کی جماعت میں آئے اور جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے وہاں نہ بیٹھے بلکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا درمیان میں آ کر بیٹھ جائے (٢) کوئی شخص حلقہ کے درمیان میں بیٹھ جائے اور لوگوں کے چہروں کے درمیان حائل ہو جائے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٤ ص ٥٨٨' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦١٣- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر مجلس وہ ہے جو زیادہ کشادہ ہو۔ (ابوداؤد)

٧٦١٤- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب کہ آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں جدا جدا بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

(ابوداؤد)

۷۶۱۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهٗ فِی الشَّمْسِ وَبَعْضُهٗ فِی الظِّلِّ فَلْیَقُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو پھر اس سے سایہ ہٹنے لگے اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ حصہ سائے میں آ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْیَقُمْ فَاِنَّهٗ مَجْلِسُ الشَّیْطَانِ هٰکَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَّوْقُوْفًا.

شرح السنہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو پھر سایہ اس سے ہٹ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ معمر نے اسے یوں ہی موقوفاً روایت کیا ہے۔

۷۶۱۶۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کُنَّا اِذَا اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَیْثُ یَنْتَهِیْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر شخص وہاں بیٹھ جاتا، جہاں مجلس کی انتہاء ہوتی۔ (ابوداؤد)

۷۶۱۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰکَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ یَدَیَ الْیُسْرٰی خَلْفَ ظَهْرِیْ وَاتَّکَاْتُ عَلٰی اَلْیَةِ یَدِیْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پشت کے پیچھے تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو، جن پر غضب کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

۷۶۱۸۔ وَعَنْ یَّعِیْشِ بْنِ طَخْفَةَ بْنِ قَیْسٍ الْغِفَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ یُّحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ یُّبْغِضُهَا اللّٰهُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے کہ میں سینہ میں درد کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

پیٹ کے بل لیٹنا

پیٹ کے بل لیٹنے کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں آدمی کا چہرہ اور سینہ زمین پر لگتے ہیں جب کہ یہ دونوں اشرف عضو ہیں اور سجدہ کے علاوہ انہیں زمین پر رکھنے میں ذلت ہے یا پھر اس طرح لیٹنا اہل لواطت کا طریقہ ہے، ان کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسے مذموم قرار دیا ہے (عذر کی بناء پر اس طرح لیٹنے میں قباحت نہیں مگر نبی کریم ﷺ نے درد سینہ کے عذر کے باوجود صحابی کے اس طرح لیٹنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ) یا تو ان کے عذر کی طرف آپ کی توجہ نہ تھی یا پھر درد کے ازالہ کے لیے پاؤں پھیلائے بغیر چت لیٹنا بھی ممکن تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۵۸۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۶۱۹۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ نے مجھے اپنے مبارک

فَرَكَضَنِيْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا جُنْدُبُ اِنَّمَا هُوَ ضِجْعَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے جندب! یہ تو جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔(ابن ماجہ)

٧٦٢٠- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَّا يُحِبُّهَا اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔(ترمذی)

٧٦٢١- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت لیٹے۔(مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى.

اور امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت نہ لیٹے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَّاضِعًا اِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَّعِبَادٍ اِنَّ وَضْعَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى قَدْ يَكُوْنُ عَلٰى نَوْعَيْنِ اَنْ تَكُوْنَ رِجْلَاهُ مَمْدُوْدَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى وَلَا بَاْسَ بِهٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَنْكَشِفُ مِنَ الْعَوْرَةِ بِهٰذِهِ الْهَيْئَةِ وَاَنْ يَّكُوْنَ نَاصِبًا سَاقَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ وَيَضَعُ الرِّجْلَ الْاُخْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ الْمَنْصُوْبَةِ وَعَلٰى هٰذَا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِنْكِشَافُ الْعَوْرَةِ بِاَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ سَرَاوِيْلُ اَوْ يَكُوْنَ اِزَارُهٗ اَوْ ذَيْلُهٗ طَوِيْلَيْنِ جَازَ وَاِلَّا فَلَا وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِنَا وَاِنَّمَا اُطْلِقَ النَّهْيُ لِاَنَّ الْغَالِبَ فِيْهِمُ الْاِتِّزَارُ.

بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم کی اپنے چچا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں اس حالت میں گدی کے بل لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضرت جابر و حضرت عباد رضی اللہ عنہما والی دونوں احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھنا دو طرح سے ہوتا ہے: (۱) دونوں ٹانگیں کھچی ہوئی ہوں اور ایک پاؤں کے اوپر دوسرا پاؤں رکھا ہوا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طریقہ سے شرم گاہ ننگی نہیں ہوتی (۲) ایک پنڈلی کھڑی کی ہو اور دوسرا پاؤں کھڑے کیے ہوئے گھٹنے پر رکھا جائے اس طریقہ سے اگر شرم گاہ ننگی نہ ہو تو جائز ہے مثلاً شلوار پہنی ہو یا تہبند لمبا ہو یا قمیص کا دامن لمبا ہو اور اگر شرم گاہ ننگی ہو تو پھر جائز نہیں۔ ہمارے بعض علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہی مطلق ہے اس لیے کہ اہل عرب عموماً ازار باندھتے تھے۔

٧٦٢٢- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت کسی جگہ پڑاؤ فرماتے تو دائیں کروٹ کے بل لیٹتے اور جب صبح سے

شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کچھ دیر پہلے کسی جگہ ٹھہرتے تو کلائی کھڑی کر کے اپنا سرِ انور ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (شرح السنہ)

٧٦٢٣۔ وَعَنْ بَعْضِ اٰلِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوْضَعُ فِيْ قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض اولاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک اس طرح کا تھا' جس طرح آپ کی قبر انور میں بچھایا گیا اور مسجد آپ کے سر مبارک کی جانب ہوتی تھی۔ (ابوداؤد)

قبرانور میں کپڑا بچھانے کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقتِ استراحت جو سرخ کپڑا نیچے بچھاتے تھے' قبر مبارک میں بھی وہی کپڑا بچھایا گیا اور آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا' بعض نے کہا ہے کہ آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا اور پھر اضطراب و پریشانی کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو وہ کپڑا نکالنے کا خیال نہ رہا' وہ قبر انور میں اسی طرح رہ گیا اور دفن کے بعد قبر کھولنا مناسب نہیں تھا' یہ بھی روایت ہے کہ وہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شُقران کی طرف سے صحابہ کرام کی اتفاق رائے کے بغیر رکھا گیا' ان کا کہنا تھا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کے بعد کوئی اور اس کپڑے کو استعمال کرے۔ جمہور علماء کے نزدیک قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا مکروہ ہے' اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ یہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت سے قبر انور میں بچھایا گیا اور یہ آپ کی خصوصیت ہے اور صحیح یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قبر انور میں اینٹیں لگاتے وقت وہ کپڑا نکال لیا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٢٤۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ مَعَالِمِ السُّنَنِ لِلْخَطَّابِيِّ حِجًى.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسے مکان کی چھت پر رات گزاری' جس کی منڈیر نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس پر پتھر نہ ہو تو اس سے ذمہ داری ختم ہو گئی۔ (ابوداؤد اور معالم السنن للخطابی میں ''حجی'' (پردہ) کے الفاظ ہیں)

٧٦٢٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں منڈیر کے بغیر چھت پر سونے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنی ہلاکت کے درپے ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے' جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرہ:١٩٥)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۵۱' ۳' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

٧٦٢٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایک شخص دو چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا' اس کے نفس نے اسے تکبر میں مبتلا کر دیا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔(بخاری و مسلم)

۷٦۲۷۔ وَعَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور مرد اور عورتیں راستے میں مل جل گئے تھے' آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم پیچھے رہو' کیونکہ تمہارا راستے کے درمیان چلنا مناسب نہیں' تم راستے کے کنارے اختیار کرو' پھر عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی حتیٰ کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھ جاتا تھا۔(ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

۷٦۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد)

بَابُ الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینک اور جمائی کا بیان

۷٦۲۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے' جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے ''یرحمك الله'' کہے' لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے' کیونکہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آتی ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔(بخاری)

چھینک کا جواب دینے کے احکام

اس حدیث میں ہے کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے ''یرحمك الله'' کہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرضِ عین ہے اور بعض کا یہی مذہب ہے۔ اکثر کا نظریہ ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور یہ حدیث کے خلاف نہیں' کیونکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے لیکن دوسری دلیل کی بناء پر بعض کے کرنے سے ساقط ہو جائے گا یا اسے سلام کے جواب پر قیاس کریں گے (کہ بعض کے جواب دینے سے سب بری الذمہ ہو جائیں گے) اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے اور حدیث استحباب پر محمول ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

چھینک لینے والا اگر الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور تین بار تک اسے جواب دے اس کے بعد اختیار ہے۔ اگر ایک شخص کسی مجلس میں بار بار چھینک لے تو اس کے پاس جو شخص حاضر ہے تین مرتبہ تک اسے جواب دینا چاہیے اگر تین مرتبہ سے زیادہ چھینک لی اور ہر بار الحمد للہ کہا تو وہاں موجود شخص ہر مرتبہ جواب دے تو بہتر ہے اور تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دے تب بھی درست ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث میں مسلم کے ساتھ سننے کی صفت کا ذکر کیا کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے اس سے بیان کر دیا کہ نہ سننے والے پر چھینک کا جواب دینا واجب نہیں کیونکہ نہ سننے والے کی طرف امر متوجہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح سلام اور دیگر فرائض کفایہ مثلاً مریض کی عیادت میت کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ وغیرہ کا حکم ہے اور شرح السنہ میں ہے کہ اس قول میں اس بات پر دلیل ہے کہ چھینکنے والے کو مناسب ہے کہ الحمد للہ بلند آواز سے کہے تاکہ قریب والا سن لے اور چھینکنے والا جواب کا مستحق ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

جمائی روکنے کا طریقہ

اس حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

نماز کے آداب سے یہ ہے کہ جمائی کے وقت منہ کو بند کر لے خواہ ہونٹوں کو دانتوں سے پکڑ کر منہ بند کرے اگر منہ بند کرنا ممکن نہ ہو تو بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپ لے اور ایک قول ہے کہ اگر کھڑا ہو تو دائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپے ورنہ بائیں ہاتھ سے ڈھانپ لے۔

(درمختار ج ۲ ص ۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

میں نے شرح تحفۃ الملوک المسمی بہدیۃ الصعلوک میں دیکھا کہ زاہدی نے کہا ہے: جمائی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کبھی جمائی نہیں آئی اور قدوری نے کہا کہ میں نے اسے بارہا آزمایا اور اسی طرح پایا اور میں نے بھی اس کا تجربہ کیا اور اسی طرح پایا ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ ھَا ضَحِکَ الشَّیْطَانُ مِنْہُ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص "ہا" کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ.

اور مسلم کی ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لینے لگے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۶۳۰۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْھَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ ثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِھَا صَوْتَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو آپ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اپنا چہرۂ انور ڈھانپ لیتے اور چھینک کی آواز پست فرماتے (ترمذی ابوداؤد) امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا

وَاَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

۷٦٣١- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چھینک لی' آپ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہیں دیا' تو اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا ہے اور مجھے جواب نہیں دیا' آپ نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری ومسلم)

۷٦٣٢- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو تم اسے جواب دو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے تو اسے جواب نہ دو۔ (مسلم)

۷٦٣٣- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُوْنَ اَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ یہود' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ امید کرتے ہوئے چھینک لیا کرتے تھے کہ آپ انہیں جواب میں ''یرحمکم اللّٰہ'' فرمائیں گے' مگر آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

یہودی بھی عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معترف تھے

یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر بہ تکلف چھینک لیا کرتے تھے تاکہ آپ انہیں جواباً دعائے رحمت سے نوازیں' اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان ہے کہ یہودی بھی دل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وحقانیت کے معترف تھے اور انہیں یقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستجاب الدعوات ہیں' قرآن مجید میں ہے: ''يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ'' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (البقرہ: ۱۴٦) علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کو جواباً فرماتے: ''یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم'' اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ آپ جواباً انہیں یہ نہیں فرماتے تھے: ''یرحمکم اللّٰہ'' اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! کیونکہ رحمت تو مؤمنین کے ساتھ مختص ہے بلکہ آپ ان کے حسبِ حال ان کے لیے ہدایت اور توفیقِ ایمان کی دعا فرماتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ شاید ان سے وہ یہودی مراد ہیں' جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا تھا جس طرح پہچاننے کا حق ہے' لیکن تقلید یا ریاست وحکومت کی محبت نے انہیں اسلام قبول نہیں کرنے دیا' اور انہوں نے پہچان لیا کہ ہمارا اسلام قبول نہ کرنا مذموم ہے' لہٰذا انہوں نے کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے یہ مذموم وصف ان سے دور کر دے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہودی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائے رحمت کی اُمید کرتے تھے' دعائے ہدایت کی اُمید نہیں کرتے تھے' آپ کی دعائے ہدایت تو ساری امت کے لیے ہے' آپ دعا فرماتے تھے: ''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون'' اے اللہ! میری قوم کو ہدایت نصیب فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٣٤- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للّٰه" کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی اسے کہے: "یرحمك اللّٰه" اور جب وہ اسے "یرحمك اللّٰه" کہے تو یہ کہے: "یهدیکم اللّٰه ویصلح بالکم" اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (بخاری)

٧٦٣٥- وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَّلْيَقُلِ الَّذِیْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: "الحمد للّٰه علی کل حال" ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے، اور جواب دینے والا کہے: "یرحمك اللّٰه" اور یہ کہے: "یهدیکم اللّٰه ویصلح بالکم"۔ (ترمذی، دارمی)

٧٦٣٦- وَعَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ لَهٗ سَالِمٌ وَّعَلَيْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ فَكَاَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اَمَّا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلْيَقُلْ لَهٗ مَنْ يَّرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص کو چھینک آ گئی اور اس نے کہا: "السلام علیکم" تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تجھ پر اور تیری ماں پر، اس آدمی نے دل میں کچھ ناراضگی محسوس کی تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے وہی کہا ہے جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، جب آپ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: "السلام علیکم" آپ نے فرمایا: تجھ پر اور تیری ماں پر، تم میں سے جب کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: "الحمد للّٰه رب العٰلمین" اور جواب دینے والا کہے: "یرحمك اللّٰه" اور یہ کہے: "یغفر اللّٰه لی ولکم" اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٦٣٧- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ اَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک لی اور کہا: اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پر سلام۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پر سلام، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح تعلیم نہیں دی، آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کہیں: ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے۔ (ترمذی)

٧٦٣٨- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے اسے فرمایا: "یرحمك اللّٰه" پھر اسے

عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دوسری بار چھینک آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی تو زکام والا ہے۔ (مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِى الثَّالِثَةِ اَنَّهٗ مَزْكُوْمٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اسے تیسری مرتبہ فرمایا کہ یہ تو زکام والا ہے۔

٧٦٣٩- وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو' اگر اس سے زائد ہو تو پھر چاہو تو جواب دو اور اگر چاہو تو جواب نہ دو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٧٦٤٠- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلَاثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دو اگر اس سے زائد ہو تو یہ زکام ہے۔ ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ انہوں (حضرت ابو ہریرہ) نے یہ حدیث نبی کریم سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسنے کا بیان

تبسم' ہنسی اور قہقہہ میں فرق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

تعجب کے وقت آواز کے بغیر دانتوں کا ظاہر ہو جانا تبسم ہے اور اگر اتنی آواز سے ہنسے کہ قریب والے لوگ سن لیں تو قہقہہ ہے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو ہنسی ہے اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہنسی یہ ہے کہ فقط آدمی خود سنے اور قہقہہ یہ ہے کہ دوسرا بھی سن لے اور تبسم یہ ہے کہ نہ خود سنے نہ دوسرا سنے' ہنسی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے' وضو فاسد نہیں ہوتا اور قہقہہ سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتے ہیں اور تبسم سے نہ وضو فاسد ہوتا ہے' نہ نماز۔ لغت میں تبسم ''ضحك'' (ہنسی) کے مبادی کو کہتے ہیں اور ''ضحك'' (ہنسی) یہ ہے کہ چہرہ پھیل جائے حتیٰ کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں' اور اگر یہ اتنی آواز سے ہو کہ دور والا سن لے تو قہقہہ ہے ورنہ ''ضحك'' (ہنسی) ہے اور اگر آواز کے بغیر ہو تو یہ تبسم ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٧٦٤١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو مبارک کا انتہائی حصہ نظر آ جاتا' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

احادیث میں تطبیق

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں ہلاک ہو گیا! رمضان المبارک میں' میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس غلام نہیں ہے' آپ نے فرمایا: تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ لے' اس نے عرض کیا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے' آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس طعام موجود نہیں ہے' پھر آپ کی بارگاہِ اقدس میں

کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا' آپ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اسے صدقہ کر دے' اس نے عرض کیا: اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں؟ بہ خدا! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی گھر والا فقیر نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں' آپ نے فرمایا: تب تم ہی کھالو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس مقام پر سوال ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ہے: میں نے کبھی آپ کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو کے انتہائی حصے کو دیکھ لیتی' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے' اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں ہے کہ آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی نورانی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں' ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ان دونوں روایات میں کوئی تعارض اور منافات نہیں کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دیکھنے کی نفی کی ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشاہدہ کا اثبات کیا ہے اور مثبت' نافی پر مقدم ہوتی ہے یا ہم جواب میں یہ کہیں گے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مشاہدہ کے مطابق خبر دی ہے' اور دونوں خبریں مختلف ہیں' لہٰذا ان میں کوئی تضاد نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۶۴۲- وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِىْ اِلَّا تَبَسَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا پڑتے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاب نہ فرمانے اور مسکرانے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا' اس پر اشکال ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا بلا حجاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں میں حاضر ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کے ساتھ اپنی مخصوص مجلس میں حاضر ہونے سے مجھے کبھی نہیں روکا یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ طلب کیا آپ نے عطا فرما دیا' منع نہیں کیا۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم فرمانے کی وضاحت میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا آپ کے مکارمِ اخلاق کی بناء پر تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہوں' اسی لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**ان جريرا يوسف هذه الامة**" یقیناً جریر اس امت کے یوسف ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۴۳- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُّصَلَّاهُ الَّذِىْ يُصَلِّىْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِىْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جگہ نمازِ فجر ادا فرماتے تھے' سورج طلوع ہونے سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے' جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو آپ وہاں سے اٹھتے اور لوگ آپس میں باتیں کرتے کرتے جاہلیت کے زمانہ کی باتیں چھیڑ دیتے اور ہنسنے لگتے' آپ بھی مسکرانے لگتے۔ (مسلم)

فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوگ شعر پڑھتے تھے۔

٧٦٤٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔(ترمذی)

٧٦٤٥۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان ہنستے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! حالانکہ ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ ایمان تھا اور حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو تیر پھینکنے کے نشانوں کے درمیان دوڑتے ہوئے دیکھا اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ہنسی کرتے تھے اور جب رات ہوتی تو وہ راہب (تارک الدنیا) بن جاتے تھے۔(شرح السنہ)

''رُهْبَان''، ''راهب'' کی جمع ہے، جس طرح ''رُكبان''، ''راكب'' کی جمع ہے۔ نہایہ میں ہے کہ راہب وہ ہے جو دنیا ترک کر کے زہد اور گوشہ نشینی وخلوت اختیار کرے۔ ان لوگوں کی شان میں فرمایا گیا کہ تجارت یا خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی۔ یہ لوگ اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے فرشی ہیں لیکن اپنی ارواح کے اعتبار سے عرشی ہیں' ان کے اجسام مخلوق کے ساتھ ہوتے ہیں مگر ان کے قلوب حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۰۴' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

بَابُ الْاَسَامِيْ

ناموں کا بیان

٧٦٤٦ ۔ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ وُّلِدَ لِيْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ. وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمَنْ كَانَ اسْمُهٗ مُحَمَّدًا لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّكْنٰى اَبَا الْقَاسِمِ لِاَنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْيَتِيْ قَدْ نُسِخَ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَنّٰى اِبْنَهٗ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ اَبَا الْقَاسِمِ.

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (ابوداؤد) درمختار میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو' اس کی کنیت ابوالقاسم رکھنے میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: میرے نام پر اپنا نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو' منسوخ ہے' اس لیے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی۔

٧٦٤٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ وَلَدْتُ غُلَامًا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا' میں نے اس کا نام محمد

فَسَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهٗ اَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِيْ اَنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ اَحَلَّ اِسْمِيْ وَحَرَّمَ كُنْيَتِيْ اَوْ مَا الَّذِيْ حَرَّمَ كُنْيَتِيْ وَاَحَلَّ اِسْمِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی تو مجھے بتایا گیا کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: وہ کیا چیز ہے جس نے میرا نام حلال اور میری کنیت حرام کر دی ہے یا فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے جس نے میری کنیت حرام اور میرا نام حلال کر دیا ہے۔ (ابوداؤد)

علم' نام' کنیت اور لقب کی تعریفات

علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ متوفی ۶۴۶ھ لکھتے ہیں:

العلم ما وضع لشیء بعینه غیر متناول غیره بوضع واحد.

علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اس حال میں کہ وہ اسم ایک وضع کے ساتھ اس معین چیز کے غیر کو شامل نہ ہو۔

(کافیہ ص ۸۷' مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ' کوئٹہ)

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۹۸ھ لکھتے ہیں:

العلم اسما كان او لقبا او كنية لانه ان صدر بالاب او الام او الابن او البنت فهو كنية والا فان قصد به مدح او ذم فهو اللقب والا فهو الاسم.

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت' کیونکہ علم کے شروع میں اگر لفظ اب' یا ام' یا ابن' یا بنت ہو تو وہ کنیت ہے ورنہ اگر اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو وہ لقب ہے ورنہ وہ اسم ہے۔

(الفوائد الضیائیہ ص ۲۵۲' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کراچی)

دونوں عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو اسم کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع کے لحاظ سے وہ اسم کسی دوسری چیز پر نہ بولا جائے تو اسے علم کہتے ہیں اور علم کے شروع میں اگر لفظ اب یا ام یا ابن یا بنت ہو تو اسے کنیت کہتے ہیں' مثلاً ابوبکر' ام سلمیٰ' ابن عباس وغیرہ اور اگر شروع میں یہ لفظ نہ ہوں اور اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو اسے لقب کہتے ہیں مثلاً صدیق' فاروق وغیرہ اور اگر اس سے مدح یا ذم مقصود نہ ہو تو وہ محض اسم یعنی نام کہلائے گا مثلاً خالد' زید وغیرہ۔

ابوالقاسم کنیت اور محمد نام رکھنے میں مختلف اقوال

ابوالقاسم کنیت رکھنے کے مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:
ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ مخصوص ہے تاکہ نبی کریم ﷺ کا خطاب دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ نہ مل جائے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ممانعت کا سبب صراحۃً مذکور ہے۔ بخاری و مسلم کی وہ روایت یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اے ابوالقاسم! نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے (دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے تو اسے بلایا ہے' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر اپنا نام رکھا کرو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔

(صحیح مسلم' کتاب الآداب' رقم الحدیث: ۵۵۵۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ التباس نہ پیدا ہو۔ (رضوی غفرلہٗ) اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا گیا اور یہ بھی آپ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہی مخصوص ہونا چاہیے۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں' چاہے اس آدمی کا نام

محمد ہو یا احمد ہو یا کوئی نام نہ ہو' اور حدیث پاک کے ظاہر کا یہی تقاضا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم اس لیے تھی کہ آپ اللہ کی جانب سے لوگوں میں تقسیم فرماتے تھے اور لوگوں کو ان کے مرتبہ کے مناسب شرف وفضل سے نوازتے تھے' اور غنیمتیں تقسیم فرماتے تھے اور اس وصف میں دوسرا کوئی شخص آپ کے ساتھ شریک نہیں تھا' لہٰذا انہیں ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمادیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابوالقاسم سے مذکورہ معنی مراد ہو اور اگر کسی کی کنیت ابوالقاسم اس کے قاسم نامی بیٹے کی طرف نسبت کی وجہ سے یا محض علمیت کی وجہ سے رکھی گئی ہو تو جائز ہے اور اس پر دلیل ممانعت کی مذکورہ علت ہے' میں کہتا ہوں کہ ممانعت فرمانے کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم ابتداء میں تھا پھر منسوخ ہو گیا' لہٰذا اب ہر ایک کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز ہے' چاہے اس کا نام محمد ہو یا کوئی اور نام ہو' اور اس ممانعت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا خطاب غیر کے خطاب کے ساتھ ملتبس نہ ہو' اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیث انس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ابوالقاسم کہتے ہوئے سنا اور اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس نے کہا کہ میں تو اس کو بلا رہا ہوں' اس کے بعد آپ نے ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرا بیٹا ہو' میں اس کا نام محمد اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں کہتا ہوں: نسخ کا دعویٰ غیر مسموع ہونے کی بناء پر تسلیم نہیں' بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ یہاں سبب نہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کی نفی ہے' اور نہی کا سبب اشتباہ ہے (کہ آپ کے خطاب کا دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ ملنا لازم آتا ہے۔ واضح نہیں ہوگا کہ آپ کو مخاطب کیا گیا ہے یا ابوالقاسم کنیت والے دوسرے آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے) اور یہ سبب آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی تھا۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ جمہور سلف اور شہروں کے فقہاء اسی کے قائل ہیں' تیسرا قول یہ ہے کہ ممانعت منسوخ نہیں' یہ ممانعت تنزیہی اور ادب کے لیے ہے' تحریم کے لیے نہیں' یہ جریر کا مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ خلاف اصل ہے کیونکہ ممانعت تحریم کے لیے ہے' خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ یہ فعل نبی کریم ﷺ کی ایذاء کا باعث بن رہا ہو' چاہے بعض اوقات میں ہی ایذاء لازم آتی ہو' نیز ممانعت کا ایسا سبب بیان کیا گیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ اسم آپ کی موجودگی میں آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نام اور کنیت جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو' اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا نام اور کنیت جمع کرنے سے منع فرمایا' اور اس کی نظیر اہل عرب کا قول ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''اشرب اللبن ولا تاکل السمك'' دودھ پی اور مچھلی نہ کھا' مراد یہ ہوتا ہے کہ دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع نہ کر' لہٰذا یہاں بھی نام اور کنیت کے جمع کرنے کو منع فرمایا ہے' اور سلف کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری و مسلم کی دونوں حدیثوں کے ظاہر کے خلاف ہے کہ ان میں نام رکھنا جائز قرار دیا ہے اور کنیت سے منع فرمایا ہے' چاہے کنیت اور نام دونوں ہوں یا صرف کنیت ہو اور نام نہ ہو۔ اسی طرح پہلی حدیث میں ممانعت کا جو سبب ہے کہ اس سے التباس اور اشتباہ لازم آئے گا' یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں اور دوسری حدیث میں نہی کا جو سبب بیان کیا گیا ہے (کہ آپ نے فرمایا: میں تو محض اس لیے قاسم ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم فرماتا ہوں) یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں' اور اہل عرب کے قول سے جو نظیر پیش کی ہے' وہ نظیر بھی لفظ کے اعتبار سے ہے' معنی کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اطباء کے قول کے مطابق دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع کرنا مضر ہے اور یہاں تو صرف کنیت ابوالقاسم رکھنے میں ہی ضرر ہے' چاہے اس کے ساتھ نام محمد ہو یا نہ ہو' لہٰذا اس کی صحیح نظیر اہل عرب کا یہ قول ہے: ''خالط الناس ولا تؤذ'' لوگوں سے میل جول رکھ اور ایذاء نہ پہنچا۔ پانچواں قول یہ ہے کہ آپ نے مطلقاً ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور مراد بیٹے کا نام قاسم رکھنے سے منع کرنا ہے' مروان بن حکم کے بیٹے کا نام قاسم تھا' اس نے یہ حدیث سنی تو اس نے بیٹے کا نام قاسم سے

بدل کر عبدالملک رکھ دیا۔اسی طرح بعض انصار سے بھی یہ منقول ہے' میں کہتا ہوں کہ اگر پانچویں قول میں یوں کہا جائے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی منع ہے جس طرح کہ ممانعت کے سبب سے معلوم ہوتا ہے' اور قاسم نام رکھنا بھی منع ہے' جس طرح کہ مذکورہ تعلیل سے پتا چلتا ہے تو یہ عمدہ وجہ ہوگی جب کہ ساتھ یہ قید بھی ہو کہ یہ آپ کی حیات ظاہری میں منع تھا' اور اس سے مقصود یہ ہے کہ کوئی آپ کے اسماء وصفات میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہو' اور یہ کہنا کہ ابوالقاسم کنیت تو جائز ہے اور قاسم نام رکھنا منع ہے' اس کی کوئی صحیح توجیہ نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مروان نے جب ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت والی حدیث سنی اور اپنے بیٹے قاسم کا نام بدل دیا' اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے اندیشہ تھا کہ بیٹے کی نسبت سے اس کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی جائے گی اور اس ممنوع فعل کا ارتکاب لازم آئے گا' لہٰذا اس نے بیٹے کا نام ہی بدل دیا تاکہ اس خرابی سے بچا جا سکے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً محمد نام رکھنا منع ہے اور اس کے متعلق حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: تم اپنے لڑکوں کے نام محمد رکھتے ہو' پھر ان پر لعنت کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں: حدیث میں محمد نام رکھنے سے منع پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب تم محمد نام رکھ دو' تو اس اسم شریف کی وجہ سے اس کی تعظیم واجب ہے اور تم اس کے ساتھ باقی ناموں والا معاملہ نہ کرنا۔ اس کی تائید اس روایت سے ہے جو بزاز نے حضرت ابورافع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب تم محمد نام رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ کسی چیز سے محروم رکھو اور خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اس کے لیے چہرے پر بل نہ ڈالو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف خط لکھا کہ کسی کا نام نبی کریم ﷺ کے نام پر نہ رکھو' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ محمد بن یزید بن خطاب کو کہہ رہا تھا: اے محمد! اللہ تعالیٰ تیری گرفت فرمائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی گئی ہے' بہ خدا! جب تک تو زندہ رہا تجھے محمد کہہ کر نہیں پکارا جائے گا اور آپ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا' میں کہتا ہوں کہ محمد نام رکھنے سے مطلقاً ممانعت نہیں بلکہ یہ ممانعت مقید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے ہم نام سیدنا محمد ﷺ کی توہین لازم آتی ہے کیونکہ یہ بھی نام میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا درست نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ان اقوال میں درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام مبارک پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے زمانہ اقدس کے بعد ہی کیوں نہ ہو' منع ہے اور زمانہ اقدس میں زیادہ سخت منع تھا۔ اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بہ طریق اولیٰ ممنوع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نام و کنیت کو جمع کیا تھا' وہ ان کی خصوصیت تھی' ان کے غیر کے لیے جائز نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

محمد نام رکھنا باعثِ خیر و برکت ہے' البتہ محمد نام والے کو اگر کوئی شخص محمد کہہ کر بُرا بھلا کہے گا تو یہ اس اسم شریف کی توہین کا باعث ہو گا' لہٰذا محتاط اور بہترین طریقہ وہی ہے جو امام اہل سنت' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے تعلیم فرمایا کہ اصل نام محمد رکھا جائے اور پکارنے کے لیے کوئی عرفی نام تجویز کیا جائے۔ آپ نے اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام رکھنے میں یہی طریقہ اختیار فرمایا اور سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے بھی اسی کے مطابق اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام محمد رکھے اور پکارنے کے لیے عرفی نام فضل رسول' فضلِ رحیم' فضلِ احمد اور فضل کریم تجویز فرمائے۔

(محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۲۰۷' مطبوعہ مکتبہ قادریہ' لاہور)

۷٦٤۸ - وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بُرا نام

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۷٦٤٩۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

قیامت کے دن باپ یا ماں کے نام سے پکارے جانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' جب کہ عوام میں مشہور ہے کہ ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔

محقق علی الاطلاق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ہے کہ روزِ قیامت لوگوں کو ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا' اور علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ زنا سے پیدا شدہ اولاد شرمندہ و رسوا نہ ہو' دوسری حکمت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حال کی رعایت ہے' کیونکہ آپ کا باپ نہیں تھا' تیسری حکمت یہ ہے کہ اس میں سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت و شرافت کا اظہار ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے نسب کا اظہار ہو' اگر ماؤں کے نام سے پکارے جانے والی روایت ثابت ہو تو ''آبائکم'' کو تغلیب پر محمول کیا جاسکتا ہے جس طرح کہ ''ابوین'' کہتے ہیں (یعنی ماں اور باپ میں باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کے لیے لفظ ''ابوین'' استعمال کیا جاتا ہے' اسی طرح حدیث پاک میں بھی ماؤں پر باپوں کو غلبہ دیتے ہوئے لفظ ''آباء'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ رضوی غفرلہٗ) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باپوں کے نام سے اور کسی وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے یا بعض کو باپوں کی نسبت سے اور بعض کو ماؤں کی نسبت سے یا بعض مقامات پر باپوں کے نام سے اور بعض مقامات پر ماؤں کے نام سے پکارا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷٦٥٠۔ وَعَنْ اَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَّهَمَّامٌ وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَّمُرَّةٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور بہت زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور بدترین نام حرب اور مرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب تر نام یہ ہیں کیونکہ اسماء کی ''کُم'' ضمیر کی طرف اضافت ہے کہ تمہارے ناموں میں سب سے محبوب تر نام یہ ہیں (انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے زیادہ محبوب ہونا مراد نہیں)' اور اس میں یہ دلیل ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن یہ نامِ محمد سے زیادہ محبوب نہیں' لہٰذا یہ دونوں نام مرتبہ میں اسمِ محمد کے

برابر ہیں یا اسم محمد ان دونوں نام سے زیادہ محبوب ہے یا تو مطلقاً محبوب تر ہے یا ایک لحاظ سے زیادہ محبوب ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

راقم الحروف کہتا ہے کہ مخلوق کے ناموں میں ہمارے آقا ومولا امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کے اسم ذاتی سے محبوب تر کون سا نام ہوسکتا ہے؟ افضلیت ومحبوبیت کا مدار تو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ والا صفات ہی ہے۔ ان کے جسدِ انور سے متصل زمین کا ٹکڑا' جسے بعد از وصال ان کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے' وہ تمام اماکن حتیٰ کہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے' ان کی ساعتِ ولادت تمام ساعات حتیٰ کہ شبِ قدر سے بھی افضل ہے' جب ان کی ذات محبوب تر ہے تو یقیناً اللہ رب العزت کو ان کا اسم شریف بھی محبوب تر ہے۔ سالارِ کاروانِ عشق ومحبت' اعلیٰ حضرت' مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کیا خوب فرمایا: ؎

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(حدائقِ بخشش)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

سب سے اعلیٰ اور افضل نام محمد اور احمد ہے کہ رب کے محبوب کے نام ہیں' پھر ابراہیم' اسماعیل وغیرہ کہ حضرات انبیاء کے نام ہیں' پھر عبداللہ' عبدالرحمٰن' عبدالستار وغیرہ کہ ان میں اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۱۳ 'مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' اُردو بازار' لاہور)

حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ عبداللہ وعبدالرحمٰن نام' انبیائے کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں سے محبوب تر ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

ابووہب جشمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور زیادہ سچے نام حارث اور ھمام ہیں اور زیادہ قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔ (سنن ابی داؤد' کتاب الادب' رقم الحدیث: ۴۹۵۰)

اس حدیث میں آپ نے اوّلاً انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے کا حکم دیا' پھر فرمایا کہ محبوب تر نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ وعبدالرحمٰن نام انبیاء کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب تر ہیں' اور انبیاء کرام میں محبوب کریم ﷺ محبوب تر ہیں' لہٰذا آپ کا نام مبارک بھی سب ناموں سے محبوب تر ہے۔

۷۶۵۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سے محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم)

۷۶۵۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُّسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام والا وہ شخص ہوگا جس کا نام ''مَلِكُ الأملاك'' (شہنشاہ) رکھا گیا۔ (بخاری)

وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ترین اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جس کا نام ''مَلِكُ الأملاك'' رکھا

مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ.

گیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

٧٦٥٣- وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرا نام برہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خود اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو' اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی والے کو خوب جانتا ہے' اس کا نام زینب رکھ دو۔ (مسلم)

٧٦٥٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا' آپ کو پسند نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ آپ برہ کے پاس سے تشریف لے گئے۔ (مسلم)

٧٦٥٥- وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِىءٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهٗ بِاَبِى الْحَكَمِ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنّٰى اَبَا الْحَكَمِ قَالَ اِنَّ قَوْمِىْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِىْ شَىْءٍ اَتَوْنِىْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِىَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِىْ شُرَيْحٌ وَّمُسْلِمٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ لوگ انہیں ابوالحکم کی کنیت سے پکار رہے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی حاکم ہے اور اسی کا حکم ہے' تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ عرض کیا: جب میری قوم کا کسی معاملہ میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں' میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تو بہت خوب ہے' تمہارا کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: شریح' مسلم اور عبداللہ میرے بیٹے ہیں' فرمایا: ان میں بڑا کون ہے؟ عرض کیا: شریح' فرمایا: تو تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد)

٧٦٥٦- وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِىٍّ اَنَّ رَجُلًا يُّقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِى النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ. وَقَالَ وَغَيَّرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانَ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَّحُبَابٍ وَّشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ.

حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے روایت کرتے ہیں کہ اصرم نامی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی جماعت میں موجود تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا: اصرم' آپ نے فرمایا: بلکہ تو زرعہ ہے۔ اسے ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاص' عزیز' عتلہ' شیطان' حکم' غراب' حباب' شہاب نام تبدیل فرما دیئے اور ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے اختصار کے پیش نظر ان کی سندیں ذکر نہیں کیں۔

٧٦٥٧- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَ لِعُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةٌ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک بیٹی تھیں جنہیں عاصیہ کہا جاتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھ دیا۔(مسلم)

٧٦٥٨- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَقَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنَّ اسْمَهُ الْمُنْذِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب منذر بن ابواسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر کیا گیا' آپ نے انہیں اپنی ران مبارک پر بٹھا کر فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: فلاں' آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام منذر ہے۔(بخاری' مسلم)

٧٦٥٩- وَعَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ روایت بیان کی کہ میرے دادا حزن رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا: میرا نام حزن ہے' فرمایا: بلکہ تو سہل ہے' عرض کیا: میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت ابن مسیّب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے ہاں ہمیشہ حزن وملال رہا۔(بخاری)

٧٦٦٠- وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مسروق بیان فرماتے ہیں کہ میری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: مسروق بن اجدع' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجدع' شیطان ہے۔(ابوداؤد' ابن ماجہ)

٧٦٦١- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُوْلُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز اپنے لڑکے کا نام یسار نہ رکھنا' نہ رباح' نہ نجیح اور نہ افلح' کیونکہ تم پوچھو گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ اگر وہ نہ ہوا تو مخاطب جواب دے گا کہ نہیں ہے۔(مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَّلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا.

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام رباح نہ رکھنا' نہ یسار' نہ افلح اور نہ نافع۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهٰى عَنْ أَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَّبِنَافِعٍ وَّبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ

اور مسلم میں ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یعلیٰ' برکت' افلح' یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا' پھر میں نے دیکھا کہ آپ اس کے بعد خاموش رہے' پھر آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ.

٧٦٦٢- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ سَيِّدِيْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری باندی' تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں' لیکن یہ کہو کہ میرا غلام' میری لونڈی' میرا خادم' میری خادمہ اور غلام' یہ نہ کہے: میرا رب بلکہ یہ کہے کہ میرا سردار۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کہے: میرا سید اور میرا مولیٰ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ غلام اپنے سردار کو میرا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ اللہ ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٣- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (انگور کو) کرم نہ کہو' کیونکہ کرم تو مؤمن کا دل ہے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْعِنَبَ وَالْحَبَلَةَ.

اور مسلم میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم (انگور کو) کرم نہ کہو بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔

٧٦٦٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنب (انگور) کو کرم نہ کہو اور نہ ہی یوں کہو: ہائے! زمانے کی ناکامی! کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دھر ہے۔ (بخاری)

٧٦٦٥- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ ہی دھر ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٦- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے' ہاں! یوں کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٧٦٦٧- وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم منافق کو سید نہ کہو' اگر وہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر لیا۔ (ابوداؤد)

٧٦٦٨- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا' ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے

وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ. چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

وَفِىْ رِوَايَةٍ مُّنْقَطِعًا قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَّقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِىُّ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ. اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔ (بغوی' شرح السنہ)

''تم صرف یوں کہو: جو اللہ نے چاہا'' کی وضاحت

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ اس حدیث کو نقل کر کے اپنا عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں' اُن کے الفاظ یہ ہیں:

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ''اخرج فی شرح السنة عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لا تقولوا ماشاء اللّٰہ وشاء محمد وقولوا ما شاء اللّٰہ وحده'' شرح السنہ نے ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: یوں نہ بولا کرو: جو چاہے اللہ اور محمد' اور بولا کرو: جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں' سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے' گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب' مگر یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے' رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۷' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار لاہور)

مذکورہ بالا عبارت میں صاحبِ تقویۃ الایمان نے حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب کہ یہ نظریہ آیاتِ قرآنیہ و احادیث کریمہ کے خلاف ہے۔

امام اہل سنت' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اس کا ردّ بلیغ فرمایا' تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۱' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

آپ کے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ وضاحت درج کی جاتی ہے۔ اوّلاً صاحبِ تقویۃ الایمان نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کی نقل میں علمی خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں مسند امام احمد و سنن ابوداؤد کی روایت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث یوں مذکور تھی:

عن حذیفه عن النبی ﷺ قالوا لا تقولوا ماشاء اللّٰه وشاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللّٰه ثم شاء فلان. رواه احمد وابو داؤد. حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا' ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس کے بعد صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا:

وفی روایة منقطعًا قال لا تقولوا ماشاء اللّٰه وشاء محمد وقولوا ماشاء اللّٰه وحده. اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیّدنا محمد ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اصل حدیث مدعا کے خلاف تھی' اسے ذکر نہیں کیا اور جسے صاحب مشکوٰۃ نے منقطع قرار دیا تھا کہ اس روایت کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل نہیں' اسے اصل حدیث ظاہر کر کے سادہ لوح عوام کو مغالطہ دیا' اپنے مزعوم کو ثابت کرنے کے لیے ایسی علمی

خیانت یقیناً عظیم جرم ہے۔ ثانیاً اس حدیث سے امام الوہابیہ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جب نبی کریم ﷺ غیر کے لیے یہ تعلیم فرما رہے ہیں کہ یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا کہ "واؤ" ذکر نہ کرو' "ثم" ذکر کرو تا کہ غیر کی مشیت کا اللہ کی مشیت کے تابع ہونا واضح ہو اور کسی کے ذہن میں برابری کا وہم نہ آ سکے' البتہ تو اضعاً اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کہنا ناجائز اور شرک ہو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر رسول نے چاہا' اگر یہ کہنا شرک اور ناجائز ہوتا تو پھر یہ کہنا بھی شرک و ناجائز ہوتا کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا' اس سے معاذ اللہ لازم آئے گا کہ آپ شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس مقام پر انتہائی بندگی' عاجزی اور توحید ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے غیر کی طرف چاہنے کی نسبت کو جائز قرار دیا ہے اگر چہ تبعاً اور بطور تاخر ہی جائز قرار دیا ہے لیکن اپنے لیے اس پر بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ شرکت کے وہم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف چاہنے کی نسبت کرنے کا حکم دیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷' مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ' کوئٹہ)

ثالثاً الحمد للہ! احادیث سے ثابت ہے کہ یہ کہنا جائز ہے کہ جو اللہ چاہے' پھر جو محمد ﷺ چاہیں۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان شخص نے خواب دیکھا کہ اس کی ایک کتابی شخص سے ملاقات ہوئی' اس کتابی نے کہا: تم بہترین قوم ہو اگر تم شرک نہ کرتے' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: سنو! بہ خدا! میں بھی تمہاری بات کا خیال کیا کرتا تھا' تم کہا کرو: جو اللہ چاہے' پھر محمد چاہیں۔

(سنن ابن ماجہ' کتاب الکفارات' رقم الحدیث: ۲۱۱۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متوفی ۲۴۱ھ نے بھی یہ روایت ذکر کی۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

قتیلہ جہنیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو' بے شک تم لوگ شرک کرتے ہو' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کہتے ہو: کعبہ کی قسم! تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جب قسم اٹھانا چاہیں تو یوں کہیں: رب کعبہ کی قسم! اور یوں کہیں: جو اللہ چاہے' پھر تم چاہو۔

(سنن نسائی' کتاب الایمان والنذور' رقم الحدیث: ۳۸۲۷' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

علامہ سیّد محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ نے بھی اس روایت کو ذکر کیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۰۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ قول عام استعمال فرماتے تھے کہ اللہ اور رسول جو چاہیں' عرصہ تک نبی کریم ﷺ اس پر مطلع رہنے کے باوجود خاموش رہے اور منع نہ فرمایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے منع کا حکم نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اس کا خیال گزرتا تھا مگر تمہارا لحاظ کرتے ہوئے میں نے منع نہیں فرمایا' اگر یہ لفظ شرک ہوتا تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک عرصہ تک بہ کثرت شرکیہ کلمات ادا کرتے رہے' اللہ تعالیٰ نے اس پر منع کا حکم نازل نہیں فرمایا اور نبی کریم ﷺ معاذ اللہ! شرکیہ کلمات سن کر محض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دل جوئی کی خاطر سکوت فرماتے رہے جو کہ منصبِ نبوت کے لائق نہیں' پھر ایک یہودی نے توجہ دلائی' اس کے بعد بھی آپ نے اس کے شرک ہونے کی بناء پر منع نہیں فرمایا بلکہ اس لیے منع فرمایا کہ مخالف کو اعتراض کا موقع نہ ملے' اور منع کے بعد بھی اس کے متبادل جو کلمات ارشاد فرمائے' اس میں صرف "واؤ" کی بجائے "ثم" یعنی

اور کی بجائے پھر ذکر کیا' لیکن پہلے مفہوم کو باقی رکھا۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ کلمہ شرک ہرگز نہیں تھا' البتہ ادب کا لحاظ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اور کی بجائے لفظ پھر کہنے کا حکم ارشاد فرمایا' تاکہ آپ کی مشیت کا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہونا صراحۃً معلوم ہو جائے اور کسی مخالف کو اعتراض کی گنجائش نہ رہے' مگر امام الوہابیہ اسے شرک قرار دینے پر مصر ہیں۔

حضور امام اہل سنت قدس سرہُ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ اس کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانو! اللہ انصاف' جو بات خاص شانِ الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں' اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ اور کہہ کر ملایا تو کیا؟ اور پھر کہہ کر ملایا تو کیا؟ شرک سے کیوں کر نجات ہو جائے گی؟ مثلاً آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اوّلین و آخرین کا رازق ہونا' خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ و رسول ''خالق السمٰوٰت والارض'' ہیں' اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ عالم ہیں' جبھی شرک ہوگا اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول ''خالق السمٰوٰت والارض'' ہیں' اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا؟ مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کے لیے ان کے سامنے یوں ہی کہہ کر دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں' اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں' دیکھو! تو یہ حکمِ شرک جڑتے ہیں یا نہیں؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۸' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

رابعاً: امام الوہابیہ نے آخر میں نتیجہ نکالا: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے' کثیر آیات و احادیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے' بہت کچھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (البقرہ: ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے' ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىO (الضحیٰ: ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گےO

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا' میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: تم ان ازواج میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹا دو اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جسے تم نے علیحدہ کر دیا تھا اسے بلا لو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کے رب کو آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہوا ہی دیکھتی ہوں۔

(صحیح البخاری' کتاب التفسیر' رقم الحدیث: ۴۷۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر رہا کرتا تھا' ایک رات میں آپ کے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: مانگ! (کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں) میں نے عرض کیا: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت میں مجھے اپنی رفاقت عطا فرمائیں' آپ نے فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض

کیا: میری مراد تو یہی ہے' آپ نے فرمایا: تو کثرتِ سجود کے ساتھ اپنے نفس پر میری اعانت کر۔

(صحیح مسلم' کتاب الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۰۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے کسی مطلوب کی تخصیص کیے بغیر مطلقاً سوال کرنے کا حکم دیا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام نبی کریم ﷺ کے دستِ ہمت و کرامت میں ہیں' جو چاہیں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

آیاتِ قرآنیہ واحادیث کریمہ اور شیخ محقق علیہ الرحمہ کا فرمان ملاحظہ کریں اور مصنفِ تقویۃ الایمان کا عقیدہ بھی ملاحظہ کریں' لکھتے ہیں:

جس کا نام محمد یا علی ہے' وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۲' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار' لاہور)

جب کہ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ القوی قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی مختار ﷺ کی جناب میں اپنے عقیدے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۷۶۶۹- وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ مَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ اِنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ حُذَيْفَةُ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوعبداللہ سے یا ابوعبداللہ نے ابومسعود سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو "زعموا" کے متعلق کیا فرماتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آدمی کا بُرا تکیہ کلام ہے۔ اسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ابوعبداللہ' حذیفہ ہیں۔

۷۶۷۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَنَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِی الْمَصَابِيْحِ صَحَّحَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت اس سبزی کے نام پر رکھی' جسے میں چنا کرتا تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں' اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشِّعْرِ وَالتَّغَنِّیْ

خطاب' شعر اور گانے کا بیان

بیان اور شعر کی لغوی تحقیق

علامہ مصطفیٰ بن محمد بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

بیان "بانَ" کا مصدر ہے' اس کا معنی ہے: "المنطق الفصیح المعرب عمافی الضمیر" وہ فصیح کلام جس سے مافی الضمیر کا اظہار ہو اور ایک قول یہ ہے کہ بیان کا معنی ہے: "کشف الکلام النفسی بالکلام الحسی" کلام نفسی (دل کی بات) کو کلامِ حسی (ظاہری الفاظ) کے ذریعے واضح کر دینے کا نام بیان ہے۔

(التجرید للبنانی حاشیہ مختصر المعانی ص ۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' مقابل آرام باغ' کراچی)

علامہ میر سیّد شریف جرجانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

شعر کا لغوی معنی علم ہے اور اصطلاح میں شعر اس ہم قافیہ اور ہم وزن کلام کو کہا جاتا ہے جس میں قصداً قافیہ اور وزن کی رعایت کی گئی ہو قصداً کی قید سے "اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ○" (الانشراح: ۳۔۴) جیسی آیاتِ مبارکہ شعر کی تعریف سے نکل گئیں کیونکہ یہ ہم قافیہ اور ہم وزن کلام تو ہے مگر اس میں وزن مقصود نہیں۔ (التعریفات ص ۹۲ دار المنار لطباعة والنشر)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شعر کا لغوی معنی دانائی اور سمجھ داری ہے اور شاعر دانا اور سمجھ دار آدمی کو کہتے ہیں' اور اصطلاح میں وہ موزون اور مقفی کلام ہے جس کے قائل نے اس کلام کی موزونیت کا قصد کیا ہو' لہٰذا قرآن و حدیث میں جو موزون کلام واقع ہوا ہے' وہ شعر نہیں کہ اس جگہ وزن مقصود نہیں یعنی وزن بالذات مقصود نہ ہو' ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ واقع ہے' وہ قصد و ارادہ کے بغیر نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○﴾ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ○ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ○﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے○ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات کتنی سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل پیرا نہ ہو○ (الصف: ۳) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں○ اور بے شک وہ جو کہتے ہیں خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے○ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے' اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا اور انہوں نے اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے○

(الشعراء: ۲۲۷)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ○﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بعض لوگ لہو و لعب میں مشغول کر دینے والی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنالیں' ان لوگوں کے لیے ہی ذلت کا عذاب ہے○ (لقمان: ۶)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

یہ آیہ مبارکہ نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی' وہ عجمیوں کی کتابیں خرید لاتا تھا اور قریش کو ان سے قصے کہانیاں سنا کر کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم اور اسفندیار اور عجمی بادشاہوں کی کہانیاں سناتا ہوں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ گانے بجانے والی لونڈیاں خریدتا اور انہیں اسلام کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کے قریب کرتا اور کہتا کہ محمد ﷺ جس کی طرف تمہیں بلاتے ہیں' یہ اس سے بہتر ہے۔

یہ آیہ مبارکہ غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں لہو و لعب کی باتوں میں مشغول ہونے والے شخص کی مذمت کی گئی اور اسے عذابِ مہین کی وعید سنائی گئی ہے۔

غناء کی حرمت پر دلائل

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنا' شکلیں تبدیل ہو

جانا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کا ظہور ہوگا اور شراب پی جائے گی۔ (سنن ترمذی' کتاب الفتن' رقم الحدیث: ۲۲۱۲)

علامہ علی متقی بن حسام الدین رحمہ اللہ متوفی ۹۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو' وہ لہو ولعب ہے' سوائے چار چیزوں کے (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) مرد کا اپنے گھوڑے کو سکھلانا اور تیار کرنا (۳) آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) آدمی کا تیرا کی سیکھنا۔ (کنز العمال علیٰ ھامش مسند الامام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۷۰' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: بہ خدا! انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گے' وہ لوگ پہاڑ کے دامن میں اتریں گے' رات کو ان کے جانور ان کے پاس آئیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت کے لیے آئے گا تو وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا' اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا اور ان پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسرے لوگوں کی شکلیں تبدیل کر کے قیامت تک کے لیے انہیں بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۵۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بخاری شریف کی اس روایت کی شرح میں استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اس کو مسند نہیں کہا اور کہا: ابو عامر یا ابو مالک نے کہا' لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں' لہٰذا صحابی میں تردید مضر نہیں۔

(تفہیم البخاری ج ۸ ص ۱۷۶' مطبوعہ دار العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح جلیل القدر اور متصل سند والی ہے' اس کی سند اور متن پر کوئی معترض نہیں' سوائے اس کے جو خواہشِ نفس کے گہرے گڑھے میں گر گیا ہو اور بے راہ ہو گیا ہو' جیسے ابن حزم اور اس جیسے دوسرے لوگ' نیز اسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' اسماعیل اور ابونعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو شکوک وشبہات سے مبرا ہیں' ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۹' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' روزِ عید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انصار کی دو بچیوں کے گانا گانے والی حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ اس لہو ولعب سے ہے جو بالاتفاق مذموم ہے' لیکن جو غناء محرمات سے خالی ہو' وہ شادی اور عید وغیرہ کے مواقع پر قلیل مقدار میں جائز ہے' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ حرام ہے اور اہلِ عراق کا یہی قول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ یہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور صوفیاء کی ایک جماعت نے عید کے روز بچیوں کے گانا گانے والی اس حدیث سے غنا کے مباح ہونے پر اور غناء کے آلاتِ موسیقی کے ساتھ یا ان کے بغیر سماع کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے' ان کا یہ استدلال مردود ہے کیونکہ ان دو بچیوں کا کلام جنگ اور بہادری وغیرہ کے ذکر پر مشتمل تھا' لیکن

مشہور غناء جو جذبات اُبھارنے اور ہیجان پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے اس میں تو بے ریش لڑکوں اور عورتوں کا ذکر اور حرام اُمور ہوتے ہیں لہٰذا اس مشہور غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور جاہل صوفیوں نے جو بدعت ایجاد کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ جب ان جاہل صوفیوں کے اقوال کی تحقیق کرو اور ان کے افعال کو دیکھو تو ان میں زندیقی اور بے دینی کے آثار نظر آئیں گے۔

(عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مروجہ سماع جو غیر شرعی اُمور پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ بیان کرتے ہیں:

سیّدی مولانا محمد بن مبارک علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللّٰہ سرہُ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع' مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود ازیادحق خالی نباشد ومسموع انچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست۔

(سیر الاولیاء ص ۵۰۱ 'مطبوعہ مؤسسہ انتشارات اسلامیہ لاہور)

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں: چند چیزیں ہوں تو سماع مباح ہوگا: (۱) مسمع یعنی سنانے والا بالغ مرد ہو' بچہ اور عورت نہ ہو (۲) مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے وہ یادِ حق پر مبنی ہو (۳) مسموع (جو کچھ سنا گیا ہے) جو کچھ وہ کہیں وہ بے ہودگی اور مذاق ولغو سے پاک ہو (۴) آلہ سماع' گانے بجانے کے آلات' سارنگی' رباب وغیرہ درمیان میں نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر یہ تمام شرائط موجود ہوں تو سماع حلال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۸)

حضور امام اہل سنت قدس سرہُ العزیز مزید تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا فخر الدین رازی خلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما نے زمانہ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا' جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

اما سماع مشائخنا رضی اللّٰہ عنھم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللّٰہ تعالٰی.

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس تہمت (مزامیر) سے بَری ہے' وہ تو صرف قوال کی آواز ہے جو ایسے اشعار کے ساتھ ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال صنعت کا پتا چلتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

پاکیزہ اشعار پڑھنے کا جواز

ممنوعات کا ارتکاب کیے بغیر پاکیزہ خیالات والے اشعار پڑھنا جائز ہیں' جس کے ثبوت میں درج ذیل احادیثِ کریمہ ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو اچانک سامنے کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمد من جار

''ہم بنونجار کی بچیاں ہیں' سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کتنے اچھے ہمسائے ہیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۸۹۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کسی رشتہ دار لڑکی کی شادی انصار کے کسی لڑکے سے کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار گانے کے شوقین ہیں' کیا اچھا ہوتا کہ تم اس کے ساتھ اس کو بھیجتے' جو یہ کہتا:

اتیناکم اتیناکم   فحیانا وحیاکم

''ہم تمہارے پاس آئے ہیں' ہم تمہارے پاس آئے ہیں' اللہ ہمیں زندہ وسلامت رکھے اور تمہیں بھی زندہ وسلامت رکھے''۔

(ابن ماجہ' رقم الحدیث:۱۹۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کی طرف تشریف لائے تو مہاجرین وانصار سرد صبح میں خندق کھود رہے تھے' ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے ساتھ کام کرتے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا:

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ   فاغفر للانصار والمھاجرۃ

''اے اللہ! بے شک حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے' پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما''۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواب دیتے ہوئے کہا:

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجھاد ما بقینا ابدا

''ہم لوگ وہ ہیں جنہوں نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر جہاد کی بیعت کی ہے' جب تک ہم زندہ رہیں گے''۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث:۴۰۹۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے روز مٹی اُٹھا رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا شکم اقدس غبار آلود ہو گیا' آپ یہ پڑھ رہے تھے:

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا   ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا   وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الالی قد بغوا علینا   اذا ارادو فتنۃ ابینا

''بہ خدا! اگر اللہ ہمیں ہدایت نصیب نہ فرماتا تو ہم نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے' پس تو ہم پر سکون نازل فرما' اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ' بے شک پہلوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے' جب وہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم انکار کر دیں گے''' آپ بلند آواز سے پڑھتے تھے: ''ابینا ابینا''۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۴۱۰۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۷۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ   حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے خطباء و واعظین ہیں' جو وہ بات کہتے ہیں جس پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔ (ترمذی)

٧٦٧٢- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بات چیت میں ہیر پھیر سیکھا تا کہ اس سے مردوں یا لوگوں کے دل اپنے قابو میں کر لے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرائض قبول فرمائے گا' نہ نوافل۔ (ابوداؤد)

٧٦٧٣- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کلام میں مبالغہ آمیزی کرنے والے ہلاک ہو گئے' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم)

٧٦٧٤- وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَّإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَسَاوِيْكُمْ أَخْلَاقًا الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مجھے تم میں سب سے محبوب تر اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا' اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور بُرے اخلاق والے ہوں گے' جو فضول گو' غیر محتاط گفتگو کرنے والے اور بہت زیادہ کلام کرنے والے ہوں گے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ عَنْ جَابِرٍ وَّفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ.

ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں ''ثرثارون'' اور ''متشدقون'' کا تو علم ہے مگر ''متفیقھون'' کیا ہے؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

مشکل الفاظ کی وضاحت

''الثرثارون'' کا معنی ہے: بہت زیادہ گفتگو کرنے والے' دورانِ گفتگو تکلف کا مظاہرہ کرنے والے' حق سے ہٹ کر کلام کرنے والے۔ ''المتشدقون'' غیر محتاط گفتگو کرنے والے' ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا مذاق اڑانے کے لیے منہ مروڑ کر بات کرنے والے۔ ''المتفیھقون'' اظہارِ تکبر کے لیے بہ تکلف منہ کھول کر گفتگو کرنے والے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۶۱۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٧٥- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَّأْكُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِأَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایسی قوم ظاہر نہیں ہو گی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ (مسند احمد)

۷۶۷٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْغُضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا يَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ بلیغ مرد ناپسند ہے جو اپنی زبان کو اس طرح گردش دیتا ہے' جیسے گائے زبان پھیرتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷٦۷۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا وَّقَامَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو وَلَوْ قَصَدَ فِىْ قَوْلِهٖ كَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ اَوْ اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِى الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص نے کھڑے ہو کر بہت زیادہ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اپنی کلام میں میانہ روی اختیار کرتا تو اس کے لیے بہتر تھا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مختصر کلام کروں کیونکہ اختصار ہی بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۷٦۷۸۔ وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِىُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں' فحش کلامی اور کثرتِ کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی)

۷٦۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔ (بخاری)

بعض بیان جادو ہیں

حدیث مذکور کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں' امام مالک رحمہ اللہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت کے لیے ذکر کی گئی ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث پاک کو باب "ما يكره من الكلام" کے تحت ذکر کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ متوفی ۱۷۹ھ باب "ما يكره من الكلام بغير ذكر الله" کے تحت یہ روایت ذکر کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً کچھ بیان جادو ہیں' یا آپ نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔

(موطا امام مالک ص ۷۳۱' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور سحر مذموم ہے' لہٰذا بیان بھی مذموم ہے' نیز بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی حق پر ہوتا ہے لیکن کوئی آدمی اپنے زورِ خطابت اور جادو بیانی سے اسے راہِ حق سے پھسلا دیتا ہے' لہٰذا بیان مذموم ہے' لیکن بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے کیونکہ اس میں ہے کہ لوگوں کو ان کا بیان اچھا لگا' اور اچھی وہی چیز لگتی ہے جس میں حسن ہو اور جس کا سننا خوشگوار ہو اور بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دینے میں بیان کی تعریف ہے کیونکہ سحر

کا معنی ہے: کسی کو اپنی جانب مائل کرنا اور اگر کوئی آدمی کسی کو اپنی جانب مائل کر لے تو کہا جاتا ہے کہ اس آدمی نے تو اس شخص پر جادو کر دیا ہے اور یہ کوئی مذموم بات نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ آپ نے فصاحت و بلاغت کے پیش نظر ان کے کلام کو اچھا جانا اور اسے جادو کے ساتھ تشبیہ دی' لیکن حق بات یہ ہے کہ حدیث میں نہ تو ہر بیان کی مدح ہے اور نہ ہر بیان کی مذمت ہے کیونکہ حدیث میں کلمہ ''مِنْ'' ہے جو بعض والے معنی پر دلالت کرتا ہے جب کہ موطأ کی روایت میں ہے کہ راوی کو شک ہے کہ حدیث میں ''اِن من البیان'' کے الفاظ ہیں یا ''اِن بعض البیان'' کے الفاظ ہیں' لہٰذا آپ نے بعض بیان کو سحر قرار دیا ہے' اور ہر بیان کیسے مذموم ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کو بندوں پر اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''خَلَقَ الْاِنْسَانَO عَلَّمَهُ الْبَيَانَO'' (الرحمٰن: ۳۔۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایاO اسے بیان کی تعلیم دیO

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ' اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ باجی نے فرمایا کہ اس حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہے' ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت میں ہے کیونکہ بیان پر سحر کا اطلاق کیا ہے اور سحر مذموم ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ما یکرہ من الکلام بغیر ذکر اللّٰہ'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے' اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں' ان میں علم بیان کو بھی شمار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''خَلَقَ الْاِنْسَانَO عَلَّمَهُ الْبَيَانَO'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سب لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ بیان والے تھے' اور بیان کو سحر اس لیے فرمایا کہ بیان قلوب میں اثر کرتا ہے اور دلوں کو مائل کرتا ہے۔ (تنویر الحوالک شرح موطأ امام مالک ج ۳ ص ۱۴۹' مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)

۷۶۸۰۔ وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَّاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَّاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَّاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت صخر بن عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد گرامی سے' وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم' جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام' وبال و ملال ہیں۔ (ابوداؤد)

۷۶۸۱۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بعض شعر دانائی ہیں۔ (بخاری)

۷۶۸۲۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے شعر کی مذمت میں آیات نازل فرمائیں ہیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً مردِ مؤمن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تم کفار کو یہ شعر اس طرح مارتے ہو' جس طرح تیر مارے جاتے ہیں۔ (شرح السنہ)

۷۶۸۳۔ وَفِي الْاِسْتِيْعَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَرٰى فِي الشِّعْرِ فَقَالَ

اور ابن عبد البر کی استیعاب میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شعر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: بے شک مؤمن اپنی تلوار

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ.

اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

٧٦٨٤- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوْا قُرَيْشًا فَإِنَّهٗ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ ان کے لیے تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے۔ (مسلم)

٧٦٨٥- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ أَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے روز حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے کہ میری طرف سے جواب دو' اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی تائید فرما۔ (بخاری و مسلم)

٧٦٨٦- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہتے ہو' روح القدس مسلسل تمہاری مدد کرتے رہتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ حسان نے ان مشرکین کی ہجو کر کے شفاء دی اور شفاء یاب ہوئے۔ (مسلم)

٧٦٨٧- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھ دیتے' جس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اظہارِ فخر کرتے یا آپ کی طرف سے دفاع کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ جب تک حسان' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے یا دفاع کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ (بخاری)

٧٦٨٨- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مقامِ عرج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے سامنے آ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑلو' یا فرمایا: اس شیطان کو روکو' کیونکہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو' یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٨٩- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے اور اسے خراب کر دے تو یہ اس سے بہتر

رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے کہ وہ شعر سے بھر جائے۔ (بخاری ومسلم)

٧٦٩٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَّقَبِيْحُهٗ قَبِيْحٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلًا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شعر کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک کلام ہے اس میں اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا ہے۔ (دارقطنی) امام شافعی رحمہ اللہ نے عروہ سے یہ حدیث پاک مرسلاً روایت کی ہے۔

٧٦٩١۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ ابْنِ اَبِيْ صَلْتٍ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهٗ مِائَةَ بَيْتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہوا' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سناؤ! میں نے ایک شعر سنایا' فرمایا: اور سناؤ! میں نے آپ کو اور شعر سنایا' پھر فرمایا: اور سناؤ! حتیٰ کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنائے۔ (مسلم)

٧٦٩٢۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی ہے' وہ لبید کا قول ہے کہ سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٩٣۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمُشَاهِدِ وَقَدْ دُمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں نبی کریم ﷺ کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ نے فرمایا:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

تو ایک انگلی ہی ہے' جو خون آلود ہو گئی ہے
اور تجھے جو تکلیف پہنچی ہے' وہ اللہ کی راہ میں ہی پہنچی ہے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری ومسلم)

٧٦٩٤۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اغْبَرَّ بَطْنُهٗ يَقُوْلُ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز رسول اللہ ﷺ مٹی ڈھو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا نورانی پیٹ غبار آلود ہو گیا' آپ فرما رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْ لَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

بہ خدا! اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے
ہم نہ صدقہ دیتے' نہ نماز پڑھتے
اے اللہ! تو ہم پر سکون نازل فرما
دشمن سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا

إِنَّ الْأُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا
يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ أَبَيْنَا أَبَيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بے شک ان کفار نے ہم پر ٹوٹ کر حملہ کر دیا ہے
انہوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا
آپ بلند آواز سے فرماتے: ''ابینا ابینا''۔(بخاری ومسلم)

٧٦٩٥۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:
نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا
يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے اور مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:
ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دستِ اقدس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جواباً ارشاد فرماتے: اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہی ہے پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما! (بخاری ومسلم)

٧٦٩٦۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا' جسے انجشہ کہا جاتا تھا' اس کی آواز خوب صورت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے انجشہ! آہستہ' شیشے کی بوتلیں نہ توڑ دینا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے کمزور دل عورتیں مراد ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٧٦٩٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے' جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔
(بیہقی فی شعب الایمان)

٧٦٩٨۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِيْ طَرِيْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِيْقِ إِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ ثُمَّ قَالَ لِيْ بَعْدَ أَنْ بَعُدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ وَكُنْتُ إِذْ ذَاكَ صَغِيْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستے میں جا رہا تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں' اور راستے سے دور ہٹ کر دوسری طرف ہو گئے' پھر دور چلے جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کیا' جس طرح میں نے کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں: میں اس وقت بچہ تھا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کو نامناسب گفتگو خصوصاً غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کا بیان

غیبت اور شتم کا مفہوم

"حفظ لسان" سے مراد زبان کو لایعنی گفتگو سے محفوظ رکھنا ہے' یہ غیبت اور شتم کو بھی شامل ہے اور خصوصیت کے پیش نظر حفظِ لسان کے بعد غیبت اور شتم کا ذکر کیا۔ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی بات کا ذکر کرے جو اسے پسند نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بات اس میں پائی جاتی ہو اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو پھر اسے بیان کیا جائے تو یہ بہتان ہے اور شتم سے مراد گالی گلوچ اور لعنت ہے۔ گالی موجود' غائب' زندہ' مردہ سب کے لیے ہوسکتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۲۱ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌO﴾ (الحجرات: ۱۲)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' اور عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو' کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تو یہ تمہیں پسند نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا' انتہائی مہربان ہےO (الحجرات: ۱۲)

ظن کی اقسام

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری متوفی ۱۴۱۸ھ لکھتے ہیں:

فرمایا: بہ کثرت ظن و گمان کرنے سے اجتناب کیا کرو' کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں' اگر تم ظن و گمان کے شیدائی بن جاؤ تو ہوسکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں روکا اور نہ ہر قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد اقسام ذکر کی ہیں: واجب' مستحب' مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کرنا واجب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا: "لایموتن احدکم الّا وھو یحسن الظن باللّٰہ عزوجل" تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشادِ نبوی ہے: "یقول اللّٰہ انا عند ظن عبدی بی فلیظن ماشاء" کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے۔ اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن کرے۔ مستحب کی مثال: مؤمن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو' حسنِ ظن کرنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہیں' اس کے متعلق سوءِ ظن کرنا مباح ہے' لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں' اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

"اذا ظننتم فلا تحققوا" یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔

شریعت میں نصوص کے خلاف ظن و تخمین سے کام لینا مکروہ ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۵۹۶ 'مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۷۶۹۹ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دیتا ہے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (بخاری)

۷۷۰۰- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے اپنے نفس کی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو' میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا: (۱) جب بات کرو تو سچ کہو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نظریں جھکا کر رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔ (مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۱- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گی؟ اللہ کا خوف اور حسنِ اخلاق' (پھر فرمایا:) کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گی؟ دو خالی چیزیں: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۷۷۰۲- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: نجات کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھو' اور تمہارے لیے تمہارا گھر کافی ہونا چاہیے اور اپنی خطاؤں پر گریہ وزاری کرتے رہا کرو۔ (مسند احمد' ترمذی)

۷۷۰۳- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کس چیز کو میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک محسوس فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: یہ' (اسے ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا)۔

۷۷۰۴- وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِيْ الْمَوَارِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے' ٹھہریے! تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اس زبان نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں داخل کیا ہے۔ (مالک)

۷۷۰۵- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَفَعَهٗ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے عاجزانہ طور پر کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تو تیرے تابع ہیں' اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے' اگر تو ہی ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

۷۷۰۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

(مسند احمد' ترمذی' دارمی' بیہقی' فی شعب الایمان)

۷۷۰۷- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خاموشی کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں آدمی کا مقام ساٹھ سالہ عبادت سے افضل ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۷۰۸- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَاَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتاؤں جو پشت پر ہلکی اور ترازو میں بھاری ہیں' میں نے عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمائیے! آپ نے فرمایا: طویل خاموشی اور اچھی عادت' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مخلوق کا کوئی عمل ان دونوں عادات کی مثل نہیں ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۹- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ عَنْ نَّفْسِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے! آپ نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس میں تیرے تمام اُمور کے لیے بہت زیادہ زینت ہے' میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے' فرمایا: تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کو لازم اختیار کرو' کیونکہ اس سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں تمہارے لیے روشنی ہوگی' میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے! فرمایا: طویل خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کو بھگا دے گی اور دینی معاملات میں تیری معاون ہوگی۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے! فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو' کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کا نور زائل کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے! فرمایا: حق بات کہو' اگرچہ کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے! فرمایا: اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ کرنا' میں نے عرض کیا: مزید فرمائیے! فرمایا: تم اپنے عیوب کی طرف دیکھو' لوگوں کے عیبوں کی طرف نظر نہ کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۱۰- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ

حضرت عمران بن حطان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا'

اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهُ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

میں نے مسجد میں انہیں سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تنہا لیٹے ہوئے دیکھا' میں نے عرض کیا: اے ابوذر! یہ گوشہ نشینی کیوں اختیار کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گوشہ نشینی بُرے ساتھی سے بہتر ہے اور نیک ساتھی' گوشہ نشینی سے بہتر ہے' اور اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی بُری بات کرنے سے بہتر ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۱۱- وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نیکی کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کا مقام ومرتبہ اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور کوئی شخص بُرائی کا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کا انجام اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

وَرَوٰى مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ.

امام مالک' ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۷۷۱۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَّاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی قدر اسے معلوم نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بناء پر اس شخص کے درجات بلند فرما دیتا ہے' اور ایک شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی اسے پرواہ نہیں ہوتی' اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يَهْوِيْ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ میں مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے۔

۷۷۱۳- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُوْلُهَا اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ يَهْوِيْ بِهَا اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِنَّهُ لَيَزِلُّ عَنْ لِّسَانِهِ اَشَدُّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کوئی کلمہ محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے کہتا ہے' اس کی وجہ سے وہ (جہنم میں) زمین وآسمان کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے اور بے شک بندے کا زبان کی وجہ سے پھسلنا' قدم کے پھسلنے سے زیادہ سخت (نقصان دہ) ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧١٤- وَعَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّمَنْ يُّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

٧٧١٥- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَسَدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَّاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات بیان کرو جس میں وہ تمہیں سچا خیال کر رہا ہو' حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (ابوداؤد)

٧٧١٦- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةِ وَالْكِذْبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن جھوٹ اور خیانت کے علاوہ ہر عادت کے ساتھ پیدائشی طور پر متصف ہو سکتا ہے۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے)

٧٧١٧- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا: کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! (اسے امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٧١٨- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

٧٧١٩- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ کو لازم اختیار کرلو' کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے' اور آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی طلب کرتا رہتا ہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو' کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتا

وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ کَذَّابًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی طلب میں رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اُسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْکِذْبَ فُجُوْرٌ وَّاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ.

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ گناہ ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

۷۷۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَهٗ قَصْرٌ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَکَ الْمِرَآءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَهٗ فِیْ وَسْطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِیَ لَهٗ فِیْ اَعْلَاهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّکَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جھوٹ چھوڑ دیا حالانکہ جھوٹ باطل ہے اس کے لیے جنت کے کنارے محل بنادیا جائے گا اور جس نے لڑائی ترک کردی حالانکہ وہ حق پر ہے اس کے لیے جنت کے درمیان محل بنا دیا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لیے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ حصے میں محل بنادیا جائے گا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں ہے)

۷۷۲۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَیَاْتِی الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْکِذْبِ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اسْمُهٗ یُحَدِّثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شیطان انسانی صورت اختیار کر کے کسی قوم کے پاس آتا ہے اور ان سے کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے پھر لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے جسے میں چہرے سے تو پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا۔ (مسلم)

شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہو کر جھوٹی بات نشر کرنا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے (کہ شیطان آپ کی طرف جھوٹی حدیث منسوب کر کے اس کی تشہیر کرتا ہے) کیونکہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے حتیٰ کہ اسے کفر شمار کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر کفار کا رئیس (شیطان) اس کا اہتمام کرتا ہے اور وسوسہ کی تقویت کے لیے حسی صورت اختیار کر کے آتا ہے' اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مطلقاً جھوٹی خبر اور اس کی فروعات' بہتان' قذف (تہمت) وغیرہ مراد ہوں اور شیطان سے مراد اس کی جنس کا ایک فرد ہو۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ آدمی جو بات سنے اس کی تحقیق کرے اور دیکھے کہ آیا کہنے والا سچا ہے کہ وہ خبر آگے نقل کی جا سکے یا جھوٹا ہے تا کہ وہ بات آگے بیان کرنے سے پرہیز کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۶۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۲۲ - وَعَنْ اُمِّ کُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بھلائی کی بات کرے اور

يَصْلُحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِيْ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بھلائی کی بات آگے پہنچائے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۲۳- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن دورخے آدمی کولوگوں میں سے بدترین پاؤ گے جو ان کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور اُن کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۲٤- وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِی الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ رَوَاهُ الدَّارَمِیُّ.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دورخا ہو قیامت کے دن اس کی آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔
(دارمی)

دورُخا شخص

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

دورُخا وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے' جس طرح کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے' اور جو مداہنت (دھوکا' فریب) حرام ہے وہ یہی دورخا پن ہے' اور دو چہرے والے شخص کو مداہن (فریبی' دھوکا باز) کہا گیا ہے' کیونکہ وہ بُرے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان پر راضی ہے اور ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح اہلِ حق کے ساتھ بھی یہی ظاہر کرتا ہے اور وہ دونوں طرح کے لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور دونوں کے کاموں پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے' لہٰذا وہ دھوکا باز اور فریبی کہلاتا ہے اور سخت وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دورخا شخص اللہ کے نزدیک عزت والا نہیں ہوتا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دوزبانوں والا ہے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی آگ کی دوزبانیں بنادے گا۔(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۳۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو ایک آدمی کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا محب اور خیر خواہ ہے اور پسِ پشت اس کی بُرائیاں بیان کرے اور ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو دودشمنی رکھنے والے آدمیوں میں سے ہر ایک کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا دوست ہے اور ہر ایک کے سامنے دوسرے کی بُرائی بیان کرے۔

۷۷۲۵- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَمَّامٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ''نمام'' کا لفظ ہے۔

۷۷۲٦- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں' دوستوں کے درمیان

عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

جدائی ڈالتے ہیں، پاک باز بندوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۲۷۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُمَا.

سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو ترک کر دے۔ (اسے امام) مالک و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن حسین و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے)۔

حدیثِ مذکور کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ وہ چار احادیث ہیں: (۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان متشابہات ہیں (۲) آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز ترک کر دے (۳) مؤمن اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (۴) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ بعض نے تیسری حدیث کی بجائے یہ حدیث شمار کی ہے کہ دنیا میں زہد اختیار کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے، اس سے بے رغبت ہو جاؤ، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۳۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۷۲۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ لَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحابی فوت ہو گئے تو ایک شخص نے کہا: تمہیں جنت کی خوش خبری ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتا؟ شاید اس نے کوئی بے مقصد بات کہی ہو یا کسی ایسی چیز میں بخل کیا ہو جو کم نہیں ہوتی۔ (ترمذی)

۷۷۲۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص نے کہا: لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (مسلم)

۷۷۳۰۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَّمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ يَعْنِيْ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ پر عار دلائی، جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو وہ شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک خود وہ گناہ نہ کر لے۔ (ترمذی)

۷۷۳۱۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرُ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

اپنے بھائی کی مصیبت پر اظہارِ خوشی نہ کرو ممکن ہے کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کردے۔(ترمذی)

۷۷۳۲۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ اَتٰی رَاحِلَتَهُ فَاَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادٰی اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِیْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰی مَا قَالَ. قَالُوْا بَلٰی رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنی سواری کو بٹھا کر باندھ دیا' پھر اس نے مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی' جب سلام پھیرا تو اپنی سواری کے پاس آ کر اسے کھولا اور اس پر سوار ہو گیا' پھر دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ' تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! (ہم نے سنا ہے)۔

۷۷۳۳۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔(مسلم)

۷۷۳۴۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْكَ ثَلَاثًا مَّنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَّاللّٰهُ حَسِيْبُهُ اِنْ كَانَ يَرٰی اَنَّهُ كَذٰلِكَ وَلَا يُزَكِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَدًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی شخص کی تعریف کی' تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے' آپ نے یہ تین بار فرمایا' (پھر فرمایا:) اگر تم میں سے کوئی شخص ضرور کسی کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یوں کہہ دے کہ میرا فلاں شخص کے متعلق یہ گمان ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے احوال پر مطلع ہے' بشرطیکہ کہنے والے کے خیال میں وہ اسی طرح ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کی پاکیزگی کو یقینی طور پر بیان نہ کرے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۳۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس سے عرشِ الٰہی لرز اٹھتا ہے۔(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۳۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۳۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْتَبَّانِ مَا

حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ کہتے

قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہیں اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوتا ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

۷۷۳۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَیْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو اے کافر! یا اے اللہ کے دشمن! کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہ تھا تو یہ قول اسی کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو یہ قول ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۴۰۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَّجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اور وہ دوسرا شخص ایسا نہ ہو تو وہ تہمت کا کلمہ اسی کہنے والے شخص کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (بخاری)

۷۷۴۱۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَیْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَی السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَی الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَی الَّذِیْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَّاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰی قَائِلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے اور زمین کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے، جب کوئی جگہ نہیں پاتی تو پھر جس شخص پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس کی طرف لوٹ آتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

۷۷۴۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّیْحُ رِدَاءَهٗ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَّاِنَّهٗ مَنْ لَّعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی چادر ہوا نے اڑا دی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو اللہ کی جانب سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۷۷۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَّهُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَاَعْتَقَ اَبُوْ بَكْرٍ یَّوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جب کہ وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو لعنت بھی کریں اور صدیق بھی ہوں؟ رب کعبہ کی قسم!

ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعُودُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس روز اپنے کچھ غلام آزاد کیے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٤٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدیق کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

٧٧٤٥۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ بنیں گے' نہ شفاعت کرنے والے۔ (مسلم)

٧٧٤٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا.
وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

٧٧٤٧۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.
وَفِي أُخْرَى لَهُ وَلَا الْفَاحِشِ الْبَذِيِّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے' نہ لعنت کرنے والا' نہ فحش گو' نہ بے حیا۔ (ترمذی' بیہقی فی شعب الایمان)
اور دوسری روایت میں ہے: نہ فحش گو' بے حیاء۔

٧٧٤٨۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ. وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے کو یہ نہ کہو کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو' تم پر اللہ کا غضب ہو' تمہارا ٹھکانا جہنم ہو' اور ایک روایت میں ہے: (نہ یہ کہو) کہ تمہارا ٹھکانا آگ ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٧٤٩۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں بھی ہو' اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو' اسے مزین کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

٧٧٥٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُونَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو امن و سلامتی حاصل ہو جائے گی اور آدمی کی بے باکی میں سے یہ چیز بھی ہے کہ وہ رات کے وقت کوئی عمل

الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا كَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کرے پھر صبح کا وقت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دے اور وہ شخص کہتا پھرے کہ اے فلاں! میں نے گزشتہ رات یہ یہ کام کیا ہے حالانکہ رات کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمادی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کا ڈالا ہوا پردہ ہٹا رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۵۱- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهُ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو' یہ قبیلے کا بدترین شخص ہے' جب وہ شخص آ کر بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' جب وہ چلا گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس شخص کے متعلق ایسے ایسے فرمایا' پھر آپ اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو کب پایا ہے؟ بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا شخص وہ ہوگا جس کے شر کے خوف سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی فحش گوئی کے ڈر سے۔

(بخاری ومسلم)

حدیث مذکور کی تشریح

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری تھا اور اسے احمق سردار کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ اور اس کی تالیف قلب اس امید پر فرمائی کہ اس کی قوم مسلمان ہو جائے' کیونکہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۷۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسق معلن کے فسق کی بناء پر اس کی غیبت جائز ہے' اور کفار' فساق' ظالمین اور اہل فساد کی غیبت جائز ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۱۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۷۷۵۲- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص میرے کسی صحابی کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس صاف سینہ لے کر آؤں۔

(ابوداؤد)

۷۷۵۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُهٗ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کا ذکر اس انداز میں کرے جسے وہ پسند نہیں کرتا' عرض کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں بیان کر رہا ہوں تو پھر آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر

يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس میں وہ عیب موجود ہو جو تم بیان کرتے ہو پھر تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے جو تم بیان کرتے ہو تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ (مسلم)

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قُلْتَ لِأَخِيكَ مَا فِيهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تم نے اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر تم نے اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

٧٧٥٤- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَابْنُ الْهَمَّامِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ إِنَّ أَحَادِيْثَ الْغِيْبَةِ فِي إِفْسَادِ الصَّوْمِ كُلَّهَا مَدْخُوْلَةٌ وَّعَلٰى تَقْدِيْرِ صِحَّتِهَا فَمُؤَوَّلَةٌ بِالْإِجْمَاعِ بِذِهَابِ الثَّوَابِ وَقَالَ فِي مَجْمَعِ الْبَرَكَاتِ الْغِيْبَةُ لَيْسَتْ مِنْ نَّوَاقِضِ الْوُضُوْءِ وَلَمْ أَرَ فِيْهِ خِلَافًا نَعَمْ يُسْتَحَبُّ الْوُضُوْءُ بَعْدَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: صفیہ سے آپ کے لیے ایسا ایسا ہی کافی ہے' ان کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے متغیر کر دے گی۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد) علامہ عینی اور ابن ہمام رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جتنی احادیث میں غیبت سے روزہ فاسد ہو جانے کا ذکر ہے' وہ سب روایات محلِ نظر ہیں۔ اگر انہیں صحیح بھی قرار دیا جائے تو بالاتفاق ان میں تاویل ہے کہ روزہ فاسد ہونے سے روزہ کا ثواب نہ ہونا مراد ہے اور مجمع البرکات میں ہے کہ غیبت ناقضِ وضو نہیں' اور میں نے اس میں کسی کا اختلاف نہیں دیکھا' البتہ غیبت کے بعد وضو مستحب ہے۔

٧٧٥٥- وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید و حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: غیبت زنا سے سخت تر کیسے ہے؟ فرمایا: آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت قبول نہیں فرماتا' جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

٧٧٥٦- وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ رَّوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ زانی توبہ کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ ہی نہیں ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٧٥٧- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ أَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی تو نے غیبت کی ہے' اس کے لیے دعائے

تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اَغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ مغفرت کرے اور یوں کہے: اے اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے۔ (اسے بیہقی رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ. نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے)

غیبت کی مختلف صورتیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر ایسے الفاظ کے ساتھ کرو کہ اگر اس تک یہ بات پہنچے تو وہ اسے پسند نہ کرے چاہے اس کے کسی جسمانی عیب کا ذکر کرو یا اس کے نسب میں نقص بیان کرو یا اس کے اخلاق یا قول وفعل کے اعتبار سے کوئی عیب بیان کرو یا اس کے دینی یا دنیاوی کسی نقص کا بیان کرو' حتیٰ کہ اس کے کپڑے اور اس کے گھر اور اس کی سواری میں کسی کمی کا بیان کرنا بھی غیبت میں داخل ہے۔ جسمانی نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ یہ چندھی آنکھوں والا ہے' بھینگا ہے' گنجا ہے' چھوٹے یا لمبے قد والا ہے' سیاہ یا زرد رنگ والا ہے۔ نسب میں عیب بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کا باپ ہندی ہے یا فاسق ہے یا گھٹیا شخص ہے یا موچی ہے۔ اخلاق میں نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہے کہ وہ بدخلق ہے' کنجوس ہے' متکبر ہے۔

(ملخصاً احیاء العلوم علیٰ ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص۲۹۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

زبان سے کسی کی غیبت کرنا محض اس لیے حرام ہے کیونکہ اس میں دوسرے لوگوں کو اپنے بھائی کے عیب سے مطلع کیا جاتا ہے اور اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کیا جاتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے' لہٰذا اس میں اشارۃً گفتگو کرنا صراحۃً بیان کرنے کی طرح ہے اور اس میں قول وفعل برابر ہیں۔ اسی طرح آنکھ یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کرنا' لکھنا' حرکت کرنا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے مقصود سمجھ میں آ جائے' وہ غیبت میں داخل ہے اور حرام ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی اسی قسم سے ہے' فرماتی ہیں: ہمارے پاس ایک عورت آئی' جب وہ واپس جانے لگی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ چھوٹے قد والی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اغتبتها'' تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (احیاء العلوم علیٰ ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص۳۰۲' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

کن صورتوں میں غیبت جائز ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

اگر کسی کے عیوب بیان کرنے کی کوئی صحیح شرعی غرض ہو کہ عیوب کا ذکر کیے بغیر وہ غرض حاصل نہ ہو سکے تو اس صورت میں غیبت کا گناہ نہیں ہے' اس کی چھ صورتیں ہیں:

(۱) مظلوم انصاف طلب کرنے کے لیے قاضی کے پاس ظالم کے ظلم کا بیان کر سکتا ہے' کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: ''ان لصاحب الحق مقالا'' بے شک صاحبِ حق کو گفتگو کی گنجائش ہے۔

(۲) کسی کی اصلاح کی غرض سے اس کی خامی کا بیان کرنا جائز ہے' جس طرح کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے اور ایک قول کے مطابق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا' انہوں نے جواب نہیں دیا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ صورت حال بیان کی' انہوں نے آ کر ان کی اصلاح کر دی اور اس کو ان حضرات نے غیبت شمار نہیں کیا۔

(۳) فتویٰ طلب کرنے کے لیے اجازت ہے' مثلاً مفتی سے کہے کہ میرے باپ یا میری بیوی یا میرے بھائی نے مجھ پر ظلم کیا ہے' اس

سے چھٹکارے کا طریقہ کیا ہے؟ البتہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کنایۃً کہے کہ ایسے آدمی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جس کے باپ یا بھائی یا بیوی نے اس پر ظلم کیا ہے' البتہ تعیین بھی جائز ہے' اس پر دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں' مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو' کیا میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اتنا لے سکتی ہو جو دستور کے مطابق تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔ انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بخل و ظلم کا ذکر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں جھڑکا نہیں کیونکہ ان کا مقصود فتویٰ طلب کرنا تھا۔

(۴) جب مسلمان کو شر سے بچانا مقصود ہو پھر بھی کسی کا عیب بیان کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: کیا تم فاسق کا ذکر کرنے سے اعراض کرتے ہو' اس کا پردہ فاش کرو تا کہ لوگ اسے پہچان جائیں' اس میں جو خرابی ہے وہ بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔

(۵) جب کوئی آدمی اپنے کسی عیب کے ساتھ معروف ہو' اس صورت میں (بطور شناخت) اس کا عیب ذکر کرنے والے پر گناہ نہیں ہو گا جس طرح کہے کہ ابوالزناد نے اعرج سے اور سلمان نے اعمش سے روایت کیا۔

(۶) وہ شخص کھلم کھلا فسق اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہو' اس کے عیوب بیان کرنا بھی جائز ہے' مثلاً ہیجڑا' شرب کی محافل کا اہتمام کرنے والا' اعلانیہ شراب پینے والا اور ظلماً لوگوں کا مال چھین لینے والا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: جو کوئی اپنے چہرے سے حیاء کی چادر اتار دے' اس کی کوئی غیبت نہیں۔ (ملخصاً احیاء العلوم علیٰ حاشیہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۲۸' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت کا کفارہ

غیبت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ نادم ہو اور توبہ کرے اور اپنے فعل پر اظہارِ تاسف کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے' پھر جس شخص کی غیبت کی ہے اس سے معاف کروائے تا کہ زیادتی والے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے' غمگین ہو کر' افسوس کرتے ہوئے اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معافی مانگے کیونکہ بسا اوقات ریاکار اپنا تقویٰ ظاہر کرنے کے لیے معافی مانگتا ہے جب کہ دل سے وہ نادم نہیں ہوتا' اس طرح وہ ایک دوسرے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم علیٰ ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۴۷' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

بَابُ الْوَعْدِ — وعدے کا بیان

وعدے کی لغوی تحقیق

وعدے کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''وعدتہ خیرًا'' میں نے اس سے خیر کا وعدہ کیا۔ ''وعدتہ شرًا'' میں نے اس سے شر کا وعدہ کیا (یعنی اسے دھمکی دی)' اگر لفظ خیر اور شر ذکر نہ کیے جائیں تو پھر خیر کے لیے لفظ ''وعد'' اور لفظ ''عدہ'' ذکر کیا جاتے ہیں' اور شر کے لیے لفظ ''ایعاد'' اور ''وعید'' استعمال کیے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۵۸ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے کچھ مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کچھ قرض ہو یا آپ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس

اَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَثَالِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَاهِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَّقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا عطا فرمائیں گے' اور آپ نے اپنے دونوں دستِ اقدس تین مرتبہ پھیلائے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں مٹھیاں بھر کر میری جھولی میں ڈال دیں' میں نے انہیں شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے' فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط مسائل

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد والوں کے لیے فوت شدہ کا قرض ادا کرنا مستحب ہے اور اس میں اجنبی اور وارث دونوں برابر ہیں' نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ وعدہ قرض کے ساتھ ملحق ہے' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: "العدة دين" وعدہ' قرض ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۶' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور ﷺ کی میراث کی تقسیم نہیں' ورنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ پورا کراتے' دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم ایسی دیانت دار ہو' وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کر سکتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں' دیانت دار ہیں' رسول اللہ ﷺ کے سچے جانشین' اسلام کے پہلے تاج دار ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۶۸' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' اردو بازار' لاہور)

۷۷۵۹ ـ وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَمَرَ لَنَا بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید تھا اور آپ پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے' اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ہم شکل تھے' آپ نے ہمیں تیرہ جوان اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا' ہم اونٹنیوں پر قبضہ کرنے کے لیے گئے تو نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے اور لوگوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ جس شخص سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے' میں نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا: تو آپ نے ہمیں وہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

بغیر گواہی طلب کیے وعدہ پورا کرنا

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

بہت سے وعدے اکیلے میں کیے جاتے ہیں' جن پر گواہ نہیں ہوتے' اگر جناب صدیق رضی اللہ عنہ گواہی کی قید لگاتے تو حضور انور ﷺ کے بہت سے وعدے پورے نہ ہو سکتے' اس لیے انہوں نے بغیر گواہ وعدے جاری فرمائے' نیز حضرات صحابہ تمام کے تمام عادل ہیں' وہاں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۶۹' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' گجرات)

۷۷۶۰ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَمْسَاءِ

حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم

قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهٗ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُّهٗ اَنْ اٰتِيَهٗ بِهَا فِيْ مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاِذَا هُوَ فِيْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے آپ سے کوئی چیز خریدی اور میرے ذمہ کچھ قیمت باقی تھی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ آپ کو باقی رقم لا کر پیش کرتا ہوں اور میں بھول گیا' تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے آ کر دیکھا' آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے' آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا' میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

۷۷۶۱۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّعَدَ رَجُلًا فَلَمْ يَاْتِ اَحَدُهُمَا اِلٰى وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِيْ جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص سے وعدہ کیا اور دونوں میں سے ایک نماز کے وقت تک نہ آیا اور آنے والا نماز کے لیے چلا گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (رزین)

۷۷۶۲۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاهُ وَمِنْ نِّيَّتِهٖ اَنْ يَّفِيَ لَهٗ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ وعدہ پورا کرے گا مگر وہ وعدے پر نہ آ سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

وعدہ کے احکام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وعدہ پورا کرنے کی نیت ہو مگر وعدہ پورا نہ کرے تو گناہ گار نہیں اور بعض نے کہا کہ بغیر رکاوٹ کے وعدہ خلافی حرام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایسا وعدہ کیا جو شریعت میں منع نہیں تو اسے پورا کرنا چاہیے' باقی رہا یہ امر کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے یا مستحب' اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا نظریہ ہے کہ یہ مستحب ہے اور وعدہ خلافی مکروہ ہے' اس میں سخت کراہت ہے مگر گناہ نہیں' اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی اسی جماعت سے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعدہ کے ساتھ ان شاء اللہ کا لفظ کہتے تھے اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ لفظ ''عسٰی'' فرماتے تھے لیکن وعدہ کرنا اور دل میں اس کے خلاف نیت کرنا بالاتفاق نفاق کی علامت ہے اور ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ یہ نفاق کی علامت اس صورت میں ہے کہ وعدہ پورا نہ کرنے کی نیت سے وعدہ کرے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِيْ اُمِّيْ يَوْمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالِ اُعْطِيْكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيَهٗ قَالَتْ اَرَدْتُّ اُعْطِيْهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهٖ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ رَوَاهُ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے' میری والدہ نے کہا: اِدھر آؤ! میں تمہیں کچھ دیتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ عرض کیا: میں اسے کھجوریں دینا چاہتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: سن لو! اگر تم نے اسے کچھ نہ دیا تو تمہارے ذمہ جھوٹ کا گناہ لکھ دیا جائے گا۔ (ابوداؤد' بیہقی فی شعب الایمان)

دَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

بَابُ الْمِزَاحِ — خوش طبعی کا بیان

مزاح کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کسی آدمی کے ساتھ اسے تکلیف پہنچائے بغیر خوش طبعی کرنا مزاح ہے۔ اگر یہ خوش طبعی' ایذاء کا باعث بنے تو یہ مزاح نہیں' سخریت (مذاق اُڑانا) ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس مزاح سے منع کیا گیا ہے' وہ ایسا مزاح ہے جس میں افراط اور زیادتی ہو کیونکہ اس طرح کا مزاح ہنسنے اور دل کی سختی کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین کے اہم اُمور میں غور و فکر سے توجہ ہٹا دیتا ہے' اور اکثر اوقات یہ ایذاء رسانی کا باعث بن جاتا ہے اور کینہ پیدا کرتا ہے اور رعب اور وقار کو ختم کر دیتا ہے اور جو مزاح اس طرح کی باتوں سے خالی ہو' وہ جائز ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی مخاطب کا دل خوش کرنے کے لیے اس طرح کا مزاح فرمایا کرتے تھے' اور یہ سنت مستحبہ ہے' لیکن علامہ حنفی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش طبعی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہ کثرت مزاح فرمایا کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کو آپ کی طرح اپنے نفس پر قابو نہیں تھا' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے لیے مزاح کا ترک اولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔ مفہوم یہ ہے کہ بادشاہوں کو لوہاروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی لوگ منع کے حکم کے تحت داخل ہیں' لیکن اگر خوش طبعی کی مقررہ حد پر سختی سے قائم رہیں اور سیدھے راستے سے عدول نہ کریں' پھر اجازت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ (الحجرات:۱۱).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کا مذاق اُڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اُڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو' مسلمان ہو کر فاسق کہلانا کتنا بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۝ (الحجرات:۱۱)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ اس آیہ مبارکہ کا شانِ نزول کئی واقعات میں ہوا' پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کو ثقلِ سماعت (اونچا سننے کی بیماری) کا عارضہ تھا' جب وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے تا کہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلامِ مبارک سن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف بھر گئی' اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا۔ ثابت آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لیے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو! جگہ دو! یہاں

تک کہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان صرف ایک شخص رہ گیا انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو! اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی بیٹھ جاؤ۔ ثابت غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لیے کہا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم رضی اللہ عنہم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے (مذاق اڑاتے تھے) ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں (اُڑائیں) نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی اور نہ تندرست اپاہج کی نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۹۲۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں۔ یہ آیت ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی انہیں معلوم ہوا کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سیّد عالم ﷺ سے شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نبی زادی ہو اور نبی کی بیوی ہو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ رضی اللہ عنہا! خدا سے ڈرو۔ (خزائن العرفان ص ۹۳۰ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

سیدہ صفیہ و سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا والی یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بہ روایت انس رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث: ۳۸۹۴ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۷۷٦٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور اس کا مذاق نہ اُڑاؤ اور نہ ہی اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔ (ترمذی)

۷۷٦٥ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں آپ نے فرمایا: میں تو صرف حق ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی)

۷۷٦٦ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَّا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ وَكَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَّلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مل جل کر رہتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرماتے: اے ابوعمیر! چڑیا کا کیا بنا؟ میرے بھائی کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط مسائل

علامہ نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں:

(۱) جس کی کوئی اولاد نہ ہو اس کی کنیت رکھنا جائز ہے اور بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔

(۲) ایسی خوش طبعی جائز ہے جس میں گناہ نہ ہو۔

(۳) بعض اسماء میں تصغیر جائز ہے۔

(۴) بچے کا چڑیا کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔
(۵) بچے کا ولی وسرپرست کھیلنے کے لیے بچے کو پرندہ پکڑا سکتا ہے۔
(۶) تکلف کے بغیر مسجع کلام جائز ہے۔
(۷) بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا اور کھیلنا جائز ہے۔
(۸) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ، عادات کریمہ اور تواضع کا بیان ہے اور آپ کا اپنے رشتہ داروں سے ملاقات فرمانے کا ذکر ہے کیونکہ ابوعمیر کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے رشتہ داروں سے تھیں۔
(۹) بعض مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حرم مدینہ کا شکار جائز ہے لیکن حدیث میں اس پر دلالت نہیں کیونکہ حدیث میں صراحۃً یا کنایۃً اس کا ذکر نہیں کہ وہ جگہ حرم مدینہ سے تھی اور کتاب الحج میں کثیر احادیث صحیحہ گزری ہیں جن میں صراحۃً حرم مدینہ کے شکار کو حرام قرار دینے کا ذکر ہے، لہٰذا اس طرح کی حدیث کے ساتھ ان احادیث پر عمل ترک نہیں کیا جا سکتا۔
(المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب الآداب، جز ۱۴، ص ۳۵۵، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

حرمِ مدینہ کے شکار کا مسئلہ

احناف کا نظریہ یہ ہے کہ حرمِ مدینہ منورہ کا شکار جائز ہے۔ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں:
حضرت ابوعمیر والا یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ہوا۔ اگر مدینہ منورہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے شکار کی طرح ہوتا تو نبی کریم ﷺ چڑیا کو بند رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ قباء میں پیش آیا ہو اور وہ جگہ حرم مدینہ سے خارج ہے، لہٰذا اس حدیث میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں، لہٰذا ہم نے غور وفکر کیا کہ کیا اس حدیث کے علاوہ بھی کوئی ایسی حدیث ہے جو مدینہ منورہ کے شکار کے حکم کے متعلق راہنمائی کرے۔ (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ نے احناف کے نظریہ پر احادیث پیش کیں:)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی جانور تھا، جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ جانور کھیلتا اور دوڑتا اور آگے پیچھے ہوتا، جب وہ محسوس کرتا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو وہ گھٹنوں کے بل خاموش بیٹھ جاتا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ واقعہ حرم مدینہ میں ہوا اور اس مقام پر وہ جنگلی جانوروں کو جگہ دیتے، انہیں پکڑتے اور ان پر دروازے بند کر دیتے تھے، لہٰذا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس معاملہ میں مدینہ منورہ کا حکم مکہ مکرمہ کے حکم سے مختلف ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شکار کرتے تھے اور کچھ شکار نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتے تھے، ایک مرتبہ انہیں تاخیر ہو گئی، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے انہیں فرمایا: تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں شکار نہیں ملا تو ہم مقامِ بیت اور قنادہ کے درمیان شکار کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم مقامِ عقیق پر شکار کرتے تو جب تم روانہ ہوتے، میں رخصت کرنے تمہارے ساتھ جاتا اور جب تم واپس آتے تو میں تم سے ملاقات کرتا، کیونکہ مجھے مقامِ عقیق محبوب ہے۔
اس حدیث میں مدینہ منورہ کے شکار کے جائز ہونے پر دلالت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے انہیں شکار کے مقام کی طرف راہنمائی فرمائی، اور مکہ مکرمہ میں یہ حلال نہیں۔ کیا ایسا نہیں کہ جو آدمی مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے کسی آدمی کی شکار کی طرف راہنمائی کرے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے تو جب مدینہ منورہ اس معاملہ میں مکہ مکرمہ کی طرح نہیں، لہٰذا مدینہ منورہ کے شکار کا حکم بھی مکہ مکرمہ کے شکار کے حکم سے مختلف ہے۔

اور اس حدیث میں مقام عقیق کے شکار کے مباح ہونے کی دلیل بھی ہے (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ عقلی دلائل سے حرم مدینہ کے شکار کا جواز ثابت کرتے ہیں)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ حرام ہے اسی طرح مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت بھی حرام ہیں اس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوسکتا لہٰذا مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت کی حرمت مکہ مکرمہ کی ذات کی حرمت کی طرح ہے پھر ہم اس طرف نظر کرتے ہیں کہ سب کے نزدیک اجماعاً مدینہ منورہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں جب مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو مدینہ منورہ کے شکار اور درخت کا حکم بھی مدینہ منورہ کی ذات کی طرح ہوگا جس طرح مکہ مکرمہ کا شکار مکہ مکرمہ کی ذات کی طرح حرام ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو اس کا شکار اور درخت بھی حرام نہیں ہوں گے۔ اس سے ان حضرات کا قول ثابت ہوگیا جو کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے علاوہ باقی شہروں کے شکار کے حکم کی طرح ہے اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وامام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کا نظریہ ہے۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

۷۷۶۷ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلُ اِلَّا النُّوْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے سواری طلب کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا اس نے عرض کیا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کا بچہ اونٹ ہی ہوتا ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

۷۷۶۸ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَاَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهٗ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَّا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًO فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاO (الواقعہ:۳۵-۳۶) رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوگی اس نے عرض کیا: عورتیں جنت میں کیوں داخل نہیں ہوں گی حالانکہ وہ تلاوت قرآن کرتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) بے شک ہم ان عورتوں کو دوبارہ پیدا کریں گےO تو انہیں کنواریاں بنائیں گےO (الواقعہ:۳۵-۳۶)

(رزین شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ سے ہے)

۷۷۶۹ - وَعَنْهُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهٗ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ وَّكَانَ يَهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهٗ وَكَانَ دَمِيْمًا فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّهُوَ يَبِيْعُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی شخص تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیہات کے تحائف پیش کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں شہری اشیاء عنایت فرماتے جب وہ جانا چاہتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے اور وہ خوب صورت نہیں تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ زاہر رضی اللہ عنہ اپنا سامان فروخت کررہے تھے آپ نے انہیں پیچھے سے اپنے بازوؤں میں لے لیا انہوں نے آپ کو نہ دیکھا اور کہا: یہ کون ہیں؟ مجھے چھوڑو! پھر مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا

مَتَاعَهُ فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ فَقَالَ أَرْسِلْنِيْ مَنْ هٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَأْلُوْ مَا أَلْزَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهُ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّشْتَرِي الْعَبْدَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور بار بار اپنی پشت نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! تب تو اللہ کی قسم! آپ مجھے سستا پائیں گے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کے ہاں سستے نہیں ہو۔ (شرح السنۃ)

٧٧٧٠ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا أَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِيْ أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ أَبُوْ بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا أَدْخِلَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آواز بلند کرتے ہوئے سنا‘ جب اندر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ لیا تاکہ انہیں تھپڑ ماریں‘ اور فرمایا کہ میں آئندہ تمہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرتے نہ دیکھوں‘ نبی کریم ﷺ نے انہیں روک دیا‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے‘ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے کیسا پایا؟ میں نے تمہیں اس مرد سے چھڑا لیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چند دن کے بعد حاضر ہوئے‘ پھر اجازت طلب کی تو دونوں کو صلح کی حالت میں پایا‘ انہوں نے دونوں سے کہا: تم مجھے اپنی صلح میں شامل کر لو‘ جس طرح تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں شامل کر لیا‘ ہم نے تمہیں شامل کر لیا۔ (ابوداؤد)

٧٧٧١ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے دو کانوں والے! (ابوداؤد‘ ترمذی)

٧٧٧٢ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ أَكُلِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا‘ آپ نے مجھے جواب دیا‘ اور فرمایا: اندر آ جاؤ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! سارا ہی داخل ہو جا۔ تو میں اندر آ

الْعَاتِكَةِ اِنَّمَا قَالَ اَدْخُلُ كُلِّيْ مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

گیا۔ حضرت عثمان بن ابی عاتکہ کہتے ہیں کہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے عرض کیا تھا کہ کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ
فخر اور تعصب کا بیان

فخر و تعصب کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے: عصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کی خاطر غضب ناک ہو اور ان کی حمایت کرے اور عصبہ باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے آدمی کو قوت اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے' اور اسی سے یہ حدیث ہے:
جس نے تعصب کی دعوت دی اور تعصب کی خاطر لڑائی کی' وہ ہم میں سے نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعصب کا تعلق جاہلانہ حمایت سے ہے جبکہ قواعد شرعیہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کے لیے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں' چاہے یہ گواہی تمہاری اپنی ذات' والدین اور برادری کے خلاف ہی کیوں نہ ہو' اور یہاں فخر اور تعصب کو اکٹھا اس لیے ذکر کیا ہے کہ عموماً دونوں لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

متعصب وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی خاطر تعصب کرے اور اپنے مذہب کی خاطر لڑائی جھگڑا کرے کیونکہ اس صورت میں قوت و سختی کا اظہار ہوتا ہے اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں (اور عصبہ کا لغوی معنی بھی یہی ہے)۔ تعصب اگر حق کی خاطر ہو' اس میں ظلم نہ ہو تو یہ مستحسن ہے۔ اگر ناحق ہو اور ظلم ہو تو یہ مذموم ہے اور تعصب کا استعمال اکثر ناحق اور ظلم کے لیے ہوتا ہے' جس طرح کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۱ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۷۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ قَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے' جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے حضرت یوسف نبی اللہ بن حضرت یعقوب نبی اللہ بن حضرت اسحاق نبی اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں' عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: تم عرب قبائل کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: تم میں جو جاہلیت میں بہتر تھے' وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ (وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد) آدابِ شریعت و احکامِ اسلام سے آگاہ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم' حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

٧٧٧٤- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوْهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے یہ انساب تم میں سے کسی کے لیے عار کا سبب نہیں تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو' آپس میں اسی طرح قریب قریب ہو جس طرح ایک صاع کی چیز دوسرے صاع کے قریب ہوتی ہے جب کہ تم نے اسے بھرا ہوا نہ ہو' کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں' مگر دین اور پرہیز گاری کی بناء پر فضیلت ہے' آدمی کی عار کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بدزبان' فحش گو اور کنجوس ہو۔

(مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٧٥- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حسن بصری' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسب' مال اور کرم' تقویٰ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٧٧٧٦- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَّفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَاءِ هِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ (حالتِ کفر میں) فوت شدہ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آ جائیں' وہ تو (انجامِ کار) جہنم کا کوئلہ ہیں' ورنہ وہ اللہ کے ہاں نجاست کے اس کیڑے سے بدتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو لڑھکاتا ہے (اور اس میں لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے)' بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور و نخوت اور اہلِ جاہلیت کا اپنے آباء پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے' انسان یا تو مؤمن و متقی ہوتا ہے یا فاسق و فاجر اور تمام لوگوں سے بدتر ہوتا ہے' تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٧٧٧- وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے خود کو جاہلیت کے نسب کی طرف منسوب کیا' اس کے باپ کی قبیح خصلتیں (زنا وغیرہ) اس کے سامنے صراحتاً بیان کرو اور کنایہ نہ کرو۔ (شرح السنہ)

٧٧٧٨- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ فِيْ يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِيْ بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ مُتَّفَقٌ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے خچر مبارک کی لگام پکڑے ہوئے تھے' جب مشرکین نے نبی کریم ﷺ کا گھیراؤ کر لیا' تو آپ نیچے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: میں نبی ہوں! اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ اس دن لوگوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَلَیْہِ.

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کی وضاحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب" میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے اور حضرت سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے، مگر آپ نے اپنی نسبت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی، اس میں کیا حکمت ہے؟

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لمبی زندگی پائی تھی اور وہ مشہور شخصیت تھے، جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا تھا (لہٰذا وہ اتنے مشہور نہ تھے)، اسی لیے اکثر اہلِ عرب آپ کو ابن عبدالمطلب کہہ کر پکارتے تھے، جس طرح کہ ضمام بن ثعلبہ نے کہا تھا: تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ اور ایک قول یہ ہے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گا، اور اللہ اس ہستی کے ہاتھ پر مخلوق کو ہدایت نصیب فرمائے گا اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اس لیے آپ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی تاکہ لوگوں کو یاد دلایا جائے کہ میں وہی شخصیت ہوں جس کو تم پہچانتے ہو اور جو تمہارے درمیان مشہور ہے، اور سیف بن ذی یزن نے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس پر تنبیہ فرمائی کہ انجام کار ان کا ہی غلبہ ہوگا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا، اور صاحب المصابیح نے یہ حدیث اس باب میں ذکر نہیں کی اور بعض محدثین نے یہ حدیث اس باب کے تحت ذکر کی ہے لیکن انہوں نے درست نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخصوص فضائل کا بھی بطورِ فخر ذکر نہیں فرمایا بلکہ اظہارِ تشکر کے طور پر ذکر فرمایا، آپ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اس میں کوئی فخر نہیں (یہ تو اظہارِ حقیقت ہے) اور آپ نے متعدد مقامات میں عصبیت کی بھی مذمت فرمائی، لہٰذا اس حدیث پاک کو اظہارِ فخر یا اظہارِ عصبیت سے شمار نہیں کیا جا سکتا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مشرک کی نسبت پر فخر کا اظہار فرمائیں، جب کہ آپ لوگوں کو اپنے آباء پر فخر سے منع فرماتے تھے۔ اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے تعارف کے لیے نسبت فرمائی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسی علامات ظاہر فرمائیں جو آپ کی نبوت کی دلیل تھیں اور کاہنوں پر اس کا علم ظاہر فرمایا حتیٰ کہ بہت سے لوگوں نے ان علامات کا مشاہدہ کیا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف کروایا کہ میں ابن عبدالمطلب ہوں، جن کے متعلق ان علامات کا مشاہدہ کیا گیا ہے اور علامہ طیبی نے فرمایا کہ وہ اظہارِ فخر ممنوع ہے جو کفار کے ساتھ جہاد کے علاوہ ہو، اور جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے روز مرحب کے ساتھ مقابلہ میں فرمایا: "انا الذی سمتنی اُمی حیدرہ" میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ تورپشتی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

مخصوص فضائل کے بطور فخر ذکر کی نفی کی ہے' اور عصبیت کی بھی آپ نے مذمت فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہار فخر فرمائیں۔ علامہ تورپشتی کا یہ کلام درست نہیں کیونکہ فصحاء و بلغاء اپنے کلام میں مقام وحال کی رعایت کرتے ہیں اور یہ مقام مقامِ جنگ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اظہار فخر کیا جائے اور نبی کریم ﷺ تو افصح الناس ہیں اور سید الفصحاء والبلغاء ہیں' اور مقام وحال کی رعایت کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کلام اظہار فخر پر محمول ہو اور ممنوع وہ فخر ہے جو جنگ کے علاوہ زمانہ جاہلیت کے طور پر شہرت اور دکھلاوے کے لیے ہو' جنگ میں دشمنوں کے مقابلہ میں اظہارِ فخر ممنوع نہیں' جس طرح کہ علامہ طیبی کے کلام سے واضح ہے اور علامہ تورپشتی کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہار فخر کریں' لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ آپ کے دادا جان مشرک تھے' بلکہ اس سے آپ کے دادا جان کا مؤمن ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ مشرک ہوتے تو ہرگز نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ اظہار نسبت میں فخر محسوس نہ فرماتے' ورنہ کفار کی طرف سے یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ جن کی نسبت پر آپ اظہار فخر کر رہے ہیں وہ تو ہماری طرح کافر تھے۔

نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد کے مؤمن ہونے پر بحمد اللہ تعالیٰ دلائل کثیرہ موجود ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طبقہ میں' میں بنی آدم کے تمام طبقوں میں سب سے بہتر طبقہ سے مبعوث کیا گیا یہاں تک کہ میں اس طبقہ میں ہوا' جس طبقہ میں میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۵۵۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ پر سلام ہو! آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان کے مختلف گھر بنائے' مجھے ان میں سب سے بہتر گھرانے میں رکھا اور میں جان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں۔ (سنن ترمذی' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۶۰۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد ہر دور میں بہترین لوگوں میں سے تھے' اور شرح زرقانی علی المواھب میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وسیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ روئے زمین پر ہر دور میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے اور زمین کبھی بھی سات مسلمانوں سے خالی نہیں رہی' اگر معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد میں سے کوئی مشرک ہوتا تو احادیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں سے ہوتا تو اس سے مشرک کا مسلمان سے بہتر ہونا لازم آتا اور یہ قرآن پاک کے حکم کے خلاف ہے۔

قرآن مجید میں ہے: "وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ" (البقرہ: ۲۲۱) "یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے"۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء واجداد مؤمن تھے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ آپ کے آباء واجداد کے ایمان کا مسئلہ قطعی نہیں' لیکن ان کے عدم ایمان پر بھی تو قطعاً کوئی دلیلِ قطعی نہیں پیش کی جا سکتی' جب کہ ان کے ایمان کے نظریہ کی بنیاد محبت' احترام اور ادب پر ہے' لہٰذا کسی دلیلِ قطعی کے بغیر ایسا نظریہ رکھنا اور اس کا اظہار کرنا جو محبوب کریم ﷺ کی ایذاء رسانی کا باعث ہو سکتا ہو' ہرگز سلامتی کا راستہ نہیں۔ اگر کوئی محبت وسلامتی والے اس نظریہ کے دلائل پر مطمئن نہیں تو کم از کم اسے سکوت لازمی ہے تاکہ اس کا

ایمان خطرہ سے محفوظ رہے۔

۷۷۷۹- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَةَ عَنْ اَبِیْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلٰی مِنْ اَهْلِ فَارِسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعقبہ رضی اللہ عنہ جو کہ فارسی غلام تھے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ احد میں حاضر ہوا' میں نے ایک مشرک کو مارا اور کہا: مجھ سے یہ لے لے' میں فارسی غلام ہوں۔ نبی کریم ﷺ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: تم نے یوں کیوں نہیں کہا کہ مجھ سے لے لے' میں انصاری غلام ہوں۔

(ابوداؤد)

۷۷۸۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ النَّوَوِیُّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے تمام مخلوق سے بہتر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم) امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا کہ آپ اولادِ آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔

۷۷۸۱- وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التُّوْرَبِشْتِیُّ سَلَكَ الْقَوْمُ فِی الْخِطَابِ مَعَهٗ مَسْلَكَهُمْ مَعَ رُؤَسَاءِ الْقَبَائِلِ فَاِنَّهُمْ يُخَاطِبُوْنَهُمْ بِنَحْوِ هٰذَا الْخِطَابِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ كَانَ مِنْ حَقِّهٖ اَنْ يُخَاطِبُوْهُ بِالنَّبِیِّ وَالرَّسُوْلِ فَاِنَّهَا الْمَنْزِلَةُ الَّتِیْ لَا مَنْزِلَةَ وَرَاءَهَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْبَشَرِ.

حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی عامر کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے سردار ہیں' آپ نے فرمایا: سیّد تو اللہ تعالیٰ ہے' ہم نے عرض کیا: آپ ہم میں سب سے زیادہ صاحبِ فضیلت اور سب سے زیادہ عطا فرمانے والے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنی یہ بات کہو یا اس کا بعض کہو اور تمہیں شیطان جری و بے باک نہ بنا دے۔ (احمد' ابوداؤد) علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قوم نے آپ ﷺ کو مخاطب کرنے میں وہی طریقہ اپنایا' جو ان کا قبائل کے سرداروں سے مخاطب ہونے کا طریقہ تھا کیونکہ وہ قبائل کے سرداروں کو اسی طرح مخاطب کیا کرتے تھے' آپ نے اسے ناپسند فرمایا' کیونکہ آپ کا حق تو یہ تھا کہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کیا جاتا کہ کسی انسان کے لیے اس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں۔

نبی کریم ﷺ کو سیّد کہنے کا مسئلہ

نبی کریم ﷺ سیّد المتواضعین ہیں اور عبدِ کامل ہیں' آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اپنے مقام عبودیت اور تواضع کے اظہار کے لیے فرمایا کہ سیّد تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق کے سردار نہیں یا آپ کو سیّد کہنا جائز نہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنی سیادت کا بیان فرمایا:

''انا سیّد ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر ''میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔
(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۶۱۵ 'مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

نبی کریم ﷺ کی شان تو بلند و بالا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے لیے سید کا لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں' جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۵۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں۔

سیّدنا کہنے سے انکار فرمانے کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کرتے جو کہ اعلیٰ بشری مراتب ہیں' آپ کا مقصود اصل سیادت کا انکار نہیں تھا جب کہ حدیث میں ہے کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۵ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۸۲۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو' جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی' میں تو اس کا بندہ ہی ہوں' لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)

آپ کی تعریف میں مبالغہ کی تحقیق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی۔

شیخ محقق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ تم میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جاؤ اور جھوٹ نہ کہنے لگو' جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں حد سے بڑھ گئے اور جھوٹ کہنے لگے کہ انہیں اللہ اور ابن اللہ کہہ دیا' تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو اور مقام بندگی' نبی کریم ﷺ کا وصفِ خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے اور اس وصف میں سب سے زیادہ کامل آپ ہی ہیں' اور آپ کی طرف اس وصف کی نسبت میں آپ کے بلند مقام کا بیان ہے' نبی کریم ﷺ کی مدح میں مبالغہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ صفتِ الوہیت کے علاوہ آپ کے لیے جو وصفِ کمال ثابت کریں اور آپ کی مدح میں جو کمال ذکر کیا جائے' وہ آپ کے بلند مقام سے قاصر ہے۔

نخواں اور اخدا از بہر امر شرع وحفظ دین   دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن

''شریعت کے حکم کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں خدا نہ کہو' اس کے علاوہ ان کی مدح میں جو وصف چاہو بیان کر دو''۔

درحقیقت خدا کے علاوہ کوئی آپ کی حقیقت کو نہیں جانتا اور آپ کی تعریف بیان نہیں کر سکتا' کیونکہ آپ جس طرح ہیں سوائے خدا کے کوئی اسے نہیں پہچان سکتا' جس طرح اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۳ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۸۳۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف وحی فرمائی گئی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم)

عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٧٧٨٤- وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٥- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرٍ الشَّامِيِّ مِنْ اَهْلِ فَلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فُسَيْلَةُ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ مِّنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبادہ بن کثیر شامی جو کہ اہل فلسطین میں سے ہیں وہ فسیلہ نامی ایک فلسطینی خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ فرمایا: نہیں! البتہ آدمی کا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا عصبیت ہے۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

٧٧٨٦- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيْ رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر پڑے اور اسے دم سے پکڑ کر باہر کھینچا جائے۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٧- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں، جس نے عصبیت کی خاطر لڑائی کی، وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت پر فوت ہوا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٨- وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَا لَمْ يَاْثَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے، جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ (ابوداؤد)

٧٧٨٩- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا، تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

"بر" اور "صلہ" کی لغوی تحقیق

ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

"بر" کا معنی ہے: احسان، والدین اور رشتہ داروں کے حق میں "بر" (احسان اور نیکی) نافرمانی کی ضد ہے، اور نافرمانی یہ ہے

کہ ان کے ساتھ برائی سے پیش آئے اور ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرے اور صلہ رحمی سے بطورِ کنایہ نسبی اور سسرالی رشتہ داروں سے احسان کرنا' ان کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آنا اور ان کے حقوق کا لحاظ کرنا مراد ہے۔ قطع رحمی' صلہ رحمی کی ضد ہے۔ اسے صلہ رحمی اس لیے کہتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا گویا اپنے اور رشتہ داروں کے درمیان علاقے اور تعلق کو ملا دیتا ہے (اور صلہ کا معنی بھی ملانا ہوتا ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۶۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۹۰ - عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر کو دعا ہی رد کر سکتی ہے اور عمر میں حسن سلوک ہی اضافہ کر سکتا ہے اور بے شک آدمی گناہ کا ارتکاب کرنے کی بناء پر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

گناہ کی بناء پر رزق سے محروم ہونے سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے' اس پر اشکال ہے کہ بہت سے کفار اور نافرمان لوگوں کے پاس مال کی فراوانی ہوتی ہے جب کہ بعض نیک اور ایمان دار تنگ دست ہوتے ہیں۔ علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر نے فرمایا کہ اس کے دو معنی ہیں: (۱) رزق سے اخروی ثواب مراد ہے (لہٰذا کوئی اشکال نہیں کہ مؤمن کو اخروی ثواب حاصل ہوتا ہے اور کافر و نافرمان اس سے محروم رہتا ہے) (۲) رزق سے دنیاوی رزق یعنی مال' صحت اور عافیت مراد ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سے کفار اور فساق' نیک لوگوں سے زیادہ مال دار اور صحت مند ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مسلمان کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا درجہ بلند کرنا چاہتا ہے تو گناہ کے بسبب اسے دنیا کی تکلیفوں میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

(ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: یہ جواب بھی تقدیرِ معلق کے لحاظ سے ہے' کیونکہ عمر' امید' اخلاق' رزق سب کے سب امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہی ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۷۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے کہ رزق سے مراد اخروی رزق ہے اور یقیناً گناہ کرنا' اخروی رزق سے محرومی کا سبب ہے' البتہ اگر اس سے دنیاوی رزق مال' صحت' کا مراد ہو تو پھر جواب یہ ہے کہ رزق کی محرومی سے مراد یہ ہے کہ اس آدمی کو متقیوں کی طرح فراغتِ قلبی اور پاکیزہ و پرسکون زندگی حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً'' (النحل: ۹۷) ''جس مرد یا عورت نے بہ حالت ایمان نیک عمل کیے ہم یقیناً اسے پاکیزہ زندگی نصیب فرمائیں گے'' جب کہ فاسق و فاجر لوگ اس سے محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا'' (طٰہٰ: ۱۲۴) ''جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا' اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی''۔ اگر گناہ کرنے والا مؤمن ہوا تو بُرے انجام کی فکر سے اس کی پاکیزہ زندگی مکدر ہو جائے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث بعض گناہ گار مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے پاک فرما کر بہشت میں داخل فرمانا چاہے گا تو دنیاوی مصائب کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا کر آخرت میں انہیں گناہوں سے پاک و صاف اٹھائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۰۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۹۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیرا باپ' پھر تیرا زیادہ قریبی' پھر تیرا زیادہ قریبی۔ (بخاری ومسلم)

۷۷۹۲۔ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کس سے حسنِ سلوک کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنے والد سے' پھر زیادہ قریبی سے' پھر زیادہ قریبی سے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

ماں اور باپ کے حق میں ترتیب

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

بالغ لڑکا اگر کوئی ایسا کام کرے جس میں اس کے والدین کا دینی یا دنیاوی کوئی نقصان نہیں لیکن وہ اس کام کو پسند نہیں کرتے تو اس کے لیے والدین سے اجازت لینا ضروری ہے' بشرطیکہ وہ اس کام سے رکنے کی استطاعت رکھتا ہو' جب آدمی کے لیے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہو جائے کہ ایک کی رعایت کرنے سے دوسرے کو تکلیف پہنچے تو تعظیم واحترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی رعایت کرے۔ علامہ حمامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تعظیم واحترام میں والد کو مقدم رکھے اور خدمت میں ماں کو مقدم رکھے' حتیٰ کہ اگر دونوں گھر میں اس کے پاس آئیں تو باپ کے لیے کھڑا ہو اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے ماں کو پانی پیش کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۶۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت' مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم۔ ''قال اللّٰہ تعالیٰ: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَّحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا'' (الاحقاف:۱۵) ''اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی' اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے''۔

اس آیۂ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو (جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں' جن کے باعث اس کا حق بہت اشد واعظم ہو گیا) شمار فرمایا۔ اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ''وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ'' (لقمان:۱۴) ''تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی

ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس میں ہے یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا"۔ یہاں ماں باپ کے حق کی نہ نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حقِ جلیل کے ساتھ شمار کیا۔ فرماتا ہے: شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا" **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وحسب اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**" یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔ مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیلِ مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے وعلیٰ ہذا القیاس۔ نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذاء ہو یا اس پر کسی طرح درشتی (سختی) کرے یا اسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں۔ نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی۔ تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں۔ جسے ایذاء دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ۔ معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار (تکلیف) پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔

ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۷۷۹۳۔ **وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اس سے حسن سلوک کرو۔ (ترمذی)

۷۷۹۴۔ **وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں تلاوتِ قرآن کی آواز سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسن سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے حسنِ سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے اور حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر حسنِ سلوک کیا کرتے تھے۔ (شرح السنہ بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ نِمْتُ فَرَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ بَدَلَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ.

ایک روایت میں "دخلت الجنة" کی بجائے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا۔

۷۷۹۵۔ **وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ**

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں

اَسْتَشِیْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان.

آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اس کی خدمت کو لازم پکڑلو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

(احمد نسائی بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۹۶- وَعَنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنَعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةُ الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی' بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا' بخل اور بھیک مانگنا حرام فرمایا ہے اور فضول بحث و تمحیص' کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری' مسلم)

۷۷۹۷- وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری والدہ آئیں اور وہ عہدِ قریش میں مشرکہ تھیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہیں' کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں! ان سے صلہ رحمی کرو۔

(بخاری و مسلم)

۷۷۹۸- وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰی دَنَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِیَ فَقَالُوْا هِیَ اُمُّهُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ جعرانہ پر گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا کہ ایک عورت حاضر ہوئیں' حتیٰ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئیں تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابوداؤد)

۷۷۹۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: والد کی خوشنودی میں اللہ کی رضا ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۰۰- وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ امْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْضَیِّعْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا: میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے' تم چاہو تو دروازے کی حفاظت کرو' چاہو تو اسے ضائع کردو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۷۸۰۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِیْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت

اِمْرَاَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

تھی، جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مجھے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو، میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٨٠٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل ترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے چلے جانے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ (مسلم)

٧٨٠٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، عرض کیا گیا: کس کی؟ فرمایا: جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا، پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

٧٨٠٤ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ)

٧٨٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ اِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کے معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی، اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، اور جس نے والدین کے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کی، اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، ایک شخص نے عرض کیا: اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں، فرمایا: اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٨٠٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف محبت سے نظر کرے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگرچہ وہ ہر روز ایک سو مرتبہ نظر کرے، فرمایا: ہاں! اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٨٠٧- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَإِنَّهُ قَدْ نَأٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً مِّنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَّقَالَ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص سفر کر رہے تھے کہ بارش ہونے لگی تو انہوں نے ایک غار میں پناہ حاصل کی' اتنے میں غار کے منہ پر ایک چٹان آ گری اور یہ لوگ اندر بند ہو گئے' انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم لوگوں نے رضائے الٰہی کے لیے جو نیک اعمال کیے ہیں' ان کے متعلق غور وفکر کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے' میں ان کی گزر اوقات کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا' جب شام کو واپس آتا تو دودھ دوہتا اور بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا' ایک دن میں چراگاہ میں دور نکل گیا' اور شام کو دیر سے واپس آیا' والدین سو چکے تھے' میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور تازہ دودھ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا' میں نے انہیں بیدار کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا بھی مناسب نہیں سمجھا' بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے' میرا اور ان کا یہ معاملہ طلوعِ فجر تک چلتا رہا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اتنا راستہ کشادہ کر دے کہ ہم غار سے آسمان کو دیکھ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کچھ راستہ کھول دیا اور انہوں نے غار سے آسمان کو دیکھ لیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! میری ایک چچازاد تھی' جس سے میں انتہائی محبت کرتا تھا' جس طرح مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں' میں نے اس سے خواہشِ نفسانی پورا کرنے کا مطالبہ کیا' اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے سو دینار لے کر آؤ' میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیے اور اس کے پاس دینار لے کر گیا' جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈر اور مہر نہ توڑ (پردۂ بکارت زائل نہ کر)' تو میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا' پس تو ہمارے لیے کچھ راستہ کشادہ فرما دے' اللہ تعالیٰ نے راستہ مزید کشادہ فرما دیا' اور تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک فرق چاول کی اجرت پر ایک شخص سے مزدوری کروائی' جب اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اس نے کہا: مجھے میری اجرت دو' میں نے اس کی مقررہ اجرت پیش کی تو اس نے اعراض کیا اور اجرت چھوڑ کر چلا گیا' میں ان چاولوں کی مسلسل کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس (آمدنی) سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے' پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور کہا: اللہ سے

اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِیْ وَاَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَقُلْتُ اِذْهَبْ اِلٰی ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِیْهَا فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَهْزَاُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِیْهَا فَاَخَذَهٗ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِیَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ڈرو! مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے ادا کرو! میں نے کہا: یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' تو وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور میرا مذاق نہ اُڑاؤ' میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا' یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' وہ انہیں لے کر چلا گیا' اے اللہ! تجھے علم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اب باقی ماندہ راستہ بھی کھول دے' تو اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ راستہ بھی کھول دیا۔ (بخاری و مسلم)

حدیثِ غار سے مستنبط مسائل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انسان کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ مصیبت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ اصحابِ غار نے وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی اور ان کی دعا مقبول ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کی خوبیوں کا بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے' ان کی خدمت کرنے اور انہیں اپنی اولاد اور بیوی وغیرہ پر ترجیح دینے کی فضیلت کا بیان ہے' نیز اس حدیث میں پاک دامنی کی فضیلت اور حرام کام سے بچنے کی فضیلت خصوصاً حرام کام پر قدرت ہونے اور اس کے ارادہ کر لینے کے بعد خالصتاً خوفِ الٰہی سے اس حرام کام سے بچنے کی فضیلت کا بیان ہے' اس حدیث میں مزدوری کے جواز' حسنِ عہد' ادائیگی امانت اور سخاوت کا بیان ہے' اور اس میں کراماتِ اولیاء کا اثبات ہے اور یہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۷ ص ۶۹' مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی ترغیب کے لیے گزشتہ امتوں کے اعمال کا بیان فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی کلام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے تو مزاح کی ہی یہ شان تھی' آپ کی خبر کا کیا عالم ہوگا؟

(۲) انسان دوسرے کا مال بطورِ فضولی (اس کے حکم اور اجازت کے بغیر) فروخت کر سکتا ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کر سکتا ہے' جب کہ مالک بعد میں اس تصرف کو جائز قرار دے دے۔ بعض حضرات نے کہا کہ حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال تب درست ہے اگر سابقہ شرائع ہمارے لیے حجت ہوں' جب کہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔ میں (بدرالدین عینی) کہتا ہوں: اگر شارع علیہ السلام نے سابقہ شرائع کا قصہ بیان فرما کر انکار نہ کیا ہو تو وہ حکم ہم پر لازم ہوتا ہے' اور یہاں ایک اور طریقے سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ قصہ ان کی مدح و ثناء کے طور پر ذکر کیا ہے' اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو آپ بیان فرما دیتے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۶۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۸۰۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا اور ایک شخص کسی کی ماں کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے

عَلَيْهِ.

گا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۰۹ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) احسان جتانے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) عادی شرابی۔ (نسائی، دارمی)

۷۸۱۰ـ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے سوا ہر گناہ میں سے جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے زندگی میں ہی مل جائے گی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۸۱۱ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْلَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک جس وقت فوت ہوتے ہیں، وہ شخص اس وقت ان کا نافرمان ہوتا ہے، پھر وہ ان کے لیے مسلسل دعا کرتا رہتا ہے اور بخشش طلب کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کا فرماں بردار لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۸۱۲ـ وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت بنوسلمہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ باقی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ان کی نمازِ جنازہ پڑھو اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اور ان کے عہد کو پورا کرو اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۷۸۱۳ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور پر اشکال اور اس کا جواب

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی اس حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عمر اور رزق تو تقدیرِ الٰہی میں مقرر اور معین ہو چکے ہیں، اب ان میں زیادتی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ عمر کے متعلق قرآن مجید میں یہ تصریح ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ○
(الاعراف:۳۴)

ہر گروہ کے لیے ایک مدت مقررہ ہے جب ان کا وقت مقررہ آ جائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے○

اس اشکال کے علماء نے متعدد جوابات دیئے ہیں' ان میں سے صحیح جواب یہ ہے کہ عمر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ عمر میں برکت دی جائے اور عبادات کی توفیق دی جائے اور اس کی زندگی کے اوقات کو ان کاموں پر صرف کیا جائے جو اس کے لیے آخرت میں نفع آور ہوں اور غیر مفید کاموں میں ضیاعِ وقت سے اس کو محفوظ رکھا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عمر اور رزق میں زیادتی کا تعلق تقدیرِ معلق سے ہے' تقدیرِ مبرم سے نہیں ہے۔ مثلاً فرشتوں کو لوحِ محفوظ میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے اور اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر چالیس سال بڑھا دی جائے گی' لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس نے صلہ رحم کرنا ہے یا نہیں اور اس کی عمر کتنی ہے' قرآن مجید کی اس آیت سے یہی مراد ہے اور یہی تقدیرِ مبرم ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں اس کا ذکرِ جمیل باقی رہے گا اور اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ. (یٰسین:۱۲)

بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات کو ہم لکھ رہے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ○
(الشعراء:۸۴)

میرے بعد آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل باقی رکھ○

سو عمر میں زیادتی کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے ثواب اور اس کے ذکرِ جمیل کو جاری رکھے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۹۶' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۷۸۱۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے انساب کا علم حاصل کرو تا کہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی رشتہ داروں سے محبت' مال میں کثرت اور عمر میں زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۱۵۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِيْ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں' میرا ولی و محب تو صرف اللہ اور نیک مؤمنین ہیں' البتہ ان سے میرا رشتۂ قرابت ہے' میں انہیں اپنی رشتہ داری کا فیض پہنچاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۱۶۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰى اَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحمی کے سوا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دے۔ (ترمذی' ابو داؤد)

مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

۷۸۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحْمٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۸۱۸۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۱۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو رحم، رحمٰن کا دامن پکڑ کر کھڑا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ رحم نے عرض کیا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے والے کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور میں اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے تعلق توڑے گا، رحم نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے میرے رب! فرمایا: تو میں ایسا ہی کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۲۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم، رحمٰن سے مشتق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا، میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے گا، میں اس سے تعلق منقطع کر دوں گا۔ (بخاری)

۷۸۲۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِيْ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم پیدا فرمایا اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا اور جس نے اس سے تعلق جوڑا، میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے اس سے تعلق منقطع کیا، میں اس سے تعلق توڑ دوں گا۔ (ابوداؤد)

۷۸۲۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم عرشِ الٰہی کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق ملایا، اس سے اللہ تعلق ملائے گا اور جس نے مجھ سے تعلق توڑا، اس سے اللہ تعلق توڑ دے گا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨٢٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے۔ (بخاری)

٧٨٢٤۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِيْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ اَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں' میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں' میں ان کے ساتھ بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ روّیہ اختیار کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر حقیقتِ حال اسی طرح ہے جیسے تم بیان کرتے ہو تو گویا تم نے ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال دی ہے' اور جب تک تم اس طریقہ پر رہو گے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم)

٧٨٢٥۔ وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسے ہی ہے' جس طرح اولاد پر والد کا حق ہوتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

مخلوق پر شفقت اور رحمت کا بیان

شفقت اور رحمت کی لغوی تحقیق

شفقت' اشفاق سے اسم مصدر ہے' اشفاق کا معنی ہے: خوف' اور شفقت ایسی مہربانی کو کہتے ہیں جس میں خوف ملا ہوا ہو کیونکہ مشفق اس آدمی سے محبت کرتا ہے جس پر وہ شفقت کرتا ہے اور مشفق' مشفق علیہ (جس پر شفقت کی جائے) کے متعلق خوف کرتا ہے کہ کہیں اسے دینی یا دنیاوی مشقت و تکلیف نہ لاحق ہو جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ٦٧٨' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

رحمت کا معنی ہے: بخشش و مہربانی کرنا اور مرحمت کا معنی بھی یہی ہے۔ ''رُحْم'' اور ''رُحُم'' بھی رحمت کے معنی میں ہے اور ''ترحم'' کا بھی یہی معنی ہے۔ ''رحموت'' بھی رحمت سے مشتق ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے (بہت زیادہ مہربانی کرنے والا)۔ رحمان اور رحیم اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں' یہ بھی رحمت میں مبالغہ کے لیے ہیں' اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ان کا تکرار بھی مبالغہ کے لیے ہے' رحمان میں رحیم کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ ہے' اس کا معنی ہے: اتنی رحمت فرمانے والا جس سے زیادہ کا تصور نہ ہو سکے۔ اسی لیے رحمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے اور رحیم اللہ تعالیٰ کے غیر پر بھی بولا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ١١٣' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٨٢٦۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا' اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨٢٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: رحمٰن، رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۷۸۲۸۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے، باہمی دوستی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۲۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

۷۸۳۰۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا اور نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے نہیں روکتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

۷۸۳۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہو، ہم تو نہیں چومتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ (بخاری و مسلم)

۷۸۳۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ وَالْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت بدبخت (کے دل) سے ہی نکالی جاتی ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

٧٨٣٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُكْرِمُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نوجوان آدمی کسی شخص کے بڑھاپے کی بناء پر اس کا احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بڑھاپے میں اس کے لیے ایسا شخص مقرر کردے گا جو اس کی تعظیم کرے گا۔ (ترمذی)

٧٨٣٥۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَلَا الْجَافِيْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان تین اشخاص کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے: (۱) بوڑھا مسلمان (۲) حاملِ قرآن' جو نہ تو قرآن پاک میں زیادتی کرتا ہو اور نہ اس سے اعراض کرتا ہو (۳) عادل حکمران۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٣٦۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَّرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَّعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ وَّاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَّا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَّلَا مَالًا وَّالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَرَجُلٌ لَّا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: (۱) عادل سلطان جو صدقہ کرتا ہو اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہو (۲) جو شخص رحم دل ہو اور اپنے رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو (۳) جو شخص پاک دامن ہو اور عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے پرہیز کرتا ہو' اور پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں: (۱) وہ کمزور لوگ جن میں کامل عقل نہ ہو (اور کم عقلی کی بناء پر گناہوں سے اجتناب نہ کرتے ہوں) جو تمہارے ماتحت ہوں اور اپنے اہل اور مال کے لیے کوئی کوشش نہ کریں (۲) وہ خائن شخص جس کی طمع پوشیدہ نہ ہو اور وہ معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرنے سے باز نہ آئے (۳) وہ شخص جو ہر صبح و شام تمہارے اہل اور مال سے دھوکا کرے (۴) آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر فرمایا (۵) بداخلاق اور فحش گو۔ (مسلم)

الفاظِ حدیث کی جامعیت

اس حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب بندوں کے احوال میں غور و فکر کیا جائے تو واضح ہوگا کہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق اور جنتی کہلانے کے حق دار وہی لوگ ہوں گے' جو ان اقسام کے تحت داخل ہیں' ان سے خارج نہیں۔ حدیث میں ہے: پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جہنمی زیادہ ہوں گے۔ فرمایا کہ جہنمیوں کی پہلی قسم وہ کمزور شخص ہے جس کے پاس عقل نہ ہو' اس سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ رائے نہ ہو اور اس کے پاس عقلِ کامل نہ ہو' جس کی وجہ سے وہ نامناسب چیزوں کے ارتکاب سے بچ سکے۔ تورپشتی نے کہا کہ یہ معنی درست نہیں کیونکہ جس کے پاس عقل نہیں وہ مکلف ہی نہیں' لہٰذا اس کے جہنمی ہونے کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ اس لیے عقل سے مراد تماسک (قوتِ ضبط) ہے' اور معنی یہ ہے کہ جو شہوات کے وقت ضبط نہیں کرسکتا اور گناہ اور حرام سے بچ نہیں سکتا وہ جہنمی ہے۔ (ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: تماسک اور قوتِ ضبط تو کمالِ عقل اور صبر سے حاصل ہوتی ہے' لہٰذا یہ انہی دونوں میں سے کسی ایک پر محمول ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۸۵ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٧٨٣٧- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِىْ اِمْرَاَةٌ مَّعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تَسْاَلُنِىْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِىْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَّمَتْهَا بَيْنَ اِبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتَلٰى مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَىْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے میرے پاس آ کر سوال کیا' اس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ تھیں' میرے پاس صرف ایک کھجور تھی' میں نے وہی کھجور اسے دے دی' اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیئے اور خود کچھ نہیں کھایا' پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کے سامنے اس کا واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہو جائے اور ان سے حسن سلوک کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے حجاب بن جاتی ہیں۔

(بخاری و مسلم)

٧٨٣٨- وَعَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری جو بیٹی تمہاری طرف واپس کر دی گئی ہو اور تمہارے سوا کوئی شخص اس کو کما کر دینے والا نہ ہو' تمہارا اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے۔

(ابن ماجہ)

٧٨٣٩- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِى الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں' اس نے انہیں نہ زندہ درگور کیا' نہ ان کی توہین کی' نہ اپنے بیٹے کو ان پر ترجیح دی' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(ابوداؤد)

٧٨٤٠- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَذٰلِكَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی' قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (مسلم)

٧٨٤١- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهٖ فِى الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا اپنا ہو یا غیر کا' جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔ (بخاری)

٧٨٤٢- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَاَةٌ سُفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَاَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ اِمْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے روز اس طرح ہوں گے' اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کی طرف اشارہ کیا' وہ عورت جو صاحب جاہ و جمال تھی اور خاوند (کی موت یا طلاق کی وجہ) سے بیوہ ہو گئی اور اس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے خود کو روکے رکھا حتیٰ کہ بچے

حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

(بالغ ہوکر) جدا ہو گئے یا فوت ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۷۸۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّسَحَ رَاْسَ يَتِيْمٍ لَّمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ يَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٌ وَّمَنْ اَحْسَنَ اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَوْ يَتِيْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِی الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض اسے نیکیاں عطا فرمائے گا اور جس نے اپنے زیر کفالت یتیم بچی یا بچے سے حسنِ سلوک کیا قیامت کے دن میں اور وہ جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (احمد ترمذی)

۷۸۴۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اِمْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

۷۸۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَتَيْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً وَّمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ عَيْنَاهُ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شامل کیا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا بشرطیکہ اس نے کوئی ناقابلِ معافی گناہ نہ کیا ہو اور جس نے تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کی ان کی تعلیم و تربیت کی اور ان پر شفقت کی حتیٰ کہ انہیں دیکھ بھال کی حاجت نہ رہی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یا دو ہوں فرمایا: یا دو ہوں حتیٰ کہ اگر لوگ عرض کرتے کہ یا ایک ہو تو آپ فرمادیتے کہ چاہے ایک ہی ہو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کی دو پیاری چیزیں لے گیا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ دو پیاری چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: اس کی دونوں آنکھیں۔ (شرح السنہ)

۷۸۴۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِی الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُّحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِی الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُّسَاءُ اِلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔ (ابن ماجہ)

تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا

اس حدیث میں یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی سے منع کیا گیا ہے لیکن تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا بدسلوکی میں شمار نہیں ہوگا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یتیم کے ساتھ بدسلوکی سے مراد یہ ہے کہ اسے ناجائز طریقے سے تکلیف دی جائے لیکن ادب سکھانے اور تعلیم قرآن کے لیے اسے مارنا' یہ حقیقتاً احسان میں داخل ہے اگرچہ ظاہراً یہ بدسلوکی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۹۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٨٤٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسَاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین پر خرچ کرنے والا' اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ (عبادتِ الٰہی کے لیے) کھڑا رہنے والے شخص کی طرح ہے جو تھکتا نہ ہو اور اس روزہ دار کی طرح ہے' جو افطار نہ کرتا ہو۔ (بخاری' مسلم)

٧٨٤٧ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کی تربیت کرنا' ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

٧٨٤٨ - وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کے لیے حسنِ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں۔ (ترمذی' بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٤٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر نہ ظلم کرتا ہے' نہ اسے رسوا کرتا ہے' اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں لگا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی حاجت (پوری فرمانے) میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دور کی' اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور فرمائے گا' جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری' مسلم)

٧٨٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرتا ہے' نہ اسے رسوا کرتا ہے' نہ اسے حقیر جانتا ہے اور تین بار سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے' آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے' مسلمان پر مسلمان کی ہر چیز حرام ہے' اس کا خون' اس کا مال' اس کی عزت و آبرو۔ (مسلم)

اللّٰهِ اَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَO (الروم:٤٧) رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہےO (الروم:۴۷) (شرح السنہ)

٧٨٥٦- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُّسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ وَمَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّنْصُرُ مُسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ رسوائی کی جہاں اس کی آبروریزی اور بے عزتی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی اور جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کی جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی ایسے مقام پر مدد فرمائے گا' جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی۔ (ابوداؤد)

٧٨٥٧- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيَا مَوْءُوْدَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کے پوشیدہ عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس کی پردہ پوشی کی' وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے زندہ درگور بچی کو (قبر سے باہر نکال کر گویا از سرِ نو) زندہ کردیا۔ (مسند احمد' ترمذی' امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا)

٧٨٥٨- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِّنْ مُّنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَّحْمِيْ لَحْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَّمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُّرِيْدُ بِهٖ شَيْنَهٗ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مؤمن کی کسی منافق سے حفاظت کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص عیب لگانے کے ارادے سے کسی مسلمان پر تہمت لگائے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دے گا' حتیٰ کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے باہر آجائے گا۔ (ابوداؤد)

٧٨٥٩- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُّرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی امتی کو خوش کرنے کی نیت سے اس کی حاجت پوری کی تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا' اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٦٠- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثَلَاثًا وَّسَبْعِيْنَ مَغْفِرَةً وَّاحِدَةٌ فِيْهَا صِلَاحُ اَمْرِهٖ كُلِّهٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهٗ دَرَجَاتٌ يَوْمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ شخص کی فریادرسی کی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرتیں لکھ دے گا' جن میں سے ایک مغفرت سے اس کے تمام معاملات درست ہو جائیں گے اور بہتر مغفرتوں کے عوض قیامت کے روز اسے بلند درجات حاصل

الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

ہوں گے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦١ ـ وَعَنْهُ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس و حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے عیال سے حسنِ سلوک کرے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦٢ـ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے کی بیعت کی ہے۔ (بخاری، مسلم)

٧٨٦٣ـ وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا، ہم نے عرض کیا: کس سے خیر خواہی کریں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے ائمہ سے اور عام مسلمانوں سے۔ (مسلم)

٧٨٦٤ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَاْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن سراپا الفت ہوتا ہے، جو شخص الفت نہیں کرتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے الفت کی جاتی ہے۔ (مسند احمد، بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے، آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں نہیں! آپ ہمیں بتائیں کہ ہم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید کی جاتی ہو اور جس کی بُرائی سے لوگ محفوظ ہوں اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں۔ (ترمذی، بیہقی، امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

٧٨٦٦ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے، جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے (ترمذی،

الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ مِيْرَكُ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

دارمی' میرک نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد جید ہیں اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں)۔

۷۸۶۷- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون مؤمن نہیں؟ آپ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۶۸- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهٗ وَلِسَانُهٗ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم فرمایا ہے' اسی طرح اخلاق تقسیم فرمائے ہیں' اللہ تعالیٰ دنیا تو اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں شخصوں کو عطا فرما دیتا ہے' مگر دین صرف اسے عطا فرماتا ہے جس سے محبت ہو' لہٰذا جسے اللہ تعالیٰ نے دین عطا فرمایا ہے' اس سے محبت فرمائی ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل وزبان اسلام نہ لے آئیں اور آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا' جب تک اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۶۹- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی شرانگیزیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

۷۸۷۰- وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے' حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۷۱- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کیسے علم ہوگا کہ میں نے نیک کام کیا ہے یا بُرا کام کیا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے اچھا کام کیا ہے اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بُرا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے بُرا کام کیا ہے۔ (ابن ماجہ)

۷۸۷۲- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ قُرَادٍ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِہٖ فَقَالَ لَہُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی ہٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اُؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

نے وضو فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کا بچا ہوا پانی حصول برکت کے لیے جسموں پر ملنے لگے' نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہیں اس کام پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس کے ساتھ محبت کریں تو وہ جب بات کرے سچ کہے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرے اور اپنے پڑوسی سے حسنِ سلوک کرے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۳- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے' وہ مؤمن نہیں۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۴- وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِہَا وَصِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا غَیْرَ اَنَّہَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا قَالَ ہِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا وَصَلَاتِہَا وَاِنَّہَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِہَا جِیْرَانَہَا قَالَ ہِیَ فِی الْجَنَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کی نماز' روزہ اور صدقہ کی کثرت کا لوگوں میں چرچا ہے' مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے' آپ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے' عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کے روزہ' صدقہ اور نماز کی کمی کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور وہ پنیر کے چند ٹکڑے ہی صدقہ کرتی ہے' لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی' آپ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

(مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۵- وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَارَانِ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جھگڑا کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔

(مسند احمد)

۷۸۷۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ یُّحْزِنَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین شخص ہو تو دو شخص تیسرے سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں جب تک لوگوں میں گھل مل نہ جائیں' اس لیے کہ یہ عمل اس تیسرے شخص کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری' مسلم)

تیسرے شخص کی موجودگی میں سرگوشی کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ جب تم تین ہو تو تیسرے سے ہٹ کر دونوں آپس میں سرگوشی نہ کرو۔ تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو شخص اس سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی کریں تو اسے وہم ہوگا کہ یہ میرے متعلق ہی گفتگو کر رہے ہیں اور یہ اس شخص کی دل آزاری کا باعث ہوگا اور ان دو آدمیوں کا یہ فعل آداب مجلس کے خلاف ہوگا' لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی سے منع فرمایا گیا ہے' اسی طرح ایک شخص کی موجودگی میں تین یا زیادہ آدمیوں کی سرگوشی کا بھی یہی حکم ہے' اور یہ ممانعت تحریمی ہے' لہٰذا ایک آدمی کو چھوڑ کر باقی جماعت کا باہمی سرگوشی کرنا ممنوع ہے' البتہ اگر وہ آدمی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما' امام مالک' شوافع اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ سفر میں سرگوشی ممنوع ہے' حضر میں نہیں' کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہوتا ہے' بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے' اگرچہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا لیکن جب اسلام پھیل گیا اور لوگوں کو امن حاصل ہو گیا تو ممانعت ختم ہو گئی۔ منافقین' مؤمنین کی موجودگی ان کی دل آزاری کے لیے سرگوشی کیا کرتے تھے' لیکن اگر چار آدمی ہوں اور دو آدمیوں سے ہٹ کر دو شخص سرگوشی کریں تو بالاتفاق اس میں کوئی حرج نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۴ ص ۳۹۰' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

۷۸۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جب کوئی سائل یا حاجت مند حاضر ہوتا تو آپ (صحابہ کرام سے) فرماتے: تم سفارش کرو' اجر پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے فیصلہ فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کرو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ — اللہ کے لیے محبت اور اللہ کی طرف سے محبت کا بیان

عنوان کی تشریح

اس باب کا عنوان ہے: "الحب فی اللّٰہ ومن اللّٰہ" اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

"الحب فی اللّٰہ" سے مراد ہے: اللہ کی ذات کے لیے محبت کرنا جس میں ریاکاری اور خواہشِ نفسانی کی ملاوٹ نہ ہو' اور "الحب من اللّٰہ" سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی جہت سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرنا یعنی جب آدمی کسی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اس سے محبت کرے "من اللّٰہ" میں لفظ "من" اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ" (المائدہ: ۸۳) میں ہے (دونوں جگہ "من" "علت کے معنی میں ہے" "تفیض من الدمع" کا معنی ہے: آنکھیں جاری ہیں آنسوؤں کی وجہ سے یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں' اسی طرح "الحب من اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کی وجہ سے محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور "فی اللّٰہ" میں لفظ "فی" اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا" (العنکبوت: ۶۹) میں ہے (یعنی دونوں جگہ "فی" "علت کے معنی میں ہے۔ "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا" کا معنی ہے: وہ لوگ جنہوں نے ہماری ذات کی خاطر جہاد کیا'

اسی طرح "الحب فی اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کی ذات کی خاطر محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور "الحب فی اللّٰہ" میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے محبت کو مظروف بنایا ہے' علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اسی طرح تحقیق فرمائی ہے' اس صورت میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا' لیکن درست یہ ہے کہ "فی" تعلیلیہ ہے اور "من" ابتدائیہ ہے اور "الحب فی اللّٰہ" کا معنی ہے: بندے کا بندے سے رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرنا' اور "الحب من اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کا بندے سے محبت کرنا۔ دوسری محبت پہلی محبت کا نتیجہ ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرے گا تو نتیجتاً اللہ بندے سے محبت فرمائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۷۸۷۹ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام ارواح باہم مجتمع تھیں' جو اس وقت آپس میں متعارف تھیں' ان میں الفت ہوگئی اور جو وہاں اجنبی تھیں' ان میں اختلاف رہا' (بخاری' مسلم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

ارواح کا باہمی تعارف اور اجنبیت

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

جو ارواح آپس میں شناسا تھیں اور ان میں باہم مناسبت تھی' اور ایک جیسی صفات رکھتی تھیں' بدن سے تعلق کے بعد بھی ان میں الفت رہی اور جو ارواح وہاں ناشناسا تھیں اور ان میں مناسبت نہیں تھی' دنیا میں بھی ان میں اختلاف رہا' جس طرح کوئی شخص اپنے محبوب کو گم کر بیٹھے' پھر اسے پالے' اور دنیا میں ارواح میں یہ تعارف یا اجنبیت الہامِ الٰہی سے ہوتا ہے اور انہیں عالمِ ارواح کی شناسائی یا اجنبیت یاد نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ نیک لوگ نیکوں سے اور بُرے لوگ بُروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۸۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال وعظمت کی خاطر محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا' آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

۷۸۸۱ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری خاطر باہم محبت کرنے والوں' میری محبت میں مجلسیں قائم کرتے والوں' میری خوشنودی کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور میری رضا کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔ (مالک)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَّغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ.

ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری جلالتِ شان کی خاطر باہمی محبت کرنے والوں کے لیے (روزِ قیامت) نورانی منبر ہوں گے' جن کی انبیاء وشہداء تحسین کریں گے۔

۷۸۸۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعَمَدًا مِّنْ يَّاقُوْتَةٍ عَلَيْهَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ كَمَا يُضِیْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَّسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ آپ نے فرمایا: یقیناً جنت میں یاقوتی ستون ہیں' جن پر زبرجد کے بالاخانے ہیں' جن کے دروازے (آنے والوں کے انتظار میں) کشادہ ہیں' وہ روشن ستاروں کی طرح درخشاں ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں کون لوگ ٹھہریں گے؟ فرمایا: اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے' اللہ کی محبت میں مجالس قائم کرنے والے' اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸۳- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَّا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَّاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَّا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ (یونس:٦٢) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں' جو انبیاء وشہداء تو نہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے قیامت کے روز انبیاء وشہداء ان کی تحسین کریں گے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں آگاہ فرمایئے وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں' ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں' نہ ہی آپس میں کوئی مالی معاملات ہیں' بہ خدا! ان کے چہرے عینِ نور ہوں گے اور یہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے' جب لوگ خوف زدہ ہوں گے انہیں خوف نہیں ہوگا' جب لوگ غمگین ہوں گے انہیں غم نہیں ہوگا' پھر آپ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے' نہ کوئی غم۝ (یونس:٦٢)
(اسے امام بغوی نے شرح السنہ میں بروایتِ ابی مالک' مصابیح کے الفاظ سے کچھ اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح شعب الایمان میں ہے)۔

۷۸۸٤- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر باہمی محبت کرنے والے دو شخصوں میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوا تو اللہ قیامت کے دن انہیں جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: یہ وہی ہے جس سے تو میری خاطر محبت کیا کرتا تھا۔
(بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸۵- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! ایمان کی کون سی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں' فرمایا: اللہ کے لیے

قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ... فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

دوستی اور اللہ کے لیے محبت۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۷۸۸۶۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِہَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ کسی نے نماز وزکوٰۃ کا ذکر کیا' کسی نے جہاد کا ذکر کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا ہے (مسند احمد' ابوداؤد نے آخری حصہ روایت کیا ہے)۔

۷۸۸۷۔ وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ہٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَہْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ یَا اَبَا رَزِیْنٍ ہَلْ شَعَرْتَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّہُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَکَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا بنیادی عمل نہ بتاؤں' جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کر سکو' تم اہل ذکر کی مجالس کو لازم پکڑ لو' جب تم تنہائی میں ہو تو حتی الامکان اپنی زبان ذکر الٰہی میں مصروف رکھو' اللہ کے لیے محبت کرو اور اللہ کے لیے دشمنی کرو' اے ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے جب کوئی شخص گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسے منزل تک پہنچانے کے لیے جاتے ہیں' وہ سب اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس بندے نے تیری خاطر تعلق قائم کیا ہے تو بھی اس سے تعلق قائم فرما' لہٰذا اگر تم اپنے جسم کو اس کام میں لگا سکتے ہو تو ایسا کرو۔

(بیہقی 'شعب الایمان)

۷۸۸۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ ہٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ہَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَرُبُّہَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے گیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا' فرشتے نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اس بستی میں اپنے ایک بھائی سے ملنے کا ارادہ ہے' فرشتے نے کہا: کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! میں تو صرف رضائے الٰہی کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں' فرشتے نے کہا: میں تیرے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس شخص سے محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

۷۸۸۹۔ وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاہُ اَوْ زَارَہٗ قَالَ اللّٰہُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرے یا اس سے ملاقات کرے' تو اللہ تعالیٰ

تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتا ہے: تیری زندگی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔ (ترمذی)

٧٨٩٠- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی سے بھائی چارہ قائم کرے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام دریافت کرلے کیونکہ اس سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ (ترمذی)

٧٨٩١- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهٗ يُحِبُّهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

٧٨٩٢- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نَاسٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهٗ إِنِّيْ لَأُحِبُّ هٰذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ قُمْ إِلَيْهِ فَاَعْلِمْهُ فَقَامَ إِلَيْهِ فَاَعْلَمَهٗ قَالَ اَحَبَّكَ الَّذِيْ اَحْبَبْتَنِيْ لَهٗ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَسَاَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جب کہ آپ کی بارگاہ میں کچھ لوگ حاضر تھے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس شخص سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: جاؤ! اسے جا کر بتا دو وہ شخص گیا اور اسے جا کر بتایا تو اس نے کہا: جس ذات کی خاطر تو نے میرے ساتھ محبت کی ہے' وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے پھر وہ شخص واپس آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا' اس نے اس شخص کا جواب آپ کی بارگاہ میں عرض کر دیا' آپ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم نے محبت کی ہے اور تم نے جو اجر طلب کیا ہے وہ تمہیں حاصل ہو گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهٗ مَا اكْتَسَبَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہو گا' جس سے اُس نے محبت کی ہے اور آدمی نے جو کچھ کمایا ہے' اسے وہی حاصل ہو گا۔

٧٨٩٣- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان جیسا نہیں' فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے' اسی کے ساتھ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨٩٤- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَيْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیامت کب ہو گی؟ فرمایا: تجھ پر افسوس! تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے صرف یہی تیاری کی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہو گا' جس

الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اس بشارت سے زیادہ کسی اور چیز پر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

محبوب کی معیت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جس کی محبت جان' اہل اور مال کی محبت سے غالب ہوگی' آدمی اسی کے ساتھ لاحق ہوگا اور اسی کے گروہ میں داخل ہوگا' اور محبت صادق کی علامت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کی مراد پر محبوب کے حکم اور نہی کو ترجیح دے' اسی لیے رابعہ عدویہ نے کہا ہے:

تعصی الالہ و انت تظھر حبہ　　ھذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادقا لاطعتہ　　ان المحب لمن یحب مطیع

"تو معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور پھر اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے' میری زندگی کے رب کی قسم! یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے' اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا' یقیناً محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے"۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے نزدیک میری جان' میرے اہل اور میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں' میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو مجھے آپ کی یاد آتی ہے اور میں صبر نہیں کر سکتا حتیٰ کہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جاتا ہوں' مجھے جب اپنی وفات اور آپ کے وصال کا خیال آتا ہے' تو میں جانتا ہوں کہ آپ جنت میں داخل ہو کر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر فائز ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کا دیدار نہیں کر سکوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۝ (النساء:۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ' یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۝

اس سے واضح ہوا کہ یہاں معیت سے خاص معیت مراد ہے کہ جنت میں محب اور محبوب کے درمیان ملاقات ہوگی' یہ مراد نہیں کہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہوں گے کیونکہ یہ بات تو واضح طور پر باطل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۸۰۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۸۹۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے' لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے' (امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں)۔

النَّوَوِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

۷۸۹۶- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم صرف مؤمن کی صحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

۷۸۹۷- وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشیں اور بُرے ہم نشیں کی مثال کستوری والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے' کستوری والا یا تو کستوری تمہیں مفت ہی دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے' یا تمہیں اس سے پاکیزہ ہوا کا جھونکا آئے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے بدبودار ہوا کا جھونکا آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۹۸- وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہترین کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ)

۷۸۹۹- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ فَيُبْغِضُونَهُ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل امین علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر جبریل آسمانوں میں نداء کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں' تم بھی اسے ناپسند رکھو تو جبریل علیہ السلام اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر آسمان والوں میں نداء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو ناپسند فرماتا ہے تم بھی اسے ناپسند رکھو تو آسمان والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں ناپسندیدگی رکھ دی جاتی ہے۔ (مسلم)

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ

ترکِ تعلق' قطع رحمی اور عیب تلاش

وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

کرنے سے ممانعت

۷۹۰۰ - عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق ترک کرے اس طرح کہ دونوں ملیں اور یہ اُس سے چہرہ پھیر رہا ہو اور وہ اِس سے چہرہ پھیر رہا ہو دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔ (بخاری مسلم)

تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت

اس حدیث میں تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا گیا ہے۔ چونکہ فطری طور پر انسان کی طبیعت میں غصہ داخل ہے اور عموماً تین دن تک غصہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے یا غصہ زائل ہو جاتا ہے اس لیے معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تین دن تک یا اس سے کم مدت تک ترکِ تعلق کو اس لیے جائز قرار دیا کہ غضب انسانی فطرت میں داخل ہے لہٰذا اتنی مدت تک گنجائش دی تا کہ اس مدت میں غصہ زائل ہو جائے۔ ائمہ حدیث میں سے علامہ اکمل الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد ترکِ تعلق حرام ہے اور تین دن تک ترکِ تعلق کا جواز اس حدیث کے مفہوم مخالف سے ثابت ہے لہٰذا شوافع وغیرہ جو حضرات مفہوم کو حجت مانتے ہیں وہ اسے مباح کہہ سکتے ہیں اور جن کے نزدیک مفہومِ مخالف حجت نہیں وہ اسے مباح نہیں کہہ سکتے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لیے تین دن تک اپنے بھائی پر غضب کرنا جائز ہے اس سے زیادہ جائز نہیں لیکن اگر ترکِ تعلق حقوق اللہ کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

دینی اغراض کے پیشِ نظر تین دن سے زائد ترکِ تعلق کا جواز

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے وہ ترکِ تعلق مراد ہے جو اخوت وصحبت کے حقوق میں کوتاہی کے باعث ہو جس طرح غیبت وغیرہ سے دل میں رنجش پیدا ہو جاتی ہے البتہ دینی وملی معاملات میں کوتاہی کی بناء پر اہل ہوا و بدعت سے دائمی ترکِ تعلق چاہیے۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں اور حق کی طرف رجوع نہ کرلیں ان سے تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ حاشیہ موطأ میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ گفتگو کرنے اور تعلق قائم کرنے سے آدمی کو اندیشہ ہے کہ اسے دینی یا دنیاوی نقصان ہوگا تو احسن طریقہ سے اس شخص سے تعلق منقطع کرسکتا ہے یعنی اس کی غیبت اور عیب جوئی وغیرہ میں نہ پڑے اور اس کے ساتھ کینہ وعداوت نہ رکھے اور احیاء العلوم میں صحابہ اور ان کے علاوہ سلف کے متعلق منقول ہے کہ بعض نے ایک دوسرے سے عمر بھر تعلق منقطع رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہ کرام کے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے باعث پچاس دن تک ترکِ تعلق فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان تینوں حضرات کی بیویوں کو بھی ان سے تعلق منقطع کرنے کا حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک اپنی ازواج مطہرات سے تعلق منقطع رکھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلق منقطع رکھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حارث محاسبی کی صحبت ترک کردی کیونکہ اس نے علمِ کلام میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ البتہ اس طرح کے ترکِ تعلق میں نیت مخلص ہونی چاہیے نفسانی غرض پیشِ نظر نہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۰ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۴۹۰۱- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهٗ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے، جب اس سے ملے تو اسے تین مرتبہ سلام کہے اگر ہر مرتبہ اس نے جواب نہ دیا تو وہ اس کا گناہ لے کر لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

۴۹۰۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اِشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مؤمن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، اگر تین دن گزر گئے تو اس سے ملے اور اسے سلام کہے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ گناہ لے کر لوٹا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد)

۴۹۰۳- وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے پس جس شخص نے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھا اور مر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

۴۹۰۴- وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

۴۹۰۵- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جو کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے، صرف اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ (مسلم)

۴۹۰۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دو مرتبہ لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پیر اور جمعرات کے روز اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھنے والے شخص کے علاوہ ہر مؤمن بندے کو بخش دیا جاتا ہے اور (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ انہیں چھوڑے رکھو حتیٰ

فَیَقَالُ اتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ (مسلم)

۷۹۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِیْرٌ لِصَفِیَّةَ وَعِنْدَ زَیْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِزَیْنَبَ اَعْطِیْهَا بَعِیْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِیْ تِلْكَ الْیَهُوْدِیَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہوگیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ضرورت سے زائد اونٹ موجود تھا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ صفیہ کو یہ اونٹ دے دو' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہوگئے اور آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ذوالحج' محرم اور صفر کا کچھ حصہ چھوڑے رکھا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے' عیب تلاش نہ کرو' کسی کی خفیہ باتیں مت سنو' ایک دوسرے پر برتری کی ہوس میں مبتلا نہ ہو جاؤ' حسد نہ کرو' آپس میں بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو' اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ! اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی طرف رغبت نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۰۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن ظن بہترین عبادت ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

۷۹۱۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَجُلًا یَّسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ سَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِیْسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَکَذَّبْتُ نَفْسِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: تو نے چوری کی ہے' اس آدمی نے کہا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کی تکذیب کی۔ (مسلم)

۷۹۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَّفِیْعٍ یَّا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ یَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ یَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحْهُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور بلند آواز سے نداء کی: اے وہ لوگو! جو اپنی زبانوں سے اسلام لائے حالانکہ ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا' تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ لگو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے لگے گا' اللہ اس کے عیب ظاہر فرما دے گا' اللہ جس کے عیب ظاہر فرمائے گا' اسے رسوا کر دے گا' اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا ہو۔ (ترمذی)

عیب جوئی کی ممانعت

اس حدیث میں ہے کہ تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ O

بے شک وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بُری بات پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے O

(النور:۱۹)

امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ تجسس اور عیب جوئی کا ثمرہ ونتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے' اور دل گمان پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ انجام کار مسلمان کی پردہ دری ہوتی ہے' اور پردے کی حد یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اور گھر کی دیواروں کے پردہ میں رہے' لہٰذا آواز سننے کے لیے گھر کی جانب کان لگانا جائز نہیں' اور نہ ہی گناہ کا کام دیکھنے کے لیے گھر میں داخل ہونا جائز ہے' البتہ اگر وہ کام اس طرح ظاہر ہوں کہ گھر سے باہر والا آدمی انہیں پہچان رہا ہو' جس طرح مزامیر کی آواز اور نشے والے آدمی کی آواز باہر سے سنائی دیتی ہے تو انہیں سننے والے پر گناہ نہیں۔ اگر کسی نے شراب کے برتن اور آلات مزامیر وغیرہ آستین کے نیچے چھپا لیے تو دیکھنے والے کے لیے کپڑا اٹھانا جائز نہیں۔ اسی طرح شراب کی بو کا پتا لگانے کے لیے کسی کا منہ سونگھنا بھی جائز نہیں اور پڑوسیوں سے کسی کے گھر کے اندرونی حالات کے متعلق استفسار کرنا بھی جائز نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۲۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۱۲۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری' حسد اور بغض سرایت کر گئی ہے' یہ مونڈ دینے والی ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ تو دین مونڈ دیتی ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

۷۹۱۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو' کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے' جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

گناہوں کی بناء پر نیکیوں کا ضائع ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور معتزلہ کا یہی نظریہ ہے جب کہ اہل سنت وجماعت کا نظریہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں بلکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں' جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ" (ھود:۱۱۴) بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ معتزلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حسد حاسد کی نیکیوں کو ضائع اور ختم کر دیتا ہے کہ وہ حاسد کو اس کام پر برانگیختہ کرتا ہے کہ وہ محسود کا مال ضائع کرے اس کی ہتک عزت کرے اور اسے قتل کرے اور ان افعال کا تقاضا یہ ہے کہ مظلوم کے حق کی ادائیگی میں اس کی ساری نیکیاں صرف ہو جائیں' جس طرح صحاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میری امت میں مفلس شخص وہ ہے جو روزِ قیامت نماز' زکوٰۃ' روزہ اور قیام لے کر آئے گا جب کہ اس نے ایک شخص کو گالی دی ہوگی' ایک شخص پر تہمت لگائی ہوگی' ایک شخص کا مال کھایا ہوگا' ایک شخص کو قتل کیا ہوگا' ایک شخص کو مارا ہوگا' اس کی کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' اگر حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں' تو حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے' پھر اس آدمی کو گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ختم ہو جانے کی بناء پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اگر گناہوں کی بناء پر پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کبائر کے مرتکب کی کوئی نیکی باقی نہ رہی' جس نیکی سے اس شخص کے فریق کا حق پورا کیا جاتا' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آدمی کی استعداد اور دینی صلاح کے اعتبار سے اس کی نیکیاں دوگنی کی جاتی ہیں' اور جب کوئی آدمی خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی جو نیکیاں دوگنی ہونا تھیں' ان میں کمی کر دی جاتی ہے مثلاً فرض کریں کہ ایک ظالم آدمی نے نیکی کی اور اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا گیا' اگر وہ ظلم نہ کرتا تو اسے اس سے دوگنا ثواب ملتا (یعنی بیس نیکیوں کا ثواب ملتا) تو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے تضعیف میں کمی کر دی گئی (یعنی اسے دوگنا ثواب نہیں دیا گیا) اور اعمال کے ضائع ہونے سے یہی مراد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۱۴- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا وَّكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدْرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

فقر' کفر تک کیسے پہنچاتا ہے؟

اس حدیث میں ہے: قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قلبی فقر' کفر کا سبب بن جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر بیٹھتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہیں ہوتا یا غیر اللہ سے شکوہ و شکایت شروع کر دیتا ہے یا جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ کفار عام طور پر مال دار اور دولت مند ہیں اور اکثر مسلمان فقراء ہیں اور تکالیف میں مبتلا ہیں' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر فقر میں مبتلا شخص کفر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تسلی کے لیے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اے مخاطب! تجھے کافروں کا ملکوں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے' یہ تھوڑا سا سامان ہے' پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ کتنا برا بچھونا ہے○ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ اللہ کی طرف سے مہمانی

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِO (آل عمران:۱۹۸)

ہوگی اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ نیکوں کے لیے بہت بہتر ہےO

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۲۷ "مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۹۱۵- وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو درجہ اور ثواب کے لحاظ سے روزہ صدقہ اور نماز سے افضل ہے' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور ارشاد فرمائیں' آپ نے فرمایا: آپس میں صلح کرانا اور باہمی تعلقات خراب کرنا تو مونڈ دینے والا ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے)

۷۹۱۶- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باہمی فساد سے بچو کیونکہ یہ تو مونڈ دینے والا ہے۔ (ترمذی)

۷۹۱۷- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةُ فِيْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کی بدترین قسم یہ ہے کہ آدمی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرے۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۱۸- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ يَّخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج عطا فرمایا تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے' جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے کو نوچ رہے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں' جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

(ابوداؤد)

۷۹۱۹- وَعَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی (مؤمن) کو نقصان پہنچایا' اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی (مؤمن) کی مخالفت کی' اللہ اس سے مخالفت فرمائے گا۔

(ابن ماجہ' ترمذی)

۷۹۲۰- وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے' جس نے کسی مؤمن کو نقصان پہنچایا' یا اسے فریب دیا۔

(ترمذی)

۷۹۲۱- وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى اَخِيْهِ فَلَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے معذرت تسلیم نہ کی یا اس

يَعْذِرُهُ اَوْ لَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ الْمَكَّاسُ الْعَشَّارُ.

کا عذر قبول نہ کیا تو اس شخص پر ٹیکس لگانے والے شخص کے برابر گناہ ہوگا۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا: "مکاس" کا معنی ہے: عشر لینے والا)۔

۷۹۲۲ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ اُكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَّقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ لَهُ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کرکے ایک لقمہ بھی کھایا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا لقمہ کھلائے گا' اور جس شخص نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کے عوض کوئی کپڑا پہنا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا کپڑا پہنائے گا' اور جو آدمی کسی (صاحب جاہ) شخص کی وجہ سے شہرت اور دکھلاوے کے مقام پر کھڑا ہوا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے شہرت اور ناموری کے مقام پر لا کھڑا کرے گا۔

(ابوداؤد)

۷۹۲۳ - وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِيْ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ الْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا.

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات آگے پہنچائے۔ (بخاری و مسلم' اور مسلم میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن باتوں کو لوگ جھوٹ قرار دیتے ہیں' ان میں سے تین باتوں کے سوا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی بات کی رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا: (۱) جنگ (۲) لوگوں کے درمیان صلح کرانا (۳) مرد کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے خاوند سے کوئی بات کرنا)

۷۹۲۴ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكِذْبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ كِذْبُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكِذْبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكِذْبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صرف تین جھوٹ جائز ہیں: (۱) آدمی کا اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے جھوٹ (۲) حالت جنگ میں جھوٹ (۳) لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ۔ (مسند احمد' ترمذی)

بَابُ الْحَذَرِ وَالتَّاَنِّيْ فِي الْاُمُوْرِ

امور میں احتیاط اور غور و فکر

۷۹۲۵ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۲۶ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلِيْمَ اِلَّا ذُوْعَثْرَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کامل بردبار وہی ہے' جس سے لغزش ہوئی ہے اور کامل حکیم تجربہ کار شخص ہی

وَّلَا حَكِيْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

ہے۔(مسند احمد، ترمذی)

۷۹۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالقیس کے رئیس اشج سے فرمایا: تم میں ایسی دو خصلتیں موجود ہیں جو اللہ کو پسند ہیں: (۱) بردباری (۲) وقار۔ (مسلم)

۷۹۲۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اطمینان و سکون سے کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی)

۷۹۲۹۔ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ اِلَّا فِيْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے کہا: میں حضرت سعد کے اس قول کو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی منقول جانتا ہوں' آپ نے فرمایا: آخرت کے کام کے سوا ہر کام میں اطمینان و سکون بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۷۹۳۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پسندیدہ طریقہ اور اُمور میں سکون و اطمینان اور میانہ روی' نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (ترمذی)

۷۹۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی سیرت' پسندیدہ طریقہ اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

میانہ روی وغیرہ نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ کیسے ہیں؟

ان احادیث میں میانہ روی وغیرہ کو نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اُمور انبیاء کرام علیہم السلام کی عادات میں سے ہیں' اور ان کے فضائل کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں' لہٰذا ان امور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء کرو اور ان امور کو اختیار کرنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کرو۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نبوت متجزی ہوتی ہے اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ جس میں یہ خصال جمع ہوں تو وہ نبی بن جائے گا کیونکہ نبوت تو غیر کسبی ہے اور وہ تو محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوتی ہے' اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کرامت کے ساتھ خاص فرما دے' اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔ حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ عادات ہیں جنہیں انبیاء کرام علیہم السلام لے کر تشریف لائے اور انبیاء کرام نے ان اُمور کی دعوت دی' اور ایک قول یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان عادات و خصائل کو اپنے اندر جمع کر لیا' لوگ اس کے ساتھ عزت و توقیر سے پیش آئیں گے' اور اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اس شخص کو تقویٰ کے لباس سے آراستہ فرمائے گا تو گویا یہ نبوت کا جزء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۳۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۳۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت نصف عقل ہے اور حسنِ سوال نصف علم ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حسنِ سوال نصف علم ہے

اس حدیث میں حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اس میں اشکال ہے کہ سوال تو وہ کرتا ہے جسے علم نہ ہو پھر حسنِ سوال نصف علم کیسے ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حسنِ سوال کا مفہوم یہ ہے کہ سوال اس طریقہ سے کیا جائے جیسے سوال کرنے کا حق ہے اور اسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے جس کے متعلق سوال کرنا مناسب ہے اور یہ بات صاحبِ فہم و فراست شخص میں ہی پائی جا سکتی ہے لہٰذا حسنِ سوال نصف علم ہے نیز سوال ذریعۂ تعلیم ہے کہ سوال کرنے والے کو جب سوال کا صحیح جواب مل جائے گا تو اس کے علم میں اضافہ ہو گا لہٰذا حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حسنِ سوال نصف علم ہے کیونکہ سمجھ دار سائل اہم چیز کے متعلق ہی سوال کرے گا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سوال کرنے والا صاحبِ علم ہو اور مسئولات کی اقسام کے درمیان امتیاز کر سکے کہ کس چیز کے متعلق سوال کرنا چاہیے اور کس چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے اور سوال کرنے والا جب جواب کے ذریعہ اپنا مطلوب حاصل کرلے گا تو اس کا علم مکمل ہو جائے گا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم سوال اور دوسری قسم جواب اور حسنِ سوال سے مراد یہ ہے کہ تمام احتمالات اور شقوں کو ذکر کیا جائے اور تحقیق کے ساتھ سوال کیا جائے تاکہ شافی جواب مل سکے اور اس طرح کا سوال علم کی قسم ہے لہٰذا اب یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ سوال تو جہالت اور تردد کی وجہ سے ہوتا ہے علم کی وجہ سے نہیں لہٰذا سوال کو علم اور نصفِ علم کیسے کہا جا سکتا ہے؟

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۵۳ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۹۳۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ وَبِكَ اُعْرَفُ وَبِكَ اُعَاتِبُ وَبِكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اسے فرمایا: کھڑی ہو وہ کھڑی ہو گئی پھر فرمایا: پیچھے ہٹ جا وہ پیچھے ہٹ گئی پھر فرمایا: آگے آ وہ آگے آ گئی پھر فرمایا: بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی پھر اسے فرمایا کہ میں نے تجھ سے بہتر، تجھ سے افضل اور تجھ سے زیادہ حسین کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی تیری وجہ سے ہی میں مواخذہ فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی میں عطا فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی میری معرفت حاصل ہو گی تیری وجہ سے ہی میں عتاب فرماؤں گا تیری وجہ سے ہی ثواب ہے اور تجھ پر ہی عذاب کا دارومدار ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

۷۹۳۴- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور عمرہ ادا کرنے والوں میں سے ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ نے نیکی کی تمام اقسام کا ذکر فرمایا (اور فرمایا کہ) اسے قیامت کے روز اس کی عقل کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

الْاِیْمَانِ.

۷۹۳۵۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور (مسلمانوں کی ایذاء رسانی اور لایعنی باتوں سے ہاتھ اور زبان کو) روک لینے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی شرافت اور بزرگی نہیں۔ (بیہقی شعب الایمان)

۷۹۳۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِیْرِ فَاِنْ رَاَیْتَ فِیْ عَاقِبَتِہٖ خَیْرًا فَامْضِہٖ وَاِنْ خِفْتَ غَیًّا فَاَمْسِکْ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیں' آپ نے فرمایا: کام غور وفکر سے شروع کرو' اگر اس کے انجام میں بھلائی نظر آئے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں گمراہی کا خوف ہو تو اس سے رُک جاؤ۔ (شرح السنہ)

۷۹۳۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِی الْہَیْثَمِ ابْنِ التَّیِّہَانِ ہَلْ لَکَ خَادِمٌ قَالَ لَا فَقَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَیْنِ فَاَتَاہُ اَبُو الْہَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْتَرْ مِنْہُمَا فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِخْتَرْ لِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ ہٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِہٖ مَعْرُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن تیہان سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے' عرض کیا: نہیں! فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو تم حاضر ہونا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص لائے گئے تو ابوالہیثم حاضر خدمت ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے ایک کو منتخب کرلو' انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ ہی میرے لیے انتخاب فرمائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے' یہ غلام لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' اور اس کے حق میں نیکی کی وصیت قبول کرو۔ (ترمذی)

۷۹۳۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَہِیَ اَمَانَۃٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص بات کر کے دوسری جانب متوجہ ہو جائے تو یہ بات امانت ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۹۳۹۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلَاثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوْ اِقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلسیں امانت ہیں سوائے تین مجلسوں کے' حرام خون بہانے کی مجلس' حرام شرم گاہ کی مجلس اور ناحق مال حاصل کرنے کی مجلس۔ (ابوداؤد)

بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَیَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی' حیاء اور حسن خلق کا بیان

رفق' حیاء اور حسنِ خلق کی تحقیق

''رفق'' ''نرمی'' ''عنف'' ''سختی'' کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے: دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور نرمی سے پیش آنا اور کام کو احسن اور آسان طریقے سے بجالانا رفق ہے اور حیاء کے متعلق حکماء کا قول ہے کہ ملامت کے خوف سے انسان پر تغیر اور انکسار کی جو حالت

طاری ہوتی ہے وہ حیاء ہے اور حضرت جنید نے فرمایا: نعمتوں کو ملاحظہ کرنے اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے وہ حیاء ہے اور حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: اپنے رب کے ساتھ تیری جانب سے جو معاملہ ہوا اس کی وحشت کے ساتھ دل میں ہیبت کا پایا جانا حیاء ہے اور دقاق نے کہا: مولا کے سامنے دعویٰ ترک کر دینا حیاء ہے اور حسنِ خلق یہ ہے کہ معاملات میں انصاف کیا جائے اور احکامات میں عدل واحسان کیا جائے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ احکامِ شریعت آدابِ طریقت اور احوالِ حقیقت جو کچھ بھی لے کر تشریف لائے ان کی اتباع کرنا حسنِ خلق ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ جن کی شان میں "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (القلم:۴) وارد ہے آپ کے خلق کے متعلق جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا: "کان خلقهُ القرآن" آپ کا خلق قرآن کریم ہے۔ یعنی قرآن کریم میں جس اچھی خصلت کا ذکر ہے نبی کریم ﷺ اس خصلت کے ساتھ متصف ہیں اور جس خصلت کی قرآن پاک میں مذمت ہے نبی کریم ﷺ اس سے کنارہ کش ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۷۳۴، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۹۴۰- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نرمی کی بناء پر وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو سختی کی بناء پر یا کسی اور بناء پر عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظِ رفیق کا اطلاق

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ رفیق کا اطلاق کیا گیا ہے۔ خبر واحد سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء ثابت ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور مختار قول یہی ہے کہ یہ اطلاق جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

امام ابوالمعالی امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر جن اسماء وصفات کا اطلاق وارد ہے ہم بھی ان کا اطلاق کریں گے اور جن اسماء وصفات کے اطلاق سے شریعت میں منع کیا گیا ہے ہم بھی ان سے منع کریں گے اور جن کے متعلق نہ اجازت کا ذکر ہے نہ منع کیا گیا ہے ہم ان کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ نہیں کریں گے کیونکہ احکامِ شرع شرعی موارد سے حاصل کیے جاتے ہیں اگر ہم نے ان کے متعلق تحریم یا تحلیل کا فیصلہ کر دیا تو ہم شریعت کے بغیر حکم ثابت کرنے والے ہو جائیں گے۔ جو اوصاف کمال وجلال اور مدح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے وارد نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے منع کیا گیا ہے ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنا جائز ہے یا نہیں اس میں اہل سنت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے اور دوسرے حضرات نے منع کیا ہے۔ البتہ جن اسماء کا اطلاق کتاب اللہ کی نص قطعی یا حدیث متواتر یا اجماع سے ثابت ہو ان کا اطلاق جائز ہے اور اگر خبر واحد سے ثابت ہو تو اس میں اختلاف ہے اور ایک گروہ نے اسے جائز قرار دیا اور انہوں نے کہا ہے کہ ان اسماء وصفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور حمد وثناء کرنا یہ عمل کے باب سے ہے اور خبر واحد کے ساتھ عمل جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ یہ عمل پر مشتمل ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ" (الاعراف:۱۸۰) "اللہ ہی کے لیے اچھے اسماء ہیں تو اللہ کو انہی ناموں سے پکارو"۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۲ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

رفیق وغیرہ جو اسماء خبر واحد سے ثابت ہیں' صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ساتھ موسوم کرنا جائز ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۲' ۳۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

لفظ ''خدا'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے کی تحقیق

اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں اور شارع کی اجازت پر موقوف ہیں' اس بناء پر بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ خدا کا اطلاق جائز نہیں' کیونکہ شریعت میں لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اطلاق ثابت نہیں' لیکن ان کا یہ نظریہ درست نہیں کیونکہ فارسی زبان میں لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لیے بطورِ علم استعمال ہوتا ہے اور مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اعلام وضع کیے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صفات میں ہے' اسماء و اعلام میں نہیں' نیز آج تک علماء و اکابرینِ امت بلا انکار لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کرتے رہے ہیں اور جن اسماء کے اطلاق جائز ہونے پر اجماعِ امت ہو' ان کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں:

جان لو کہ اسمائے توقیفیہ کے مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف ہے' بعض محققین نے کہا کہ مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' جس طرح فارسی میں لفظ خدا اور ترکی لفظ تنکری ان اسماء کے ذاتِ باری تعالیٰ پر اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' البتہ وہ اسماء جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں' ان کے جواز میں اختلاف ہے۔ معتزلہ اور کرامیہ نے کہا ہے کہ جس معنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقلاً معلوم ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' خواہ شریعت میں اس کی اجازت ثابت نہ ہو' اور ایک قوم نے کہا کہ جو الفاظ اسمائے شرعیہ کے ہم معنی ہیں' ان کا اطلاق جائز ہے' البتہ جو الفاظ کفار کی زبان کے ساتھ مخصوص ہوں' ان کا اطلاق جائز نہیں اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ جو لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے' جو معنی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اس میں نقص کا وہم نہ ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' اور دوسرے لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ نقص کا وہم نہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہو اور امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل بیان کی ہے کہ جو لفظ صفت پر دلالت کرے' وہ جائز ہے اور جو ذات پر دلالت کرے وہ جائز نہیں' اور امام اشعری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شارع کی طرف سے اذن ہونا ضروری ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی قول مختار ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۱۷۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۷ھ خیالی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مختلف لغات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' بلکہ اختلاف صرف ان اسماء میں ہے جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں۔ معتزلہ و کرامیہ کا مذہب ہے کہ جب کسی وجودی یا سلبی صفت (صفت وجودی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی صفت کا ثبوت کا ذکر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا واجب' قدیم وغیرہ ہونا اور سلبی صفت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی صفت کی نفی کا ذکر ہو' مثلاً اللہ تعالیٰ کا جسم نہ ہونا' حادث نہ ہونا وغیرہ) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقل سے معلوم ہو تو جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسے اسم کا اطلاق کیا جائے گا' جو اس صفت کے ساتھ موصوف پر دلالت کرے' چاہے شریعت میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو اور افعال میں بھی یہی حکم ہے اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ ہر وہ لفظ جو کسی ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے' اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بغیر کسی توقف کے اطلاق جائز ہے' البتہ یہ شرط ہے کہ اس سے کسی ایسے معنی کا وہم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہو تا کہ بغیر توقف کے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہو' اور شیخ اور ان کے متبعین نے کہا کہ توقیف ضروری ہے (یعنی شریعت پر

موقوف ہے) اور یہی قول مختار ہے۔ (حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۷۲، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

شرح العقائد میں ہے کہ جن الفاظ کا اطلاق اجماع سے ثابت ہے وہ جائز ہیں اور اس کی شرح نبراس میں لفظ خدا کو بطور مثال ذکر کیا ہے۔ شرح عقائد و نبراس کی عبارت یہ ہے:

فان قيل كيف صح اطلاق الوجود والواجب والقديم ونحو ذلك (كلفظ خدا بالفارسية) مما يرد به الشرع قلنا بالاجماع.

اگر کہا جائے کہ موجود، واجب اور قدیم اور ان جیسے الفاظ (جس طرح فارسی میں لفظ خدا) جن کا شریعت میں ذکر نہیں ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کیسے جائز ہوگا تو ہم کہیں گے کہ یہ اجماع سے ثابت ہے۔

(نبراس ص ۱۷۳، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ علماء و فقہاء اپنی عبارات میں لفظ خدا کا استعمال کرتے رہے ہیں، جن کی تفصیل باعث طوالت ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهٗ.

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! نرمی کو لازم پکڑ لو اور سختی اور فحش کلامی سے بچو، کیونکہ یہ جس چیز میں بھی ہو اُسے خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے بھی یہ علیحدہ کر دی جائے اُسے بدصورت بنا دیتی ہے۔

۷۹۴۱۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم ہو گیا۔ (مسلم)

۷۹۴۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ أُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے نرمی سے بہرہ ور کیا گیا، اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے بہرہ ور کیا گیا اور جسے نرمی سے محروم کر دیا گیا، اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (شرح السنہ)

۷۹۴۳ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ إِيَّاهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس گھرانے کے ساتھ نرمی کا ارادہ فرماتا ہے انہیں نفع عطا فرماتا ہے اور جس گھرانے کو نرمی سے محروم رکھتا ہے انہیں ضرر پہنچاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۹۴۴۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حیاء تو ساری کی ساری بھلائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حیاء صرف خیر ہی ہے اور حیاء ساری کی ساری بھلائی ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ بسا اوقات انسان حیاء کی وجہ سے اچھے کاموں کے ارتکاب سے رُک جاتا ہے بلکہ بعض اوقات حیاء کی بناء پر واجب امور ترک کر دیتا ہے' مثلاً حیاء کی بناء پر انسان بعض اوقات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات حیاء کی وجہ سے آدمی علمی مسائل کے متعلق استفسار نہیں کر سکتا' لہٰذا حیاء کو مکمل طور پر خیر اور بھلائی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوال میں جن چیزوں کا ذکر ہے' یہ درحقیقت حیاء نہیں بلکہ یہ تو عجز اور بزدلی ہے اور اسے صرف لغوی اعتبار سے حیاء کہا گیا ہے' جب کہ شرعاً حیاء اس عادت کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قبیح امور کے ترک پر برانگیختہ کرے' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں بیان کردہ کلیہ کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے' اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب حیاء اللہ تعالیٰ کی رضا کے موافق ہو' لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

۷۹۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری مرد کے قریب سے گزرے' وہ اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق عتاب کر رہا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' کیونکہ حیاء تو ایمان ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۴۶۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

۷۹۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً حیاء اور ایمان کو اکٹھے ملا دیا گیا ہے' جب ان میں سے ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک کو چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۴۸۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر دین کے اخلاق ہوتے ہیں اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔

(امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے' ابن ماجہ' بیہقی)

۷۹۴۹۔ وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کا جو کلام لوگوں نے حاصل کیا ہے' اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کرتا پھر۔ (بخاری)

٧٩٥٠۔ وَعَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا' آپ نے فرمایا: نیکی اچھا خلق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکتی رہے اور تمہیں یہ پسند نہ ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ (مسلم)

٧٩٥١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا رَّوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری)

٧٩٥٢۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا رَّوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمنین میں سے سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے' جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (ابوداؤد' دارمی)

٧٩٥٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٥٤۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَّاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر زیادہ لمبی ہو اور اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ (مسند احمد)

٧٩٥٥۔ وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَيْرُ مَا اُعْطِيَ الْاِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ.

مزینہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انسان کو جو چیزیں عطا ہوئیں' ان میں سے بہترین چیز کیا ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے روایت ہے)

٧٩٥٦۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک مؤمن حسنِ خلق کی بناء پر رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

٧٩٥٧۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ سے ڈرو! تم جہاں بھی ہو اور بُرائی کے بعد نیکی کر لیا کرو وہ بُرائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو۔ (احمد' ترمذی' دارمی)

وَالدَّارِمِيُّ.

٧٩٥٨- وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ يَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت فرمائی' وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! لوگوں سے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔(مالک)

٧٩٥٩- وَعَنْ مَّالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ كَذَا فِي الْمُوَطَّأِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔(موطأ امام مالک میں اسی طرح ہے اور امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

٧٩٦٠- وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَسَّنَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَزَانَ مِنِّيْ مَا شَانَ مِنْ غَيْرِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینے میں دیکھتے تو آپ فرماتے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے میری صورت اور سیرت کو حسین بنایا اور میری ہر وہ چیز حسین بنائی' جو دوسروں میں قبیح ہے۔(امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے مرسلاً روایت کیا ہے)

٧٩٦١- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! جس طرح تو نے میری صورت حسین بنائی ہے' اسی طرح میرے اخلاق بھی حسین بنا دے۔(مسند احمد)

٧٩٦٢- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُّوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مؤمن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے حیاء کو ناپسند فرماتا ہے۔(ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حسن صحیح ہے اور ابوداؤد نے اس کا پہلا حصہ روایت کیا ہے)۔

٧٩٦٣- وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِيْ سُنَنِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهٗ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِيُّ

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جواظ اور جعظری داخل نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ جواظ' بدخلق اور سخت دل کو کہتے ہیں۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں بروایت حارث حارثہ روایت کیا ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں حارثہ کی روایت سے ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں جواظ' جعظری داخل نہیں ہو گا۔ جعظری سخت دل' بدخلق کو کہا جاتا ہے اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن

يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ اَلْفَظُّ الْغَلِيْظُ وَفِيْ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِيْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ.

وہب سے روایت ہے اور اس کے الفاظ ہیں کہ جواظ وہ ہے جو (ناجائز مال) جمع کرے اور (ضروری جگہ مال) خرچ نہ کرے اور جعظری بدخلق سخت دل ہے۔

۷۹۶۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے متعلق نہ بتاؤں، جو جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام ہے، ہر نرم خو، حلیم الطبع، لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے والے اور درگزر کرنے والے شخص پر جہنم حرام ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

۷۹۶۵۔ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِيْدَ انْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مُتَّصِلًا مَّرْفُوْعًا.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والے لوگ حلیم اور نرم طبع کے مالک ہوتے ہیں، جس طرح نکیل والا اونٹ ہے، اگر اسے چلایا جائے تو وہ چلنے لگتا ہے اور اگر اسے کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔ (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصلاً مرفوعاً روایت کیا ہے)

۷۹۶۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن سادہ دل، کریم ہوتا ہے اور فاجر چالاک، بداخلاق ہوتا ہے۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

۷۹۶۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غصہ نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصہ کو پی لیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جو حور چاہتے ہو، منتخب کر لو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سوید بن وہب ایک صحابی کے بیٹے سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔

۷۹۶۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَا بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ يَّتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی، آپ متعجب ہو رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے، جب اس نے زیادہ گالیاں دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے،

فَلَحِقَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَشْتِمُنِيْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطَانُ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِي عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهُ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُرِيْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص مجھے گالیاں دے رہا تھا اور آپ تشریف فرما رہے جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا تو آپ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اسے جواب دے رہا تھا' جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان آ گیا' پھر آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں بالکل حق ہیں' جس بندے پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ رضائے الٰہی کی خاطر چشم پوشی کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرماتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے اور جس شخص نے صلہ رحمی کی خاطر بابِ سخاوت کشادہ کر دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید اضافہ فرمائے گا اور جس شخص نے کثرتِ مال کے لیے سوال کا دروازہ کھول دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید کمی فرما دے گا۔ (مسند احمد)

٧٩٦٩- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذاء پر صبر کرتا ہے' وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان کی ایذاء پر صبر نہیں کرتا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

گوشہ نشینی افضل ہے یا باہمی میل جول؟

اس حدیث میں لوگوں سے میل جول رکھنے والے اور لوگوں کی ایذاء پر صبر کرنے والے شخص کی فضیلت کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں گوشہ نشینی پر میل جول کی فضیلت کا بیان ہے۔ زمانے اور مقام کے اختلاف سے یہ حکم مختلف ہوتا رہتا ہے' اور احیاء العلوم میں ہے کہ میل جول اور گوشہ نشینی کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا عمل ہے۔ اکثر تابعین کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھا جائے اور مؤمنین کے ساتھ الفت و محبت کے لیے بہ کثرت جان پہچان پیدا کی جائے اور نیکی و پرہیزگاری کے سلسلہ میں باہمی تعاون قائم کیا جائے اور اکثر زاہدین و عابدین گوشہ نشینی کی طرف مائل ہیں اور گوشہ نشینی کو میل جول پر فضیلت دیتے ہیں۔ حضرت فضیل اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہی نظریہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم گوشہ نشینی سے اپنے حصہ کو لازم پکڑ لو اور حضرت فضیل کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کافی محبّ ہے اور قرآن مجید کافی مونس ہے اور موت کافی واعظ ہے۔ اللہ کو ساتھی بنالو اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔

حاتم اصم رحمہ اللہ کے پاس ایک امیر آیا اور کہنے لگا: آپ کو کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پوچھا: کیا حاجت ہے؟ فرمایا کہ تم مجھ سے ملاقات نہ کرنا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بہترین مجلس وہ ہے جو تمہارے گھر کی گہرائی میں ہو کہ نہ تم کسی کو دیکھو اور نہ کوئی تمہیں دیکھے' اور کہا گیا ہے کہ گوشہ نشینی کے آداب چار ہیں:

(۱) اپنے شر کو روکنا مقصود ہو (۲) دوسروں کے شر سے بچنا مقصود ہو (۳) ادائیگی حقوق میں کوتاہی سے بچنا مقصود ہو (۴) عبادت کے لیے کامل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا مقصود ہو۔ اور مختار طریقہ یہ ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا جائے کہ اکثر لوگوں اور عوام الناس سے تنہائی اختیار کی جائے اور نیک صالحین اور خواص کی مجلس اختیار کی جائے' اور حصولِ علم اور مقامِ زہد تک رسائی کے بعد

جب مخلوق سے طمع نہ رہے تو پھر عام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے۔ اسی لیے بعض عارفین نے کہا ہے کہ علم کی عین کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) زلت (لغزش) ہے اور زہد کی زا کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) علت ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۴ ص ۷۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبْرِ — غصے اور تکبر کا بیان

"غضب" اور "کبر" کی تحقیق

بعض محققین نے کہا ہے کہ خونِ دل کے جوش مارنے کو "غضب" کہتے ہیں یا "غضب" اس کیفیت کا نام ہے جس کیفیت کے لاحق ہونے کے بعد ایذاء دینے والی چیزوں کو دور کرنے کے لیے اور انتقام لینے کے لیے خون جوش مارنے لگتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے: "من لم یسال اللّٰہ یغضب علیہ" جو آدمی اللہ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔ اس حدیث میں غضب کا مجازی معنی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ وہی معاملہ فرماتا ہے، جس طرح بادشاہ غضب کے وقت اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے یعنی انتقام لیتا ہے اور سزا دیتا ہے، اور "کبر" کے متعلق امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ "کبر" اس حالت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو اچھا خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو دوسروں سے زیادہ بڑا سمجھتا ہے، اور تکبر کی بدترین صورت یہ ہے کہ تکبر کی بناء پر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق قبول کرنے سے رک جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۴۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَO﴾ (آل عمران: ١٣٤).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں، اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیںO (آل عمران: ۱۳۴)

٧٩٧٠ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں رضائے الٰہی کی خاطر غصے کا گھونٹ پی جانے والے سے کوئی شخص افضل نہیں۔ (مسند احمد)

٧٩٧١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سا بندہ زیادہ عزت والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو قدرت کے باوجود معاف کر دے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٩٧٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقت ور وہ شخص نہیں جو پچھاڑ دے، طاقت ور تو وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٧٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ قَالَ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا. وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَتَقَدَّمَ اِنَّ مَا عَلَّقَهٗ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ ضَعِيْفٌ وَّمَا رَوَاهُ بِصِيْغَةِ الْمَعْلُوْمِ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''ادفع بالتی ھی احسن'' اے سننے والے! بُرائی کو بھلائی سے ٹال' کی تفسیر میں فرمایا کہ غصے کے وقت صبر کرنا اور بُرائی کے وقت معاف کرنا' جب لوگوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے اس طرح جھک جائے گا' گویا وہ گہرا قریبی دوست ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے تعلیقاً روایت کیا ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام بخاری جس روایت کو صیغہ مجہول سے تعلیقاً ذکر کریں' وہ ضعیف ہوتی ہے اور جسے صیغہ معلوم سے روایت کریں' وہ صحیح ہوتی ہے)

٧٩٧٤- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی' اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جس نے اپنا غصہ روک لیا' اللہ قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روک لے گا' اور جس نے اللہ کی بارگاہ میں معذرت کی' اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٧٥- وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے' جس طرح کڑوے درخت کا رس شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٧٦- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو' اس نے بار بار عرض کیا' آپ نے ہر بار یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

٧٩٧٧- وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا يُطْفَاُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کی تخلیق آگ سے ہے اور آگ پانی سے ہی بجھائی جاتی ہے' لہٰذا جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے۔ (ابوداؤد)

٧٩٧٨- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' اگر اس کا غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے' ورنہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٧٩٧٩- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا' ایک شخص نے عرض کیا: انسان چاہتا ہے کہ اس کا لباس حسین ہو اور اس کا جوتا خوب صورت ہو' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبر تو حق بات کو نہ ماننے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

۷۹۸۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوا' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم)

اَلْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ وَّهُوَ یُعْمَلُ بِهٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا فَفِی الْمَوَاعِظِ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ بِالْاَوْلٰی۔

۷۹۸۷ ـ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُّنْجِیَاتٌ وَّثَلَاثٌ مُّهْلِکَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِکَاتُ فَهَوًی مُّتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّهُنَّ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین عادتیں نجات دینے والی ہیں اور تین عادتیں ہلاک کرنے والی ہیں' نجات دینے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) خفیہ اور علانیہ حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا (۲) خوشی اور ناخوشی میں حق بات کہنا (۳) مال داری اور فقیری میں میانہ روی اختیار کرنا' اور ہلاک کرنے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) نفسانی خواہش کی پیروی کرنا (۲) بخل کی عادت اختیار کرنا (۳) آدمی کا خود کو اچھا سمجھنا' اور یہ آخری خصلت ان سب عادتوں سے زیادہ نقصان دِہ ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الظُّلْمِ
ظلم کا بیان

ظلم کی تحقیق

لغت میں ظلم کا معنی ہے کہ ایک چیز جس محل اور مقام کے ساتھ مخصوص ہے' اس چیز کو اس مخصوص محل اور مقام کے علاوہ دوسری جگہ رکھنا' اور یہ لفظ جامع ہے اور ہر اس چیز کو شامل ہے جو مقررہ حد سے تجاوز کر جائے اور جس طریقے پر واقع ہونی چاہیے تھی' اس طریقے پر واقع نہ ہو' بلکہ زیادتی یا کمی کے ساتھ واقع ہو اور بے وقت اور بے جا واقع ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

قطب ربانی شیخ عبدالکبیر یمانی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا دل اپنے ذکر و فکر کے لیے پیدا کیا ہے' لہٰذا جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے غیر کو جگہ دے' وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۵۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۸۸ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ (بخاری' مسلم)

ظلم تاریکیوں کا باعث بنے گا

اس حدیث میں ہے: ظلم روزِ قیامت تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مؤمنین کے عمل صالح کی وجہ سے روزِ قیامت ان کے آگے نور اور روشنی ہوگی اسی طرح کفار اور ظالمین کے ظلم کے باعث تاریکی انہیں گھیر لے گی اور ان کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا' یا ظلمات سے مراد مصیبتیں اور سختیاں ہیں کہ روزِ قیامت ظالمین ظلم کے باعث مصیبتوں اور سختیوں میں مبتلا ہوں گے' اور ظلمات (تاریکیاں) جمع کا لفظ ذکر فرمایا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم سے ظلم کی جنس مراد ہے اور جنسِ ظلم کی متعدد انواع و اقسام کے اعتبار سے ان کے لیے کئی تاریکیاں اور اندھیرے ہوں گے یا مراد یہ ہے کہ ہر ظالم کے لیے ظلمت اور تاریکی ہوگی' اس طرح ظلم کئی تاریکیوں کا باعث ہوگا' یا مراد یہ ہے کہ اس ظلم والی خصلت کی شدت کے پیشِ نظر ہر ظالم کے لیے کئی تاریکیاں ہوں گی' یا مراد یہ ہے کہ ان کے آگے' دائیں بائیں ہر طرف تاریکی ہوگی تو گویا وہ ایک تاریکی کئی تاریکیوں کے برابر ہوگی کہ ہر طرف سے انہیں گھیر لے گی۔

۷۹۸۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی ساز و سامان ہو' آپ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا اور اس شخص نے کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا' تو اس کی کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی اور کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی' اگر ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی اس شخص کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوم اشخاص کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

حقیقی مفلس کون؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں معافی نہیں ہوگی' البتہ اللہ تعالیٰ جسے معاف فرمانا چاہے گا تو اس کے لیے صاحب حق کو راضی فرمادے گا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درہم و دینار نہ رکھنے والا حقیقی مفلس نہیں بلکہ حقیقتاً مفلس وہ ہے جو دوسروں کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اور روز قیامت اس وجہ سے اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہو جائے گا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقی مفلس وہ ہے جس کا میں نے ذکر فرمایا ہے اور جس کے پاس مال نہیں یا کم مال ہے اور لوگ اسے مفلس کہتے ہیں وہ حقیقتاً مفلس نہیں' کیونکہ یہ حالت تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات زندگی میں ہی اسے خوش حالی حاصل ہو جاتی ہے اور افلاس والی یہ حالت ختم ہو جاتی ہے' لیکن مذکورہ مفلس مکمل طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۹۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے عزت و آبرو یا کسی اور چیز کے معاملہ میں اپنے کسی (دینی) بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ آج ہی اس مظلوم سے معاف کروالے' اس دن سے پہلے جب اس کے پاس نہ دینار ہوں گے نہ درہم ہوں گے' اگر اس کی کوئی نیکی ہوئی تو اس کے ظلم کی مقدار کے مطابق وہ لے لی جائے گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

کیا دوسروں کے اعمال کے سبب آدمی سے مواخذہ ہوگا؟

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا کہ بعض مبتدعین کا گمان ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" "اس روز کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی" کے معارض ہے' لیکن ان کا یہ گمان باطل ہے اور واضح جہالت ہے' کیونکہ ان لوگوں کو ان کے اپنے

عمل اور گناہ کی وجہ سے سزا دی جائے گی اور ان کے قرض خواہوں کے حقوق ان کی طرف متوجہ ہوں گے لہٰذا ان حقوق کے بدلے ان کی نیکیاں ان قرض خواہوں کو دے دی جائیں گی اور جب ان کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے حق داروں کے گناہ لے کر ان کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے لہٰذا حقیقتاً سزا انہیں اپنے ظلم کی وجہ سے ہو گی بغیر جرم کے سزا نہیں ہو گی اور میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کیا جائے گا تا کہ عقل و نقل سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو عدل ثابت ہے اس کا تقاضا پورا ہو کیونکہ جب ظالم کی نیکیاں زیادہ ہوئیں اور اس کا نیک اعمال والا پلڑا بھاری ہوا اب اگر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے تو مظلوم کا حق ضائع ہو گا اور اگر اسے جہنم میں داخل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے میزان بھاری ہوئے وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں اور عنقریب آگے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کو معاف نہیں فرمائے گا لہٰذا دو باتوں میں ایک چیز ضروری ہے: یا اس کی نیکیاں لے لی جائیں یا گناہ اس کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تا کہ اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائے اور اسے جہنم میں داخل کر دیا جائے پھر بہ قدر استحقاق عذاب دے کر اسے جہنم سے نکال لیا جائے پھر اگر نیکیاں باقی ہوں تو ان کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جائے یا ایمان کی برکت سے جنت میں داخل کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۶۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٧٩٩١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم سے قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق ادا کروائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا قصاص لیا جائے گا۔ (مسلم)

٧٩٩٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَّايَغْفِرُ اللّٰهُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ. (النساء:٤٨) وَدِيْوَانٌ لَّا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَّدِيْوَانٌ لَا يَعْبَاُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے دفتر ہیں ایک وہ دفتر ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرمائے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے (النساء:۴۸) دوسرا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کا دفتر ہے اسے اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ آپس میں ایک دوسرے سے بدلہ نہ لے لیں گے تیسرا وہ دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں یہ بندوں کا اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے معاملات میں زیادتی کرنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اگر چاہے گا تو معاف فرما دے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

٧٩٩٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الانعام:٨٢) شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی نازل ہوئی: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی (الانعام:۸۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب پر یہ دشوار گزرا انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کس شخص نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں ظلم تو شرک ہے کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا وہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ ذَاكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ○ (لقمان:۱۳) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا' بے شک شرک بڑا ظلم ہے○ (لقمان:۱۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا:) وہ مراد نہیں جو تم گمان کر رہے ہو' یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۹۴ - وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مرتبہ والا وہ شخص ہے جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر ڈالی۔ (ابن ماجہ)

۷۹۹۵ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهٗ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ أَنِ اكْتُبِيْ إِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف خط لکھا کہ میری طرف مکتوب تحریر فرمائیں' جس میں مجھے وصیت فرمائیں لیکن زیادہ طویل نہ ہو' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحریر فرمایا: تم پر سلام ہو! بعد ازیں میں کہتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا' اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد فرما دے گا' والسلام علیك. (ترمذی)

۷۹۹۶ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ (ھود: ۱۰۲) الْآيَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اس کی گرفت فرماتا ہے تو پھر اس کو چھوڑتا نہیں' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اور تمہارے رب کی گرفت ایسے ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں پر ان کے ظالم ہونے کی حالت میں گرفت فرماتا ہے (ھود:۱۰۲)۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۹۶ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ إِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهٗ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لَتَمُوْتُ فِيْ وَكْرِهَا هَزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں! (ظالم دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے) حتیٰ کہ ظالم کے ظلم کی وجہ سے بٹیرا اپنے گھونسلے میں دبلا ہو کر مر جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۹۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے مکانات سے

مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اِجْتَازَ الْوَادِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صرف روتے ہوئے گزرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں پہنچنے والا عذاب تم پر بھی نہ آ جائے' پھر آپ نے اپنا سر انور ڈھانپ لیا اور تیز تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری ومسلم)

۷۹۹۸ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی دعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ سے اپنا حق طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۷۹۹۹ـ وَعَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی ظالم کی تقویت کے لیے اس کے ساتھ چلے گا حالانکہ اسے علم ہے کہ وہ ظالم ہے تو ایسا شخص اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۸۰۰۰ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَّطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کی رائے کے پیچھے چلنے والے نہ بنو کہ تم یہ کہتے پھرو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ تم خود کو اس بات پر آمادہ کرلو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو تم بھی نیکی کرو گے اور اگر لوگ بُرائی کریں گے تو تم ظلم نہیں کرو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحقیق

معروف' معرفت سے ہے' جس کا معنی پہچاننا ہے اور معروف سے مراد وہ چیز ہے جو شریعت میں پہچانی جاتی ہو اور شریعت میں اس کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہو۔ جس طرح معروف آدمی اسے کہا جاتا ہے جسے ہر کوئی جانتا ہے اور معروف کا مقابل منکر ہے۔ منکر کا معنی ہے: جسے نہ پہچانا جاتا ہو اور اس کے متعلق شرعی حکم وارد نہ ہو' جس طرح غیر معروف وہ آدمی ہے جسے کوئی نہیں پہچانتا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا) بالاتفاق واجب ہے اور کتاب وسنت سے اس کا حکم ثابت ہے۔ اس کے مختلف درجات ہیں جس طرح کہ آئندہ حدیث میں بیان آ رہا ہے۔ اگر کسی آدمی نے (امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلہ میں) واجب ادا کر دیا اور مخاطب نے اسے قبول نہ کیا تو اس آدمی کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا اور اس کے بعد اس پر کوئی چیز لازم نہیں رہے گی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور جسے قدرت ہے' اس کے باوجود اس نے یہ فریضہ ادا نہ کیا تو ایسا شخص گناہ گار ہوگا اور بعض اوقات یہ فرضِ عین بھی ہو جاتا ہے' مثلاً بُرائی ایسی جگہ ہے جہاں صرف ایک آدمی کو اس کا علم ہے' دوسرے نہیں

جانتے تو اس جاننے والے پر روکنا فرض ہے' دوسروں پر نہیں اور امر بالمعروف کے واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ حکم دینے والا خود بھی اس پر عمل پیرا ہو' عمل کے بغیر بھی امر بالمعروف درست ہے' کیونکہ اپنے آپ کو امر کرنا بھی واجب ہے اور دوسرے کو امر کرنا دوسرا واجب ہے' اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو اس سے دوسرے واجب کا ترک جائز نہیں' اگر یہ سوال ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف:٢)
اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو○

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مان لیں کہ یہ آیۂ مبارکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ہے تو ہم کہیں گے کہ آیۂ مبارکہ میں عمل نہ کرنے سے منع کیا گیا ہے' امر بالمعروف سے منع نہیں کیا گیا' البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر خود عمل کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ جو خود عمل پیرا نہ ہو' اس کی بات مؤثر نہیں ہوتی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف حکمرانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام مسلمانوں کا بھی حق ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں' البتہ سزا وغیرہ دینا یہ حکمرانوں کے لیے ہی جائز ہے۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾ (آل عمران:١٠٤)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں○ (آل عمران:١٠٤)

اجماع کا ثبوت

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں ہر دور میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور آپ کی امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی' جیسا کہ احادیث کریمہ میں اس کی صراحت موجود ہے' لہٰذا یہ آیۂ مبارکہ اجماع کے حجت ہونے کی روشن دلیل ہے۔ حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۱۱۴' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

١٠٠٨ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ تُصِيْبُ اُمَّتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَائِدُ لَا يَنْجُوْا مِنْهُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَجَاهَدَ عَلَيْهِ بِلِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَقَلْبِهٖ فَذٰلِكَ الَّذِيْ سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَصَدَّقَ بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَلَيْهِ فَاِنْ رَّاٰى مَنْ يَّعْمَلُ الْخَيْرَ اَحَبَّهٗ عَلَيْهِ وَاِنْ رَّاٰى مَنْ يَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَهٗ عَلَيْهِ فَذٰلِكَ يَنْجُوْا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آخری زمانے میں میری امت کو ان کے حکمران سے ایسی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا' جن سے صرف وہی شخص نجات حاصل کرے گا' جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور دین کی سربلندی کی خاطر اپنی زبان' ہاتھ اور دل سے جہاد کیا تو اسی شخص کو تمام سبقتیں حاصل ہوں گی اور وہ شخص نجات پائے گا' جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور اس کی تصدیق کی اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور خاموش رہا' اگر کسی کو نیکی کرتے دیکھا تو نیکی کی بناء پر اس سے محبت کرنے لگا اور اگر کسی کو بُرائی کرتے دیکھا تو بُرائی کی بناء پر اسے ناپسند کرنے لگا تو یہ شخص اپنی باطنی حالت کی بناء پر نجات حاصل

عَلٰی اَبْطَالِہٖ کُلِّہٖ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

کرے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

۸۰۰۲ - وَفِیْہِ فِیْ رِوَایَةٍ لَّہٗ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَةَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِكَ طَرْفَةَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَةً قَطُّ.

شعب الایمان میں ہی بیہقی کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ایسی ایسی صفات والے فلاں شہر کو اس کے رہنے والوں پر پلٹ دو، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! بے شک ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس پر بھی اور باقی شہر والوں پر بھی بستی کو پلٹ دو کیونکہ اس شخص کا چہرہ ایک لمحہ کے لیے بھی میری خاطر متغیر نہیں ہوا۔

۸۰۰۳ - وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ قُلْنَا اَیْ ذٰلِكَ اَضْعَفُ ثَمَرَاتِ الْاِیْمَانِ.

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کوئی بُرائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے درست کر دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے۔ ہم (احناف) کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایمان کا کمزور ترین ثمرہ ہے۔

۸۰۰۴ - وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا وَمَنْ غَابَ عَنْھَا فَرَضِیَھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عرس بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمین پر کوئی گناہ کیا گیا اور جو شخص وہاں حاضر تھا، اس نے اسے ناپسند کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو وہاں موجود نہیں تھا، اور جو شخص وہاں موجود نہیں تھا مگر اس پر خوش ہوا تو وہ اس شخص کی طرح ہے، جو وہاں موجود تھا۔ (ابوداؤد)

۸۰۰۵ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مِثْلُ قَوْمٍ اِسْتَھَمُوْا سَفِیْنَةً فَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَسْفَلِھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَعْلَاھَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِھَا یَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَاَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَةِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَا لَكَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْا اَنْفُسَھُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی کرنے والا اور حدود سے تجاوز کرنے والا شخص اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی میں اپنی جگہیں متعین کیں، کچھ لوگ کشتی کے نیچے والے حصے میں ٹھہر گئے اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں ٹھہر گئے، نچلے حصے سے ایک شخص پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرا، اس کے آنے جانے سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی تو نیچے والے شخص نے کلہاڑا اٹھا کر کشتی کا نیچے والا حصہ کاٹنا شروع کر دیا، اوپر والے اس کے پاس آ کر کہا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے، حالانکہ میرے لیے تو پانی کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں، اگر اوپر والے لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اسے بھی بچالیں گے اور خود بھی بچ جائیں

گے اگر اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کر دیں گے اور خود کو بھی ہلاک کر ڈالیں گے۔ (بخاری)

٤٠٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَّکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَکَرَہٗ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ وَکَانَ فِیْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَکَرَ اَنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدْرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّةِ یُغْرَزُ لِوَاءُہٗ عِنْدَ اِسْتِہٖ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْکُمْ ھَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَہٗ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نماز عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کو بیان فرما دیا' جس نے اسے یاد رکھا' یاد رکھا' جس نے اسے بھلا دیا' بھلا دیا' اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: بے شک یہ دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے تو وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو' خبردار! دنیا اور عورتوں سے بچو! آپ نے اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے اس کی عہد شکنی کے مطابق ایک جھنڈا ہو گا اور اس دن (اہل حل وعقد کی مشاورت کے بغیر) عام لوگوں کے مقرر کردہ امیر کی (امام وقت کے خلاف) عہد شکنی اور خروج سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں ہو گی' اس کا جھنڈا اس کی سرین کے پاس گاڑ دیا جائے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کو جب حق بات کا علم ہو تو وہ لوگوں کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے حق بات کو بیان کرنے سے نہ رُکے۔

٤٠٠٧ - وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُّغَیِّرَہٗ فَبَکٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ وَقَالَ قَدْ رَاَیْنَاہُ فَمَنَعَتْنَا ھَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَتَکَلَّمَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی فَمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْھُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا قَالَ وَذَکَرَ الْغَضَبَ فَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ قَالَ اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَةٌ

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر وہ بُرائی کو دیکھے تو اس کی اصلاح کر دے (یہ بیان فرما کر) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ ہم نے بُرائی دیکھی ہے مگر لوگوں کے خوف نے ہمیں اس کے متعلق گفتگو کرنے سے روک دیا ہے' پھر فرمایا کہ اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ہے' بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کفر کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر پر ہی زندگی گزارتے ہیں اور کفر کی حالت میں ہی مر جاتے ہیں' اور بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کافر ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے غصے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں (یعنی ان کا مرتکب نہ قابل مذمت ہے نہ لائق ستائش ہے)' اور بعض لوگ وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے ہی ختم ہوتا

عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهُ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهُ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِيَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهُ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهُ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ حَتّٰی اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰی مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰی مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔ آپ نے فرمایا: غصے سے بچو! کیونکہ یہ انسان کے دل پر آگ کی چنگاری کی مانند ہے' کیا تم نے دیکھا نہیں کہ غصے کی حالت میں آدمی کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں' جس شخص کو غصہ آئے تو وہ پہلو کے بل زمین پر لیٹ جائے اور زمین کے ساتھ لگ جائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے قرض کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ قرض کی ادائیگی تو اچھے طریقے سے کرتے ہیں لیکن انہوں نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرتے ہیں' ان دونوں خصلتوں میں سے ایک خصلت دوسری کے مقابلے میں ہے' تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو اچھے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو اچھے طریقے سے مطالبہ کرے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو بُرے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرے۔ آپ خطبہ دیتے رہے حتیٰ کہ جب سورج کھجور کے درختوں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں کے اوپر آ گیا' تو آپ نے فرمایا: سن لو! دنیا کا باقی ماندہ وقت گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں اتنا ہی باقی رہ گیا ہے' جتنا آج کے دن کا باقی ماندہ وقت' دن کے گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں رہ گیا ہے۔ (ترمذی)

٨٠٠٨ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی قوم میں رہتے ہوئے گناہوں میں مصروف ہو' اور وہ لوگ اسے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

(ابوداؤد' ابن ماجہ)

٨٠٠٩ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًی لَنَا اَنَّهُ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰی يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی

حضرت عدی بن عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے یہ بیان کیا کہ اس نے میرے دادا جان سے سنا کہ وہ کہتے تھے: کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی بناء پر عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا' جب تک وہ بُرائی کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں اور اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ

أَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْا فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

روکیں اور جب انہوں نے ایسا کیا تو پھر اللہ تعالیٰ عام وخاص سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔ (شرح السنۃ)

۸۰۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدہ:۱۰۵) فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشَكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو: ”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم راہِ ہدایت پر ہوئے تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا“ (المائدہ:۱۰۵) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب کوئی برائی دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب نازل فرما دے گا“ (ابن ماجہ، ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَاِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ لوگ جب کسی شخص کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے۔

وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ مَا مِنْ قَوْمٍ يُّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور وہ روکنے کی قدرت ہونے کے باوجود نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ مَا مِنْ قَوْمٍ يُّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ هُمْ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّعْمَلُهٗ.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور گناہ نہ کرنے والے گناہ کرنے والوں سے زیادہ ہوں۔

۸۰۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًى مُّتَّبَعًا وَّدُنْيَا مُّؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَاْيٍ بِرَاْيِهٖ وَرَاَيْتَ اَمْرًا لَّا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِ فَاِنَّ وَرَاءَكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيْهِنَّ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم“ کی تفسیر میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت مبارکہ کے متعلق سوال کیا (کہ کیا اس آیت مبارکہ کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت اور خواہشات کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو ہی بہتر جان رہا ہے اور تم ایسا امر دیکھو جس سے تمہیں کوئی چارہ کار نہیں (یعنی ایسے حالات ہوں کہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے گناہوں سے بچنا ممکن نہ رہے) تو تم اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملہ سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمہارے سامنے صبر کے ایام ہیں، جس شخص نے ان ایام میں صبر کیا، اس نے آگ کی چنگاری کو ہاتھ میں پکڑا ہے، ان ایام میں عمل کرنے والے کو اس شخص کی طرح عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا، صحابہ کرام علیہم الرضوان

نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ان کے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

۸۰۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطُرُوْهُمْ اَطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے ان کے علماء نے انہیں روکا اور وہ نہ رُکے تو وہ علماء بھی ان کی مجلسوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دل ان کی طرح کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی بن مریم علیہم السلام کی زبانوں سے ان پر لعنت فرمائی' یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ تھا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم عذاب سے نجات نہیں پاؤ گے حتیٰ کہ تم ان کی طرح گناہ کرنے والوں کو گناہوں سے مکمل طور پر منع نہ کرو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو گے اور اسے حق پر مجبور کر دو گے اور انہیں حق پر ہی روکے رکھو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دل ان جیسے کر دے گا' پھر تم پر لعنت فرمائے گا جس طرح ان پر لعنت کی تھی۔

۸۰۱۳ - وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّاُمِرُوْا اَنْ لَّا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی اسرائیل پر) آسمان سے روٹی اور گوشت کا دسترخوان نازل کیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ نہ وہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لیے جمع کر کے رکھیں' انہوں نے خیانت کی اور کل کے لیے جمع کر کے رکھا تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ (ترمذی)

۸۰۱۴ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا' پھر تم اس کی بارگاہ میں دعا کرو گے اور تمہاری دعا مقبول نہیں ہو گی۔ (ترمذی)

۸۰۱۵ - وَعَنْ اَبِي الْبُخْتَرِيِّ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ

حضرت ابوالبختری رضی اللہ' نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت

اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک وہ (گناہ کر کے) اپنی طرف سے فاسد عذر پیش نہیں کرنے لگیں گے۔ (ابوداؤد)

٨٠١٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَاْنُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اپنی آنتوں کے ساتھ اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں شخص! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور برائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں برائی سے منع کرتا تھا، مگر خود برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

٨٠١٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے مگر خود کو بھلا دیتے تھے۔ (شرح السنہ، بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَقْرَءُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ.

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے ایسے خطباء ہیں، جو لوگوں کو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے تھے اور اللہ کی کتاب پڑھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

٨٠١٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَا لَكَ اِذَا رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ فَلَمْ تُنْكِرْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُلَقّٰى حُجَّتَهٗ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک بندے سے سوال فرمائے گا: تجھے کیا ہوا تھا کہ تو نے برائی دیکھی اور اس سے منع نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے جواب سکھلا دیا جائے گا اور وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں لوگوں کے شر سے ڈرتا رہا اور تیری رحمت کی امید کرتا رہا۔ (بیہقی شعب الایمان)

٨٠١٩ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ خَلِيْقَتَانِ تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَيُبَشِّرُ اَصْحَابَهٗ وَيُوْعِدُهُمُ الْخَيْرَ وَاَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُوْلُ اِلَيْكُمْ اِلَيْكُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهٗ اِلَّا لُزُوْمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

شک نیکی اور بُرائی دونوں کو انسانی صورت میں پیدا کیا جائے گا اور قیامت کے دن لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا' نیکی کرنے والوں کو نیکی خوش خبری دے گی اور ان سے بھلائی کا وعدہ کرے گی' اور بُرائی کہے گی: مجھ سے دور ہو جاؤ' دور ہو جاؤ! اور وہ لوگ اس سے دور نہیں ہو سکیں گے۔ (احمد' بیہقی) ۱۰۰

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شرعی احکام

ان احادیثِ کریمہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان ہے۔ امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا' یہ دونوں چیزیں فرض ہیں' قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (آل عمران:۱۱۰) "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور بُری بات سے منع کرتے ہو"۔

مسئلہ: کسی کو گناہ کرتے دیکھا تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے' پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا' وہ شخص باز نہ آیا' تو اب سختی سے پیش آئے' اس کو سخت الفاظ کہے' گالی نہ دے' نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے' کرے' مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے' برتن توڑ پھوڑ ڈالے' گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے' اس کو باز رہنا جائز نہیں (۲) اگر گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا' آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی' جب بھی چھوڑنا افضل ہے (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرلے گا تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امراء کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسطوت سے اس کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بُری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے بُرا جاننا ہے۔ (عالمگیری)

اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بُری بات دیکھے' اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا بُرا ہونا ظاہر کردے اور منع کردے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔ یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چوہدری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ روک سکتے ہیں' ان پر لازم ہے کہ روکیں۔ ایسوں کے لیے فقط دل سے بُرا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ: امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّل: علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ پنجم: یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا: کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے O اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو جس کو خود نہ کرو O (الصف: ۲۔۳) اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہو O (البقرۃ: ۴۴)۔

(عالمگیری)

مسئلہ: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے: خطائے بزرگاں گرفتن خطاست (بزرگوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہے) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا انہوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

یہ حکم ان علماء کے متعلق ہے جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ: جس نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس بُرے کام کو کرتا ہے تو اس بُرے کام سے منع کر دے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں: بُرے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا، اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔ (عالمگیری) (بہار شریعت، جلد دوم، ص ۷۵۸، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

13

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الرِّقَاقِ
دل میں رقت اور نرمی پیدا کرنے والی باتیں

''رقاق'' کی لغوی تحقیق

''رقاق''، ''رقیق'' کی جمع ہے'' رقیق '' اسے کہتے ہیں جس میں لطافت ونرمی ہو۔ یہ شارح نے ذکر کیا ہے اور ظاہر وہ ہے جو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ'' رقاق '' سے وہ کلمات مراد ہیں جن کے سننے سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے اور دل نرم ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے آدمی دنیا سے اعراض کر کے زہد اختیار کر لیتا ہے ان احادیث کو'' رقاق '' (دل نرم کرنے والی) کہا گیا ہے کیونکہ ان کے سننے سے دل میں نرمی اور رحمت پیدا ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۰۲۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ (بخاری)

تندرستی اور فراغت کا نعمت الٰہی ہونا

اس حدیث میں ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ صحت وتندرستی اور فراغتِ قلبی ایسی دو نعمتیں ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے' اور ان دو نعمتوں کے حصول کے باوجود ایسے اعمال نہیں کرتے' جن کی آخرت میں ضرورت ہوگی اور انجام کار زندگی ضائع کرنے پر وہ نادم ہوں گے مگر اس وقت کی ندامت فائدہ مند نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ'' (التغابن: ۹) '' وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا''۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہیں کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو ذکرِ الٰہی کے بغیر گزر گئی' اور حاشیہ سیوطی میں ہے کہ علماء کرام نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ انسان عبادت کے لیے اسی وقت فارغ ہوتا ہے جب وہ تندرست ہو اور مال دار ہونے کی بناء پر اہل وعیال کے خرچ کی فکر سے آزاد ہو' کبھی انسان مال دار ہوتا ہے مگر تندرست نہیں ہوتا اور کبھی تندرست ہوتا ہے مگر مال دار نہیں ہوتا' لہٰذا علم وعمل کے لیے اسے فراغت اور یکسوئی مہیا نہیں ہوتی' اور جسے یہ دونوں نعمتیں میسر ہوں مگر اس کے باوجود وہ عبادت سے سستی کرے' ایسا شخص گھاٹے کا سودا کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۰۲۱۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهُ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٨٠٢٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا: زندگی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں بسر کی، جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں گزاری، مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کن کاموں میں خرچ کیا، علم کے متعلق سوال ہوگا کہ اس پر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

٨٠٢٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْاَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کے متعلق پہلا سوال یہ ہوگا کہ اس سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت و تندرستی عطا نہیں کی تھی اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا۔ (ترمذی)

٨٠٢٤ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفَنِّدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص ان چیزوں کا منتظر رہتا ہے، سرکش بنا دینے والی مال داری کا، بھلا دینے والے فقر کا، تباہ کر دینے والی بیماری کا، ضعیف العقل بنا دینے والے بڑھاپے کا، اچانک آ جانے والی موت کا، دجال کا اور دجال ایسا پوشیدہ شر ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے، قیامت کا اور قیامت سخت ترین حادثہ اور انتہائی تلخ مصیبت ہے۔ (ترمذی، نسائی)

٨٠٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرے سینے کو غنا کی دولت سے معمور کر دوں گا اور تیرے فقر و احتیاج کی راہیں مسدود کر دوں گا، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے گوناگوں مصروفیات میں مشغول کر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

٨٠٢٦ - وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا

حضرت عبیداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے دل میں سکون و اطمینان ہے، اس کے جسم میں صحت و عافیت ہے اور اس کے پاس ایک دن کی روزی ہے تو گویا پوری کی پوری دنیا اس کے پاس جمع ہو گئی ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی)

٨٠٢٧ - وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَّسْكُنُهٗ وَثَوْبٌ يُّوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کا ان چیزوں کے علاوہ میں کوئی حق نہیں' گھر ہو جس میں وہ رہائش اختیار کر سکے' کپڑا ہو جس سے شرم گاہ ڈھانپ سکے' روٹی کا خشک ٹکڑا اور پانی ہو۔

(ترمذی)

٨٠٢٨ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْبَطُ اَوْلِيَائِيْ عِنْدِيْ لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دوستوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے' جس کے پاس سامان کم ہو' نمازیں زیادہ ادا کرتا ہو' اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہو اور خفیۃً اس کی اطاعت کرتا ہو' لوگوں میں پوشیدہ ہو' اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو' اس کا رزق ضرورت کے مطابق ہو اور اس پر وہ صبر کرتا ہو' پھر آپ نے ہاتھ سے چٹکی بجائی اور فرمایا کہ اس کی موت جلدی آ جائے' اس پر رونے والیاں کم ہوں' اس کی میراث تھوڑی ہو۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٢٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا' جو اسلام لایا اور اسے بہ قدر کفایت رزق عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیئے ہوئے مال پر قناعت کی توفیق عطا کی۔ (مسلم)

٨٠٣٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفَافًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! آل محمد کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما اور ایک روایت میں بہ قدر کفایت کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٣١ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اس حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے نداء کرتے ہیں اور جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق کو یہ سناتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ! تھوڑا اور کفایت کرنے والا رزق' زیادہ اور غافل کر دینے والے رزق سے بہتر ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

انسانوں اور جنوں کو فرشتے کی آواز نہ سنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ تمام مخلوق کو سنانے سے حقیقتاً سنانا مراد ہے' اور جن وانس کو نہ سنانے میں حکمت یہ ہے کہ جن وانس ایمان بالغیب کے مکلف ہیں' اگر جن وانس بھی یہ آواز سن لیں تو ان کا ایمان بالغیب نہ رہے۔ یہاں سوال ہے کہ تنبیہ کی ضرورت تو جن وانس کو ہے'

باقی مخلوق کو نداء کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم خود سن کر یا اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے سے لوگوں کو اس کی خبر دے دیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٠٣١ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَأَ اٰدَمِيٌّ وِّعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَّثُلُثٌ شَرَابٌ وَّثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آدمی نے پیٹ سے زیادہ بدترین کوئی برتن نہیں بھرا' انسان کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں' جو کمر سیدھی رکھیں' اگر ضروری شکم پُر کرنا ہے تو تین حصے کرلے' ایک حصہ کھانے کے لیے' ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ سانس لینے کے لیے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٣٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَّتَجَشَّأُ فَقَالَ اَقْصِرْ مِنْ جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ہوئے سنا' تو فرمایا: ڈکار لینے سے باز آ جا کیونکہ دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ سیر ہونے والا ہی قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔ (بغوی' شرح السنہ' ترمذی نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے)

٨٠٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَّلِسَانَهٗ صَادِقًا وَّنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَّجَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَّعَيْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقَمْعٌ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِي الْقَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِيًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا ہے اور جس کو سلامتی والا دل' سچی زبان' مطمئن نفس اور سیدھی طبیعت عطا کی ہے اور جسے سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھ عطا کی ہے' کان تو دل تک باتیں پہنچنے کا ذریعہ ہیں' اور آنکھ اسی چیز کو برقرار رکھتی ہے جس کی دل حفاظت کرتا ہے اور وہی شخص کامیاب ہے' جس نے اپنے دل کو حفاظت کرنے والا بنایا ہے۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٣٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ لِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيْحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِّلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِّعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِّلْخَيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر خزانوں کی طرح ہے' ان خزانوں کی چابیاں ہیں' پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے خیر کے دروازے کی چابی اور شر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے شر کے دروازے کی چابی اور خیر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨٠٣٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مال داری مال و اسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو نفس کی تونگری کا نام ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٣٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُّفَاخِرًا مُّرَائِيًا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھیک سے بچنے کے لیے اور اپنے اہل وعیال کی روزی کے حصول کے لیے اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جس نے مال بڑھانے کے لیے اور لوگوں کے سامنے اظہار فخر کے لیے اور دکھلاوے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی' وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان' ابونعیم' حلیہ)

٨٠٣٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْخُذُ عَنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَّمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَّاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُّسْلِمًا وَّلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون شخص مجھ سے یہ باتیں یاد کر کے ان پر عمل پیرا ہوگا یا یہ باتیں اس شخص کو سکھلائے گا جو ان پر عمل کرے گا' میں نے عرض کیا: میں انہیں یاد کروں گا' یارسول اللہ! آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا: حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے' اللہ نے تمہاری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر راضی رہنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے' اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا' تم مؤمن ہو جاؤ گے' لوگوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو' تم مسلمان ہو جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (احمد' ترمذی)

حرام کام سے بچنا عبادت ہے

اس حدیث میں ہے کہ حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اس ارشاد میں حکمت یہ ہے کہ حرام کام سے بچنے میں دفع ضرر (نقصان دہ چیزوں کو دور کرنا) ہے اور دفع ضرر جلب نفع (نفع حاصل کرنے) سے زیادہ اہم ہے (مثلاً ایک آدمی کو ایک لاکھ روپیہ دیا جائے کہ خودکشی کر لو اب ایک لاکھ روپیہ کا ملنا جلب نفع اور جان بچانا دفع ضرر ہے' وہ آدمی جان بچانے کو ایک لاکھ روپیہ کے حصول پر ترجیح دے گا) اور نفس پر نیکیوں کا کرنا اتنا دشوار نہیں ہوتا جتنا گناہوں کا ترک دشوار ہوتا ہے' نیز ممنوع چیزوں کے جب اسباب مہیا ہوں تو ان سے رُک جانا صرف حرام کام کو چھوڑنا نہیں کہ اس پر ثواب نہ ہو بلکہ اس وقت ممنوع کام سے رک جانا' نفس کو روکنا ہے۔

اور نفس کو گناہ سے روکنا تو عبادت ہے' جس پر آدمی کو ثواب دیا جائے گا' جس طرح کہ علمائے احناف کی کتابوں میں اس کی وضاحت ہے۔ (الکوکب الدری) اور صاحب تلویح نے کہا ہے کہ ترک حرام پر نہ ثواب ہوگا' نہ عذاب ہوگا۔

اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ترک حرام تو واجب ہے اور واجب پر تو ثواب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. (النزعٰت: ٤٠) جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس پر ثواب ملے گا' وہ واجب کا بجالانا ہے۔ حرام کام کا نہ کرنا نہیں' ورنہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی کو ہر لمحہ' ہر

حرام کام کے نہ کرنے پر کثیر نیکیاں ملیں اور "نهى النفس" کا معنی ہے کہ اس نے اپنے نفس کو حرام کام سے روک لیا۔ اور حرام کام سے نفس کو روکنا فعلِ واجب ہے اور جب ترک حرام کا معنی یہ لیا جائے کہ گناہ کے اسباب مہیا ہوتے اور اس کی طرف نفس کا میلان ہونے کے باوجود نفس کو گناہ سے روک لیا جائے تو بالاتفاق اس معنی کے لحاظ سے ترک حرام پر ثواب ہوگا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج۴ ص ۱۵۲)

ایک اہم مسئلہ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ فرائض بجالائے جائیں اور ممنوع کاموں کے ارتکاب سے بچا جائے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے، جس سے عوام غافل ہیں۔ عوام الناس میں اکثریت فرائض سے غافل ہے، مگر نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عموماً فرض نمازوں کی قضا لازم ہوتی ہے، لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی لیکن مخصوص راتوں میں نوافل وغیرہ کی ادائیگی کا بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت برتی جاتی ہے لیکن نفلی صدقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کسی آدمی کے ذمہ فرض نمازوں کی قضا ہو تو لازم ہے کہ ان کا حساب لگائے اور جلد از جلد ان کی ادائیگی کرے۔ نوافل میں جو وقت صرف کرتا ہے، وہ وقت قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف کرے۔ اسی طرح کسی آدمی کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہو، اس کا حساب لگائے۔ اوّلاً اسے ادا کرے، پھر نفلی صدقات کی طرف متوجہ ہو، لیکن اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نوافل کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ فرائض کی ادائیگی کے بعد قربِ الٰہی کا ذریعہ کثرتِ نوافل ہے۔ فرائض ایک ڈیوٹی ہے، دنیا میں ایک ملازم اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد بھی مالک کی زیادہ سے زیادہ خدمت سرانجام دینے میں مصروف رہتا ہے، وہ مالک کا محبوبِ نظر اور مقرب ہو جاتا ہے۔ بلاتشبیہ وتمثیل فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرتِ نوافل کرنے والا بھی محبوبِ بارگاہ ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرائض کو محبوب عبادت قرار دیا گیا اور پھر کثرتِ نوافل کو قربِ الٰہی کا ذریعہ فرمایا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے، میں اسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں، میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو، میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو وہ میں اسے ضرور بالضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور بالضرور اسے پناہ عطا کرتا ہوں، میں کسی چیز میں تردّد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں، جو تردّد مجھے مؤمن کی جان کے متعلق ہوتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو مکروہ جانتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: ۶۵۰۲)

۸۰۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَشْعَثَ رَأْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار و درہم اور فاخرہ لباس کا غلام ہلاک ہو جائے، اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے، ایسا شخص ہلاک اور ذلیل و رسوا ہو، اگر اس کے کانٹا لگ جائے تو وہ نہ نکلے اور اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں، اس کے قدم گرد آلود ہیں، اگر اسے پہرے

كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَاذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

داری پر مقرر کیا جائے تو وہاں قائم رہتا ہے اگر اسے لشکر کے پیچھے مقرر کر دیا جائے تو وہ پیچھے رہتا ہے اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی اور اگر وہ کسی شخص کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاری)

٨٠٣٩ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دینار کے غلام پر لعنت ہو درہم کے غلام پر لعنت ہو۔ (ترمذی)

٨٠٤٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَإِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهُ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے میرا مال اتنا ہے جب کہ اس کے پاس تو تین قسم کا ہی مال ہے: (۱) جو اس نے کھا کر ختم کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا (۳) جو (اللہ کی راہ میں کسی کو) دے کر (آخرت کے لیے) ذخیرہ کر لیا' اس کے علاوہ جو مال ہے وہ جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

٨٠٤١ - وَعَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مطرف رضی اللہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ تلاوت فرما رہے تھے: "الھکم التکاثر" (تمہیں غافل کر دیا مال کی زیادہ طلب نے) آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے میرا مال اتنا ہے حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو بس یہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) باقی رکھ لیا۔ (مسلم)

٨٠٤٢ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ يَّتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

٨٠٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے' آپ نے فرمایا: اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ (بخاری)

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے کون سا عمل افضل ہے؟

اس حدیث میں ہے: آدمی کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا' اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے' اللہ کی راہ میں مال خرچ کر دینا افضل ہے' جبکہ بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانا' صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ نبی کریم ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس زمین میں فوت ہونا پسند نہیں کرتے تھے جہاں سے انہوں نے ہجرت کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عفراء پر رحم فرمائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: نصف مال کی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیت کر دو اور تہائی مال بہت ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم جو چیز بھی خرچ کرو' وہ صدقہ ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' اور تمہاری وجہ سے کچھ لوگ (مسلمان) نفع حاصل کریں گے اور دوسرے لوگ (کفار) نقصان اٹھائیں گے' اور اس روز ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ (صحیح البخاری' کتاب الوصایا' رقم الحدیث: ۲۷۴۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ان دونوں حدیثوں میں بہ ظاہر تعارض ہے' علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی) روایت دلالت کرتی ہے کہ نیکی کے راستوں میں مال خرچ کرنا' ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے افضل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ اس حدیث کے معارض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا' انہیں محتاج چھوڑ جانے سے کہیں بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں' کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مرض کی حالت میں اپنا سارا مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا' اور ان کی وارث صرف ان کی بیٹی تھی اور وہ کمانے کی طاقت نہیں رکھتی تھی' لہٰذا آپ نے انہیں تہائی مال صدقہ کرنے کا حکم دیا کہ باقی مال ان کی بیٹی اور بیت المال کو مل جائے' اور اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان کی صحت کی حالت میں خطاب کیا ہے اور انہیں رغبت دلائی ہے کہ زندگی میں ہی اپنا مال صدقہ کر جائیں تا کہ روزِ قیامت وہ مال انہیں نفع دے۔ یہ مراد نہیں کہ اپنی مرض کی حالت میں تمام مال صدقہ کر دیں' کیونکہ اس صورت میں ورثاء محروم رہ جائیں گے اور محتاج ہو کر لوگوں سے سوال کرتے پھریں گے اور شارع علیہ السلام نے اس حالت میں صرف تہائی مال میں تصرف کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۴۹' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۵۰۴۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْا اٰدَمَ مَا خَلَّفَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میت فوت ہو جاتی ہے تو ملائکہ کہتے ہیں: اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟ اور لوگ کہتے ہیں: اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟

(بیہقی' شعب الایمان)

۵۰۴۵ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ لَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کو قیامت کے دن بھیڑ کے بچے کی طرح لا کر بارگاہِ الٰہی میں کھڑا کر دیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے بہت کچھ دیا اور صاحب

أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ آتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَيَقُوْلُ لَهُ أَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ آتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهِ إِلَى النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

خدام بنایا اور تجھ پر انعام فرمایا' تو تو نے کیا کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا' اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو نے آگے کیا بھیجا ہے؟ وہ پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اس وقت واضح ہو جائے گا کہ اس شخص نے کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی' لہٰذا اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (ترمذی)

٨٠٤٦ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

٨٠٤٧ - وَعَنْ أَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٨ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى خَالِهِ أَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُوْدُهُ فَبَكٰى أَبُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا خَالُ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيْنَا عَهْدًا لَّمْ آخُذْ بِهِ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَإِنِّيْ أَرَانِيْ قَدْ جَمَعْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں ابوہاشم بن عتبہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے تو ابوہاشم رو پڑے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ماموں جان! تمہیں کون سی چیز رُلا رہی ہے؟ کیا کوئی درد بے قرار کر رہا ہے یا دنیا کی حرص کی وجہ سے رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا ہرگز نہیں! البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جس پر میں عمل پیرا نہیں ہو سکا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ عہد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو' جب کہ میرا خیال ہے کہ میں نے مال جمع کر رکھا ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٩ - وَعَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ مَا لَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا وجہ ہے کہ تم فلاں شخص کی طرح (مال و جاہ کی) طلب نہیں کرتے' انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے دشوار ترین گھاٹی ہے' جسے بھاری بوجھ والے عبور نہیں کر سکیں گے' میں

فَاُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی سے گزرنے کے لیے ہلکا پھلکا رہوں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨٠٥٠ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَجْمَعَ الْمَالَ وَأَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ O وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ O (الحجر:٩٨-٩٩) رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ أَبِيْ مُسْلِمٍ.

حضرت جبیر بن نفیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں، البتہ یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ O اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو O (الحجر:٩٨-٩٩) (بغوی، شرح السنہ، ابونعیم نے اسے حلیہ میں بہ روایت ابی مسلم ذکر کیا ہے)

٨٠٥١ - وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ لِيْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوْعُ يَوْمًا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش فرمائی کہ تمہارے لیے بطحائے مکہ کی سرزمین کو سونا بنا دوں، تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! نہیں! لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) میں ایک دن سیر ہو کر رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، بھوکا ہونے کی حالت میں تو تیری بارگاہ میں عاجزی کروں اور تجھے یاد کروں اور سیر ہونے کی حالت میں تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔ (مسند احمد، ترمذی)

٨٠٥٢ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں، وہ ان کے لیے اتنے زیادہ تباہ کن نہیں ہوتے، آدمی کا مال اور مرتبے کے لیے حرص کرنا، اس کے دین کے لیے اس سے زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔ (ترمذی، دارمی)

٨٠٥٣ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِمْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا إِسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تم پر جن چیزوں کا خوف ہے، ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تر و تازگی اور زینت کی کشادگی کر دی جائے گی، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا خیر، شر لے کر آتی ہے؟ آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ نے پسینہ صاف کیا اور فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا: خیر، شر لے کر نہیں آتی، موسم بہار میں جو گھاس وغیرہ اُگتا ہے، ان میں بعض گھاس ایسے ہوتے ہیں جسے زیادہ کھانے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو جاتے ہیں یا قریب المرگ ہو جاتے ہیں، مگر جو چوپایہ سرسبز گھاس چرتا ہے، وہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور اس کی کوکھیں تن جاتی ہیں، پھر وہ

عَادَتْ فَاَكَلَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دھوپ میں آتا ہے' گوبر اور پیشاب کرتا ہے' پھر واپس جا کر گھاس چرنے لگتا ہے' یقیناً یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' جس شخص نے یہ مال جائز طریقے سے حاصل کیا اور جائز راستے میں خرچ کیا تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جس شخص نے ناجائز طریقے سے مال حاصل کر کے ناحق خرچ کیا تو وہ شخص اس کی طرح ہے جس نے کھایا اور سیر نہ ہوا اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِيْ الْهَوٰى وَطُوْلَ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَّهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَّلِكُلٍّ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے متعلق سب سے زیادہ خوف نفسانی خواہش اور لمبی اُمید رکھنے کا ہے' نفسانی خواہش راہِ حق سے روک دیتی ہے اور لمبی اُمید آخرت کو بھلا دیتی ہے' یہ دنیا سفر کرتے ہوئے جا رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع اور پیروکار ہیں' اگر تم سے ہو سکے تو دنیا کے تابع نہ بننا' کیونکہ آج تم دار العمل میں ہو' جہاں حساب نہیں ہے اور کل تم دار آخرت میں ہو گے' جہاں عمل نہیں ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٥٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَّارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَّلِكُلٍّ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْبَابِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا تمہاری طرف پشت کیے ہوئے روانہ ہو رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے سامنے سے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع دار ہیں' تم آخرت کے تابع بنو' دنیا کے تابع نہ بنو کیونکہ آج عمل کا دن ہے' حساب نہیں ہے اور کل حساب ہوگا' عمل نہیں ہوگا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ایک باب کے عنوان میں ذکر کیا ہے)

٨٠٥٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَ اللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں بلکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر دنیا کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اسی طرح دنیا کی رغبت کرنے لگو گے' جس طرح پہلے لوگوں نے دنیا کی رغبت کی تھی' اور دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کر دے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بخاری' مسلم)

٨٠٥٧ - وَعَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ نے اپنے خطبہ میں یہ فرمایا: خبردار! دنیا تو ناپائیدار ساز و سامان ہے'

إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ أَلَا وَإِنَّ الْاٰخِرَةَ أَجَلٌ صَادِقٌ وَّيَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي النَّارِ أَلَا فَاعْمَلُوْا وَأَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَّاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰى أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

اس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں اور سن لو! آخرت ایک سچا وعدہ ہے' اور اس میں قدرت والا مالک فیصلہ فرمائے گا' آگاہ ہو جاؤ! بے شک خیر ساری کی ساری اپنی تمام اقسام سمیت جنت میں ہے' آگاہ ہو جاؤ! بے شک شر سارے کا سارا اپنی تمام اقسام سمیت جہنم میں ہے' سنو! تم اللہ کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے عمل کرتے رہو اور جان لو کہ تم اپنے اعمال سمیت اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے تو جس شخص نے ذرّہ بھر نیکی کی ہے' اسے اس کی جزاء مل جائے گی اور جس نے ذرّہ بھر بُرائی کی ہے' اسے اس کی سزا مل جائے گی۔

(شافعی)

۸۰۵۸ - وَعَنْ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَإِنَّ الْاٰخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَّحْكُمُ فِيْهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُّحِقُّ فِيْهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ كُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ أُمٍّ يَّتْبَعُهَا وَلَدُهَا رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! یقیناً دنیا تو ناپائیدار ساز و سامان ہے' جس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں' اور بے شک آخرت سچا وعدہ ہے جس میں انصاف والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا' وہ حق کو ثابت فرمائے گا اور باطل کو ختم فرما دے گا' تم آخرت کے بیٹے (پیروکار) بنو اور دنیا کے بیٹے (تابع) نہ بنو' کیونکہ ہر ماں کا بچہ اس کے تابع ہوتا ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

۸۰۵۹ - وَعَنْ مَّالِكٍ أَنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَهُمْ إِلَى الْاٰخِرَةِ سِرَاعًا يَّذْهَبُوْنَ وَإِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْاٰخِرَةَ وَإِنَّ دَارًا تَسِيْرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے بیٹے! لوگوں سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے' اس کی مدت ان پر دراز ہو گئی ہے حالانکہ لوگ (ہر لحہ) آخرت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں اور (اے بیٹے!) پیدا ہونے کے وقت سے تم (لحہ بہ لحہ) دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کی طرف قدم بڑھا رہے ہو' یقیناً جس گھر کی طرف تم جا رہے ہو' وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل کر جا رہے ہو۔ (رزین)

۸۰۶۰ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ أَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی دنیا سے محبت کی' اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی' اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا لہٰذا تم باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ (احمد' بیہقی)

۸۰۶۱ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے سامنے اسی طرح ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے' پھر دیکھے کہ انگلی پر کتنا

اَحَدُکُمْ اِصْبَعَهٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پانی لگا ہے۔(مسلم)

٨٠٦٢ ـ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْیٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیڑ کے ایک مُردہ' کان کٹے ہوئے بچے کے قریب سے گزرے اور فرمایا: تم میں سے کون شخص اسے ایک درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی نہیں لینا چاہتے' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے نزدیک بھیڑ کا یہ بچہ جتنا ذلیل ہے' اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔(مسلم)

٨٠٦٣ ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا۔(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٦٤ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُّعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتٍ مَّا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُّجْزٰى بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں فرماتا' اسے دنیا میں بھی اس نیکی کا بدلہ عطا فرما دیا جاتا ہے' اور آخرت میں بھی اس کی جزا دی جاتی ہے' اور کافر نے اللہ کے لیے جو نیکیاں کی ہوتی ہیں' ان کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ آخرت کی طرف پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی' جس کی اسے جزا دی جائے۔(مسلم)

٨٠٦٤ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(مسلم)

٨٠٦٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلُ حُجِبَتْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم کو خواہشات و لذات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کا تکالیف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔(بخاری' مسلم' البتہ مسلم کی روایت میں "حجبت" کی بجائے "حفت" کے الفاظ ہیں)

٨٠٦٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر سوئے ہوئے تھے' جب آپ کھڑے ہوئے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ارشاد فرماتے' ہم آپ کے لیے بچھونا بچھا دیتے اور عمدہ انتظام کرتے' آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا کام؟ میرا اور دنیا کا تعلق تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی سوار درخت

تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

کے سائے کے نیچے آ کر ٹھہر جائے' پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو جائے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٦٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں' اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٦٨ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَّرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُ وَاَصْحَابُنَا اِسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى بُطْلَانِ مُحَاذَاةِ الْمَرْاَةِ بِشُرُوْطِهَا الْمُعْتَبَرَةِ عَلٰى مَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَهُمْ وَمُحَقَّقٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهَمَّامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دورانِ خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا: شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے' اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے۔ (رزین' اور بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ہمارے علمائے احناف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے' سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عورت کا (نماز میں مرد کے) محاذی ہونا باطل ہے جب کہ محاذات کی شرائط معتبرہ پائی جائیں جیسا کہ علمائے احناف کے نزدیک ثابت ہے اور محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک تحقیق شدہ ہے)۔

٨٠٦٩ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْمَاءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی شخص قدم تر کیے بغیر پانی پر چل سکتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اسی طرح دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٧٠ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا سے اس کی پسندیدہ چیزیں دے رہا ہے تو یہ محض استدراج ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے' یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا' اب وہ ناامید رہ گئے○

أُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَاهُمْ مُّبْلِسُوْنَ○﴾ (الانعام:٤٤) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(الانعام:۴۴)۔(مسند احمد)

٨٠٧١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جائیداد بنانے میں مشغول نہ ہو جاؤ کہ (اس سبب سے) تم دنیا کی رغبت کرنے لگو۔

(ترمذی بیہقی شعب الایمان)

٨٠٧٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَاِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا' جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! انہیں ہٹا دو کہ جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آ جاتی ہے۔ (احمد)

حرمتِ تصویر کا مسئلہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس کا سبب یہ ذکر کیا کہ انہیں دیکھ کر دنیا یاد آ جاتی ہے۔ اس پر سوال ہے کہ تصاویر کی حرمت احادیث سے ثابت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا' تصاویر کی حرمت کو سبب قرار نہیں دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصاویر والے پردے ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تصاویر انتہائی چھوٹی تھیں' یا آپ کو تصاویر کی حرمت اور تصاویر والے گھر میں ملائکہ کے داخل نہ ہونے کا علم اس فرمان کے بعد ہوا' نیز اس فرمان میں اس طرف اشارہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیادار لذت حاصل کرتے ہیں' انہیں دیکھنا فقراء کے دلوں کی حلاوت اور چاشنی ختم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى○ (طٰہٰ:۱۳۱)

اے مخاطب! ہم نے کافروں کے گروہوں کو دنیاوی زیب و زینت کی جو چیزیں آزمائش کے لیے دے رکھی ہیں' ان کی طرف نگاہیں پھیلا کر نہ دیکھو اور تمہارے رب کا رزق سب سے بہتر اور دیرپا ہے○

تصویر کی حرمت میں متعدد احادیث ہیں:

(۱) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے' جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ (صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث:۵۴۸۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

(۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' جب کہ میں نے تصاویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا' آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا' پھر آپ نے پردہ پکڑ کر پھاڑ دیا' پھر فرمایا: روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب انہیں ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے مشابہت کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث:۵۴۹۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

(۳) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے تصاویر والا ایک تکیہ خریدا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو

آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے' میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کر لیے اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں' میرا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس تکیے کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ان تصویروں والوں کو عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا: تم نے جو بنایا ہے انہیں زندہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بے شک وہ گھر جس میں تصویریں ہوں' اس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث: ۵۴۹۹' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۸۰۷۳ - وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِّنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اُجِرَ فِيْهَا اِلَّا نَفَقَتَهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن اس مٹی (تعمیر) پر خرچ کرنے کے علاوہ جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے' اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۷۴ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام خرچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں مگر تعمیر پر جو خرچ کیا جائے' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ (ترمذی)

۸۰۷۵ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَّنَحْنُ مَعَهُ فَرَاٰى قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهُ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكَا اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَّا اَنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَالَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے' ہم آپ کے ساتھ تھے' آپ نے ایک بلند عمارت دیکھی اور فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ فلاں انصاری کا مکان ہے' آپ خاموش رہے مگر دل مبارک میں ناراضگی کی' حتیٰ کہ جب وہ مالکِ مکان آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اور لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے رخِ انور پھیر لیا' اس نے کئی مرتبہ ایسا کیا حتیٰ کہ اسے آپ کی ناراضگی اور اعراض فرمانے کا علم ہو گیا تو اس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے یہ شکایت کی اور کہا: بہ خدا! آج میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار دیکھ رہا ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارا بلند مکان دیکھا تھا' وہ شخص اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لے گئے اور وہ بلند مکان نہ دیکھا' تو فرمایا: اس مکان کو کیا ہوا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کے مالک نے ہم سے آپ کی ناراضگی کا سبب دریافت کیا تھا' ہم نے اسے آگاہ کر دیا تو اس نے یہ مکان گرا دیا' آپ نے فرمایا: ضروری تعمیر کے علاوہ ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے۔ (ابوداؤد)

تعمیر مساجد

اس حدیث میں ہے: ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے مگر جو تعمیر ضروری ہو۔ مسجد بھی بناء اور عمارت ہے مگر مسجد کی تعمیر بنانے والے کے لیے وبال نہیں بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے اسی طرح نیک امور کے لیے تعمیر کی گئی دیگر عمارات کا حکم ہے۔ تعمیرِ مساجد کو ایمان باللہ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ O (التوبہ: ۱۸)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں O

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال یعنی آخرت میں عذاب ہے اور وبال اصل میں ثقل (بوجھ) اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں اور حدیث میں عمارت سے وہ عمارت مراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور اظہارِ فخر کے لیے ہو لیکن نیک کاموں کے لیے بنائی گئی عمارتیں اس حکم میں داخل نہیں جس طرح مساجد مدارس اور سرائیں وغیرہ کیونکہ ان کا تعلق آخرت سے ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے روزِ قیامت وبال ہے سوائے مسجد کے اسی طرح طبرانی نے واثلہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال ہے سوائے اس تعمیر کے جو اس اس طرح ہو اور آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ہر علم صاحبِ علم کے لیے وبال ہے سوائے اس علم کے جس پر عمل کیا جائے۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱)

مسجد کی فضیلت میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی جامع تحریر درج ذیل ہے وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔ (الطبرانی فی الاوسط والمعجم الاصغر والجامع الصغیر للسیوطی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: تیرا پڑوسی کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد میں آیا وہ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان کی تکریم میزبان پر مہمان کا حق ہے۔ (الجامع الصغیر للطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ اس کے گھر آنے والوں کی تکریم کرے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قندیل روشن کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے۔ (تقریرات رافعی) (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۸۰۷۶ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ یُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِیْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کے مال میں برکت نہ رکھی جائے تو وہ اسے پانی اور مٹی میں ضائع کر

مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

دیتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۸۰۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا الْحَرَامَ فِی الْبُنْیَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعمیرات میں حرام مال خرچ کرنے سے بچو' کیونکہ یہ تباہی و بربادی کی جڑ ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۸۰۷۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور (ان طاعات و عبادات وغیرہ کے) جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور سوائے عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۸۰۷۹ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا زَهَدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ فِیْ قَلْبِهٖ وَاَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَاَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت و معرفت پیدا فرما دیتا ہے' اور حکمت کے ساتھ اس کی زبان کو قوتِ گویائی عطا فرما دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور ان کے علاج کی بصیرت عطا فرما دیتا ہے اور اسے سلامتی کے ساتھ دنیا سے سلامتی کے گھر جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۸۰۸۰ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور تمام لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تم کو محبوب بنا لے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اس کی رغبت چھوڑ دو' لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۸۰۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے مختصر اور جامع نصیحت فرمائیں' آپ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو الوداع ہونے والے کی طرح نماز پڑھو اور ایسی بات نہ کہو کہ دوسرے روز اس سے معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس جو کچھ موجود ہے' اس کی طمع چھوڑنے کا عزمِ مصمم کر لو۔ (احمد)

۸۰۸۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَبِیْ خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا

حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے دنیا کی بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت سے نوازا گیا ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ' کیونکہ اسے حکمت کی دولت

مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

سے سرفراز کیا گیا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (الانعام: ١٢٥) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُّعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ التَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے' (الانعام: ١٢٥) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نور سینے میں داخل ہو جاتا ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی نشانی ہے' جس سے اس کی شناخت ہو' آپ نے فرمایا: ہاں! دھوکے' فریب کے گھر دنیا سے دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر آخرت کی طرف متوجہ ہونا' اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار رہنا' اس کی علامت ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ النَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا: تمام لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر سلیم دل اور سچی زبان والا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: سچی زبان والے کا تو ہمیں علم ہے مگر سلیم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: سلیم القلب' وہ پاک وصاف دل والا شخص ہے' جس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ظلم' کینہ اور حسد ہے۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٥ - وَرَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى يَعْنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ.

امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں روایت کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ کو کس چیز نے اس مقامِ فضیلت پر پہنچایا ہے' جہاں ہم آپ کو فائز دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: راست گوئی' امانت کی ادائیگی اور بے مقصد اُمور کو چھوڑ دینا۔

٨٠٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں تو دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا: (١) امانت کی حفاظت (٢) سچی بات (٣) حسن اخلاق (٤) کھانے میں پرہیزگاری۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٨٧ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو آپ انہیں وصیت فرماتے ہوئے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے آئے جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے

يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَّاكِبٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور رسول اللہ ﷺ سواری کے نیچے (ساتھ ساتھ) پیدل چل رہے تھے جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! یقیناً اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے اور تم میری اس مسجد اور میری قبر کے قریب سے گزرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے جدائی کے غم میں رو پڑے' پھر نبی کریم ﷺ نے چہرۂ انور پھیرا اور مدینہ منورہ کی طرف رخِ انور فرمایا اور آپ نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب متقی حضرات ہیں' وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (احمد)

۸۰۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم کسی سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے شخص سے افضل نہیں ہو' البتہ اگر تم تقویٰ و پرہیز گاری میں اس سے بڑھ جاؤ تو پھر تمہیں فضیلت حاصل ہے۔ (احمد)

۸۰۸۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ وَّذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص کی عبادت اور محنت و مشقت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کی پرہیز گاری کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبادت' پرہیز گاری کے برابر نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی)

۸۰۹۰ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ دِيْنَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّةٌ قَالَ ثُمَّ تُوُفِّيَ اٰخَرُ فَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّتَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ صفہ میں سے ایک صحابی ایک دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک داغ ہے' پھر دوسرے صحابی دو دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ دو داغ ہیں۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

اصحابِ صفہ

اس حدیث میں اصحابِ صفہ کا ذکر ہے۔ اصحابِ صفہ کون تھے؟ اس کے متعلق شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اصحابِ صفہ ان فقراء و غرباء صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت تھی' جو مسجد نبوی کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور مسجد کا صفہ مسجد نبوی کا سایادار مقام تھا' جس پر چھت ڈالی ہوتی تھی اور اصل میں وہی جگہ مسجد تھی کہ جس وقت بیت المقدس قبلہ تھا' اس وقت وہ جگہ بنائی گئی اور جب قبلہ کعبہ کی جہت ہو گیا تو اس جگہ کو اسی طرح رہنے دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ جماعت اسی جگہ رہائش پذیر تھی۔ ان کی تعداد ستر یا اسّی تھی' کبھی کم ہو جاتے اور کبھی زیادہ ہو جاتے۔ ان کا نہ کوئی گھر تھا' نہ مال' نہ اولاد اور یہ حضرات زہد و توکل کے مقام پر فائز تھے

اور ریاضت و مجاہدہ' ذکر و تلاوت قرآن مجید اور احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے اور شمع نبوت کے انوار سے روشنی حاصل کرتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے مہمان کہا جاتا تھا۔ مال دار صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کی خدمت کرتے اور ان کی روزی کا سامان مہیا کرتے' اور اپنے گھروں میں ان کی مہمانی کرتے' اور چند ایک نبی کریم ﷺ کی نگاہِ عنایت کے ساتھ مخصوص تھے' اور وہ نبی کریم ﷺ کے دولت کدہ سے کھانا کھاتے' اور بعض اوقات انہی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر تکثیر طعام والا معجزہ ظاہر ہوا' جس طرح دودھ کا ایک پیالہ سب کو کافی ہو گیا۔ (امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ؎

کیوں جناب بوھریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

(اضافہ از رضوی غفرلہ)

اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں' نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ بیٹھنے پر مامور تھے۔ بارہا نبی کریم ﷺ خود انہیں مشرف فرماتے' اور ارشاد فرماتے کہ میں تم میں سے ایک فرد ہوں' اور انہیں بشارت دیتے کہ آخرت میں تم میرے ساتھ ہو گے اور میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۹۹)

مال جمع کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑ کر فوت ہونے والوں کے لیے فرمایا کہ یہ دینار داغ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جانا ممنوع ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بہت سے مال دار صحابہ تھے۔ آپ نے انہیں مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا' لہٰذا شریعت کے بیان کردہ طریقے کے مطابق مال جمع کرنا حرام نہیں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو صرف صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی' بلکہ ہر ایک پر ضرورت سے زائد تمام مال صدقہ کر دینا لازم ہوتا' جب کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عرض کرنے کے باوجود بھی انہیں تمام مال صدقہ کرنے کی اجازت نہ دی۔

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایک یا دو دینار چھوڑ کر فوت ہو جانے پر وعید فرمانے کا سبب یہ تھا کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اصحابِ صفہ میں سے تھے جو اہل زہد میں سے تھے اور زہد کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے مال جمع کرنا درست نہ تھا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فوت ہونے والے یہ دونوں صحابہ اس جماعت کے ساتھ رہتے تھے' جن کی انتہائی ضرورت اور فقر و فاقہ کے پیش نظر لوگ ان پر صدقہ کرتے تھے اور یہ لوگ قال یا حال کے اعتبار سے سائلین کی طرح تھے' اور کسی آدمی کے لیے ایک دن کی روزی موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حلال نہیں' لہٰذا ان دونوں کے لیے دینار موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حرام تھا۔ اسی طرح جو شخص بھی اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرے اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر فقراء والی شکل و صورت اختیار کرے حالانکہ اس کے پاس مال موجود ہو' اس کے باوجود وہ لوگوں سے لے کر کھائے تو یہ اس کے لیے حرام ہے۔ اسی طرح جو آدمی اپنے آپ کو عالم' نیک یا سید ظاہر کرے حالانکہ حقیقت میں وہ اس طرح نہ ہو اور اس کے علم یا نیکی یا سیادت کے پیش نظر لوگ اسے مال دیں تو یہ اس کے لیے حرام ہے اور یہ حکایت ہے کہ شیخ ابواسحاق کازرونی رحمہ اللہ نے فقراء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ تکیہ کے مستحقین کے لیے رکھا ہوا کھانا کھا رہے ہیں' تو آپ نے انہیں فرمایا: اے حرام خورو! تو وہ لوگ کھانے سے رک گئے۔ آپ نے فرمایا: جس کے پاس دنیا کا کوئی مال موجود نہ ہو وہ کھالے اور جس کے پاس کوئی مال موجود ہو' وہ نہ کھائے' تو بعض لوگ کھانے سے رک گئے اور بعض کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کی شان عظیم ہے۔ ایک ہی کھانا کچھ لوگوں کے لیے حلال ہے اور کچھ لوگوں کے لیے حرام ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۰۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِیْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ فَتَجِیْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذٰلِكَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ بِكَ الْیَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۝﴾ (آل عمران: ۸۵) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) حاضر ہوں گے' نماز آ کر عرض کرے گی: اے میرے رب! میں نماز ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تجھے فضیلت حاصل ہے' صدقہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں صدقہ ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے' پھر روزہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں روزہ ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے' پھر باقی اعمال اس طریقہ پر حاضر ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تم بہتر ہو' پھر اسلام آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تو بہتر ہے' تیری وجہ سے ہی آج میں مواخذہ فرماؤں گا اور تیری وجہ سے ہی میں عطا کروں گا' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں ارشاد فرمایا: اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا' وہ دین ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۝ (آل عمران: ۸۵)۔ (مسند احمد)

اعمال کا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اعمال الگ الگ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر عمل کرنے والے کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو لطیف پیرائے کے ساتھ جواب دے کر واپس فرما دے گا اور جب اسلام حاضر ہوگا جو تمام اعمال کی اصل ہے تو اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

مقامِ شفاعت کی عظمت کے پیشِ نظر سب سے پہلے اس کی شفاعت قبول ہوگی جو سب اوصاف کا جامع ہو۔ اسلام چونکہ تمام اعمال کی اصل ہے اور تمام خوبیوں کا جامع ہے' اسی لیے اسلام کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور کمالات کے جامع ہیں۔ ''فبھدھم اقتدہ'' کی شان سے مزین ہیں' اس لیے بابِ شفاعت آپ ہی کھلوائیں گے' اور آپ ہی اس روز اوّلِ شافع اور اوّل مشفع کی شان میں جلوہ فرما ہوں گے' اور اسلام حاضر ہو کر اوّلاً اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہیے تاکہ اللہ کی ذات متوجہ ہو اور دعا مانگنے والے پر رحمت فرمائے' اس روز اعمال حاضر ہوں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس جہان میں اعمال کی جو صورتیں ہوں گی' انہی صورتوں میں اعمال حاضر ہوں گے' جس طرح ایمان سائبان کی صورت میں اور علم دودھ کی صورت میں اور موت مینڈھے کی صورت میں ظاہر ہوگی' یا مراد یہ ہے کہ ان اعمال کو اس روز حسین صورتوں میں ظاہر کیا جائے گا' ان اعمال کے گفتگو کرنے سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ اعمال ظاہری زبان کے ساتھ گفتگو کریں گے یا زبانِ حال مراد ہے۔

تفصیل مرقات ولمعات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَیْشِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فقراء کی فضیلت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت کا بیان

فقراء کی فضیلت

فضیلت سے یہاں اجروثواب کی زیادتی مراد ہے' مال ودولت اور خوب صورت لباس کے اعتبار سے فضیلت مراد نہیں۔ عنوان میں فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی معیشت کو اکٹھا ذکر کر کے اس طرح اشارہ کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فقراء کی طرح زندگی گزاری۔ جس طرح اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین کا طرز زندگی اسی طرح کا تھا اور فقراء کی فضیلت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے فقیرانہ انداز میں زندگی گزارنا پسند فرمایا' اگرچہ علم کا دعویٰ رکھنے والے بعض مال دار لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۹۲ - عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ انہیں اپنے سے کم تر (فقراء) پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی (دشمنوں کے خلاف) تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

فقراء سے کون لوگ مراد ہیں؟

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ ضعیفوں اور فقراء کے وجود کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور یہ حضرات لوگوں اور شہروں کی بقاء کے لیے مرکزی کیل اور میخ کی مانند ہیں' اور اللہ تعالیٰ فقراء کی برکت سے ہی اغنیاء کو وسیع رزق عطا فرماتا ہے اور دشمنوں پر انہیں فتح نصیب فرماتا ہے' لہٰذا ان کی عزت کرو اور ان پر تکبر کا اظہار نہ کرو۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اوران فقراء سے مراد وہ فقراء ہیں جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں' اور اس حالت فقر میں ان سے ایسا کوئی قول وفعل صادر نہیں ہوتا' جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو اور وہ کمائی ترک کر کے سوال کی ذلت کو اختیار نہیں کرتے' لیکن اس زمانے کے اکثر فقراء ان صفات کے حامل نہیں اور اس طرح کے فقر سے نبی کریم ﷺ نے پناہ طلب فرمائی ہے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

صابر فقیر اور شکر گزار غنی کی باہمی فضیلت کا بیان

صبر کرنے والا فقیر افضل ہے یا شکر کرنے والا غنی؟ اس میں مشہور اختلاف ہے' علماء کی کثیر جماعت نے اس میں گفتگو کی ہے۔
(عمدۃ القاری)

اور احیاء العلوم میں ہے کہ لوگوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت جنید اور خواص اور اکثر مشائخ کا نظریہ یہ ہے کہ فقر کو فضیلت حاصل ہے اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ شکر گزار غنی جو مال کا حق ادا کرے' وہ صبر کرنے والے فقیر سے افضل ہے' اور اس کی شرح میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ فقر کے برابر کوئی چیز نہیں اور وہ فقر کی حالت کو ترجیح دیتے تھے اور صبر کرنے والے فقیر کی عظمتِ شان بیان فرماتے تھے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

۸۰۹۳ - وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو' کیونکہ تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

٨٠٩٤ - وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین فقراء کی برکت سے فتح ونصرت طلب فرمایا کرتے تھے۔(بغوی شرح السنہ)

٨٠٩٥ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔(مسلم)

فقراء کے دروازوں سے نکالے جانے کا مطلب

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمہ اللہ متوفی ١٣٩١ھ لکھتے ہیں:

اس فرمان عالی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں' وہاں سے نکالے جاتے ہیں' وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے' اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارا نہ کرتا' رب نے انہیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔(مراۃ المناجیح ج ٧ ص ٦٤' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' لاہور)

اللہ پر قسم اٹھانے کا مطلب

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر اس سے کوئی چیز مانگیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کر دے تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں' اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا' پورا فرما دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں کہ یہ کام کروں گا یا قسم اٹھالیں کہ یہ کام نہیں کروں گا' تو اللہ تعالیٰ انہیں اس قسم میں سچا فرما دیتا ہے' اور ان کی خواہش کے مطابق وہ کام کر دیتا ہے یا ان کی حسب منشاء وہ کام نہیں کرتا اور یہی معنی زیادہ ظاہر ہیں' اور کتاب الدیت میں حضرت انس بن نضر والی جو حدیث گزری ہے' اس کے بھی موافق ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ٤ ص ٢١٠' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٠٩٦ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے ایک شخص گزرا تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یہ بلند مرتبت اور معزز شخص ہے' اللہ کی قسم! یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے گا اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے' پھر ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ شخص مسلمانوں کے فقراء میں سے ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْاِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اوراس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح نہیں کیا جائے گا اور اگر یہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ کوئی بات کہے تو اس کی بات نہیں سنی جائے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص (جسے تو نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے) اس پہلے جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں ہی مجھے موت دے اور مسکینوں کے گروہ میں ہی مجھے اٹھانا' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کس لیے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: بے شک فقراء مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' اے عائشہ! مسکین کو خالی واپس نہ لوٹاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو' اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو اور انہیں قریب کرو' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں قریب فرمائے گا۔ (ترمذی' بیہقی' شعب الایمان' ابن ماجہ نے ابوسعید سے یہ حدیث پاک ''فی زمرة المساکین'' کے الفاظ تک روایت کی ہے)

احادیث میں تعارض کا جواب

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مسکینی محبوب ہے' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس تعارض کے جواب میں ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' انتہائی ضعیف ہے' اگر اسے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر جواب یہ ہے کہ اُس حدیث میں دلی فقر مراد ہے' جس کی بناء پر انسان جزع فزع کرنا شروع کر دیتا ہے' قضائے الٰہی پر راضی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کی جرأت کرنے لگتا ہے' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مال داری کثرت مال سے نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو دل کی مال داری ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٠٩٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مسلم)

٨٠٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَالَ اَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ

حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے ایک شخص نے سوال کیا اور کہا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے'

اللّٰہِ اَلَکَ امْرَاَۃٌ تَاْوِیْ اِلَیْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَکَ مَسْکَنٌ تَسْکُنُہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ قَالَ فَاِنَّ لِیْ خَادِمًا قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْکِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَا عِنْدَہٗ فَقَالُوْا یَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَاِنَّا وَاللّٰہِ لَا نَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ لَّا نَفَقَۃٍ وَّلَا دَابَّۃٍ وَّلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَھُمْ مَا شِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ اِلَیْنَا فَاَعْطَیْنَاکُمْ مَا یَسَّرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ ذَکَرْنَا اَمْرَکُمْ لِلسُّلْطَانِ وَاِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا قَالُوْا فَاِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْاَلُ شَیْئًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مکان ہے' جس میں تم رہائش پذیر ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تو تم مال داروں میں سے ہو' اس نے عرض کیا: میرا تو ایک خادم بھی ہے' آپ نے فرمایا: پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا: تین شخص حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس حاضر ہوئے اور میں بھی ان کے پاس موجود تھا' انہوں نے کہا: اے ابومحمد! بہ خدا! یقیناً ہمارے پاس کوئی چیز موجود نہیں' نہ نفقہ' نہ سواری نہ کوئی اور ساز وسامان' آپ نے ان سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس واپس آنا' جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہم تمہیں عطا کر دیں گے' اگر چاہو تو ہم تمہارا معاملہ امیر المؤمنین سے بیان کر دیں گے' اور اگر چاہو تو تم صبر کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' انہوں نے عرض کیا: ہم صبر کر لیں گے' کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ (مسلم)

۸۱۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَیْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَحَلْقَۃٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَیْھِمْ فَقُمْتُ اِلَیْھِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُبَشِّرْ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ بِمَا یَسُرُّ وُجُوْھَھُمْ فَاِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ اَلْوَانَھُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ اَوْ مِنْھُمْ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور فقراء مہاجرین کا ایک گروہ بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فقراء کے گروہ کے پاس بیٹھ گئے' میں بھی کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو ایسی چیز کی بشارت ہے جو ان کے چہروں کو خوش وخرم کر دے گی' یہ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ (یہ بشارت سن کر) ان کے رنگ روشن وتاباں ہو گئے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حتیٰ کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔ (دارمی)

۸۱۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّۃَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِخَمْسِ مِائَۃِ عَامٍ نِصْفِ یَوْمٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے جو کہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) نصف دن ہے۔ (ترمذی)

فقراء کے جنت میں پہلے داخل ہونے والی احادیث میں تعارض کا جواب

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سابقہ حدیث میں چالیس سال کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ہے' ان میں تطبیق کیسے ہو گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے پہلی حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین اغنیاء مراد ہوں یعنی فقراء مہاجرین' اغنیاء مہاجرین سے

چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین کے علاوہ اغنیاء مراد ہوں' لہٰذا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہوگا' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہ جواب تب مکمل ہوتا ہے اگر فقراء واغنیاء سے مراد خاص فقراء واغنیاء ہوں۔ اس صورت میں غیر مہاجرین فقراء کا حکم معلوم نہیں ہوگا' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث کو عام معنی پر محمول کیا جائے کہ دونوں احادیث میں عدد کے ذکر سے معین تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت بیان کرنا مقصود ہے کہ فقراء' اغنیاء سے بہت عرصہ پہلے جنت میں داخل ہوں گے' البتہ ایک مقام پر اسے پانچ سو سال اور ایک مقام پر چالیس سال سے بیان کر دیا' تاکہ کلام میں تفنن ہو (کہ ایک ہی مضمون کو مختلف عبارتوں میں ذکر کیا جائے تاکہ کلام میں زیادہ لطف ہو) اور دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے یا اولاً آپ کو بہ ذریعہ وحی چالیس سال بیان کیے گئے' پھر نبی کریم ﷺ کی برکت سے فقراء کو زیادہ فضیلت عطا فرماتے ہوئے پانچ سو سال کی مدت بیان کی گئی' یا چالیس سال سے کم از کم مدت کا بیان ہے اور اس کی دلیل طبرانی کی روایت ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: مہاجرین لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' پھر دوسرا گروہ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ (الحدیث) اور مراد یہ ہے کہ تیسرا گروہ دو سو سال پہلے داخل ہوگا گویا کہ یہ پانچ گروہ ہوں گے (بالترتیب اس کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے پہلا گروہ پانچ سو سال پہلے' پھر چار سو سال' پھر تین سو سال' پھر دو سو سال' پھر سو سال اور آخری چھٹا گروہ چالیس سال پہلے داخل ہوگا) واللہ اعلم! یا فقراء میں صبر وشکر اور رضا کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں' اس لحاظ سے ان کے احوال مختلف ہوں گے (کوئی چالیس سال پہلے داخل ہوں گے کوئی پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے) اور یہ گمان ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تعداد محض اندازے سے بیان کی ہے' کیونکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○'' (النجم: ۳-۴) ''آپ اپنی خواہش سے کوئی کلام فرماتے ہی نہیں ○ سوا وحی ربانی کے ○''۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۰۲ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والے اکثر مساکین تھے اور مال داروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا' البتہ جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا گیا تھا' اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔ (بخاری ومسلم)

۸۱۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر فقراء ہیں اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث پاک حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۸۱۰۳ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فقیر' (حرام مال اور سوال سے) بچنے والے عیال دار مومن سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨١٠٤ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔
(مسند احمد، ترمذی)

٨١٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّكَ قَالَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلَى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلَى مُنْتَهَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک میں آپ سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: غور کر لے! تو کیا کہہ رہا ہے' عرض کیا: اللہ کی قسم! یقیناً میں آپ سے محبت کرتا ہوں' تین مرتبہ یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اگر تو (اپنے دعویٰ محبت میں) سچا ہے تو فقر (کی آزمائشوں کا سامنا کرنے) کے لیے حفاظتی آلات تیار کر لے' یقیناً میرے ساتھ محبت کرنے والے کی طرف فقر تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں سیلاب سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آتا ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨١٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَسْاَلَ اَحَدًا شَيْئًا وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سات باتوں کا حکم دیا ہے' مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قریب ہونے کا حکم دیا ہے' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنے سے کم حیثیت والے شخص کی طرف دیکھوں اور اپنے سے بلند درجہ والے کی طرف نہ دیکھوں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں رشتہ جوڑوں اگرچہ رشتہ دار قطع تعلق کرے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں کسی شخص سے کسی چیز کا سوال نہ کروں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں حق بات بیان کروں' چاہے وہ کڑوی ہو اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں "لاحول ولا قوة الا باللّٰه" (نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے اور نہیں ہے نیکی کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے) کثرت سے پڑھا کروں' کیونکہ یہ ساتوں خصائل عرش کے نیچے والے خزانے میں سے ہیں۔ (مسند احمد)

٨١٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ایسے شخص کی طرف دیکھے جسے مال اور صورت میں اس پر فضیلت حاصل ہے تو وہ اپنے سے کم مرتبہ والے کی طرف دیکھے۔
(بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ انْظُرُوْا اِلَى مَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے سے کم درجے والے

هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ.

کی طرف دیکھو اور اپنے سے بلند درجے والے کی طرف نہ دیکھو کیونکہ تمہارا یہ طرزِ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر خیال نہ کرو۔

٨١٠٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا مَّنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِي الدُّنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں دو خصلتیں موجود ہوں اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے جو دین کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کم درجہ والے کی طرف دیکھے اور اس بات پر اللہ کی حمد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کم تر شخص پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور جس شخص نے دین کے اعتبار سے اپنے سے کم مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا سے جو چیز اس سے فوت ہوئی اس پر افسوس کیا اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھے گا نہ صابر۔ (ترمذی)

٨١٠٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور اس کی قحط سالی ہے جب وہ دنیا سے جدا ہوا تو گویا وہ قید خانے اور قحط سے نکل گیا۔ (بغوی شرح السنہ)

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کیسے ہے؟

اس حدیث میں دنیا کو مؤمن کے لیے قید خانہ قرار دیا گیا جب کہ بسا اوقات مشاہدہ اس کے خلاف ہوتا ہے کہ مؤمن خوش حال اور دولت مند ہوتا ہے اور کافر تنگ دست و محتاج ہوتا ہے۔ آرام و سکون اور خوش حالی کی زندگی گزارنے والے مؤمن کے لیے دنیا کو قید خانہ کیسے قرار دیا جائے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حافظ ابوالقاسم وراق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوال کیا جائے کہ حدیث کا معنی کیا ہے حالانکہ بسا اوقات ہم مؤمن کو خوش حال اور کافر کو تنگ دستی کی حالت میں دیکھتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کافر کے لیے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے جنت کی مانند ہے اور مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو انعامات تیار کر رکھے ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے قید خانہ کی حیثیت ہے لہٰذا کافر دنیا میں ٹھہرنا پسند کرتا ہے اور دنیا سے جدائی کو پسند نہیں کرتا اور مؤمن دنیا سے نکلنا چاہتا ہے اور دنیاوی آفات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے جس طرح قیدی کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے رہا کر دیا جائے (۲) یہ کامل الایمان مؤمن کی شان ہے کہ اس نے خود کو دنیاوی لذات و خواہشات سے بالکل روک رکھا ہوتا ہے لہٰذا دنیا اس کے لیے قید خانہ کی طرح تنگ ہے اور کافر نے اپنے نفس کو آزاد اور بے لگام چھوڑا ہوتا ہے اور دنیا میں وہ لذات و خواہشات کے حصول میں مگن رہتا ہے لہٰذا دنیا کافر کے لیے جنت کی طرح کشادہ و وسیع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨١١٠ - وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِثْنَتَانِ یَکْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَیَکْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

دو چیزوں کو انسان ناپسند کرتا ہے' وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ وآزمائش سے بہتر ہے' وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال' حساب کو کم کرنے والی ہے (کہ جتنا مال کم ہوگا' اتنا ہی حساب کم ہوگا)۔

(مسند احمد)

۸۱۱۱ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰهِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہوا' اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۱۲ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ اِیَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) روانہ فرمایا تو آپ نے فرمایا: آرام طلبی وعیش پسندی سے بچنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آرام طلب اور عیش پسند نہیں ہوتے۔ (مسند احمد)

۸۱۱۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ اِمَّا کِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ الْکَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهٗ بِیَدِهٖ کَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا' ان میں سے کسی آدمی پر چادر نہیں تھی' محض تہبند تھا یا کمبل' جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے' ان میں سے بعض نصف پنڈلیوں تک پہنچتے اور بعض ٹخنوں تک پہنچتے تھے اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے اکٹھا کر لیتے تھے کہ کہیں شرم گاہیں نہ کھل جائیں۔ (بخاری)

۸۱۱۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو دن لگاتار سیر ہو کر جَو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

۸۱۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں حتیٰ کہ ہم نے خیبر فتح کر لیا۔ (بخاری)

۸۱۱۶ - وَعَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مُّصْلِیَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے قریب سے گزرے' ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی' انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی' آپ نے کھانے سے انکار کر دیا' اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے حالانکہ آپ نے سیر ہو کر جَو کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

۸۱۱۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ مَشٰی اِلَی النَّبِیِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَّاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِّاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهٗ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں جَو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی لے کر حاضر ہوا' نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس اپنی زرہ مبارک گروی رکھی اور اپنے اہل خانہ کے لیے اس سے جَو لیے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے اس حال میں شام گزاری ہے کہ ان کے پاس نہ ایک صاع گندم ہے' نہ ایک صاع دانہ' حالانکہ اس وقت آپ کے نکاح میں نو' ازواج مطہرات تھیں۔ (بخاری)

٨١١٨ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَّمَا لِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِّنْ مَّكَّةَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ اِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِّنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ اِبْطِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں ڈرایا گیا ہے کسی کو میری مثل نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں تکلیف دی گئی ہے' کسی کو میری مثل تکلیف نہیں دی گئی' اور مجھ پر تیس رات' دن ایسے گزرے ہیں کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کی ایسی کوئی چیز نہیں تھی جسے کوئی جگر والا (جاندار) کھا سکے' صرف اتنی چیز ہوتی تھی جو بلال کی بغل کے نیچے چھپ جاتی تھی۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ اس حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس محض اتنا کھانا تھا' جو ان کی بغل کے نیچے چھپ جاتا تھا۔

٨١١٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهٗ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ الطَّعَامُ وَالنِّسَاءُ وَالطِّيْبُ فَاَصَابَ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تین چیزیں پسند فرماتے تھے: طعام' بیویاں اور خوشبو' آپ نے ان میں سے دو چیزیں حاصل کر لیں اور ایک چیز حاصل نہیں کی' عورتیں اور خوشبو آپ کو حاصل ہو گئیں' اور کھانا حاصل نہیں ہوا۔ (مسند احمد)

٨١٢٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بَعْدَ قَوْلِهٖ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بیویوں اور خوشبو کی محبت عطا کی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (مسند احمد' نسائی اور ابن جوزی نے "حبب الیّ" کے بعد "من الدنیا" کا اضافہ کیا ہے)

٨١٢١ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہیں تھا' آپ کے پہلو مبارک میں چٹائی کے نقش بنے ہوئے تھے' آپ نے چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' میں نے عرض کیا: یا رسول

فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ اَوَ فِيْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِكَ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

اللہ! اللہ سے دعا کریں' اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت فرمائے۔ فارس و روم والوں پر اللہ نے وسعت فرمائی ہے' حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' آپ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم ابھی تک انہی خیالات میں مبتلا ہو' ان لوگوں کو ان کی پسندیدہ چیزیں دنیا میں ہی دے دی گئی ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔ (بخاری و مسلم)

۸۱۲۲ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْءَ بِمَاءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ اِنَّهٗ لَطِيْبٌ لٰكِنِّيْ اَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نَعٰى عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا. (الاحقاف: ۲۰) فَاَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی طلب فرمایا تو آپ کے پاس ایسا پانی لایا گیا' جس میں شہد ملایا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: یہ بہت عمدہ ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی ان کی شہوات کی بناء پر مذمت فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں ختم کر لیں اور ان سے فائدہ حاصل کر لیا' (الاحقاف: ۲۰) مجھے خوف ہے کہ ہماری نیکیاں ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دی جائیں اور آپ نے وہ پانی نوش نہیں فرمایا۔ (رزین)

۸۱۲۳ - وَعَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھوک کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر ایک ایک پتھر دکھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر دکھائے۔ (ترمذی)

پیٹ پر پتھر باندھنے کی حکمت

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیٹ پر پتھر باندھنے کا ذکر ہے' اس میں حکمت کیا تھی؟ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خالی انتڑیوں میں ہوا داخل نہیں ہوتی اور انتڑیوں کو مضبوطی سے باندھ لینا پشت کی تقویت کا باعث ہوتا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ پیٹ پر پتھر اس لیے باندھا جاتا ہے تاکہ پیٹ ڈھیلا نہ ہو اور انتڑیاں نیچے نہ آ جائیں اور حرکت کرنا دشوار نہ ہو جائے اور جب پیٹ پر پتھر باندھ لیا جاتا تو پیٹ اور پشت مضبوط ہو جاتے اور حرکت آسان ہو جاتی' اور جب بھوک زیادہ ہوتی تو دو پتھر باندھے جاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر باندھے تھے' جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کو بھوک زیادہ تھی اور آپ زیادہ مشقت میں تھے' اس بناء پر آپ نے دو پتھر باندھے۔ صاحبِ مظہر نے کہا کہ پتھر باندھنا مشقت کا کام کرنے والوں کی عادت تھی۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اہل عرب یا اہل مدینہ کی عادت تھی اور صاحب ازھار نے کہا کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کے بارے میں چند اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے پتھر تھے' وہ بھوک کی حالت میں راحت بخش تھے' اگر کوئی بھوکا ہوتا تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا' اللہ تعالیٰ اس میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا' جس سے بھوک اور حرارت کو آرام مل جاتا۔ بعض نے کہا کہ جسے صبر کا حکم دیا جائے' اسے کہا جاتا ہے: اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لے' گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کا حکم دیا اور آپ نے اپنے قال اور حال

سے امت کو صبر کی تعلیم دی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت) 15

٨١٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بھوک لگی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔ (ترمذی)

٨١٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھوک لگی یا وہ حاجت مند ہوا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے پوشیدہ رکھی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے سال بھر کی حلال روزی عطا فرمائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ يَعْنِی النَّارَ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دولت و نعمت کی وجہ سے کسی فاسق و فاجر شخص پر رشک نہ کرو' کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ موت کے بعد وہ کس چیز کا سامنا کرے گا' یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص کے لیے ایک ہلاک کر دینے والی چیز ہے' جو فنا نہیں ہوگی یعنی آگ۔ (شرح السنہ)

بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ

اُمید اور حرص کا بیان

''امل'' اور حرص کی تحقیق

جوھری نے کہا ہے کہ ''امل'' امید کو کہتے ہیں' اور امام راغب نے کہا کہ حرص' ارادہ میں خواہش کی زیادتی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰهُمْ'' (النحل: ۳۷) ''اگر تم ان کی ہدایت کے ارادہ میں زیادتی کرو''۔

اور قاموس میں ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ تم اپنا حصہ لے لو اور دوسرے کے حصہ میں اُمید رکھو' اور یہاں ''امل'' سے مراد دنیاوی معاملہ میں لمبی امید رکھنا اور موت اور سامانِ آخرت کی تیاری سے غافل ہونا ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ'' (الحجر: ۳) ''انہیں چھوڑ دو کہ یہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امید انہیں غافل کیے رکھے''۔

البتہ علم و عمل کی تحصیل میں لمبی امید رکھنا بالاتفاق قابلِ تعریف ہے' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: اس کے لیے خوش خبری ہے جس کی عمر لمبی ہوئی' اور فرمایا: اگر آئندہ سال تک زندگی رہی تو میں نو تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اسی طرح دنیاوی مال و مرتبہ کے حصول میں حرص رکھنا مذموم ہے' لیکن علوم کی تحصیل اور اعمال کی زیادتی کی حرص رکھنا' بالاتفاق پسندیدہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٢٧ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَّخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسْطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ

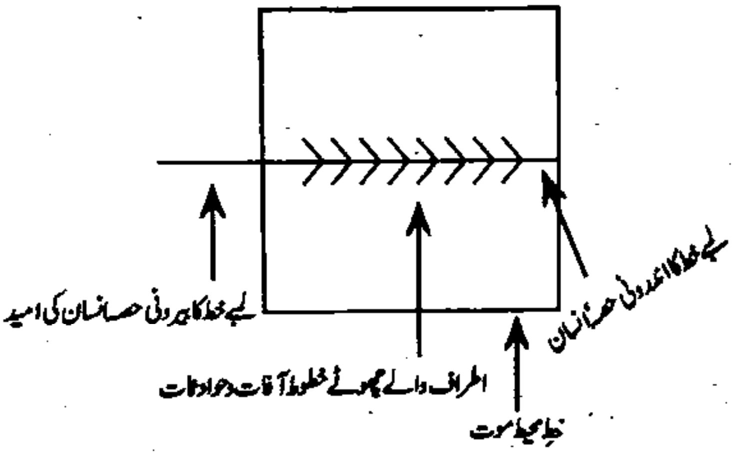
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مربع شکل بنائی' جس کا چار خطوں نے احاطہ کیا ہوا تھا اور درمیان میں ایک خط کھینچا' جس کا ایک حصہ اس شکل سے باہر نکلا ہوا تھا' اور درمیان والے خط کی جو جانب وسط میں تھی' اس جانب سے درمیانی خط کی طرف چند چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ (درمیانی خط) انسان ہے اور یہ (شکل مربع کا محیط) انسان کی موت ہے' جس نے اس کو گھیرا ہوا ہے اور باہر کی جانب نکلا ہوا

الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

خط انسان کی اُمید ہے اور یہ چند چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وحوادثات ہیں اگر یہ آفت گزر گئی تو یہ ڈس لے گی اور اگر یہ گزر گئی تو یہ ڈس لے گی۔(بخاری)

مثال کے ذریعہ موت اور امید کی وضاحت

نبی کریم ﷺ نے تعلیم کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا' تمثیل اور اشارے کے ذریعے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے اور آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔ آپ نے بھی انسان کی موت اور لمبی امیدوں اور آفات وحوادثات کو خطوط کے ساتھ تشبیہ دے کر واضح فرمایا' آپ نے ایک مربع شکل بنائی جس کا چار خطوط نے احاطہ کیا ہوا تھا اور اس کے درمیان میں ایک لمبا خط کھینچا' جس کا کچھ حصہ مربع کے اندر اور کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا' خط کا جو حصہ مربع کے اندر تھا' اس کے دائیں بائیں چند چھوٹے چھوٹے خطوط بنائے' آپ نے خط محیط کو انسان کی موت قرار دیا اور لمبے خط کے اندر والے حصہ کو انسان اور باہر والے حصہ کو انسان کی امید قرار دیا اور اطراف والے چھوٹے چھوٹے خطوط کو انسانی زندگی میں رونما ہونے والے حوادثات کے ساتھ تشبیہ دی' اس کی صورت یہ ہے:



اور اس تمثیل کے ذریعہ آپ نے سمجھایا کہ انسانی زندگی حوادثات وآفات سے گھری ہوتی ہے' طبعی موت آنے سے پہلے پہلے وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے اور اگر ان آفات وحوادثات سے بچ کر گزر جائے تو بالآخر خطِ محیط کی طرح امیدوں سے پہلے پہلے وہ طبعی موت مر جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان لمبی لمبی اُمیدوں میں الجھا رہتا ہے اور خیالی محلات تعمیر کرتا رہتا ہے' مگر اس سے پہلے پہلے موت اسے اچک لیتی ہے اور اس کی امیدیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں' اور عقل مند انسان وہی ہے جو لمبی لمبی امیدوں میں الجھنے کی بجائے موت کی تیاری میں رہے۔

۸۱۲۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ اُمید ہے اور یہ انسان کی موت ہے' انسان اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اچانک قریب والا خط اس تک پہنچ جاتا ہے۔(بخاری)

۸۱۲۹ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور اپنا دستِ اقدس اپنی گدی مبارک پر رکھا' پھر ہاتھ کو پھیلایا اور فرمایا: وہاں اُمید ہے۔(ترمذی)

٨١٣٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ مِنْهُ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَی الْاَمَلَ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی اور اس کے پہلو میں دوسری لکڑی گاڑی' اور ایک اور لکڑی اس سے بہت دور گاڑی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ موت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: اور یہ اُمید ہے' انسان اُمید میں لگا رہتا ہے کہ اسے امید سے پہلے موت آ جاتی ہے۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨١٣١ - وَعَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ لَیْسَ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا بِلُبْسِ الْغَلِیْظِ وَالْخَشِنِ وَاَكْلِ الْجَشِبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قَصْرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں زہد سخت اور کھردرے کپڑے پہن لینے اور بے مزہ کھانا کھانے کا نام نہیں' دنیا میں زہد تو مختصر اُمید کا نام ہے۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨١٣٢ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ الْحُسَیْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسُئِلَ اَیُّ شَیْءٍ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قَالَ طِیْبُ الْكَسْبِ وَقَصْرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت زید بن حسین رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ سے سنا' ان سے سوال کیا گیا کہ دنیا میں زہد کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام زہد ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

زہد کی حقیقت

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زہد پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ پاکیزہ کمائی کا زہد سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان حضرات کا رد مقصود ہے' جن کا گمان ہے کہ زہد کی حقیقت بس یہ ہے کہ دنیا ترک کر دی جائے' کھردرے کپڑے پہن لیے جائیں اور بے مزہ کھانے کھائے جائیں جب کہ صورت حال یہ ہے کہ زہد کی حقیقت یہ نہیں بلکہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی حلال کھائے' حلال پہنے اور اتنی روزی پر قناعت کرے جو کافی ہو' اُمیدیں مختصر رکھے' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام نہیں' بلکہ زہد یہ ہے کہ تو اپنے پاس موجود مال کی بہ نسبت لوگوں کے مال پر زیادہ اعتماد نہ کرتا ہو۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے تصوف میں کوئی کتاب نہیں لکھی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تصوف میں کتاب لکھی ہے' اس نے پوچھا: کون سی کتاب؟ آپ نے فرمایا: کتاب البیع کیونکہ جسے بیع (خرید و فروخت) کی صحت اور فساد کا علم نہ ہوا' وہ حرام کھاتا رہے گا اور جو حرام کھاتا رہا' اس کی حالت کبھی درست نہیں ہو سکتی۔

٨١٣٣ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور اُمید ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١٣٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے دُنیا کی محبت اور لمبی اُمید میں۔(بخاری ومسلم)

٨١٣٥ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں' مال کی حرص اور زندگی کی حرص۔(بخاری ومسلم)

٨١٣٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر انسان کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرتا ہے اور انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔(بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث میں ہے کہ انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١۴ھ لکھتے ہیں:
علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انسان موت تک حرص میں مبتلا رہتا ہے اور قبر کی مٹی ہی اس کا پیٹ بھرتی ہے' اور اس حدیث میں اولادِ آدم کا غالب حکم بیان فرمایا گیا (یعنی عموماً انسان کی یہی کیفیت ہوتی ہے)۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ مال کی محبت اور مال کے حصول کی کوشش میں لگا رہنا' تمام بنی آدم کی طبیعت میں داخل ہے' اور طبعی طور پر انسان مال سے سیر نہیں ہوتا' البتہ اللہ تعالیٰ کی توفیق جس کے شاملِ حال ہو' اللہ تعالیٰ اسے محفوظ فرما لیتا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ جو توبہ کرے' اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے' اس میں اشارہ ہے کہ مذکورہ خصلت مذموم ہے اور گناہ کے قائم مقام ہے اور اللہ کی توفیق سے اسکا ازالہ ہو سکتا ہے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ بنی آدم کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور مٹی کی طبیعت میں تنگی اور خشکی ہوتی ہے' اور اللہ کی توفیق سے مٹی کی یہ صفت زائل ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے اور زمین کی تنگی اور خشکی و سختی دور ہو جاتی ہے' اور اسی زمین میں پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں' اسی طرح انسان کی طبیعت میں بھی حرص اور مال کی محبت ہے لیکن اللہ کی توفیق جس کے شاملِ حال ہو' اس کی یہ فطرت زائل ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ٧٢ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعِدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر فرمایا: تم دنیا میں مسافر یا راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو اہلِ قبور سے شمار کرو۔(بخاری)

٨١٣٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَأُمِّي نُطَيِّنُ شَيْئًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ شَيْءٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب سے گزرے جب کہ میں اور میری والدہ ماجدہ دیوار وغیرہ کو مٹی سے لیپ رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہم

نُصْلِحُهُ قَالَ الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

اسے درست کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: آخرت والا معاملہ تو اس سے زیادہ جلدی آ رہا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨١٣٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِيْقُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَأَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلِّيْ لَا أَبْلُغُهُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بول مبارک فرماتے اور (وضو سے پہلے) مٹی کے ساتھ تیمم فرماتے تو میں عرض کرتا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پانی آپ سے قریب ہی ہے' آپ فرماتے: میں از خود نہیں جانتا' ہوسکتا ہے میں اس تک نہ پہنچ سکوں۔

(بغوی' شرح السنۃ' ابن الجوزی' الوفاء)

٨١٤٠ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ أُمَّتِيْ مِنْ سِتِّيْنَ سَنَةً إِلٰى سَبْعِيْنَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے لے کر ستر سال تک ہے اور بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی)

٨١٤١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَارُ أُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں اور ان میں سے بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٨١٤٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلٰى امْرِءٍ وَّأَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھتا' جس کی موت کو مؤخر کر دے' حتیٰ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچ جائے۔ (بخاری)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمُرِ لِلطَّاعَةِ

طاعت کے لیے مال اور عمر کو پسند کرنا

٨١٤٣ - عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ متقی' غنی اور لوگوں سے پوشیدہ رہنے والے (گوشہ نشین) بندے سے محبت فرماتا ہے۔

ف: تقی سے مراد وہ شخص ہے جو ممنوعہ کاموں سے پرہیز کرے یا اس سے مراد وہ شخص ہے' جو اپنا مال لہو ولعب میں خرچ نہ کرے اور ایک قول یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو محرمات اور مشتبہات سے بچے اور مباح کاموں میں بھی احتیاط کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غنی سے مراد وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور یہی پسندیدہ غنا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لیکن غناء دل کی غنا ہے' اور قاضی نے اشارہ کیا ہے کہ غنی سے مال دار مراد ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۸ ص ۳۰۱' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

خفی سے مراد مخلوق سے علیحدہ ہو کر عبادت میں مشغول ہونے والا ہے اور ایک روایت میں حی ہے' جس کا معنی مخلوق پر مہربان اور

نیکی کرنے والا ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۲۷ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۵۱۴۴ - وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَیْہِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْہِنَّ فَاِنَّہٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَۃً صَبَرَ عَلَیْہَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ بِہَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْہُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّعِلْمًا فَہُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ رَحِمَہٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰہِ فِیْہِ بِحَقِّہٖ فَہٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَہُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُہُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَہُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْمَلُ فِیْہِ بِحَقٍّ فَہٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَہُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَہُوَ نِیَّتُہٗ وَوِزْرُہُمَا سَوَاءٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین خصلتوں کے (حق ہونے کے) متعلق میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک قابل حفظ بات بتاتا ہوں' جن باتوں کے (حق ہونے کے) متعلق میں قسم اٹھاتا ہوں' وہ یہ ہیں: (۱) صدقہ سے کسی شخص کا مال کم نہیں ہوتا (۲) جس شخص پر کوئی ظلم ہو اور وہ اس پر صبر کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا (۳) جس شخص نے بھی سوال کا دروازہ کھول دیا (بھیک مانگنے لگا)' اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دے گا' اور جو قابل حفظ بات میں تمہیں بتا رہا ہوں' وہ یہ ہے کہ دنیا محض چار اشخاص کے لیے ہے: (۱) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس علم پر اس کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ افضل ترین مرتبہ ہے (۲) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اور مال نہیں دیا اور اس کی نیت خالص ہے اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو ان دونوں کا اجر و ثواب برابر ہے (۳) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہیں فرمایا اور وہ اپنے مال میں علم کے بغیر بلاسوچے سمجھے تصرف کرتا ہے اور اس مال کے سلسلہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں حق کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یہ بدترین مرتبہ ہے (۴) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا فرمایا' نہ علم دیا اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو یہ اس کی نیت ہے اور دونوں کا گناہ برابر ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

کیا دلی ارادہ پر مواخذہ ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی نیت پر بھی مواخذہ ہوگا' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ دل میں پیدا ہونے والے وسوسہ پر عمل نہ کیا جائے' تو یہ معاف ہے۔ بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں آنے والے وہ وسوسے معاف فرما دیئے ہیں جن پر عمل نہ کیا جائے۔ وہ اس مذکور حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ معاف دلی خیال ہے' عمل نہیں اور حدیث میں قول لسانی کا ذکر ہے اور قول لسانی عمل ہے' لیکن علمائے محققین کے نزدیک معتبر قول یہ ہے کہ دل میں آنے والا خیال جب تک پختہ نہ ہو اور اس کے کرنے کا پختہ ارادہ نہ کرے اس وقت تک مواخذہ نہیں ہوگا' لیکن اگر وہ خیال دل میں پختہ ہوگیا اور اس کے کرنے کا عزم مصمم کرلیا تو

گناہ لکھا جائے گا خواہ وہ عمل نہ کرے اور اس کے متعلق کلام نہ کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۱۴۵ - وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَاْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ قَالَ اَجَلْ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سرانور پر پانی کا اثر تھا' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو ہشاش بشاش دیکھ رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! پھر لوگ مال داری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ عزوجل سے ڈرے' اس کے لیے مال داری میں کوئی حرج نہیں اور متقی کے لیے صحت' مال داری سے بہتر ہے اور خوش دلی نعمت ہے۔ (مسند احمد)

۸۱۴۶ - وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يَّبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ دور میں مال ناپسندیدہ تھا لیکن آج کے دور میں مال مؤمن کی ڈھال ہے' اور فرمایا: اگر یہ دینار نہ ہوتے تو یہ حکام ہمیں رومال کی طرح بنا لیتے' اور فرمایا: جس کے ہاتھ میں کچھ مال ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی درستگی کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ جو محتاج ہوتا ہے' وہ سب سے پہلے اپنا دین خرچ کرتا ہے' اور فرمایا: حلال مال فضول خرچی کا متحمل نہیں ہوتا۔ (بغوی' شرح السنہ)

۸۱۴۷ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا انسان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں' عرض کیا: کون سا انسان بدترین ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بُرے ہوں۔ (مسند احمد' ترمذی' دارمی)

۸۱۴۸ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ اَوْ قَالَ صِيَامُهٗ بَعْدَ صِيَامِهٖ لَمَا بَيْنَهُمَا

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا' ان میں سے ایک راہِ خدا میں شہید ہو گیا' پھر اس کے تقریباً ایک ہفتہ بعد دوسرا شخص فوت ہو گیا اور لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شہید کی نماز کے بعد اس کی نماز کہاں گئی اور اس کے عمل کے بعد اس کا عمل کہاں گیا؟ یا آپ نے فرمایا کہ اس کے روزوں کے بعد اس کے روزے

اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

کہاں گئے؟ یقیناً دونوں بھائیوں کے (مقام ومرتبہ کے) درمیان زمین وآسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ فرق ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث پر اشکال ہے کہ بعد میں جمعہ کو فوت ہونے والے غیر شہید کے عمل کو شہید کے عمل پر ترجیح کیسے دی گئی حالانکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور مقامِ شہادت پر فائز ہونا بڑی فضیلت کا عمل ہے بالخصوص دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں جب اسلام کے اعوان ومددگار قلیل تھے اس وقت کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنا ایک عظیم عمل تھا۔ اس پر دوسرے عمل کو کیسے فضیلت دی گئی اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ دوسرا آدمی بھی جہاد کی تیاری کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا ہوا تھا لہٰذا اس کی نیت کے مطابق اسے ثواب دیا گیا لیکن یہ صرف ایک احتمال ہے حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نورِ نبوت سے پہچان لیا تھا کہ اس آدمی کا شہادت کے بغیر والا عمل اس کے اخلاص کی بناء پر شہادت والے کے عمل کے برابر تھا اور بعد میں اسے زائد اعمال کرنے کا موقع ملا لہٰذا اسے ترجیح دی گئی اور مطلقاً ہر شہید غیر شہید سے افضل نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدانِ جہاد میں شہید نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود شہادت سے سرفراز ہونے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔

٨١٤٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِيْ عَذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهُ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِي اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا يَّلِيْهِ فَدَخَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے تین افراد نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ذمہ داری کون شخص اٹھائے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں تو وہ تینوں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان میں سے ایک شخص اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہوگیا پھر آپ نے دوسرا لشکر روانہ فرمایا تو دوسرا آدمی اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہوگیا پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر ہی فوت ہوگیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے کو ان کے آگے دیکھا پھر آخر میں شہید ہونے والے کو اس کے قریب دیکھا پھر سب سے پہلے شخص کو اس دوسرے کے قریب دیکھا تو میرے دل میں تعجب پیدا ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کون سی تعجب والی بات ہے جس شخص کو اسلام کی حالت میں تسبیح وتکبیر وتہلیل کے لیے عمر عطا کی جائے اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے کوئی شخص افضل نہیں ہے۔ (مسند احمد)

٨١٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمْرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن آواز دی جائے گی ساٹھ سالہ زندگی والے کہاں ہیں؟ اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا اور ڈر

تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ﴾ (فاطر:۳۷) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا (فاطر:۳۷)۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۵۱۵۱ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقل مند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ سے (مغفرت و رحمت کی) تمنا رکھی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۵۱۵۲ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ فَقِيلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اسے کام میں لگا دیتا ہے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اسے اللہ تعالیٰ کام میں کیسے لگا دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ (ترمذی)

۵۱۵۳ - وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا لَوْ خَرَّ عَلٰى وَجْهِهِ مِنْ يَوْمٍ وُلِدَ إِلٰى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَوَدَّ أَنَّهُ رُدَّ إِلَى الدُّنْيَا كَيْمَا يَزْدَادَ مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بندہ اپنی ولادت کے دن سے ہی چہرے کے بل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گر پڑے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں بوڑھا ہو کر فوت ہو جائے' تو وہ قیامت کے دن اس عمل کو حقیر سمجھے گا اور خواہش کرے گا کہ کاش! اسے دنیا کی طرف واپس بھیج دیا جائے تاکہ وہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکے۔ (مسند احمد)

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کا بیان

توکل اور صبر کی تحقیق

''وکل'' اور ''وکول'' کا لغوی معنی ہے: کام کو کسی کے سپرد کر دینا اور کام کو دوسرے پر چھوڑ دینا' اور توکل یہ ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کرے اور غیر پر اعتماد کرے' اور شریعت میں توکل کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے اور اپنی تدبیر نفس ترک کر دے اور اپنی طاقت و قوت پر اعتماد نہ کرے اور توکل کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق کی جو ضمانت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے' اس پر مکمل اعتماد کرے اور اس کے لیے کمائی اور اسباب کو چھوڑنا شرط نہیں۔

بلکہ اسباب کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ توکل دل کا کام ہے' جب اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر کامل اعتماد ہو گیا تو توکل حاصل ہو جائے گا۔ صبر کا لغوی معنی ہے: قید کرنا اور روکنا اور نفس کو کسی چیز سے باز رکھنا اور اصطلاح شرع میں صبر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم اور نفسانی خواہشات میں ٹکراؤ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجاہدہ کے ذریعہ اور نفس کو اس کی محبوب چیزوں سے روکنے پر ثابت قدمی اختیار کر کے نفسانی خواہشات سے باہر نکل آنا صبر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۳۳، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے

اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:٣) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۝﴾ (آل عمران:١٥٩) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (النحل:١٢٧) ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ:١٥٣).

(الطلاق:٣) بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۝ (آل عمران:١٥٩) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (النحل:١٢٧) بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۝ (البقرۃ:١٥٣)

٨١٥٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨١٥٥ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيَ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو نبی گزرنے لگے کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک آدمی ہوتا' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ دو آدمی ہوتے' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک جماعت ہوتی' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہوتا' اور میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی' جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' میں نے امید کی کہ یہ میری امت ہوگی' تو کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت ہے' پھر مجھے کہا گیا کہ ادھر دیکھو' میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' تو کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر ہزار اور ہیں' جو جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے' اور یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں کرتے' اور نہ (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک کرتے ہیں' اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' تو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے ان سے بنا دے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! عکاشہ کو ان سے بنا دے' پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے بنا دے' آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ (بخاری و مسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے۔ ان دونوں احادیث میں کوئی منافات نہیں کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ تبعین کا لحاظ کیے بغیر مستقل طور پر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں تبعین کا لحاظ کیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علاج توکل کے خلاف نہیں

اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ بدفالی نہیں کرتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' وہ جنت میں بلاحساب کتاب داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ علاج کروانا یا دم کروانا توکل کے خلاف ہے کیونکہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا علاج کروایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے علاج تجویز فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دَم کیا اور نبی پاک ﷺ نے اس کی تائید فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (میدانِ جہاد میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتیں' زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کا علاج کرتیں اور شہداء کو مدینہ منورہ واپس لاتیں۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۲۸۸۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ ہی روایت کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زخموں کا کس چیز کے ساتھ علاج کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: لوگوں میں اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لے کر آتے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ انور سے خون دھوتیں اور چٹائی لے کر جلائی گئی' پھر اسے نبی کریم ﷺ کے زخموں میں بھر دیا گیا۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۳۰۰۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

جب احادیث سے خود نبی کریم ﷺ کا علاج کروانا ثابت ہے تو علاج کو خلافِ توکل کیسے قرار دیا جا سکتا ہے' لہٰذا جو علاج کروانے اور دم کروانے وغیرہ کو حقیقی سبب سمجھ بیٹھے اور اللہ کی ذات پر اعتماد نہ رکھے' وہ قابلِ مذمت ہے لیکن اسباب مہیا کرنے اور علاج کروانے کے بعد اللہ ہی کی ذات سے شفاء کی امید رکھنا اور اسی کو کارسازِ حقیقی سمجھنا ہرگز توکل کے منافی نہیں۔

۸۱۵۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِّیَّةِ فَلَمَّا رَاَتْهُ اِمْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَی الرَّحٰی فَوَضَعَتْهَا وَاِلَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتْ اِمْرَاَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا وَقَامَ اِلَی الرَّحٰی فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ لَمْ یَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے گھر میں آیا اور گھر والوں کے فقر و محتاجی کو دیکھا تو جنگل کی طرف نکل گیا' اس کی بیوی نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو کھڑی ہو کر چکی کی طرف گئی' اور اسے رکھ دیا اور تنور کی طرف جا کر اسے روشن کر دیا' پھر دعا کی: اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما' اس عورت نے اچانک پیالے کو بھرا ہوا دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ تنور کی طرف گئی اور اسے روٹیوں سے بھرا ہوا پایا۔ راوی کہتے ہیں کہ خاوند واپس لوٹا تو اس نے کہا: تم نے میرے بعد کوئی چیز پائی ہے؟ اس کی بیوی نے کہا: ہاں! اپنے رب کی طرف سے (رزق پایا ہے)' وہ شخص کھڑا ہو کر چکی کی طرف گیا' (اور چکی کو اٹھا دیا)۔ نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ چکی کو نہ اٹھاتا تو یہ قیامت کے دن تک گھومتی رہتی (اور آٹا نکالتی رہتی)۔ (مسند احمد)

۸۱۵۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا' جس طرح پرندے کو رزق عطا فرماتا ہے'

يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

وہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتا ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

کمائی ترک کر دینا توکل نہیں

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض اوقات یہ گمان کر لیا جاتا ہے کہ توکل کا معنی ہے کہ جسمانی کمائی چھوڑ دی جائے اور دلی تدبیر ترک کر دی جائے اور آدمی اس طرح زمین پر پڑا رہے' جس طرح کپڑے کا چیتھڑا زمین پر پڑا ہوتا ہے یا جس طرح قصاب کے تختے پر گوشت کا ٹکڑا پڑا ہوتا ہے لیکن یہ جاہل لوگوں کا گمان ہے' جبکہ شریعت میں یہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے' لہٰذا توکل کا دین میں ایک مرتبہ و مقام ہے' تو ایک حرام کام کا ارتکاب کر کے دینی مرتبہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے اور امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ توکل کا مقام دل ہے' جب آدمی کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ رزق اللہ کی جانب سے ہی ہے اور کسی کام میں آسانی یا دشواری اللہ ہی کی طرف سے ہے تو پھر ظاہری حرکت توکل کے خلاف نہیں ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پرندہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اجمالی طور پر کوشش کرنا اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے خلاف نہیں' اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ کمائی رازق نہیں بلکہ رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حدیث میں کمائی سے منع نہیں فرمایا گیا کیونکہ توکل کا مقام تو دل ہے اور اعضاء کی حرکت دلی توکل کے خلاف نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٥٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اَسْمَعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کے وقت انہیں بارش سے سیراب کر دوں گا اور دن کے وقت ان پر سورج طلوع کروں گا اور انہیں کڑک کی آواز نہیں سناؤں گا۔ (مسند احمد)

٨١٥٩ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰيَةً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. (الطلاق: ٣) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھے ایک ایسی آیت کا علم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ انہیں کافی ہے' (وہ آیت یہ ہے:) اور جو اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا (الطلاق: ۳)۔ (احمد' ابن ماجہ' دارمی)

٨١٦٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو بھائی تھے' ایک بھائی' نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور دوسرا بھائی کوئی کام کرتا تھا' کام کرنے والے نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے بھائی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: شاید اسی کی برکت سے تجھے رزق دیا جاتا ہو۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے)

٨١٦١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں جنت سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی ہر چیز کا حکم دے دیا ہے' اور جہنم سے قریب کرنے والی اور جنت سے دُور کرنے والی ہر چیز سے تمہیں منع کر دیا ہے' اور بے شک روح الامین اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کوئی جان ہرگز اس وقت تک فوت نہیں ہوگی' جب تک اپنا رزق مکمل حاصل نہ کر لے' خبردار! تم رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو اور رزق میں تاخیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ رزق کی تلاش نہ کرنے لگو' کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے' وہ اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (بغوی نے شرح السنہ اور بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا' مگر "وان روح القدس" کے الفاظ ذکر نہیں کیے)

٨١٦٢ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے' جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

٨١٦٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تعلیم دی: "انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین" بے شک میں بڑا رزق دینے والا' قوت والا' قدرت والا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨١٦٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا' آپ نے فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا' اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور جان لو کہ اگر تمام لوگ متفق ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نقصان پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے' قلمیں اٹھا دی گئی ہیں اور دفتر خشک کر دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد' ترمذی نے یہ روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

كَمَا قَالَهُ النَّوَوِيُّ. جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے)

ف: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے احکام پر عمل کرو اور منع کردہ چیزوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا کہ دنیا میں تمہیں آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھے گا کیونکہ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہو اور اس کا شکر بجالاتے رہو تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور مقام احسان و یقین پر فائز ہو کر اس کا مشاہدہ کرو گے کیونکہ مقام احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اپنی نظروں سے اللہ کے ماسوا کو بالکل ہٹا دو۔ پہلا مقام مقام مراقبہ ہے اور دوسرا مقام مقام مشاہدہ ہے اور جب تم سوال کرو تو اللہ سے ہی مانگو کیونکہ عطاؤں کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور انعامات کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور (ذاتی طور پر عطا کرنے والا جانتے ہوئے اور حقیقی حاجت روا سمجھتے ہوئے) اس کے غیر سے سوال نہ کرو' کیونکہ اللہ کا غیر (اللہ کی عطا کے بغیر) دینے اور منع کرنے پر قادر نہیں اور (ذاتی طور پر) وہ نہ کسی سے تکلیف دور کر سکتے ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں' کیونکہ وہ تو اپنی ذات کے لیے (اللہ کی عطا کے بغیر) نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۱ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٦٥ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس چیز پر راضی ہو جائے' جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی طلب چھوڑ دے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو فیصلہ فرما دیا ہے' اس پر راضی نہ ہو۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨١٦٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهٗ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کے دل کی ہر وادی میں ایک شاخ ہے' جس نے اپنے دل کو تمام شاخوں (یعنی خواہشات) کا تابع بنالیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ اسے کس وادی میں ہلاک فرما دے اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا' اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجات کی کفایت فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

٨١٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شرکت کی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے' ایک بہت سے خاردار درختوں والی وادی میں انہیں دوپہر ہو گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کیا اور لوگ درختوں کے سائے میں آرام کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور اپنی تلوار مبارک درخت پر لٹکا دی' ہم سو گئے' اچانک ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی حاضر تھا' آپ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ اس نے مجھ پر تلوار کھینچی' میں بیدار ہوا تو یہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی' اس نے مجھے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! تین مرتبہ یہ کہا'

قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اَللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَّدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اُعَاهِدُكَ عَلٰى اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ لِلنَّوَوِيِّ.

ابوبکر اسماعیلی کی صحیح کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کیا: آپ بہتر طریقے سے مواخذہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کیا: نہیں! البتہ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ لڑائی کرنے والی قوم کے ساتھ شریک ہوں گا' آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا' وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر کہنے لگا: میں لوگوں میں سے بہترین ہستی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ (حمیدی کی کتاب اور امام نووی کی ریاض الصالحین میں اسی طرح ہے)

٨١٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال ضائع کر دینے کا نام نہیں بلکہ دنیا میں زہد تو یہ ہے کہ تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے تمہیں اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے اور جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب میں تمہیں اتنی زیادہ رغبت ہو کہ تم خواہش کرو کہ کاش! تمہارے لیے یہ مصیبت باقی رہتی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨١٦٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مؤمن سے زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی ہے' جو چیز تمہیں نفع دے اسی کی حرص کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو کہ کاش! میں ایسے ایسے کر لیتا' البتہ یوں کہو کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے' اس نے جو چاہا کر دیا کیونکہ کاش کا لفظ شیطانی عمل کھول دیتا ہے۔

٨١٧٠ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی شان پر تعجب ہے کہ اس کے تمام کام اس کے لیے بہتر ہیں' اور یہ بات مؤمن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں' اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے

اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

لیے بہتر ہے۔ (مسلم)

٨١٧١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری نگاہوں میں وہ منظر گھوم رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان فرمار ہے تھے' جن کو ان کی قوم نے مارا تھا اور خون آلود کر دیا تھا' وہ اپنے چہرے سے خون صاف فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے' اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے' کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (بخاری' مسلم)

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریا اور شہرت پسندی کا بیان

''ریا و سمعه'' کی تحقیق

ریاء (دکھلاوا) رؤیت سے ماخوذ ہے' اور ریا و یہ ہے کہ انسان لوگوں کو دکھلانے کے لیے کوئی کام کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر اکتفاء نہ کرے' اور ''سمعہ'' (شہرت پسند' ناموری) سمع سے ماخوذ ہے' اور ''سمعہ'' یہ ہے کہ آدمی کوئی کام کرے یا کوئی بات کہے تا کہ لوگ سنیں اور لوگوں میں شہرت ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے سننے پر اکتفاء نہ کرے' ان دونوں کی ضد اخلاص ہے کہ انسان خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے خلوصِ نیت کے ساتھ کوئی کام کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ٩٦' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٧٢ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَّمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کی طرف گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے نزدیک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے' مجھے وہ بات رُلا رہی ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکل آیا' بے شک اللہ تعالیٰ نیک' پرہیزگار' پوشیدہ حالات والے ان بندوں سے محبت فرماتا ہے' جو غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا' اگر وہ حاضر ہوں تو انہیں بلایا نہیں جاتا اور نہ قریب کیا جاتا ہے' ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں' وہ ہر گرد آلود تاریک مکانوں سے باہر نکلتے ہیں۔

(ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کا سبب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے رونے کے دو اسباب بیان کیے' ایک سبب یہ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے' اور دوسرا سبب یہ بیان کیا کہ آپ کا فرمان ہے: جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو ارشاداتِ عالیہ کو رونے کا سبب قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے قوی حالت

16

والے لوگ بھی ریا سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں' لہٰذا اکثر درحال لوگوں کا ریا سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس فرمان کو پیش نظر رکھتے ہوئے رونے لگے کہ ریاکاری سے بچنا تو انتہائی مشکل امر ہے اور رونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے ساتھ دشمنی کو اللہ کے ساتھ اعلانِ جنگ کے مترادف قرار دیا ہے اور اولیاء کے ساتھ دشمنی سے احتراز بھی مشکل کام ہے کیونکہ عموماً اولیاء کاملین مخفی ہوتے ہیں' جیسا کہ حدیث قدسی ہے: ''اولیاء ی تحت قبائی لایعرفھم غیری'' میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں' میرے علاوہ کوئی دوسرا انہیں نہیں پہچانتا۔ آدمی بسا اوقات اپنے دوست احباب کے ساتھ بدکلامی کرتا ہے اور ان میں کوئی مخفی ولی ہوتا ہے' لہٰذا اللہ کے ولی کو تکلیف پہنچانے کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے کہ اس دوسری بات سے بچنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیلِ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنے اولیاء کرام کے ساتھ عداوت کرنے اور ریاکاری کے گناہ سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں کی محبت نصیب فرمائے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

۸۱۷۳ ۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَذَكَرْتُهٗ فَاَبْكَانِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا حَجَرًا وَّلَا وَثَنًا وَّلٰكِنْ يُّرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رو پڑے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا' مجھے وہ بات یاد آ گئی ہے' اس نے مجھے رُلا دیا ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف ہے۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن وہ سورج کی پوجا نہیں کرے گی' نہ چاند' پتھر اور بت کی' بلکہ وہ اپنے اعمال میں ریاکاری کریں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص صبح روزہ کی حالت میں کرے گا اور اسے کوئی شہوت لاحق ہو گی تو وہ اپنا روزہ چھوڑ دے گا۔ (مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۷٤ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيَزِيْدُ صَلَاتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ناک ہے' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: شرکِ خفی' اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو اور دوسرے شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا پائے تو نماز لمبی کر دے۔ (ابن ماجہ)

۸۱۷۵ ۔ وَعَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِي الْعِبَادَ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً اَوْ خَيْرًا.

میں جس چیز کا تم پر خوف کرتا ہوں' ان میں سب سے خوف ناک شرکِ اصغر ہے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریا کاری۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جس دن بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی' اس دن اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا کہ ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ' جن کے سامنے تم دنیا میں ریا کاری کرتے تھے اور دیکھو کیا ان کے پاس کوئی جزا یا بھلائی موجود ہے)

۸۱۷۶ - وَعَنْ اَبِيْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ فُضَالَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَّنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا' جس میں کوئی شک نہیں ہے تو نداء دینے والا نداء دے گا کہ جس شخص نے اللہ کے لیے کیے ہوئے اپنے عمل میں کسی کو شریک کیا ہے تو وہ اپنا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے غیر سے طلب کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکاء کے شرک سے بے پرواہ ہے۔ (مسند احمد)

۸۱۷۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيْ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ هُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں شریکوں کے شرک سے بے پرواہوں' جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں' اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس سے بَری ہوں' وہ عمل اسی کے لیے ہے' جس کے لیے اس نے یہ عمل کیا ہے۔ (مسلم)

ف: امام حجۃ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ریاء کے چار درجات ہیں:

(۱) آدمی کا مقصود ثواب بالکل نہ ہو مثلاً وہ آدمی لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہو اور تنہائی میں نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ بسا اوقات لوگوں کے سامنے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لیتا ہو' ایسے آدمی کا مقصد محض ریا کاری ہوتا ہے اور یہ ریاء کی بدترین قسم ہے اور ایسا شخص عند اللہ مغضوب ہے۔

(۲) اس کا مقصد ثواب بھی ہو لیکن ثواب کا ارادہ کمزور ہو کہ اگر وہ اکیلا ہوتا تو اس نیک کام کو نہ کرتا اور ثواب کا قصد اسے عمل پر برانگیختہ نہ کرتا اور اگر اس عمل میں ثواب نہ بھی ہوتا' تب بھی ریا کاری کے قصد سے وہ کام ضرور کرتا۔ اس طرح کی صورت میں ثواب کا قصد بھی ریا کاری کے گناہ کو ختم نہیں کرتا۔

(۳) ثواب اور ریا کاری دونوں ارادے برابر ہوں کہ اگر صرف ثواب یا صرف ریا کاری مقصود ہوتی تو وہ یہ کام سرانجام نہ دیتا' اور جب دونوں ارادے اکٹھے پائے گئے تو اس کام کی زیادہ رغبت پیدا ہو گئی۔ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا آدمی بھی بالکل محفوظ نہیں ہوتا۔

(۴) آدمی کا مقصود دکھلاوا نہ ہو' لیکن لوگوں کو اطلاع ہونے پر اسے خوشی ہو اور اگر لوگوں کو اطلاع نہ ہوتی پھر بھی وہ عبادت ترک نہ کرتا'

اور اگر اکیلا دکھلا وا مقصود ہوتا تو وہ آدمی یہ کام نہ کرتا' علم تو اللہ ہی کے پاس ہے' البتہ ہمارا گمان یہ ہے کہ ایسے آدمی کا اصل ثواب ضائع نہیں ہوگا لیکن اس میں کمی واقع ہو جائے گی یا جس قدر ریا کاری کا قصد ہوگا' اتنی سزا ہوگی اور جس قدر ثواب کا قصد ہوگا' اتنا ثواب ملے گا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۹۴)

۸۱۷۸ ۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ریا کاری کے لیے نماز پڑھی' اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کاری کے لیے روزہ رکھا' اس نے شرک کیا ہے' اور جس نے ریا کاری کے لیے صدقہ کیا' اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد)

۸۱۷۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے نے جب ظاہر میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی اور جب پوشیدگی میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندۂ صادق ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۱۸۰ ۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِیْ يُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی تشہیر چاہی' اللہ تعالیٰ اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے دکھلاوے کے لیے عمل کیا' اللہ تعالیٰ اس (کے اعمالِ بد) کو ظاہر فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۱۸۱ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے لوگوں کے سامنے اپنے عمل کے ذریعے خود کو مشہور کروانا چاہا' اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے کانوں پر اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور اسے حقیر و ذلیل فرما دے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۸۲ ۔ وَعَنْ اَبِیْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهٗ وَجُنْدُبٌ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ

حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ انہیں وصیت فرما رہے تھے' انہوں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنی تشہیر چاہے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کی برائیوں) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے (لوگوں کو) مشقت میں ڈالا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مشقت میں ڈال دے گا' لوگوں نے کہا: آپ ہمیں وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا: انسان کی جو چیز سب سے پہلے خراب ہوتی ہے' وہ اس کا پیٹ

وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْأَ كَفٍّ مِّنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہے‘ جس شخص کے لیے صرف پاکیزہ وحلال کھانا ممکن ہے تو وہ ایسا کرے اور جس شخص سے ہوسکتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے برابر بھی بہایا ہوا خون حائل نہ ہو تو وہ شخص ایسا کرے۔ (بخاری)

٨١٨٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی نیت آخرت کی طلب ہوئی‘ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بے نیازی پیدا فرما دے گا اور اس کے بکھرے ہوئے اُمور جمع فرما دے گا‘ اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی نیت دنیا کی طلب ہوئی‘ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان محتاجی ثابت فرما دے گا اور اس کے معاملات اس پر منتشر فرما دے گا اور اس کے پاس وہی چیز آئے گی‘ جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہے۔ (ترمذی‘ احمد و دارمی نے اسے ابان عن زید بن ثابت کی روایت سے ذکر کیا ہے)

٨١٨٤ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ اَعْدَاءُ السَّرِيْرَةِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ ذٰلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں دوست اور پوشیدگی میں دشمن ہوں گے‘ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: یہ اس وجہ سے ہوگا کہ ان میں سے بعض‘ بعض کے ساتھ رغبت رکھیں گے اور بعض‘ بعض سے ڈریں گے۔ (مسند احمد)

٨١٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَّخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا کو اپنے دین کے ذریعے دھوکہ دیں گے‘ وہ لوگوں کے سامنے تواضع کے اظہار کے لیے بھیڑوں کا لباس پہنیں گے‘ ان کی زبانیں شکر سے میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں جیسے ہوں گے‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آیا وہ میرے مہلت دینے کی وجہ سے دھوکے میں ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں‘ مجھے اپنی قسم! میں ضرور بالضرور ان لوگوں پر انہی میں سے ایک ایسا فتنہ مسلط کر دوں گا‘ جو ان کے عقل مند اور دانا شخص کو حیران کر دے گا۔ (ترمذی)

٨١٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانًا فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میں نے ایسی مخلوق پیدا فرمائی ہے‘ جس کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور جن کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں‘ مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ضرور بالضرور ان کی طرف ایسا فتنہ بھیجوں گا جو ان کے عقل مند و دانا شخص کو حیران کر کے چھوڑے گا‘ وہ میری وجہ سے دھوکہ میں مبتلا ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔ (ترمذی)

۸۱۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے۔ (مسلم)

۸۱۸۸ - وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنِّیْ لَسْتُ کُلَّ کَلَامِ الْحَکِیْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰکِنِّیْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ کَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِیْ طَاعَتِیْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا لِیْ وَوَقَارًا اِنْ لَّمْ یَتَکَلَّمْ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں حکمت والے کا ہر کلام قبول نہیں فرماتا بلکہ میں اس کے ارادے اور خواہش کو قبول کرتا ہوں' اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری فرماں برداری میں ہو تو میں اس کی خاموشی کو اپنی حمد اور وقار بنا دیتا ہوں' اگر چہ وہ کلام نہ کرے۔ (دارمی)

۸۱۸۹ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ کُلَّ مُنَافِقٍ یَّتَکَلَّمُ بِالْحِکْمَةِ وَیَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس امت پر ہر اس منافق کا خوف ہے' جو کلام تو حکمت والا کرے گا لیکن کام ظلم والے کرے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۱۹۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شِرَّةً وَّلِکُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنَّ صَاحِبَهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِیْرَ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک رغبت ونشاط ہے اور ہر رغبت ونشاط کے لیے ایک کمزوری ہے' اگر اس کام کا کرنے والا استقامت اختیار کرے اور (میانہ روی کے) قریب رہے تو اس کے کامیاب ہونے کی اُمید کرو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو اس کا اعتبار نہ کرو۔ (ترمذی)

۸۱۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جائے' مگر جس شخص کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (اس کے لیے یہ حکم نہیں ہے)۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وہ لوگ جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ نہیں تھی بلکہ آپ کی مراد وہ شخص ہے جو دین میں بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو اور دنیا میں فسق وفجور کا مرتکب ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ بدعت اور عجیب وغریب بات کی وجہ سے کیا جاتا ہے' البتہ بعض اوقات عبادت وغیرہ میں حد سے زیادتی کی بناء پر بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ شخص ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور اس کے دل میں طمع پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگوں کے ہاں اس کی قدر ومنزلت ہو اور کبھی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت فرمالیتا ہے اور وہ اللہ کے ماسوا کی طرف نظر نہیں اٹھاتا اور غیر کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور وہ اس حقیقت کو پہچان لیتا ہے کہ اللہ کا غیر شر دور کرنے یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں' اور اس کو مخلوق کی تعریف یا مذمت کی کوئی

پرواہ نہیں رہتی' یہ بہت بڑا مقام ہے اور بڑے بڑے لوگوں کے قدم یہاں پھسل جاتے ہیں' جس طرح فرمایا گیا ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک مخلوق اس کی نگاہ میں مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس بات کو بڑی خوب صورت عبارت میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقام و مرتبہ کی محبت نفس کا ایک خطرناک جال ہے' جس میں اکثر علماء' عابدین اور منازلِ سلوک طے کرنے والے لوگ پھنس جاتے ہیں' کہ وہ اپنے نفس پر قابو پاتے ہیں' شہوات کو ترک کرتے ہیں اور مشتبہ چیزوں سے بچتے ہیں اور طرح طرح کی عبادات کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں' اور ان کے دلوں میں گناہوں کی طمع نہیں رہتی' لیکن پھر انہیں اپنے علم و عمل اور تقویٰ کے اظہار میں سکون محسوس ہونے لگتا ہے' اور مخلوق کے نزدیک مقبولیت میں لذت ملنے لگتی ہے' اور وہ اللہ کی اطلاع پر قناعت نہیں کرتے اور وہ لوگوں کی تعریف پر خوش ہوتے ہیں' اللہ کی تعریف پر قناعت نہیں کرتے' انہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ لوگ ان کی تعریف کریں' محافل میں انہیں آگے جگہ دیں' ان کی خدمت اور تعظیم و توقیر کریں' اس کام میں انہیں سب سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے' وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری زندگی اللہ کی محبت اور عبادت میں گزر رہی ہے جب کہ حقیقت حال یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی پر ان کی پوشیدہ خواہشات کا قبضہ ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا نام منافقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور وہ خود کو مقربین کی فہرست میں شمار کرتے ہیں اور اس سے صرف مخلص صدیقین ہی محفوظ رہتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۰۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٩٢ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّیُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَیْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو نیکی کا کام کرتا ہے اور لوگ اس عمل پر اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل کی بناء پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ تو مؤمن کے لیے فوری بشارت ہے۔ (مسلم)

٨١٩٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَیْنَا اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں گھر میں اپنی جائے نماز پر تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آ گیا' مجھے اپنی وہ حالت اچھی لگی' جس حالت میں اس شخص نے مجھے دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ تم پر رحم فرمائے! تمہارے لیے دو اجر ہیں' ایک پوشیدہ عمل کا اجر' ایک علانیہ عمل کا اجر۔ (ترمذی)

٨١٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِیْ صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ اِلَی النَّاسِ كَائِنًا مَّا كَانَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایسی چٹان میں کوئی عمل کیا جس کا نہ کوئی دروازہ ہے' نہ کوئی سوراخ' تو اس کا جو عمل بھی ہوا' وہ لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٨١٩٥ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی کوئی اچھی یا بُری خصلت ہو' اللہ تعالیٰ اس کی علامت کو ظاہر

لَهُ سَرِيرَةٌ صَالِحَةٌ أَوْ سَيِّئَةٌ أَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُعْرَفُ بِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

فرما دیتا ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ

رونے اور خوف کا بیان

''بکاء'' اور خوف کی تحقیق

''بکاء'' انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے اور ''بکاء'' کا معنی ہے: رونا' اور ''بکی'' کا معنی ہے: آنکھوں کا آنسو بہانا' اور ''تباکی'' کا معنی ہے: بہ تکلف رونا اور کسی ایسی چیز کو یاد کرنا جس سے رونا آئے۔ خوف کا معنی ڈرنا ہے' اخافت اور تخویف کا معنی ہے: ڈرانا' اور خوف انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے۔ اس جگہ عذابِ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرنا اور رونا مراد ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۲ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨١٩٦ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔ (بخاری)

حدیث مذکور کا سبب

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل کر مسجد کی طرف تشریف لائے' آپ نے لوگوں کو باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اور اس کے بعد یہ حدیث پاک ذکر کی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جان لیا کہ موت اس کے وارد ہونے کی جگہ ہے اور قیامت وعدے کا وقت ہے اور اس نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس آدمی کا حق ہے کہ وہ دنیا میں غمگین رہے۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں فنِ بدیع کی صنعت ہے کہ ''ضحك'' (ہنسی) کو ''بکاء'' (رونے) کے مقابلہ میں اور قلت (کمی) کو کثرت (زیادتی) کے مقابلہ میں ذکر کیا اور ان کے درمیان مطابقت ہے۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۲۶۸ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے کلام میں اس طرح کی صنعتوں کا استعمال کثرت سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود — عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

٨١٩٧ - وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے' آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں' جہاں فرشتہ پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو' اور اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور تم بستروں پر بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور تم اللہ کی

الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْذَرٍّ يَالَيْتَنِىْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے صحراؤں کی طرف نکل جاتے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کاش! میں درخت ہوتا' جسے کاٹ دیا جاتا۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨١٩٨ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةٍ فَرَاٰى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اَنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرَى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهُ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبُّ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضُ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِىْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهُ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نُفِخَ فِى الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَسْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اگر تم لذات کو ختم کردینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو تو یہ تمہیں اس حالت سے روک دے گی جس حالت میں' میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' لہٰذا تم لذات کو ختم کردینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو' کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے اور کہتی ہے: میں مسافرت کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں مٹی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں' اور جب بندۂ مؤمن کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: مرحبا! خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے اور تو میرے پاس لوٹ کر آیا ہے' پس تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لے گا' فرمایا کہ اس کے لیے قبر تا حد نگاہ فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: نہ تجھے مرحبا! نہ خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے تو اپنے ساتھ میرا سلوک دیکھ لے گا' فرمایا کہ پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرما کر اشارہ فرمایا اور فرمایا: اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں' اگر ان میں سے کوئی ایک زمین میں پھونک مار دے تو زمین رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگائے اور وہ اژدھا اسے کاٹتا ہے اور اس کی کھال نوچتا ہے' یہاں تک کہ اسے حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

کافر سے بھی حساب ہوگا

اس حدیث میں ہے: یہاں تک کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کافر سے بھی حساب ہوگا جب کہ

بعض کا نظریہ یہ ہے کہ کافر کو بلاحساب جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:
نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کافر سے حساب لیا جائے گا' جب کہ بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ کافر بلاحساب جہنم میں داخل کیا جائے گا' البتہ ان حضرات کی طرف سے یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ یہاں حساب سے جزاء مراد ہے' لیکن آیہ مبارکہ "وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ" (الاعراف:۹) اس بات میں صریح ہے کہ کفار سے حساب لیا جائے گا' ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ بعض انتہائی سرکش و نافرمان بغیر حساب و کتاب جہنم میں داخل ہو جائیں' جس طرح صبر و توکل میں مبالغہ کرنے والے بعض مؤمنین بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۹۹ - وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَ تِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کا دو تہائی حصہ گزر جانے پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! تھرتھرانے والی آ گئی ہے! اس کے بعد پیچھے آنے والی آئے گی' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۰ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرمائے گا: جس شخص نے مجھے ایک دن یاد کیا یا کسی مقام پر میرا خوف کیا' اس کو آگ سے نکال لو۔ (ترمذی' بیہقی نے اسے کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے)

۸۲۰۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آگ کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی' جس سے بھاگنے والا شخص (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو' اور نہ ہی جنت کی مثل کوئی چیز دیکھی ہے' جس کا طالب (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو۔ (ترمذی)

۸۲۰۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (دشمن کی غارت گری سے) ڈرے' وہ منہ اندھیرے ہی چل پڑتا ہے اور جو کوئی منہ اندھیرے ہی چل پڑے' وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا بیش قیمت ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ. (المؤمنون:۶۰) اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا ابْنَتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں' (المؤمنون:۶۰) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے یہ اعمال رد نہ کر دیئے جائیں' یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں

مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی ابن ماجہ)

٨٢٠٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي رَبِّي بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِي وَأُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِي وَأَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِي وَأَنْ يَكُوْنَ صُمْتِي فِكْرًا وَنُطْقِي ذِكْرًا وَنَظَرِي عِبْرَةً وَآمُرَ بِالْعُرْفِ وَقِيْلَ بِالْمَعْرُوْفِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے' ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا' ناراضگی اور خوشی میں انصاف کی بات کرنا' فقیری اور مال داری میں میانہ روی اختیار کرنا' اور میں اس سے تعلق قائم کروں جو مجھ سے تعلق قطع کرے اور میں اسے عطا کروں جو مجھے محروم کرے اور میری خاموشی فکر ہو' اور میرا بولنا (اللہ کا) ذکر ہو' اور میرا دیکھنا عبرت کے طور پر ہو' اور میں اچھی بات کا حکم دوں' اور ایک روایت میں ''عرف'' کی بجائے ''معروف'' کا لفظ ہے۔ (رزین)

٨٢٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے خوف الٰہی کی وجہ سے آنسو نکل پڑیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہوں' پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے پر لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر جہنم کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨٢٠٦ - وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِي سُوْرَةُ هُوْدٍ وَأَخَوَاتُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِي هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود' الواقعہ' المرسلات' ''عم یتسآء لون'' اور ''اذا الشمس کورت'' نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٨ - وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ الشَّيْخُ التُّوْرِبِشْتِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَجُوْزُ حَمْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا وَرَدَ فِي مَعْنَاهُ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُتَرَدِّدًا فِي عَاقِبَةِ أَمْرِهِ

حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں از خود نہیں جانتا' اللہ کی قسم! میں از خود نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری) شیخ تورپشتی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک اور اس کے ہم معنی احادیث کو اس معنی پر محمول کرنا جائز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انجام کے بارے میں متردد تھے اور اللہ کے ہاں آپ کے لیے جو حسن و ثواب اور مقام و منزلت ہے' اس کا آپ کو یقین نہیں تھا کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے

غَیْرَ مُتَیَقِّنٍ بِمَالَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْحُسْنٰی لِمَا وَرَدَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصِّحَاحِ الَّتِیْ یَنْقَطِعُ الْعُذْرُ دُوْنَهَا بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَاَنّٰی یُحْمَلُ عَلٰی ذٰلِكَ وَهُوَ الْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّهُ یُبْلِغُهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَاَنَّهُ اَکْرَمُ الْخَلَائِقِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَنَّهُ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ اِنْتَهٰی وَقَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْهِ وُجُوْهٌ اَحَدُهَا اَنْ یَکُوْنَ هٰذَا مَنْسُوْخًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:۲) کَمَا ذَکَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ. (الاحقاف:۹)

اس مفہوم کے خلاف ایسی صحیح احادیث منقول ہیں' جو اپنے معنی میں قطعی و یقینی ہیں اور دوسرے معنی کا وہاں احتمال نہیں' جب کہ یہ حدیث پاک اس معنی میں قطعی نہیں اور اس مذکور حدیث پاک کو اس معنی پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب مخلوق سے زیادہ عزت و شرافت والے ہیں اور آپ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہیں اور آپ کی شفاعت سب سے پہلے قبول فرمائی جائے گی' ان کے علاوہ دیگر فضائل کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔ اور طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں چند وجوہ ہیں' ایک وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث پاک منسوخ ہے اور ناسخ یہ آیہ مبارکہ ہے: ''لیغفر لك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تاخر'' تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''لا ادری ما یفعل بی ولا بکم'' میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا' کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔

''ما یفعل بی ولا بکم'' کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اور قرآن مجید میں ہے:

مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ. (الاحقاف:۹) — میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

اس کے ظاہر مفہوم کو لیتے ہوئے اور مقامِ رسالت کی عظمت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے انجام سے بے خبر ہیں' جب کہ آخرت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات کی عظمت و بلندی کا ثبوت قطعی ہے۔ اور اللہ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان اور آپ کے حسنِ انجام میں شک کرنے والا مؤمن نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید میں ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○ (بنی اسرائیل:۷۹) — قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں○

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی○ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی○ (الضحیٰ:۵) — اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے○ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے○

آخرت میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کے بارے میں کثیر احادیث ہیں' جو اہلِ ایمان سے مخفی نہیں۔ ان آیات و احادیث کے پیش نظر یہ نظریہ بد کیسے اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جن کے طفیل گناہ گاروں کو جنت ملے گی' وہ خود اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔

دراصل یہاں ''لا ادری'' کے الفاظ ہیں' جو درایت سے ہیں اور لغت میں درایت کا معنی ہے: قیاس اور اندازے سے کسی چیز کو

جاننا۔ اب مفہوم واضح ہے کہ اللہ کے نبی محض قیاس اور اندازے سے اپنے انجام کے متعلق نہیں جانتے بلکہ آپ کو اللہ کی جانب سے اپنے انجام کے بارے قطعی ویقینی علم ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ انجام مبہم ہے' کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کیا جائے گا' لیکن انبیاء و رسل عظام خصوصاً سیّد المرسلین ﷺ کے حق میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ دلائل قطعیہ ویقینیہ ان کے حسنِ انجام پر قطعی ویقینی دلالت کرتے ہیں۔ یہ فرمان حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین سے تھے اور ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا' نبی کریم ﷺ نے ان کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو بہائے اور جنت البقیع میں اپنے سامنے دفن فرمایا اور بہت سی عنایات سے سرفراز فرمایا۔ ایک عورت وہاں حاضر تھی' اس نے کہا: اے ابن مظعون! تمہیں جنت مبارک ہو کہ تمہارا انجام بہ خیر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو بطور توبیخ یہ بات فرمائی اور درحقیقت اس فرمان سے مقصود بارگاہِ رسالت میں بے ادبی اور غیب پر یقینی حکم لگانے سے مبالغہ کے طور پر منع کرنا ہے۔ کلام کا حقیقی معنی مراد نہیں' یا تفصیلی علم مراد ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں غیب کا تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے' اگرچہ اجمالاً معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا انجام بہ خیر ہوگا' الخ۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" (الفتح:۲) کے نزول سے پہلے کا ہے اور اس آیت کے نزول کے بعد یقین ہو گیا کہ انجام بہ خیر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَبِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ اَبِیْ وَلٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَیْرًا مِّنْ اَبِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا' انہوں نے فرمایا: میرے والد نے تمہارے والد سے کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لانا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنا اور آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ کے ساتھ کیے ہیں' وہ ہمارے لیے ثابت رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ان کا ثواب ہو' نہ گناہ)' تو تمہارے والد نے میرے والد سے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد کیا' نمازیں پڑھیں' روزے رکھے' بہت سے نیک کام کیے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہم ان اعمال کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں' میرے والد ماجد نے کہا: لیکن مجھے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عمر کی جان ہے! میری تو خواہش ہے کہ وہ تمام اعمال ہمارے لیے ثابت و برقرار رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں' ان سے ہم برابر برابر چھٹکارا حاصل کریں' تو میں نے عرض کیا: بے شک آپ کے والد گرامی میرے والد سے بہت زیادہ بہتر تھے۔ (بخاری)

۸۲۱۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو' جو

اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِى الْمُهْلِكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں انہیں ہلاک کرنے والے شمار کرتے تھے۔

(بخاری)

۸۲۱۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ان گناہوں سے بچو! جنہیں حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہوگا۔ (ابن ماجہ دارمی بیہقی شعب الایمان)

۸۲۱۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَّهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا وَرَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے جہنم کی آگ ظاہر کی گئی میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا' جسے اس کی ایک بلی کی بناء پر عذاب دیا جارہا تھا' جسے اس نے باندھ دیا تھا' نہ اسے کھلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے حتیٰ کہ وہ بھوک سے مرگئی اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا' جس نے سائبہ اونٹنیاں آزاد چھوڑ دینے کا طریقہ وضع کیا تھا۔ (مسلم)

۸۲۱۳ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ وَاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْهِ الْحِرُّ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ الصَّوَابُ نَصَّ عَلَيْهِ الشَّيْخُ التُّوْرْبُشْتِيُّ وَصَاحِبُ الْمَفَاتِيْحِ كَذَا فِيْ سُنَنِ اَبِيْ دَاوُدَ وَفِيْهِ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ كَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت ابوعامر اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری امت میں ایسی اقوام ہوں گی جو زنا' ریشمی کپڑوں' شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گی اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں ٹھکانا بنائیں گے' شام کے وقت ان کے مویشی (سیر شکم ہوکر) ان کے پاس واپس لوٹیں گے' ان کے پاس ایک شخص کسی ضرورت کے لیے آئے گا اور وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس لوٹ کر آنا' تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل فرمادے گا' اور ان (میں سے بعض) پر پہاڑ گرا دے گا اور دوسروں کو قیامت کے دن تک بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ فرمادے گا۔ (بخاری) اس روایت میں لفظ ''حر'' حا اور راء کے ساتھ ہے اور یہی درست ہے۔ شیخ تورپشتی اور صاحب المفاتیح نے اس کی تصریح کی ہے' اسی طرح سنن ابوداؤد میں ہے اور اس میں ''یروح علیھم رجل بسارحة لھم'' کے لفظ ہیں' مسلم نے اپنی کتاب میں اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔

''اَلْخَزُّ'' کپڑے کی ایک قسم ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین اسے پہنتے تھے اور یہ مباح تھی۔ مذکورہ مشکوٰۃ المصابیح میں ''الخز'' کے الفاظ کو ہی درست قرار دیا گیا ہے اور شارحین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ بعد والے زمانے میں جو ''خز'' مشہور ہوا' وہ خالص ریشم

ہے اور حرام ہے' لہٰذا یہ حدیث بطور معجزہ آپ ﷺ کی غیبی خبر ہے۔ لیکن زجاجۃ المصابیح میں ''الــحِر'' کے الفاظ کو درست قرار دیا گیا ہے۔ شیخ تورپشتی' ابن عربی اور ابن بطال نے اسی کی تصحیح کی ہے' علامہ عینی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی درست ہے۔

''الحِر'' کا معنی ہے: فرج' اور کلمات حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ زنا کو حلال قرار دیں گے۔ اس معنی کے مطابق کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ

کیا اس امت میں بھی شکلیں تبدیل کرنے کا عذاب ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں فتنوں کا نزول ہوگا اور صورتیں تبدیل کر دی جائیں گی' لہٰذا مومنین کو گناہوں سے بچنا چاہیے تاکہ وہ عذاب اور صورتوں کے مسخ سے محفوظ رہیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اس امت میں بھی مسخ (شکلوں کا بگڑ جانا) اور خسف (زمین میں دھنسایا جانا) واقع ہوگا' جس طرح باقی امتوں پر یہ عذاب آئے۔ جب کہ بعض کا گمان ہے کہ اس امت میں صرف دلوں کا مسخ ہوگا (حقیقی مسخ نہیں ہوگا)۔ میں کہتا ہوں کہ جن احادیث میں مسخ وغیرہ کی نفی ہے' وہ یا تو اس امت کے ابتدائی زمانے پر محمول ہے' لہٰذا وہ احادیث عام ہیں اور اس حدیث کی بناء پر آخری زمانے کی امت اس حکم سے مخصوص ہے' یا تمام امت کا مسخ مراد ہے اور اس حدیث میں بعض امت کا مسخ مراد ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۱۴ - وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے' آپ فرما رہے تھے: لا الہ الا اللہ! عرب کے لیے ہلاکت ہے' اس شر کی وجہ سے جو قریب آ چکا ہے' آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنا کر ارشاد فرمایا: آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ کر دیا گیا ہے' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو ان میں جو لوگ بھی موجود ہوتے ہیں' ان سب پر عذاب آتا ہے' پھر انہیں اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۱۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا' جس حالت پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ

لوگوں میں تبدیلی کا بیان

لوگوں کی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟

ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانا تغیر کہلاتا ہے' اور عنوان میں لوگوں کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

زمانہ نبوت میں لوگ حق پر قائم تھے۔ احکامِ شرع کو بجالاتے تھے' حق کی اتباع کرتے تھے اور دنیا سے اعراض کرتے تھے اور دنیاوی مال واسباب پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔ پسندیدہ صفات اور اخلاقِ عظیمہ کے حامل تھے لیکن آخری زمانے میں لوگوں کی حالت بدل جائے گی اور وہ ان صفات کی مخالف صفتوں کے حامل ہوں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۶۳ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۱۷ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا حال تو ان سو اونٹوں کی طرح ہے' جن میں تمہیں سواری کے قابل ایک اونٹ بھی نہیں ملتا۔ (بخاری و مسلم)

مفہوم حدیث کی وضاحت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سو اونٹوں میں کوئی ایک بھی جوان' مضبوط اور سواری کے لائق اونٹ نہیں ملتا' اسی طرح لوگوں کا حال ہے کہ سو انسانوں میں ایک شخص بھی دوستی اور محبت کے لائق نہیں ملتا' جو اپنے ساتھی کے ساتھ تعاون کرتا ہو' اور علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ احکامِ دین میں سب لوگ برابر ہیں۔ ان میں کسی شرافت والے کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے' جس طرح وہ سو اونٹ جن میں کوئی بھی سواری کے قابل نہیں ہوتا' سب برابر ہوتے ہیں' لیکن پہلا معنی زیادہ واضح ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ پسندیدہ' قابلِ صحبت اور دوستی کے لائق حضرات کا وجود بہت کم ہے' جس طرح کثیر اونٹوں میں طاقت ور اور سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے' کیونکہ عالم' عامل اور مخلص کا وجود کیمیاء کی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۱۸ - وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ یکے بعد دیگرے چلے جائیں گے' بھوسہ باقی رہ جائے گا' جیسے جَو کا بھوسہ یا ردّی کھجوریں' اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

۸۲۱۹ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ لوگ تمہارے خلاف اس طرح متفق ہو جائیں گے جیسے کھانے والے پیالے پر اکٹھے ہو جاتے ہیں' کسی نے عرض کیا: اس دن ہماری کمی کی بناء پر ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بلکہ اس روز تمہاری کثرت ہوگی' لیکن تم سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح خس و خاشاک ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ کہنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ! کمزوری (کا سبب) کیا ہوگا؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند سمجھنا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۸۲۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ إِلَّا أَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب بھی کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں (دشمن

فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا قَطَعَ عَنْهُمُ الرِّزْقَ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ رَوَاهُ مَالِكٌ.

کا) خوف پیدا کر دیتا ہے اور جب بھی کسی قوم میں زنا عام ہوتا ہے' تو ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے' اللہ ان کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے' اور جب بھی کوئی قوم ناحق فیصلے کرتی ہے تو ان میں خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مالک)

۸۲۲۱ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُوْرُكُمْ إِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکمران' تمہارے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار' تمہارے سخی لوگ ہوں اور تمہارے معاملات' تمہارے باہمی مشوروں سے طے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لیے زمین کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے زندگی' موت سے بہتر ہے) اور جب تمہارے حکمران' تمہارے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے کنجوس لوگ ہوں اور تمہارے معاملات' تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے زمین کی پشت سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے موت' زندگی سے بہتر ہے)۔ (ترمذی)

۸۲۲۲ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سننے والے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آئے' ان پر صرف ایک چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کی سابقہ نعمت و دولت والی حالت اور موجودہ تنگ دستی والی حالت کا خیال کرتے ہوئے آپ رو پڑے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے کوئی شخص صبح کے وقت ایک لباس میں ہوگا اور شام کے وقت دوسرے لباس میں ہوگا اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے ڈالو گے' جس طرح کعبہ شریف پر غلاف ڈالا جاتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہم آج کے دن سے بہتر حالت میں ہوں گے کہ ہمیں عبادت کے لیے فراغت حاصل ہوگی اور ہم محنت و مشقت سے چھوٹ جائیں گے' آپ نے فرمایا: نہیں! تمہاری موجودہ حالت' اس حالت سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

صحابی کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے رونے کی حکمت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو فقر و فاقہ میں دیکھا جب کہ اپنی قوم میں

17

وہ مال دار تھے اور ناز و نعمت میں رہتے تھے تو ان پر شفقت و رحمت کا اظہار فرماتے ہوئے رونے لگے' لیکن ایک دوسرے واقعہ سے اس احتمال کی تائید نہیں ہوتی کہ نبی کریم ﷺ بغیر بستر کے چارپائی پر آرام فرماتے تھے' چارپائی کے نشانات جسم انور پر پڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے اس شانِ زہد کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ قیصر و کسریٰ کی عیش و عشرت کو یاد کر کے رو پڑے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث میں رونے کو خوشی پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اپنے صحابی کے زہد اور توجہ الی الآخرت کو ملاحظہ فرمایا تو خوشی سے رو پڑے یا ان کے پاس ضروری لباس وغیرہ نہ ہونے پر غم فرماتے ہوئے روئے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۱۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٢٢٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدِمَتْهُمْ أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ أَبْنَاءُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت (تکبر سے) اکڑ اکڑ کر چلنے لگے گی اور فارس و روم کے شہزادے ان کے خادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے بہترین لوگوں پر ان کے بدترین لوگوں کو مسلط فرما دے گا۔ (ترمذی)

٨٢٢٤ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا إِمَامَكُمْ تَجْتَلِدُوْا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور ایک دوسرے پر تلواریں چلانے لگو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٢٢٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دنیا میں تمام لوگوں سے زیادہ کامیاب شخص وہ ہوگا' جو کمینہ ہوگا اور کمینے کا بیٹا ہوگا۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٢٢٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا اور دین پر استقامت اختیار کرنے والا اسی طرح ہوگا' جیسے آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑنے والا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٢٧ ـ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور بالضرور تم سابقہ قوموں کی پوری پوری اتباع کرو گے' جس طرح بالشت بالشت کے برابر اور گز گز کے برابر ہوتا ہے' حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون مراد ہو سکتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

بَابُ الْإِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

ڈرانے اور محتاط کرنے کا بیان

٨٢٢٨ ـ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاَنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَاُهٗ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِيْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِّثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان باتوں کی تعلیم دوں، جن کا تمہیں علم نہیں، آج اللہ تعالیٰ نے مجھے جن باتوں کی تعلیم دی، وہ یہ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جو مال میں نے اپنے بندے کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے اور یقیناً میں نے اپنے تمام بندوں کو باطل سے اعراض کرنے والا اور حق کی طرف میلان رکھنے والا بنایا اور ان کے پاس شیاطین آئے' ان شیاطین نے انہیں ان کے دین سے منحرف کر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال قرار دی تھیں' اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کو میرا شریک ٹھہرائیں جن (کے وجود پر اور شریک ہونے) پر کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب و عجم والے تمام لوگوں پر غضب فرمایا' سوائے ان بعض اہل کتاب کے جو دین پر باقی اور ثابت رہے تھے' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے محبوب!) میں نے تمہیں اسی لیے مبعوث فرمایا ہے تا کہ میں تمہیں آزمائش میں ڈالوں اور تمہارے ذریعے مخلوق کی آزمائش کروں اور میں نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے' جسے کوئی پانی نہیں دھو سکتا' اسے تم سوتے جاگتے پڑھو گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں' میں نے عرض کیا: اے میرے رب! اس صورت میں تو وہ میرا سر کچل ڈالیں گے اور اسے روٹی کی طرح بنا کر رکھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم انہیں نکالو! جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا اور تم ان سے جہاد کرو' ہم تمہارے لیے جہاد کے اسباب اور سامان مہیا فرما دیں گے اور تم (لشکریوں پر) خرچ کرو' ہم تم پر خرچ کریں گے اور تم لشکر روانہ فرماؤ' ہم پانچ گنا لشکر (امداد کے لیے) بھیجیں گے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کے ہمراہ اپنی نافرمانی کرنے والوں سے جنگ کرو۔ (مسلم)

حرام بھی رزق ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مال میں نے اپنے بندوں کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کو جو مال عطا فرمایا ہے' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ اس سے ان کفار کا انکار مقصود ہے جنہوں نے سائبہ' وصیلہ' بحیرہ اور حام وغیرہ جانور اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے اور ہر وہ مال جس کا بندہ مالک ہو اور دوسرے کے حق کا اس کے ساتھ تعلق نہ ہو' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۹ ص ۱۹۴ 'مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ حرام رزق نہیں' جب کہ اہل سنت کے نزدیک حرام بھی رزق ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس حدیث کا تقاضا ہے کہ حرام رزق نہیں کیونکہ ہر رزق اللہ نے اپنے اسی بندے تک پہنچایا ہے جس بندے کو وہ رزق عطا فرمایا ہے اور جو چیز اللہ نے بندے کو عطا کی ہے وہ حلال ہے لہٰذا ہر رزق جو اللہ نے بندے کو عطا فرمایا ہے وہ حلال ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو حلال نہیں وہ رزق نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ رزق اور عطا کرنے میں فرق ہے رزق عطا کرنے سے عام ہے کیونکہ عطا کرنے کی صورت میں مالک بنانے والا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو مجھے ہزار روپیہ عطا کرے تو تجھے طلاق اور بیوی نے مرد کو ہزار روپیہ عطا کر دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ہزار روپیہ مرد کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا اور رزق میں مالک بنانے والا معنی نہیں پایا جاتا۔ (اور حدیث میں یہ ہے کہ ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے وہ حلال ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر وہ رزق جو میں نے بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے۔ لہٰذا اس سے حرام کا رزق نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۵ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

۸۲۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝ (الشعراء: ۲۱۴) صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۝ (الشعراء: ۲۱۴) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوہِ صفا پر چڑھ کر پکارنے لگے: اے فہر کے خاندان والو! اے عدی کے خاندان والو! قبائل قریش کو حتیٰ کہ تمام لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں گھڑ سواروں کا ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے انہوں نے عرض کی: ہاں! ہم تصدیق کریں گے ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور آپ کو سچا ہی پایا ہے آپ نے فرمایا: میں تمہیں سامنے والے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب کہنے لگا: (العیاذ باللہ!) تم پر ہر وقت ہلاکت ہو کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اس پر سورت "تبّت یدا ابی لهب وتب" نازل ہوئی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود ہلاک ہو۔

(بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهٗ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پکارا: اے عبدمناف کے خاندان والو! تمہاری اور میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لیے دوڑ پڑے کہ کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے: "یا صباحاہ" خبردار! ہوشیار!

۸۲۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝ (الشعراء: ۲۱۴) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آیہ مبارکہ "وانذر عشیرتك الاقربین۝" (الشعراء: ۲۱۴) (اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے!۝) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کو بلایا اور عوام و خواص سب اکٹھے ہو گئے آپ نے فرمایا: اے کعب بن لوی کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اے عبدشمس کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اے عبدمناف کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اے بنی

اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِىْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّىْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہاشم! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! اے بنی عبد المطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ! اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ' میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذاتی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں (اس کی اجازت کے بغیر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا) البتہ میری تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے عنقریب میں اس تعلق سے تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا۔ (مسلم)

وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِىْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِىْ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقَالَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ خَصَّهُمْ لِنَفْيِ التُّهْمَةِ اِذِ الْاِنْسَانُ لَيُسَاهِلُ قَرَابَتَهُ اَوْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاَنَّ النَّجَاةَ فِىْ اِتِّبَاعِهِ دُوْنَ قُرْبَةٍ.

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر فروخت کر دو' میں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی چیز تم سے دور نہیں کر سکتا' اے عبد مناف کے خاندان والو! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے عباس بن عبد المطلب! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے فاطمہ بنت محمد! مجھ سے جو مال چاہے مانگ لو' میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ صاحب مدارک علیہ الرحمۃ کا بیان ہے: خصوصاً انہیں کا ذکر فرمایا کیونکہ انسان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا ہے یا اس لیے تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ ازخود انہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتے اور نجات آپ کی اتباع میں ہے' محض آپ کی قرابت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو نفع پہنچانے کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اہل بیت کو فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے' نبی کریم ﷺ تو روز قیامت باب شفاعت کھلوائیں گے۔ گناہ گاران امت بھی آپ کی شفاعت سے مستفید ہوں گے' بلکہ یہاں وعظ و نصیحت کے مقام پر اپنے اہل بیت اطہار کو شامل فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: جس کا معنی واضح ہے کہ میں ازخود اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی عطا کے بغیر کسی کی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں تخویف و انذار (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے) میں مبالغہ مقصود ہے' ورنہ ان حضرات میں سے بعض کے فضائل احادیث میں مذکور ہیں اور ان حضرات کا جنت میں داخل ہونا مذکور ہے اور احادیث صحیحہ سے گناہ گاروں کے لیے شفاعت ثابت ہے تو پھر آپ کے اقرباء تو بہ طریق اولیٰ شفاعت سے فیض یاب ہوں گے' لیکن اس کے باوجود بے پروائی کا اندیشہ موجود ہے (اس بناء پر بطور مبالغہ وعظ و نصیحت فرمائی)۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

اہل بیت اطہار کی فضیلت میں کثیر احادیث ہیں' چند درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۲۶۲)

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مؤمن عورتوں کی یا فرمایا: اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۲۶۳)

(۳) جب روزِ قیامت ہوگا تو عرش سے ایک منادی ندا دے گا: اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی نگاہیں نیچی کر لو حتیٰ کہ محمد ﷺ کی شہزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پل صراط سے ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں گزر جائیں۔

(کنز العمال علیٰ ہامش مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۴) میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے حیض نہیں آتا اور اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ (کنز العمال علیٰ حاشیہ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسرِ منبر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری اپنی قوم کو فائدہ نہیں دیتی۔ سنو! اللہ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

محب طبری نے اس کا شافی جواب دیا ہے۔ مناوی نے اسے کبیر میں اور صبان نے اسعاف میں نقل کیا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ذاتی طور پر کسی کے لیے کسی چیز کے بھی مالک نہیں نہ نفع کے نہ نقصان کے' البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے رشتہ داروں کو نفع پہنچانے بلکہ آپ کی تمام امت کو شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ خاصہ کے ساتھ نفع پہنچانے کا مالک بنایا ہے' لہٰذا آپ اسی چیز کے مالک ہیں' جس کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے' جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے فرمایا: لیکن میری رشتہ داری ہے جس کے فیض سے میں تمہیں فیض یاب کروں گا یعنی جس کے ذریعے تمہارے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان "لا اغنی عنکم من اللّٰہ شیئًا" سے مراد یہ ہے کہ میں محض ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شانِ شفاعت و مغفرت کے بغیر از خود تمہیں اللہ سے بالکل بے نیاز نہیں کر سکتا' اور آپ نے ڈرانے والے مقام کا لحاظ کرتے ہوئے اور اپنے رشتہ داروں کو عمل پر برانگیختہ کرنے کے لیے اور یہ واضح کرنے کے لیے کہ باقی لوگوں کی بہ نسبت تم اللہ سے ڈرنے کے زیادہ حق دار ہو۔ ان وجوہ کی بناء پر آپ نے ان کو خطاب فرمایا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۳۱ مطبوعہ مطبعہ یمنیہ مصر)

۸۲۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ بَدَاَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ یَكُوْنُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوْضًا ثُمَّ كَائِنٌ جَبْرِیَّةً وَّعُتُوًّا وَّفَسَادًا فِی الْاَرْضِ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِیْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ یُرْزَقُوْنَ عَلٰی ذٰلِكَ وَیُنْصَرُوْنَ حَتّٰی یَلْقَوُا اللّٰهَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ کام نبوت و رحمت کی صورت میں شروع ہوا' پھر یہ خلافت و رحمت بن جائے گا' پھر ظلم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گا' پھر جبر و زیادتی' سرکشی اور زمین میں فساد کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا' لوگ ریشم' زنا' اور شراب کو حلال قرار دیں گے' اس کے باوجود انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۲۳۲ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ حُذَیْفَةَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبْتُ اِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُذَكِّرُهٗ اِيَّاهُ وَقُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسُرَّ بِهٖ وَاَعْجَبَهٗ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِ الْخِلَافَةِ ثَانِيًا عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ زَمَنُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمَهْدِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تم میں نبوت قائم رہے گی' پھر وہ طریقِ نبوت پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ قائم رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا' پھر وہ ظلم و ستم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ جبر و زیادتی والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ نبوت کی طرز پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی' پھر آپ خاموش ہو گئے۔ حبیب بن سالم کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ امرِ خلافت پر متمکن ہوئے تو میں نے انہیں یاد دلانے کے لیے ان کی طرف یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ ظالم و جابر بادشاہوں کے بعد امیر المؤمنین ہوں گے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اس پر خوش ہوئے اور انہیں یہ بات پسند آئی۔ (احمد' بیہقی' دلائل النبوۃ) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ خلافت کے دوبارہ طریقِ نبوت پر ہونے سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔

٨٢٣٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ ابْنُ يَحْيَى الْهَمَاوِيُّ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيَّنَ قَالَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: سب سے پہلے جو چیز اوندھی کی جائے گی۔ زید بن یحییٰ ہماوی کہتے ہیں: یعنی (سب سے پہلے) اسلام سے (جو چیز اوندھی کی جائے گی) جیسا کہ برتن کو اوندھا کیا جاتا ہے' وہ شراب ہے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس شراب کے متعلق جو بیان فرمانا تھا وہ بیان فرما دیا ہے' آپ نے فرمایا: لوگ اس کا نام تبدیل کر کے اور نام رکھ لیں گے اور اسے حلال قرار دیں گے۔ (دارمی)

٨٢٣٤ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتِيْ هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس امت پر رحمت فرمائی گئی ہے' اس پر آخرت میں عذاب نہیں' اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہیں۔ (ابوداؤد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الْفِتَنِ
فتنوں کا بیان

''فتن'' کی لغوی تحقیق

''فتن'' فتنہ کی جمع ہے' جس طرح محن' محنت کی جمع ہے' اس کا معنی ہے: آزمائش' کسی چیز کو پسند کرنا' کسی چیز پر فریفتہ ہونا اور گمراہ ہونا' گمراہ کرنا' گناہ' کفر' فضیحت و رسوائی' عذاب' سونے چاندی کو پگھلانا' جنون' مال و اولاد کی محبت اور لوگوں کا رائے میں اختلاف کرنا بھی اس کا معنی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۵' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۲۳۵ - عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَرَكَ شَيْئًا يَّكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے (اور خطبہ ارشاد فرمایا) آپ نے اس مقام میں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو بیان کر کے چھوڑا' اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا' میرے یہ دوست اس بات کو جانتے ہیں' اور بے شک ان میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں اور میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ چیز مجھے اس طرح یاد آ جاتی ہے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ یاد رکھتا ہے کہ جب وہ شخص اس سے غائب ہو جاتا ہے' پھر وہ اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو قیامت تک وقوع پذیر ہونے والی ہر چیز کا علم عطا فرما دیا۔ اگر آپ کو علم نہ ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کیسے بیان فرماتے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کو خاص اسی وقت علم فرمایا گیا تھا' پھر علم نہ رہا تو اس کا یہ دعویٰ محض بلا دلیل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرما کر بھلایا نہیں جاتا۔ بعض اوقات کسی حکمت کی بناء پر نسیان طاری ہوتا تھا لیکن نسیان کی وہ حالت برقرار نہیں رہتی تھی' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ. اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔

(الاعلیٰ: ۶-۷)

ایسا دعویٰ کرنے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس لے لیے۔ ہاں! ہمارے پاس واضح دلائل ہیں کہ اللہ رب العزت نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس نہیں لیے بلکہ ان میں اضافہ ہی فرماتا

رہا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ اور بے شک آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے ○

(الضحیٰ:۴)

اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے علوم میں ''یوماً فیوماً'' ترقی ہی ہوتی رہتی ہے۔اگر علوم عطا کر کے واپس لے لیے جائیں تو آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر کیسے ہوگی کیونکہ علم والی حالت لاعلمی والی حالت سے بہتر ہوتی ہے' نیز اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیبیہ حاصل ہیں' کیونکہ آنے والے واقعات غیب ہیں' انہیں بیان کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دے سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو۔اس صریح حدیث کے بعد کسی مولوی کا یہ کہنا کہ علم غیب کے بارے میں نبی اور غیر نبی یکساں بے خبر اور نادان ہیں' کتنی جاہلانہ بات ہے۔قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسی خرافات وہی زبان پر لاسکتا ہے' جو مقام رسالت سے ناآشنا ہو۔اللہ رب العزت تو نبی وغیر نبی میں فرق واضح فرماتا ہے۔ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے' ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں کو جنہیں چاہتا ہے۔

(آل عمران:۱۷۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن:۲۵۔۲۶)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا ○ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ○

(التکویر:۲۴)

اگر آپ کو اللہ کی عطا سے غیب کا علم نہیں تو غیب کیسے بتا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء:۱۱۳)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ○

جو کچھ آپ نہ جانتے تھے وہ آپ سے غیب تھا' اللہ نے آپ کو بتلا دیا تو اس کا معنی یہی ہوا کہ اللہ نے آپ کو غیب کی تعلیم دے دی۔اللہ تعالیٰ آپ کو غیب کی تعلیم دے اور آپ کو غیب کا علم نہ آئے' یہ کیسے ہو سکتا ہے' نہ اللہ کی تعلیم میں کوئی کمی ہے' نہ محبوب کریم ﷺ کی استعداد اور قابلیت میں کوئی کمی ہے۔اس کے باوجود یہ کہنا کہ قرآن وسنت میں یہ کہیں نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم حاصل ہے' یہ قوم کو کتنا بڑا مغالطہ دینا ہے' پھر عجیب منطق کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیب سے آگاہ فرما دیا تو وہ چیزیں آپ کے لیے غیب نہ رہیں' ظاہر ہو گئیں اور ان کا علم علمِ غیب نہ رہا' لہٰذا آپ کے علم پر علمِ غیب کا اطلاق درست نہیں۔اگر اس انوکھی اور جاہلانہ منطق کو تسلیم کیا جائے تو اللہ رب العزت کو عالم الغیب کہنا درست نہ ہو کیونکہ اللہ رب العزت سے تو کوئی چیز مخفی نہیں۔اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا یہی معنی ہے کہ جو چیزیں دوسروں سے غیب ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کا بھی یہی معنی ہے کہ جو چیزیں لوگوں کی نگاہ سے مخفی ہیں' اللہ کی عطا سے نگاہِ نبوت کی ان تک رسائی

ہے۔ اگرچہ کثیر دلائل سے نبی کریم ﷺ کے لیے علمِ غیب کا ثبوت ہے مگر اس کے باوجود علمائے اہلِ سنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست نہیں کیونکہ عرفاً اور شرعاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ سیدی و مرشدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے۔ (مناظرہ بریلی ص ۱۰۶ ' مطبوعہ مکتبہ حامد یہ لاہور)

اور امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی یہی بیان فرمایا:

مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے اُمورِ غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

(الامن والعلیٰ ص ۲۰۳ ' مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

جب کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے لیے علمِ غیب تسلیم کرنے پر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں مگر جب ماننے پر آتے ہیں تو جانوروں' پاگلوں اور بچوں کے لیے بھی علمِ غیب تسلیم کر لیتے ہیں۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بہ قولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب' اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے' ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (بچے اور پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چارپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۱۵ ' مطبوعہ ادارہ فروغ اسلام' سعید منزل' کراچی)

اس گستاخانہ عبارت میں جہاں نبی کریم ﷺ کی توہین کی گئی ہے' وہیں زید و عمرو بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بعض علومِ غیبیہ تسلیم کیے گئے ہیں۔

۸۲۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِىَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ بہ خدا! میں نہیں جانتا کہ میرے دوست بھول گئے ہیں یا بھولنے والے بن گئے ہیں' اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک واقع ہونے والے کسی ایسے فتنے کے قائد کا ذکر نہیں چھوڑا' جن کی تعداد تین سو یا اس سے زائد تک پہنچتی ہے' آپ نے ہمیں اس کا نام' اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بیان فرما دیا۔

(ابوداؤد)

۸۲۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْاَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِىْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا فِىْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دُخَنٌ قُلْتُ وَمَا دُخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَّسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِىْ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِىْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جب کہ میں آپ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا' اس خوف سے کہ وہ شر کہیں مجھ تک نہ پہنچ جائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور بُرائی میں تھے' اللہ تعالیٰ (آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے) ہمارے لیے یہ خیر لے آیا' تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور اس خیر میں کدورت اور ملاوٹ ہوگی' میں نے عرض کیا: اس خیر کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کریں گے اور میری عادت کے خلاف عادت اپنائیں گے' ان میں کچھ باتیں پسندیدہ ہوں گی اور کچھ باتیں ناپسندیدہ

عَلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوں گی' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے' جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا' اسے وہ جہنم میں پھینک دیں گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کی صفات بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: وہ ہمارے قبیلوں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں ہی کلام کریں گے' میں نے عرض کیا: اگر میں انہیں پاؤں تو میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑے رہنا' میں نے عرض کیا: اگر ان کی کوئی جماعت نہ ہو' اور نہ کوئی امام ہو؟ فرمایا: پھر تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے حتیٰ کہ تمہیں اسی حالت پر موت آ جائے۔

(بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو نہ میری سیرت کو اختیار کریں گے اور نہ میری سنت پر چلیں گے' ان میں کچھ آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی جسموں میں شیطانوں کے دل ہوں گے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں انہیں پاؤں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ فرمایا: تم امیر کی بات سننا اور امیر کی پیروی کرنا اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال لے لیا جائے' پس تم سننا اور اطاعت کرنا۔

٨٢٣٨ - وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلٰی اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰی دُخَنٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَنْشَاُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاَطِعْهُ وَاِلَّا فَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰی جِذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَّنَارٌ فَمَنْ وَّقَعَ فِيْ نَارِهٖ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَّقَعَ فِيْ نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا جس طرح کہ اس خیر سے پہلے شر تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اس شر سے نجات کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: تلوار' میں نے عرض کیا: کیا تلوار کے بعد بھی کچھ باقی رہے گا؟ فرمایا: ہاں! ناپسندیدہ اُمور کے ارتکاب کے باوجود حکومت ہوگی اور کدورت ونفاق کے ساتھ صلح ہو گی' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گمراہی کی طرف بلانے والے ہوں گے' اگر زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ ہو جو تمہاری پشت پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے تو تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ تم اس حالت میں مر جانا کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ فرمایا: پھر اس کے بعد دجال نکلے گا' اس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی' جو اس کی آگ میں گر پڑا' اس کا اجر وثواب ثابت ہو جائے گا اور اس کے گناہ ختم کر دیئے جائیں گے اور جو کوئی اس کی نہر میں گر پڑا' اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے اور اس کا اجر وثواب ضائع کر دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گھوڑی بچہ جنے گی اور اس پر سواری نہیں کی

جائے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔گا؟ فرمایا: پھر اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا' جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰی دُخْنٍ وَّجَمَاعَةٌ عَلٰی اَقْذَاءٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْهُدْنَةُ عَلَی الدُّخْنِ مَا هِیَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَی الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْهِ قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَیْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ عَمْیَاءُ صَمَّاءُ عَلَیْهَا دُعَاةٌ عَلٰی اَبْوَابِ النَّارِ فَاِنْ مُتَّ یَا حُذَیْفَةُ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰی جِذْلٍ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِّنْهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: کدورت کے باوجود صلح ہو گی اور ناپسندیدہ اُمور پر اجتماع ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کدورت پر صلح کیا ہو گی؟ فرمایا: لوگوں کے دل سابقہ حالت پر نہیں لوٹیں گے' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: اندھے' بہرے فتنے ہوں گے جن پر جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے' اے حذیفہ! اگر تم اس حالت میں فوت ہو گئے کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو تو یہ تمہارے لیے ان میں سے کسی کی اتباع کرنے سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ سَتَکُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَکْمَاءُ عَمْیَاءُ مَنْ اَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَاَشْرَافُ اللِّسَانِ فِیْهَا کَوُقُوْعِ السَّیْفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے بہرے' گونگے' اندھے ہوں گے' جو کوئی ان فتنوں کے قریب ہو گا' وہ اسے کھینچ لیں گے' اور ان فتنوں میں زبان کھولنا' تلوار چلنے کی طرح ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ الْفِتَنَ فَاَکْثَرَ فِیْ ذِکْرِهَا حَتّٰی ذَکَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ وَّمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ قَالَ هِیَ هَرَبٌ وَّحَرَبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ مِنِّیْ وَلَیْسَ مِنِّیْ اِنَّمَا اَوْلِیَاءِیَ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ یَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰی رَجُلٍ کَوَرِکٍ عَلٰی ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَیْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَاِذَا قِیْلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْهَا مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا حَتّٰی یَصِیْرَ النَّاسُ اِلٰی فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطُ اِیْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِیْهِ وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا اِیْمَانَ فِیْهِ فَاِذَا کَانَ ذٰلِکَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ یَّوْمِهٖ اَوْ مِنْ غَدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور بہت زیادہ ذکر فرمایا حتیٰ کہ آپ نے چٹائی کے فتنے کا ذکر کیا' حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا: چٹائی کا فتنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بھاگ دوڑ اور لوٹ مار ہے' پھر خوش حالی کا فتنہ ہے جس کا فساد میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں کے نیچے ہوگا' اس کا گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ میرے دوست تو متقی پرہیزگار لوگ ہیں' پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو پہلو پر سرین کی طرح ہوگا (نااہل ہوگا)' پھر تاریک فتنہ ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو طمانچہ لگائے بغیر نہیں چھوڑے گا' جب کہا جائے گا کہ یہ فتنہ گزر گیا ہے تو وہ اور پھیل جائے گا' اس فتنہ میں آدمی صبح مؤمن ہونے کی حالت میں گزارے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو خیموں کی طرف رجوع کریں گے' ایک ایمان کا خیمہ ہوگا جس میں نفاق نہیں ہوگا اور ایک نفاق کا خیمہ ہوگا جس میں ایمان نہیں ہوگا' جب یہ حالت ہو جائے گی تو تم اسی دن یا اگلے دن دجال کا انتظار کرنا۔ (ابوداؤد)

٨٢٤١ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ فَكَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا سُيُوْفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

قیامت کے آنے سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' ان فتنوں کے زمانے میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' تم ان فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور اپنی تانتیں کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھروں پر مار دینا اور اگر تم میں سے کسی پر وہ فتنہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے (یعنی ہابیل) کی طرح ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ ذَكَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ ثُمَّ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں "خیر من الساعی" تک یہ حدیث پاک مذکور ہے (اور ان الفاظ کے بعد والی عبارت مذکور نہیں اور اس کے بعد یہ عبارت مذکور ہے کہ) پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم گھروں کی چٹائیوں کی طرح بن جانا' اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنہ میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنی کمانوں کی تانتیں کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندرونی حصے کو لازم پکڑ لینا اور آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

٨٢٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا وَّيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَّبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے فتنوں سے پہلے اعمال کر لو' جن فتنوں میں آدمی صبح مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' اور دنیا کے ساز و سامان کے عوض اپنا ایمان فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

٨٢٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جو ان فتنوں کے قریب ہوگا' فتنے اس کے قریب ہو جائیں گے' جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ فَمَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: فتنے ظاہر ہوں گے جن میں سویا ہوا شخص بیدار آدمی سے بہتر ہوگا اور بیدار کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا

وَّجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ.

ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔

۸۲۴۴ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ فِيْهَا وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ اِلَيْهَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ يَعْمَدُ اِلٰى سَيْفِهٖ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يُنْطَلَقَ بِیْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ بِسَيْفِهٖ اَوْ يَجِیْءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِیْ قَالَ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں بیٹھا ہوا شخص' چلنے والے آدمی سے بہتر ہو گا اور چلنے والا' ان کی طرف دوڑ کر جانے والے سے بہتر ہو گا' سن لو! جب وہ فتنے واقع ہوئے تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں' وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں' وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین ہو' وہ اپنی زمین میں چلا جائے' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں بیان فرمائیں! جس شخص کے پاس نہ اونٹ ہو' نہ بکریاں' نہ زمین (وہ کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو' اور اس کی دھار پر پتھر مار دے' پھر اگر وہ نجات حاصل کر سکتا ہو تو نجات حاصل کرے' تین بار فرمایا: اے اللہ! میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتلائیں! اگر مجھے مجبور کر کے کسی ایک صف میں داخل کر دیا جائے' پھر کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے مارے یا کوئی تیر آئے اور مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص تیرا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے گا اور جہنمی ہو گا۔ (مسلم)

۸۲۴۵ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی' جنہیں وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں یا بارش برسنے کی جگہ پر چلا جائے گا اور اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔ (بخاری)

گوشہ نشینی اور باہمی میل جول میں کون سا طریقہ افضل ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی افضل ہے' جب کہ شرعی احکام و قواعد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں لوگوں میں مل جل کر رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اسلام دینِ محبت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے مل جل کر' محبت کے ساتھ زندگی گزاریں' اور میل جول کے بغیر انسانی معاشرہ کی بقا کا تصور نہیں۔ نماز پنجگانہ باجماعت مشروع کی گئی ہے تا کہ اہل محلّہ کا باہمی میل جول ہو' نماز جمعہ مشروع کی گئی تا کہ شہر کے لوگوں کی آپس میں ملاقات ہو' نماز عید مشروع کی گئی تا کہ پورے علاقہ کے لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور ان کے احوال سے واقف ہوں' حج فرض کیا گیا تا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا باہمی اجتماع ہو۔ ان امور سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں میں مل جل کر رہنا اسلامی مزاج کے مطابق ہے اور تنہائی سے افضل ہے جب کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی اور تنہائی افضل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کوئی تعارض نہیں' دراصل حالات' اوقات اور اشخاص کے لحاظ سے احکام مختلف ہیں' ایک آدمی کے لیے گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے تو دوسرے کے لیے میل جول افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات ایک ہی آدمی

کے لیے ایک وقت یا حالت میں میل جول افضل ہوتا ہے' لیکن دوسرے وقت یا حالت میں گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے۔ایک عالم صالح لوگوں میں مل جل کر رہے گا' انہیں وعظ ونصیحت کرے گا اور ان کی اصلاح کرے گا' ایسے شخص کے لیے گوشہ نشینی بہتر نہیں اور ایک آدمی لوگوں کے درمیان رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کرسکتا' ایسے آدمی کے لیے گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ برے ہم نشین کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔

٥٢٤٦ - وَعَنْ اُمِّ مَالِكٍ الْبُهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا قَالَ رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّيْ حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَ رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يَخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُوْنَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا اور اسے قریب بیان فرمایا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس فتنہ میں بہترین شخص کون ہوگا؟ فرمایا: جو آدمی اپنے مویشیوں میں رہے اور ان کا حق ادا کرے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرے اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہو' وہ اپنے دشمن کو ڈراتا ہو اور دشمن اسے ڈراتے ہوں۔ (ترمذی)

٥٢٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُيُوْتَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتّٰى يَجْهَدَكَ الْجُوْعُ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ مَوْتٌ يَبْلُغُ الْبَيْتُ الْعَبْدَ حَتّٰى اَنَّهٗ يُبَاعَ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصْبِرُ يَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ اَحْجَارَ الزَّيْتِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَاْتِيْ مَنْ اَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ وَاَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ اِذًا قُلْتُ فَكَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ خَشِيْتَ اَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَاَلْقِ نَاحِيَةَ ثَوْبِكَ عَلٰى وَجْهِكَ لِيَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز دراز گوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' جب ہم مدینہ منورہ کی آبادی سے نکل گئے تو آپ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں بھوک اور قحط سالی ہوگی' تم اپنے بستر سے کھڑے ہوگے لیکن اپنی مسجد تک نہیں پہنچ سکو گے حتیٰ کہ بھوک تمہیں مشقت میں ڈال دے گی (اور تمہیں مسجد تک جانے سے عاجز کر دے گی)' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: پاک دامنی اختیار کرنا' اے ابوذر! پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں عام موت ہوگی (نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ) گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا' حتیٰ کہ قبر غلام کے عوض فروخت ہوگی' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے ابوذر! صبر اختیار کرنا' پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا (حتیٰ کہ) خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنوں کے پاس چلے جانا' میں نے عرض کیا: میں ہتھیار پہن لوں گا' آپ نے فرمایا: پھر تو تم قوم کے ساتھ ہی شامل ہو جاؤ گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر تمہیں خوف ہو کہ تلوار کی شعاعیں تم پر غالب آجائیں گی تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرہ پر ڈال لینا تا کہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے۔ (ابوداؤد)

غلام کے عوض قبر فروخت ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبر غلام کے عوض فروخت کی جائے گی۔ اس فرمان سے کیا مراد ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ قبر کی جگہیں تنگ پڑ جائیں گی اور لوگ ایک قبر کی جگہ غلام کے عوض فروخت کرنے لگیں گے' لیکن علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ موت کتنی بھی پھیل جائے' جگہ ختم نہیں ہوتی' اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قبر کی جگہ سے معروف قبرستان مراد ہیں کہ لوگوں کی عادت ہے کہ مردوں کو انہی قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں (اور مراد یہ ہے کہ قبرستانوں میں جگہ تنگ پڑ جائے گی' لہٰذا دوسری جگہ دفن پر لوگ مجبور ہوں گے اور ان جگہوں کے مالک ایک قبر کی جگہ کی اتنی اتنی قیمت وصول کریں گے)' اور شرح السنہ میں ہے کہ موت کی کثرت کی بناء پر لوگ مردوں کے دفن میں اتنے مشغول ہو جائیں گے کہ کوئی قبر کھودنے والا نہیں ملے گا اور ایک قبر کھودنے کی اجرت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ موت اتنی عام ہو جائے گی کہ گھر میں صرف غلام باقی رہ جائے گا' جو گھر کے کمزور لوگوں کی نگہداشت کرے گا۔اور علامہ مظہر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گھر سستے ہو جائیں گے اور ایک غلام کے عوض گھر مل جائے گا۔جن کے نزدیک کفن چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے' وہ اس حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبر کو گھر فرمایا ہے' اس سے پتا چلتا ہے کہ قبر بھی گھر کی طرح محفوظ مقام ہے۔ میں کہتا ہوں: بالخصوص جب یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کفن چور کا ہاتھ کاٹا ہے' مگر ہمارے علمائے احناف فرماتے ہیں کہ وہ بطور سیاست کاٹا گیا تھا (بطور حد نہیں)۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

واقعہ حرہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا' حتیٰ کہ خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا۔اس سے واقعہ حرہ مراد ہے جو یزید پلید کے دور میں ہوا۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

احجار الزیت' مدینہ منورہ کی غربی جانب ایک مقام ہے' جس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گویا ان پر زیتون کا تیل مل دیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ نے اس فرمان سے واقعہ حرہ کی خبر دی ہے اور یہ بدترین واقعہ ہے کہ کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان اس کے کہنے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ واقعہ بدبخت یزید کے دور میں وقوع پذیر ہوا۔اس نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک لشکر کثیر مدینہ منورہ روانہ فرمایا اور اس عظمت والے شہر کی بے حرمتی کی اور صحابہ کرام وتابعین کرام علیہم الرضوان کی کثیر جماعت کو شہید کیا' جس کی تفصیل تاریخ مدینہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔مدینہ منورہ میں تباہی پھیلانے کے بعد اس نے مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور اسی سال یہ بدبخت اپنے انجام کو پہنچ گیا۔(اشعۃ اللمعات ج ۵ ص ۲۸۸' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۵۲۴۸ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو' جو میں دیکھ رہا ہوں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے فرمایا: میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں اس طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' جس طرح بارش گرتی ہے۔(بخاری ومسلم)

۵۲۴۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دلوں پر فتنے اس طرح وارد ہوں گے جیسے چٹائی بنتے وقت یکے بعد دیگرے لکڑیاں داخل ہوتی ہیں' تو جس دل میں ان فتنوں کی محبت رچ بس جاتی ہے' اس میں سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور جو دل ان فتنوں کو

اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ناپسند کرتا ہے اس میں سفید نکتہ لگا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ (فتنوں کی تاثیر وعدم تاثیر کے لحاظ سے) دلوں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں ایک سنگ مرمر کی طرح صاف و شفاف سفید دل کہ اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچاتا جب تک آسمان وزمین باقی رہیں اور دوسرا سیاہ خاکستری رنگ والا کوزے کی طرح اوندھا دل جو نہ نیکی کو پہچانتا ہے اور نہ برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ صرف اسی خواہش کو پہچانتا ہے جو اس کے دل میں رچ بس چکی ہے۔ (مسلم)

٨٢٥٠ ـ وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَّيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بیان فرمائیں جن میں سے ایک میں نے دیکھ لی ہے اور دوسری کا مجھے انتظار ہے آپ نے ہمیں بیان فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی اصل میں نازل ہوئی ہے پھر انہوں نے قرآن پاک سیکھا پھر انہوں نے حدیث پاک کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کی خبر دی فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر داغ کی طرح باقی رہ جائے گا پھر آدمی ایک نیند سوئے گا تو امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر آبلے کی طرح رہ جائے گا جس طرح انگارے کو تم اپنے پاؤں پر رکھتے ہو تو آبلہ پڑ جاتا ہے اور تم اس جگہ کو سوجا ہوا دیکھتے ہو حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی اور لوگ خرید وفروخت کریں گے اور کوئی ایک بھی امانت ادا نہیں کرے گا اور کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین شخص ہے اور ایک شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ کتنا عقل مند ہے اور کتنا خوش گفتار وخوش طبع ہے اور کتنا مضبوط وقوی شخص ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٥١ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ قَالَ فَبِمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَاِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ان میں باقی رہ جاؤ گے جو لوگوں میں بھوسے کی طرح ہوں گے (گھٹیا اور کمینے لوگ ہوں گے) ان کے عہد اور امانتیں درست نہ رہیں گی اور ان میں اختلاف ہو جائے گا تو وہ اس طرح ہو جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نورانی انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرمائیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: نیکی کو لازم پکڑ لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کو لازم پکڑ لینا اور عوام سے بچنا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ

اور ایک روایت میں ہے: اپنے گھر کو لازم پکڑ لینا اور اپنی زبان کو روکے رکھنا اور نیکی کو اختیار کر لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کے

بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

معاملہ کو لازم پکڑنا اور عام لوگوں کے معاملہ کو چھوڑ دینا۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)

٨٢٥٢ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ قَالَ اَلْقَتْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ مختصر ہو جائے گا اور علم اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور بخل دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور ہرج (فتنہ) عام ہو جائے گا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہرج (فتنہ) کیا ہے؟ فرمایا: قتل۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٥٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَاْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَّا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيْلَ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرَجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر ایک دن ایسا آئے گا کہ قاتل نہیں جانے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا ہے اور مقتول کو علم نہیں ہوگا کہ وہ کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے' عرض کیا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: فتنہ کی وجہ سے' قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ (مسلم)

گناہ کے پختہ دلی ارادہ پر بھی گناہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ قاتل ومقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

قاتل مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ وہ بھی مسلمان کے قتل کا حریص تھا' البتہ اسے موقع نہیں ملا۔ علامہ نووی نے کہا کہ قاتل کا جہنمی ہونا تو ظاہر ہے اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ اس نے اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور اس حدیث میں صحیح مشہور مذہب کی دلیل ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کی نیت کرے اور پختہ ارادہ کر لے لیکن گناہ نہ کرے اور نہ اس کے متعلق زبان سے کچھ کہے تو اسے بھی گناہ ہوگا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ١٤١' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی جنگوں کا حکم

اس حدیث میں قاتل ومقتول دونوں کو جہنمی قرار دیا گیا اور ایک دوسری روایت میں ہے: **"اذا تواجه المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار"** جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ آمنے سامنے ہوں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔

(صحیح مسلم' رقم الحدیث: ٧١٨١)

اس حدیث پر سوال ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جنگیں ہوئیں اور کثیر صحابہ شہید ہوئے' ان کے متعلق کیا حکم ہوگا؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

قاتل ومقتول دونوں کا جہنمی ہونا اس صورت میں ہے جب وہ کسی تاویل کے بغیر لڑائی کریں اور ان کی جنگ عصبیت کی بناء پر ہو اور ان کے جہنمی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہوں گے' البتہ کبھی اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا اور کبھی معاف فرما دے' یہی اہل حق کا مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل کی جائے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جو لڑائیاں ہوئیں' وہ اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ان کے متعلق حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے جھگڑوں کے بارے میں زبان بند رکھی جائے' ان کی لڑائیوں کی تاویل یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سب کے سب مجتہد تھے۔ ان کا مقصد گناہ یا حصول دنیا نہیں تھا

بلکہ ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا واجب ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے' ان میں بعض کا اجتہاد درست تھا اور بعض خطاء پر تھے اور انہیں خطاء میں معذور رکھا جائے گا کیونکہ مجتہد جب خطا کرے تو اسے گناہ نہیں ہوتا' اور ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے' یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ ان واقعات میں اشتباہ تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی ان میں حیران رہی اور وہ دونوں فریقوں سے دور رہے اور انہوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' اور نہ ہی کسی کے حق پر ہونے کا انہیں یقین رہا' ورنہ وہ حق والے کی مدد سے پیچھے نہ رہتے۔

(المنہاج شرح مسلم ج ۹ ص ۲۲۰' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

٨٢٥٤ - وَعَنْ مَّعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ کے زمانہ میں عبادت' میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

٨٢٥٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' اور ہم نے آپ کے پاس حجاج کے مظالم کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: صبر کرو! کیونکہ تم پر جو بھی زمانہ آئے گا' اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملاقات کر لو گے' میں نے یہ بات تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

٨٢٥٦ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت مقدام بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا' اور جسے فتنوں میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو وہ کتنا اچھا ہے! (ابوداؤد)

٨٢٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ اَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب والے اس شر سے ہلاک ہو گئے جو قریب آ چکا ہے' وہ شخص کامیاب ہے جس نے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔ (ابوداؤد)

٨٢٥٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيْهَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنہ ظاہر ہوگا جو پورے عرب کو گھیر لے گا' اس فتنہ کے مقتولین جہنم میں ہوں گے' اس میں زبان چلانا تلوار کے چلنے سے زیادہ سخت ہوگا۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

٨٢٥٩ - وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِيْ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ واقع ہوا تو اصحاب بدر میں سے کوئی باقی نہ رہا' پھر دوسرا فتنہ یعنی واقعہ حرہ واقع ہوا تو حدیبیہ والے صحابہ کرام سے کوئی باقی نہ رہا' پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا اور

الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وہ فتنہ برطرف ہوا تو لوگوں میں کوئی قوت و طاقت باقی نہ رہی۔ (بخاری)

٨٢٦٠ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَةُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ (بخاری)

٨٢٦١ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِي الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر محض گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٨٢٦٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِي الْاَوْثَانَ وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت کے دن تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہیں مل جائیں گے اور جب تک میری امت کے کچھ قبائل بت پرستی نہیں کرنے لگ جائیں گے اور یقیناً عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے' جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ثابت' (دشمنانِ دین پر) غالب رہے گا' ان کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٨٢٦٣ - وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَّعُثْمَانَ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت تیس سال ہے' پھر بادشاہت ہوگی' پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شمار کرو' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ سال ہے۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد)

٨٢٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سَبْعٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال تک گھومتی رہے گی' اگر (اس مدت میں) یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کا راستہ ہلاک ہونے والوں کا راستہ ہے'

وَّثَلَاثِيْنَ فَاِنْ يَّهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ وَاِنْ يَّقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِيَ اَوْمِمَّا مَضٰى قَالَ مِمَّا مَضٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ان کے لیے ان کا دین ستر سال تک قائم رہے گا۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: کیا یہ (ستر سال) باقی مدت سے شمار ہوں گے یا گزشتہ مدت سے؟ آپ نے فرمایا: گزشتہ سے۔ (ابوداؤد)

۸۲۶۵ - وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰى غَزْوَةِ حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ حنین کے لیے تشریف لے گئے تو آپ مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے، جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے، جس درخت کو "ذاتِ انواط" کہا جاتا تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی "ذاتِ انواط" بنا دیجئے، جس طرح ان کے لیے "ذاتِ انواط" ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہمارے لیے ایک معبود بنا دو، جس طرح کہ ان کے لیے معبود ہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے والوں کی روش پر چلو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَلَاحِمِ

لڑائیوں کا بیان

"ملاحم" کی لغوی تحقیق

"ملاحم"، "ملحمہ" کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: لڑائی یا عظیم واقعہ۔ نہایہ میں ہے کہ اس کا معنی ہے: جنگ اور لڑائی کا مقام۔ یہ کپڑے کے تانے کی طرح لوگوں کے آپس میں الجھ جانے اور گتھم گتھا ہونے سے ماخوذ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ لحم (گوشت) سے ماخوذ ہے کیونکہ لڑائی میں مقتولوں کا گوشت بہ کثرت بکھرا پڑا ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف "نبی الملحم" بھی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح جمال کا منبع ہیں، اسی طرح آپ جلال کا بھی سرچشمہ ہیں اور صفت جلال و جمال دونوں کا جمع ہونا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلبہ رحمت کی بناء پر آپ کی شان میں فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O" (الانبیاء:۱۰۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اخلاق اور صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "سبقت رحمتی علٰی غضبی" میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو "یا ارحم الراحمین" کہہ کر پکارا جاتا ہے، بلکہ "ملحمہ" (لڑائی) درحقیقت عینِ رحمت ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے محنت و آزمائش دراصل احسان و عطا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے بلاء و مصیبت بھی دراصل عطیہ خداوندی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ O" (البقرہ:۴۹) "اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے عظیم آزمائش ہے O"۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۸۲۶۶ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہو گی، دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا، اور یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے، جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور

قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا اَرَبَ لِيْ بِهٖ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهُ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلے بہ کثرت ہوں گے اور زمانہ مختصر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج یعنی قتل بہ کثرت ہوگا اور یہاں تک کہ تم میں مال بہ کثرت ہو جائے گا اور مال کا سیلاب آ جائے گا حتیٰ کہ مال والا شخص تلاش کرے گا کہ کون اس کا صدقہ قبول کرے اور یہاں تک کہ جس پر وہ مال پیش کرے گا' وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں' اور یہاں تک کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا' اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جب سورج طلوع ہوا' اور لوگوں نے اسے دیکھا تو سارے ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا اور وہ اس کا سودا نہیں کر پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے' اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا اور اسے پی نہیں سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنے حوض پر مٹی لگا رہا ہوگا اور اس میں (اپنے جانور کو) پانی نہیں پلا سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی نے اپنے منہ تک لقمہ اٹھایا ہوگا اور وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔ (بخاری ومسلم)

دو بڑی جماعتوں سے مراد کون سی جماعتیں ہیں؟

اس حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اس سے مراد حضرت سیدنا علی و سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں کیونکہ دونوں جماعتیں ہی عظیم تھیں اور دونوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑی جماعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تھی مگر تغلیباً دونوں کو بڑی جماعت کہہ دیا' جس طرح ماں باپ میں ''اب'' صرف باپ ہوتا ہے مگر باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کو ''ابوین'' کہا جاتا ہے اور ان دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی تھا کہ دونوں ہی مسلمانوں کی جماعتیں تھیں' اس میں خارجیوں کا رد ہے کہ وہ دونوں جماعتوں کو کافر کہتے ہیں اور رافضیوں کا بھی رد ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کو کافر کہتے ہیں۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ کی خبر سے آگاہ فرمایا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۶۷ - وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یاد ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھے یاد ہے؟ آپ نے فرمایا: بیان کرو! بے شک تم تو بڑی جرأت والے ہو'

وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُّغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ نے کیسے فرمایا تھا؟ میں نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی کا فتنہ اس کے گھر، اس کے مال، اس کی ذات، اس کی اولاد اور اس کے پڑوس میں ہے، اس کا کفارہ روزے، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری یہ مراد نہیں، میری مراد تو وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوا آئے گا، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کا اس فتنہ سے کیا کام! بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، آپ نے فرمایا: وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا، میں نے عرض کیا: نہیں! بلکہ وہ توڑا جائے گا، آپ نے فرمایا: پھر تو یہ اس لائق ہے کہ وہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جس طرح وہ یہ جانتے تھے کہ کل کے بعد رات ہے، میں نے انہیں جو حدیث بیان کی، وہ کوئی پہیلی نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کے متعلق پوچھنے سے ڈر محسوس کیا اور ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے پوچھیں تو حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٥٢٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے لڑائی نہ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور جب تک تم چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے ترکوں سے جنگ نہ کرو، ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

٥٢٦٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّكَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے جنگ نہ کرلو جو سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے، ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ (بخاری) اور بخاری کی عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے: چوڑے چہروں والے۔

٥٢٧٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُّقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے چھوٹی آنکھوں والے یعنی ترک لڑائی کریں گے، فرمایا کہ تم انہیں تین مرتبہ ہانکو گے یہاں تک کہ تم انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دو گے، پہلی مرتبہ ہانکنے میں ان

مَرَّاتٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَأَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْأُوْلٰى فَيَنْجُوْا مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْا بَعْضٌ وَّيَهْلِكُ بَعْضٌ وَّأَمَّا فِي الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلِمُوْنَ أَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ إِنَّ حَدِيْثَ أَبِيْ دَاوُدَ هٰذَا وَحَدِيْثَ أَحْمَدَ فِيْ مُسْنَدِهٖ مُتَخَالِفَانِ مُخَالَفَةً ظَاهِرَةً فَإِنَّ سِيَاقَ أَحْمَدَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ التُّرْكَ هُمُ الَّذِيْنَ يَسُوْقُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى يُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ بَعْدَ نَقْلِ حَدِيْثِ أَحْمَدَ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ثُمَّ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ وَعِنْدِيْ إِنَّ الصَّوَابَ هِيَ رِوَايَةُ أَحْمَدَ وَأَمَّا رِوَايَةُ أَبِيْ دَاوُدَ فَالظَّاهِرُ أَنَّهٗ وَقَعَ الْوَهْمُ فِيْهِ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ ثُمَّ أَيَّدَ رِوَايَةَ أَحْمَدَ بِوُجُوْهٍ مِّنْهَا وُقُوْعُ قِصَّةِ فِتْنَةِ التَّتَارِ عَلٰى حَسْبِ مَا وَقَعَ فِيْ حَدِيْثِ أَحْمَدَ مُفَصَّلًا فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

میں سے بھاگ جانے والے نجات پا جائیں گے اور دوسری مرتبہ ہانکنے میں بعض نجات پا جائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے اور تیسری مرتبہ ہانکنے میں وہ سب تباہ و برباد ہو جائیں گے یا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ (ابوداؤد)

صاحب عون نے کہا کہ ابوداؤد والی یہ حدیث اور مسند امام احمد والی حدیث پاک ظاہراً ایک دوسری کے مخالف ہیں کیونکہ مسند احمد والی حدیث پاک کے سیاق کلام سے پتا چلتا ہے کہ ترک مسلمانوں کو تین مرتبہ ہانکیں گے اور انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دیں گے' اور قرطبی نے مسند احمد والی حدیث پاک نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں' پھر صاحب عون نے کہا کہ میرے نزدیک مسند احمد والی روایت درست ہے اور ابوداؤد والی روایت میں ظاہر یہی ہے کہ بعض راویوں کو وہم ہوا ہے۔ اس کے بعد مسند احمد کی روایت کی چند طریقوں سے تائید کی ہے' ایک یہ ہے کہ تاتاریوں کا فتنہ اسی طرح واقع ہوا ہے' جس طرح مسند احمد کی حدیث پاک میں تفصیلاً بیان فرمایا گیا ہے' اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔

٨٢٧١ - وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ بِغَائِطٍ يُسَمُّوْنَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهٗ دِجْلَةُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُوْنُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَّأْخُذُوْنَ فِيْ أَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِيَّةِ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّأْخُذُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّجْعَلُوْنَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتریں گے' جسے بصرہ کا نام دیں گے' ایک نہر کے پاس' جسے دجلہ کہا جائے گا اور اس نہر پر ایک پل ہوگا' وہاں کے باشندگان کثیر ہوں گے اور وہ جگہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگی اور جب آخری زمانہ ہوگا تو بنو قنطوراء آئیں گے' جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور وہاں کے باشندگان کے تین گروہ ہو جائیں گے' ایک گروہ گایوں کی دُموں اور جنگلوں میں پناہ لے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنے لیے امان حاصل کرے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنی اولاد کو اپنی پشتوں کے پیچھے چھوڑے گا اور ان سے جہاد کرے گا اور وہ شہداء ہوں گے۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٢ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَنَسُ أَنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ شہر آباد کریں گے' ان میں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا' اگر تم وہاں

أَمْصَارًا فَإِنَّ مِصْرًا مِّنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكِلَائَهَا وَنَخِيْلَهَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ أُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيْهَا فَإِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَّقَذْفٌ وَّرَجْفٌ وَّقَوْمٌ يَّبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

سے گزر و یا وہاں داخل ہو تو وہاں سباخ' کلاء اور وہاں کی کھجوروں اور بازاروں اور امراء کے دروازوں سے بچے رہنا اور وہاں کے اطراف کو لازم پکڑنا' کیونکہ اس جگہ زمین میں دھنسایا جانا اور پتھر برسنا اور زلزلے ہوں گے اور ایک قوم رات گزارے گی اور صبح کو وہ بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٣ - وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ إِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلَى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَّيَقُوْلُ هٰذَا لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَّسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءَ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ.

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے جا رہے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے ہمیں کہا: کیا تمہارے قریب ابلہ نامی کوئی بستی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ (وہاں) مسجد عشار میں' میرے لیے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابوہریرہ کے لیے ہے' میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل روزِ قیامت مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا' جن کے علاوہ کوئی شہدائے بدر کے ساتھ نہیں کھڑا ہوگا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے)

ایصالِ ثواب کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابوہریرہ کے لیے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب درست ہے اور نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے' انسان کوئی نیک عمل کرے' حج' نماز' روزہ' صدقہ و خیرات یا تلاوتِ قرآن اور اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ شخص کی نذر کر دے تو یہ جائز ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ٢٧٥ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے' اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرا ایک باغ ہے' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی والدہ کی طرف سے وہ باغ صدقہ کر دیا۔ (سنن ابی داؤد ج ٢ ص ٤٣' مکتبہ حقانیہ' ملتان)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ٢٧٥ھ ہی روایت کرتے ہیں:

عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے بیٹے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: (میں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا) جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی ہے' اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں'

میرے ذمہ پچاس غلام باقی ہیں' کیا میں اپنے والد کی طرف سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو وہ ثواب اسے پہنچ جاتا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

اس پر سوال ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیO انسان کے لیے وہی ہے' جو اس نے عمل کیاO

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ استاذنا المحترم شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

اس کے آٹھ جواب ہیں:

پہلا جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ یہ آیۂ کریمہ ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ. (الطور:۲۱)

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی' ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کوئی کمی نہ دی۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نیکی کے باعث ان کے آباء واجداد کو جنت میں داخل کیا۔

دوسرا جواب: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی قوموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس امت کا یہ حال ہے کہ انہیں اپنے اعمال اور دوسروں کے اعمال بھی نفع دیتے ہیں۔

تیسرا جواب: ربیع بن انس نے کہا: اس آیت کریمہ میں انسان سے کافر انسان مراد ہے یعنی کافر انسان جو عمل خود کرے (ایمان لائے۔ رضوی غفرلہٗ) وہی اس کے لیے سودمند ہیں' دوسروں کے نیک اعمال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

چوتھا جواب: حسین بن فضل نے کہا: بہ طریق عدل انسان کے لیے وہی ہے جو وہ خود عمل کرے' لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے انسان کو مزید عطا فرما سکتا ہے۔

پانچواں جواب: ابوبکر وراق نے کہا: "ما سعی" کا معنیٰ "ما نوی" ہے یعنی انسان کی جو نیت ہو وہی کچھ اسے ملتا ہے۔

چھٹا جواب: ثعلبی نے کہا: کافر انسان کے نیک عمل کا صلہ اسے دنیا ہی میں مل جاتا ہے' آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں۔

ساتواں جواب: "للانسان" میں لام "علٰی" کے معنی میں ہے' یعنی انسان کو اس کا اپنا عمل نقصان پہنچا سکتا ہے۔

آٹھواں جواب: ابوالفرج نے اپنے شیخ ابن زغوانی سے ذکر کیا کہ انسان کو اس کی اپنی کوشش ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے' لیکن اس کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی شی کے حصول میں انسان کی اپنی کوشش ہوتی ہے' کبھی وہ اس کے سبب کے حصول میں کوشش کرتا ہے' جیسے اپنے بچے کی تربیت میں سعی کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے نیک دعائیں کرے' کبھی انسان دین کی خدمت اور عبادت میں سعی کرتا ہے تو اسے مؤمنوں کی محبت حاصل ہوتی ہے' یہ وہ سبب ہے جو اس کی سعی سے حاصل ہوتا ہے۔

(تفہیم البخاری ج ۱ ص ۸۲۴' مطبوعہ جامعہ سراجیہ' فیصل آباد)

۸۲۷۴ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوا الْحَبْشَةَ مَا وَدَّعُوْكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اور تم ترکوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں' کیونکہ کعبہ کا خزانہ حبشہ کا ایک باریک پنڈلیوں والا شخص ہی نکالے گا۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ إِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ أَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَاهُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ إِذْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّهُمْ فَإِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی اعماق یا دابق کے مقام پر نہ پہنچ جائیں' پھر ان کے مقابلہ میں مدینہ منورہ سے ایک لشکر نکلے گا' جو اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر لوگ ہوں گے' جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بندی کر لیں گے' تو رومی (لشکر اسلام سے) کہیں گے: تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے کچھ آدمی قید کیے ہیں تاکہ ہم ان سے لڑائی کریں (اور اپنے آدمیوں کا انتقام لیں)' مسلمان کہیں گے: نہیں! اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائی تمہارے حوالے نہیں کر سکتے' پھر وہ ان سے لڑائی کریں گے اور مسلمانوں کا تہائی حصہ بھاگ جائے گا' اللہ تعالیٰ ان کی کبھی بھی توبہ قبول نہیں فرمائے گا' ایک تہائی مسلمان شہید کر دیے جائیں گے' وہ اللہ کے نزدیک شہداء میں سے افضل ہوں گے' تہائی حصہ فتح یاب ہوگا' وہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے' وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اور وہ مال غنیمت کی تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائی ہوں گی کہ اچانک شیطان چلاّ کر کہے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں مسیح دجال آ گیا ہے تو مسلمان نکل پڑیں گے' حالانکہ یہ جھوٹی خبر ہوگی اور جب وہ ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا' وہ لڑائی کی تیاری کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے' جب نماز قائم کی جائے گی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور وہ مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے' جب دشمن خدا دجال انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے' اگر وہ اسے چھوڑے رکھتے تو وہ پگھلتا رہتا حتیٰ کہ ہلاک ہو جاتا' لیکن اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا اور ان کے نیزے پر اس کا خون دکھلائے گا۔ (مسلم)

٨٢٧٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَّلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَّجْمَعُوْنَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میراث کی تقسیم کرنے اور مال غنیمت پر خوشی منانے کو ترک نہیں کر دیا جائے گا' پھر فرمایا کہ اہل شام کے ساتھ (لڑائی کے لیے) دشمن جمع ہوں گے' اور ان کے مقابلہ میں

فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى أَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيِّتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيُّ مِيْرَاثٍ يُقَسَّمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيْهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اہل اسلام جمع ہوں گے' آپ کی مراد رومی ہیں' پھر مسلمان ایک لشکر روانہ کریں گے اس شرط پر کہ خواہ وہ مر جائیں لیکن غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' پھر وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات کا پردہ رکاوٹ بن جائے گا' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور ان میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا اور لشکر کا وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' پھر مسلمان لشکر کا ایک اور دستہ روانہ کریں گے کہ چاہے وہ مر جائیں مگر غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ شام ہو جائے گی' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا' اور لشکر کا یہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کا باقی لشکر ان کفار پر حملہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کفار پر شکست مسلط فرما دے گا' وہ ایسی لڑائی کریں گے کہ جس کی مثال پہلے نہیں دیکھی گئی ہوگی' حتیٰ کہ پرندے ان کے اردگرد سے گزریں گے تو وہ لشکر سے آگے نہیں گزر سکیں گے اور مردہ ہو کر نیچے گر پڑیں گے' ایک باپ جس کے بیٹے سو تک ہوں گے' انہیں شمار کیا جائے گا تو ان میں سے صرف ایک مرد ہی باقی بچا ہوگا' تو پھر غنیمت پر کیسے خوشی منائی جائے اور میراث کیسے تقسیم ہو' اور مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اس سے بھی بڑی جنگ کی آواز سن لیں گے' انہیں چیخ سنائی دے گی کہ ان کے پیچھے ان کی اولاد میں دجال آ چکا ہے' وہ اپنے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا' اسے چھوڑ کر اُدھر متوجہ ہوں گے اور دس گھڑ سواروں کا دستہ جاسوسی کے لیے بھیجیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ان کے نام' ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ پہچانتا ہوں' وہ بہترین گھڑ سوار ہوں گے' یا فرمایا کہ اس وقت روئے زمین پر وہ بہترین گھڑ سواروں میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٢٧٨ - وَعَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهُ

حضرت ذو مخبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم رومیوں سے امن والی صلح کرو گے (کہ جس میں دونوں طرف سے عہد شکنی نہیں ہوگی) پھر تم اور وہ مل کر اپنے سامنے والے دشمن سے لڑائی کرو گے اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور تم سلامت رہو گے' حتیٰ کہ تم ٹیلوں والی چراگاہ کے قریب اترو گے تو ایک نصرانی صلیب اٹھا کر کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی (یہ بات سن کر) غضب میں آ جائے گا اور صلیب توڑ ڈالے گا' اس وقت

فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے' اور بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ پھر مسلمان جوش کے عالم میں اپنے ہتھیاروں کی طرف بڑھیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِيْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَاءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِيُّ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّانِيَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا فَيَغْنِمُوْنَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَاءَ الصَّرِيْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس شہر کے متعلق سنا ہے' جس کی ایک جانب خشکی میں اور ایک جانب سمندر میں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس میں ستر ہزار بنو اسحاق جہاد نہ کرلیں گے' جب وہ وہاں آ کر اتریں گے تو نہ ہتھیاروں سے لڑائی کریں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے' وہ کہیں گے: "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" تو اس شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمندر والی جانب کہا ہے' پھر وہ دوسری مرتبہ کہیں گے: "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" تو دوسری جانب گر جائے گی' پھر تیسری مرتبہ کہیں گے: "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" تو ان کے لیے کشادگی کر دی جائے گی اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے' وہ مال غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے کہ اس دوران انہیں چیخ سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے' تو وہ ہر چیز چھوڑ کر واپس لوٹ آئیں گے۔ (مسلم)

٨٢٨٠ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَفَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی' یثرب کی تباہی کی علامت ہے' اور یثرب کی تباہی' جنگ عظیم کے ظہور کی علامت ہے' اور جنگ عظیم کا ظہور' قسطنطنیہ کی فتح کی علامت ہے' اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے ظہور کی علامت ہے۔ (ابوداؤد)

٨٢٨١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٢٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح مدینہ کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور دجال کا ظہور

وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ مِنَ الَّذِيْ قَبْلَهُ.

ساتویں سال میں ہوگا۔ (ابوداؤد نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ پہلی والی روایت سے زیادہ صحیح ہے)

٨٢٨٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی فتح' قیامِ قیامت کے ساتھ ہے۔ (ترمذی)

٨٢٨٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اُدَمٍ فَقَالَ اَعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے' آپ نے فرمایا: قیامت کے آنے سے پہلے چھ چیزیں شمار کرلو' میرا وصال مبارک' پھر بیت المقدس کی فتح' پھر موت کی وباء جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں میں وباء پھیلتی ہے' پھر مال کی بہت زیادہ کثرت یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے پھر بھی وہ ناراض ہوگا' پھر فتنہ ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا' پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی' وہ عہد شکنی کریں گے اور وہ اسّی جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے' ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ (بخاری)

٨٢٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يُحَاصَرُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحٌ وَّسَلَاحٌ قَرِيْبٌ مِّنْ خَيْبَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب مسلمان مدینہ منورہ کی جانب محصور کر دیئے جائیں گے حتیٰ کہ ان کی آخری سرحد مقامِ سلاح ہوگی اور سلاح' خیبر کے قریب ہے۔ (ابوداؤد)

٨٢٨٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑائی نہ کریں' مسلمان انہیں قتل کریں گے' یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے' آ! اور اسے قتل کر دے' سوائے غرقد نامی درخت کے' کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (مسلم)

٨٢٨٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی' جب تک بنو قحطان میں سے ایک شخص نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٨٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِيْ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گردشِ شب و روز ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ بن جائے گا اور ایک روایت میں ہے: حتیٰ کہ آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بن جائے گا' جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

٨٢٨٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيُهْلَكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمّٰى الْحَرْبُ خَدْعَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہو جائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور تم یقیناً ان کے خزانے راہِ خدا میں تقسیم کرو گے' اور آپ نے جنگ کو دھوکے کا نام دیا۔ (بخاری و مسلم)

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت

اس حدیث میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہو جائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کسریٰ اور شام میں قیصر نہیں رہے گا' جس طرح نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھے' اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں ملکوں میں قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ختم ہو جانے کی خبر دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جس طرح فرمایا اسی طرح ہوا۔ کسریٰ کی حکومت ختم ہو گئی اور روئے زمین پر اس کا نام و نشان نہ رہا اور اس کا ملک پارہ پارہ ہو گیا' اور نبی کریم ﷺ کی دعا سے وہ ختم ہو کر رہ گیا' اور قیصر ملک شام سے شکست کھا کر دوسرے شہروں میں چلا گیا اور مسلمانوں نے ان دونوں کے شہروں کو فتح کر لیا اور وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی اور مسلمانوں نے ان کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اور یہ نبی کریم ﷺ کا واضح معجزہ ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ٩ ص ٢٤٩' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

٨٢٩٠ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آلِ کسریٰ کا خزانہ فتح کرے گی' جو قصرِ ابیض میں ہے۔ (مسلم)

٨٢٩١ - وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر فارس میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر دجال سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

علاماتِ قیامت کا بیان

''اشراط الساعة'' کی لغوی تحقیق

''شَــرْط'' (راء کے سکون کے ساتھ) کا معنی ہے: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ وابستہ کرنا' مثلاً کہا جاتا ہے کہ اگر اس طرح ہوا تو ایسا ہو جائے گا' اور اس کی جمع شروط آتی ہے اور ''شَـــرَط'' (راء کے فتحہ کے ساتھ) کا معنی ہے: علامت اور کسی چیز کے وجود کا نشان' لہٰذا ''اشراط ساعت'' کا معنی ہے: قیامت کی نشانیاں' اور ساعت رات دن کے اجزاء میں سے ایک جزء اور حصہ کو کہتے ہیں اور ساعت کا معنی وقتِ حاضر بھی ہے۔ قیامت یا قیامت برپا ہونے کے وقت کو بھی ساعت کہتے ہیں۔

چونکہ قیامت آنے کا وقت مبہم ہے' کسی بھی ساعت میں آ سکتی ہے' لہٰذا اسے ساعت کہتے ہیں۔ علماء کرام نے ''اشـــراط ســاعت'' کی تفسیر میں ان چھوٹے چھوٹے اُمور کا ذکر کیا ہے' جو قیامت قائم ہونے سے پہلے واقع ہوں گے اور لوگوں کے نزدیک وہ غیر معروف اور عجیب وغریب اُمور ہوں گے' مثلاً لونڈی کا اپنے مالک کو جننا' بلند و بالا عمارتیں بنانا' جہالت اور زنا اور شراب نوشی کی کثرت' مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت' امانتوں کا ضائع ہونا' جنگوں اور فتنوں کی کثرت وغیرہ جن کا اس باب میں بیان ہوگا۔ ''اشراط ساعت'' کی یہ تفسیر اس وجہ سے کی ہے کہ قیامت کی علامات کبریٰ جو قیامت کے ساتھ متصل واقع ہوں گی' وہ اور ہیں۔ ان کا ذکرہ آئندہ باب میں آئے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۰' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۲۹۲ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةٍ الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی علامات یہ ہیں کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی اور زنا کی کثرت ہوگی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی اور مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی' یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا مفہوم یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا' اس کی صورت یہ ہوگی کہ علماء کرام کی وفات ہوتی رہے گی اور ان کے جانشین علماء پیدا نہیں ہوں گے یا علماء امراء کے سامنے جھکیں گے اور علم کی قدر باقی نہیں رہے گی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی' جس کی بناء پر فساد' خون ریزی ہوگی اور آپس میں عداوتیں پیدا ہوں گی۔

اور مرد حضرات جن کے وجود سے جہان میں نظم وضبط برقرار رہتا ہے' وہ کم ہو جائیں گے' جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نظم وضبط برقرار نہیں رہے گا اور عورتوں کی کثرت ہوگی' جس کی وجہ سے مردوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگا۔ ایک ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ہوگا' مراد یہ ہے کہ ایک مرد کے زیرِ کفالت اس کی مائیں' دادیاں' نانیاں' بہنیں' پھوپھیاں اور خالائیں وغیرہ بہ کثرت عورتیں ہوں گی۔

۸۲۹۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے' اور دنیا کے لیے علم حاصل کیا جائے' مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار ہو اور اپنی ماں کا نافرمان ہو' اور اپنے دوست کے قریب ہو اور اپنے باپ سے دور ہو' اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں' اور قبیلے کا فاسق وفاجر شخص' ان کا سردار ہو' قوم کا ذلیل آدمی'

فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقِيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ان کا رئیس ہو' آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے' گانے بجانے والی عورتیں اور آلاتِ موسیقی ظاہر ہو جائیں اور شراب پی جائے اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا اور زلزلے کا اور زمین میں دھنسائے جانے کا اور شکلیں بدل جانے کا اور پتھر برسنے کا اور نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگا تار آئیں گی' جس طرح لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر موتی مسلسل گرتے ہیں۔ (ترمذی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعن طعن کرنا قربِ قیامت کی علامت ہے

اس حدیث میں ہے کہ اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ اس کا مصداق رافضیوں کا بدترین گروہ ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں لعن طعن کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ علامت اسی امت کی خصوصیات میں سے ہے' سابقہ امتوں میں یہ بات نہیں تھی' اور علاماتِ قیامت کے مناسب یہی ہے کہ یہ بات صرف اسی امت میں ہو اور اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ سے کہا جائے: تمہاری ملت میں سب سے افضل کون حضرات ہیں؟ تو وہ کہیں گے: حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب افضل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اوّلین (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی شان میں فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (التوبہ:۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جنہوں نے بھلائی میں ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (الفتح:۱۸)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

کتاب وسنت ان حضرات صحابہ کے فضائل و مناقب سے بھری ہوئی ہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تائید و نصرت کی' اللہ کی راہ میں جہاد کیا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ اسلام کے شہروں کو فتح کیا' نبی کریم ﷺ سے احکام اور تمام علوم یاد کیے اور ان حضرات سے علماء ومشائخ نے استفادہ کیا' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں تعلیم دی کہ ہم ان کے حق میں کہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. (الحشر:۱۰)

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایک لعنت کرنے والا ملعون گروہ ظاہر ہوا' جو کافر یا مجنون ہے' انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں لعن طعن پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے اوہام فاسدہ سے کافر قرار دیا اور کہا کہ خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ناجائز طور پر ان کا حقِ خلافت چھین لیا' حالانکہ یہ قول باطل ہے' اس کے باطل ہونے پر سلف و خلف کا اجماع ہے اور منکرین کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے پاس کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہو اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایامِ خلافت میں اپنے اجتہاد کی بناء پر ان کی مخالفت کی' وہ بھی لعنت کے مستحق نہیں' کیونکہ زیادہ سے

زیادہ یہ ہے کہ ان کا اجتہاد خطا تھا۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں گناہ گار تھے تو احتمال ہے کہ ان کا وصال توبہ کی حالت میں ہوا ہو یا اللہ کی مشیت کے تحت باقی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید غالب ہے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت کی برکت سے ان کے لیے شفاعت کی امید ہے۔ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اصحاب کی لغزش ان کی سبقت کی بناء پر معاف فرما دے گا۔ ہم صغیرہ وکبیرہ کثیر گناہوں کے باوجود اپنے رب کی رحمت اور اپنے نبی ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں' تو امت کے یہ اکابر حضرات اور ملت اسلامیہ کے اعوان وانصار کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ طائفہ رافضیہ مخلوق میں سے بدترین اور سب سے بڑا ظالم' احمق اور جاہل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اپنے فوت شدہ حضرات کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو' اور فرمایا: جب میرے صحابہ کا ذکر کرو تو اپنی زبانوں کو روک لیا کرو' اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' انصار کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' عرب کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' جس نے میرے صحابہ کو گالی دی' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' جس نے صحابہ کے بارے میں میری ہدایت کو یاد رکھا' میں روزِ قیامت اس کی حفاظت فرماؤں گا۔ 19

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۸' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٢٩٤ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ أُمَّهٗ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا أَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا أَوْ مَسْخًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت پندرہ عادات اپنا لے گی تو ان پر بلاء نازل ہوگی' جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کرلیا جائے گا اور مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار اور ماں کا نافرمان ہوگا' اور اپنے دوست سے حسن سلوک کرے گا اور باپ سے زیادتی کرے گا' اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی' اور قوم کا سرداران کا ذلیل ترین آدمی ہوگا' اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی' اور شراب پی جائے گی' اور ریشمی لباس پہنا جائے گا' اور گانے بجانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کو اختیار کرلیا جائے گا' اور اس امت کے آخر والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا یا زمین میں دھنسائے جانے کا یا شکلیں تبدیل ہونے کا۔ (ترمذی)

٨٢٩٥ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ إِذَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے اچانک ایک اعرابی آیا' اور اس نے عرض کیا: قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کردی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا' اس نے عرض کیا: امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد ہونا' قربِ قیامت کی نشانی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جب معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس سے مراد سلطنت' امارت'

منصب قضاء وغیرہ اُمور مراد ہیں۔ جس میں خلافت کے استحقاق کے شرائط نہ ہوں گے اسے منصب خلافت سونپ دیا جائے گا۔ بچوں، جاہلوں، عورتوں اور فاسقوں کو سربراہِ حکومت بنادیا جائے گا۔ نااہل لوگوں کو تدریس، افتاء اور امامت و خطابت کے مقام پر کھڑا کردیا جائے گا، آج کے دور میں مخبر صادق ﷺ کی اس غیبی خبر کا ظہور ہورہا ہے۔ فاسق و فاجر لوگ قوم کے مقتداء و پیشوا ہیں، نااہل لوگ مفتی، محدث، مفسر کے القابات کو اظہارِ فخر کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علوم سے ناآشنا لوگ چرب زبانی کے ذریعے میدانِ خطابت کے شہسوار بنے ہوئے ہیں۔ مکروفریب، رشوت و سفارش اور ناجائز ذرائع سے اہم مناصب کو حاصل کیا جارہا ہے۔ ان غیبی اخبار کے ظہور کے بعد یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کو عطائے الٰہی سے علمِ غیب حاصل نہ تھا، کتنی بڑی حماقت و جہالت ہے۔

٨٢٩٦ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت سے پہلے بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے، ان سے بچ کر رہنا۔ (مسلم)

٨٢٩٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمانہ مختصر نہ ہوجائے، ایک سال ایک ماہ کی طرح اور ایک ماہ ایک ہفتہ کی طرح اور ایک ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح اور ایک گھڑی آگ کے شعلے کی طرح ہوجائے گی۔ (ترمذی)

٨٢٩٨ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَّقْبَلُهَا مِنْهُ وَتَعُوْدُ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّأَنْهَارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال کی کثرت و فراوانی ہوجائے گی حتیٰ کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا تو اسے زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور عرب کی زمین چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل ہوجائے گی۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ إِهَابَ أَوْ يُهَابَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رہائش گاہیں اہاب یا یہاب کے مقام تک پہنچ جائیں گی۔

٨٢٩٩ ـ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يُّقَسِّمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ أُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَّحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَّلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم)

٨٣٠٠ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا، پس جو کوئی حاضر ہو تو وہ اس سے

يَحْسُرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کوئی چیز نہ لے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٠١ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسُرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ لَعَلِّيْ اَكُوْنُ اَنَا الَّذِيْ اَنْجُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے' لوگوں کی اس پر لڑائی ہوگی تو ہر سو افراد سے ننانوے آدمی قتل ہو جائیں گے' اور ان میں سے ہر شخص خیال کرے گا کہ شاید میں ہی نجات یافتہ شخص ہوں گا۔ (مسلم)

٨٣٠٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کی سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں قے کر دے گی تو قاتل آئے گا اور کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے قتل کیا اور رشتہ توڑنے والا آ کر کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے اپنے رشتے توڑے اور چور آ کر کہے گا کہ اس (مال) کے لیے میرا ہاتھ کاٹا گیا' پھر وہ اس (مال) کو چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کوئی چیز نہیں لیں گے۔ (مسلم)

٨٣٠٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی قبر پر گزرے گا اور اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگے گا اور کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور اس میں آزمائش کے سوا دین نہ ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٠٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی' جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ (بخاری ومسلم)

سرزمین حجاز سے آگ کا ظہور

اس حدیث میں ہے کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی' جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اس آگ کے ظہور کے متعلق خبریں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس آگ کا غالب ظہور مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّد کائنات علیہ افضل الصلوات کی برکت سے مدینہ منورہ کو اس آگ کی آفت سے محفوظ رکھا' اس کی ابتداء بہ روز جمعہ تین جمادی

الاخریٰ کو ہوئی اور بہ روز ہفتہ ستائیس رجب کو یہ آگ ختم ہوئی اور اس کی مجموعی مدت باون دن ہے' یہ آگ حجاز کی جانب سے ایک قلعے اور برجوں والے بہت بڑے شہر کی مانند آئی' یوں محسوس ہوتا تھا کہ آدمیوں کی ایک جماعت اسے کھینچ کر لا رہی ہے' جس پہاڑ تک پہنچتی اس کو جلا کر خاکستر کر دیتی۔ بجلی کی طرح گرجتی تھی اور دریا کی طرح جوش مارتی تھی' یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس آگ کے اندر سے سرخ نہریں نکل رہی ہیں۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچی مگر اتنی شدت کے باوجود مدینہ منورہ میں اس سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ اس آگ کی روشنی نے مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ حرم پاک اور مدینہ منورہ کے تمام گھروں کو آفتاب کی روشنی کی طرح چمکا رکھا تھا۔ چاند سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ چکی تھی۔ بعض اہل مکہ نے اس آگ کی روشنی کا یمامہ و بصریٰ میں مشاہدہ کیا۔ اس آگ کی عجیب خاصیت تھی کہ وہ پتھروں کو نگل جاتی تھی اور انہیں پگھلا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ وادی میں ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کا نصف حصہ حرم مدینہ میں داخل تھا اور نصف حصہ باہر تھا' باہر والے نصف حصہ کو آگ نے جلا دیا اور جب اندر والے نصف حصہ تک پہنچی تو آگ بجھ گئی۔ اہل مدینہ عاجزی و زاری کرنے لگے' انہوں نے صدقہ و خیرات اور غلام آزاد کرنا شروع کر دیئے۔ جمعہ کی رات تمام اہل مدینہ حتیٰ کہ بچے اور عورتیں حرم شریف میں آ کر روضہ پاک کے گرد برہنہ سر گڑگڑاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آگ کا رخ شمال کی جانب پھیر دیا اور اہل مدینہ کو اس آگ سے نجات عطا فرمائی۔ اسی سال تاتاریوں کا فتنہ ظہور پذیر ہوا اور بغداد شریف اور اطراف عالم میں جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۳' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر سوال ہو کہ حدیث کو اس آگ پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ آئندہ حدیث آ رہی ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی جب کہ وہ آگ تو ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کی مراد سب سے پہلی نشانی نہیں بلکہ مراد وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے متصل ہیں اور قرب قیامت کی دلیل ہیں' کیونکہ قیامت کی نشانیوں میں سے نبی کریم ﷺ کی بعثت بھی ہے' حالانکہ آپ کی بعثت اس آگ سے پہلے ہے یا آگ سے یہاں فتنوں اور لڑائیوں کی آگ مراد ہے' جس طرح تاتار کا فتنہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۰۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔ (بخاری)

۸۳۰۶ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَيُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ اور اس کی جوتی کا تسمہ کلام کرے گا اور آدمی کی ران اسے وہ سب کچھ بتا دے گی' جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہو گا۔ (ترمذی)

۸۳۰۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فُقِدَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الْجَرَّادُ فِيْ سَنَةٍ مِّنْ سِنِيْ عُمَرَ الَّتِيْ تُوُفِّيَ فِيْهَا فَاهْتَمَّ بِذٰلِكَ هَمًّا شَدِيْدًا فَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ رَاكِبًا وَّرَاكِبًا إِلَى الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ أُرِيَ مِنْهُ شَيْئًا فَأَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِيْ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ أَلْفَ أُمَّةٍ سِتَّ مِائَةٍ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ وَأَرْبَعَ مِائَةٍ فِي الْبَرِّ وَإِنَّ أَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجَرَادُ فَإِذَا هَلَكَ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْأُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

کی زندگی کے آخری برس جس میں آپ کا وصال ہوا' ٹڈی کم ہوگئی (یعنی ان علاقوں میں ٹڈی نایاب ہوگئی)' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے شدید غم لاحق ہوگیا' آپ نے ایک سوار یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف روانہ فرمایا' وہ سوار ٹڈی کے متعلق دریافت کرتا تھا کہ کیا کسی آدمی نے کوئی ٹڈی دیکھی ہے؟ یمن کی طرف جانے والا سوار مٹھی بھر ٹڈیاں لے کر آیا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دیا' جب آپ نے ٹڈیاں دیکھیں تو اللہ اکبر کہا' اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے ایک ہزار امتیں پیدا فرمائی ہیں' جن میں سے چھ سو امتیں سمندر میں اور چار سو امتیں خشکی میں ہیں' اور بے شک سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹڈی ہے' جب ٹڈی ہلاک ہوگئی تو امتیں پے در پے ہلاک ہوں گی' جس طرح لڑی کے دانے لگاتار گرتے ہیں۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٨٣٠٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَغْنَمَ عَلٰى أَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَّعَرَفَ الْجَهْدَ فِيْ وُجُوْهِنَا فَقَامَ فِيْنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ إِلٰى أَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوْا عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْأُمُوْرُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِيْ هٰذِهِ إِلٰى رَأْسِكَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَّرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ صَحِيْحِهٖ.

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غنیمت حاصل کرنے کے لیے پیادہ پا روانہ فرمایا اور ہم غنیمت حاصل کیے بغیر لوٹ آئے' آپ نے ہمارے چہروں پر مشقت کے آثار ملاحظہ فرمائے اور ہمارے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کرنا کہ میں ان کا بوجھ برداشت نہیں کرسکوں گا اور انہیں ان کی جانوں کے سپرد نہ کرنا کہ یہ اپنے معاملات سرانجام دینے سے عاجز آجائیں گے اور انہیں لوگوں کے سپرد نہ کردینا کہ لوگ اپنی ضروریات کو ان کی حاجات پر مقدم رکھیں گے' پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا' پھر فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ ارضِ مقدس (ملک شام) میں خلافت اتر آئی ہے' تو جان لینا کہ زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حادثات قریب آچکے ہیں اور اس روز قیامت لوگوں کے اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جتنا میرا یہ ہاتھ تمہارے سر کے قریب ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)

٨٣٠٩ - وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نشانیاں دو سو سال بعد ہوں گی۔ (ابن ماجہ)

٨٣١٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے

الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

ایک شخص عرب کا بادشاہ نہیں بن جائے گا' اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (وہ میرا ہم نام ہوگا)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمَ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر دنیا سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما دے گا یہاں تک کہ اس دن میں مجھ سے' یا فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا' وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے گا' جیسے (پہلے) زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

۸۳۱۱ - وَعَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَّنَظَرَ اِلٰى اِبْنِهِ الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ يُّسَمّٰى بِاِسْمِ نَبِيِّكُمْ يَشْبَهُهٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا يَشْبَهُهٗ فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَّمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابواسحٰق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سردار فرمایا ہے اور اس کی نسل میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا' جو تمہارے نبی ﷺ کا ہم نام ہوگا' وہ سیرت میں آپ کے مشابہ ہوگا' صورت میں آپ کے مشابہ نہیں ہوگا' پھر پورا واقعہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد)

۸۳۱۲ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل سے' اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔

(ابوداؤد)

۸۳۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَاءً يُّصِيْبُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ حَتّٰى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً يَّلْجَأُ اِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِیْ وَاَهْلِ بَيْتِیْ فَيَمْلَأُ بِهِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَّرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا اِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَّلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَّبَاتِهَا شَيْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْاَحْيَاءُ الْاَمْوَاتَ يَعِيْشُ فِیْ ذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امت کو پہنچنے والی آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' حتیٰ کہ کوئی شخص ظلم سے پناہ حاصل کرنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں پائے گا' تو اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے زمین کو عدل وانصاف سے معمور فرما دے گا' جس طرح کہ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی' زمین وآسمان کے باشندگان اس پر راضی ہوں گے' اور آسمان اپنا کوئی قطرہ باقی نہیں چھوڑے گا مگر اسے موسلا دھار بارش کی صورت میں برسا دے گا اور زمین اپنی کوئی بوٹی نہیں چھوڑے گی مگر اسے اُگا دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مُردوں کی تمنا کرنے لگیں گے (کہ کاش! وہ اس دور میں زندہ ہوتے) لوگ اس حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال گزاریں گے۔

(حاکم)

۸۳۱۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہیں' روشن وکشادہ پیشانی والے' بلند ناک والے' جو زمین کو عدل

اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

وانصاف سے بھر دیں گے' جیسا کہ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی' وہ سات سال بادشاہی کریں گے۔(ابوداؤد)

۸۳۱۴ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْءُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَحْمِلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت مہدی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا: اے مہدی! مجھے عطا فرمایئے! مجھے عطا فرمایئے! تو جس قدر وہ شخص اٹھا سکے گا' حضرت مہدی لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں ڈالتے رہیں گے۔(ترمذی)

۸۳۱۵ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ الْبَعْثُ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ ثُمَّ يَنْشَاُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَّيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْاَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگتا ہوا مکہ کی طرف آئے گا' مکہ کے لوگ اس کے پاس آ کر اسے باہر نکالیں گے جب کہ وہ راضی نہیں ہوگا' وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اور اس کی طرف ملک شام سے ایک لشکر (لڑائی کے لیے) بھیجا جائے گا تو وہ لشکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بیداء میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا' جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو اس (امام مہدی) کے پاس ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی' پھر قریش سے ایک شخص (امام مہدی کی مخالفت کے لیے) کھڑا ہوگا' جس کے ماموں قبیلۂ کلب سے ہوں گے' وہ ان کی طرف لشکر بھیجے گا تو امام مہدی کے متبعین ان پر غالب آ جائیں گے' اور یہ بنو کلب کا لشکر ہوگا وہ لوگوں میں ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (دین اسلام مستحکم اور پائیدار ہو جائے گا اور احکام سنت کا نفاذ ہوگا)۔ وہ (امام مہدی رضی اللہ) سات سال رہیں گے' پھر ان کا وصال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔(ابوداؤد)

۸۳۱۶ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدِّمَتِهٖ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ مَنْصُوْرٌ يُّوَطِّنُ اَوْ يُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت علی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماوراء النہر سے حارث نامی ایک شخص ظاہر ہوگا' جو کسان ہوگا' اس کے لشکر کے اگلے حصے میں ایک شخص ہوگا' جسے منصور کہا جائے گا' وہ محمد ﷺ کی آل پاک کو ایسے ہی مقام اور تقویت دے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کو تقویت دی ہے' ہر مومن پر اس کی مدد واجب ہے' یا فرمایا کہ اس کی بات قبول کرنا واجب ہے۔(ابوداؤد)

٨٣١٧ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان کے پاس آ جانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (مسند احمد، دلائل النبوۃ للبیہقی)

سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور

ان احادیث میں سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، ممکن ہے کہ آپ دونوں نسبتوں کے حامل ہوں۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ والد کی جانب سے حسنی سیّد اور والدہ کی جانب سے حسینی سیّد ہوں گے۔ جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹے سیّدنا اسماعیل و سیّدنا اسحٰق علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے اور بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے تھے، اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے صرف ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ نبوت پر فائز ہوئے اور سب کے قائم مقام ہوئے اور خاتم الانبیاء کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اسی طرح اکثر ائمہ اور اکابر امت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوئے، اس کے عوض حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جو خاتم الاولیاء ہوگا اور تمام اولیاء کے قائم مقام ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ظاہری خلافت کی مسند سے اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ قطبیت کی ولایت کا جھنڈا آپ کو عطا فرمایا اور اسی مقام کے مناسب نسبت مہدویہ ہے، جو نبوت عیسویہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے کہ دونوں مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت کا جھنڈا بلند کریں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَّالِ

قربِ قیامت کی علامات کا بیان اور دجال کا ذکر

٨٣١٨ - عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں، فرمایا: قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس کی دس علامات نہ دیکھ لو، آپ نے دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول، یاجوج و ماجوج اور تین مرتبہ زمین میں دھنسنے کا ذکر فرمایا، مشرق میں دھنسنا اور مغرب میں دھنسنا اور جزیرۂ عرب میں دھنسنا اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی، اور ایک روایت میں ہے کہ عدن کے کنارے سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی کے متعلق ہے کہ آندھی آئے

رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. گی' جولوگوں کوسمندر میں ڈال دے گی۔ (مسلم)

قیامت کی دس علامات کا بیان

اس حدیث میں قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی دس علامات کا ذکر ہے اور یہ قیامت کی علامات کبریٰ ہیں' ایک قول کے مطابق ان علامات کی ترتیب یوں ہے کہ سب سے پہلی علامت دھواں ہے' پھر دجال کا خروج' پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری' پھر یاجوج ماجوج کا خروج' پھر دابۃ الارض کا ظہور' پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کیونکہ کفار حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اسلام لے آئیں گے' اگر دجال کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے پہلے ہی سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو پھر کفار کا ایمان لانا مقبول نہیں رہے گا' اور حدیث پاک میں ان علامات کے درمیان واؤ ذکر کیا ہے' یہ مطلق جمع کے لیے ہے (ترتیب بیان کرنے کے لیے نہیں' لہٰذا ان علامات کا ظہور اس حدیث میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق ضروری نہیں) اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حدیث مذکور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر طلوع شمس سے پہلے ہے اور یہ اعتراض بھی نہیں ہوگا کہ آئندہ حدیث میں مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کو پہلی نشانی قرار دیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دھواں نکلنے کا بیان

اس حدیث میں دھواں نکلنے کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس دھویں سے مراد وہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: ''يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍO'' (الدخان:۱۰) ''جس روز آسمان ظاہر دھواں لائے گا''۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تھا۔ علامہ طیبی کے اس قول کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: دھویں سے مراد وہ قحط سالی ہے جس میں قریش مبتلا ہوئے' حتیٰ کہ انہیں ہوا دھویں کی طرح دکھائی دیتی تھی' لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا حقیقی معنی مراد ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دھواں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کو بھر دے گا اور چالیس دن رات رہے گا۔ مؤمن اس دھویں سے زکام والے کی طرح ہو جائے گا اور کافر نشے والے آدمی کی طرح ہو جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دجال کی وجہ تسمیہ

اس حدیث میں دجال کے خروج کا ذکر ہے۔ لفظ دجال' دجل سے مشتق ہے اور دجل کا معنی خلط ملط کرنا' ملا دینا' مکر و فریب' دھوکا۔ ''دجل الحق بالباطل'' اس وقت کہتے ہیں جب کوئی آدمی حق کو باطل کے ساتھ ملا دے' اس کا معنی جھوٹ بھی ہے اور ان تمام معانی کا دجال میں پایا جانا ظاہر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دجال دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے' اکثر اسی طرح فرق کرتے ہیں کہ دجال کو صرف مسیح نہیں کہتے بلکہ مسیح دجال کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مسیح کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں پر مسح فرماتے یعنی ہاتھ پھیر دیتے تھے تو وہ تندرست ہو جاتے تھے اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم سے ممسوح یعنی آلائش وغیرہ سے پاک صاف پیدا ہوئے تھے۔ بعض نے کہا کہ مسیح کا معنی صدیق ہے' آپ بھی صدیق تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ کو مسیح اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ کے پاؤں مبارک کے تلوے ہموار تھے' عام لوگوں کی طرح ٹیڑھے اور باریک نہیں تھے' یا مسیح کا معنی سیر و سیاحت کرنے والا ہے۔ آپ نے زمین پر سفر کیا اور یہ

آخری معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں میں پایا جاتا ہے' اور دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ ہموار ہوگی۔ ممسوح الوجہ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ جس کے چہرے کی ایک طرف برابر اور ہموار ہو اور اس میں آنکھ اور ابرو نہ ہوں (اور دجال بھی اسی طرح کا ہوگا)' یا دجال کو مسیح اس لیے کہا جائے گا کہ اس سے خیر وخوبی کو صاف کر دیا گیا ہے یعنی وہ خیر وخوبی سے خالی ہے' جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شر کو صاف کر دیا گیا اور آپ شر سے خالی ہیں۔ خلاصہ کلام دجال مسیح الضلالت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الہدایت ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دجال کا تفصیلی ذکر آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

دابۃ الارض کا خروج

اس حدیث میں دابۃ الارض کے نکلنے کا ذکر ہے۔ دابۃ الارض کا ذکر قرآن مجید میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۝ (النمل: ۸۲)

ہم زمین سے ان کے لیے ایک چار پایہ ظاہر کریں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا' اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۝

ایک قول کے مطابق دابۃ الارض تین بار نکلے گا: (۱) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں (۳) سورج کے مغرب سے طلوع کے بعد۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دابۃ الارض ایک چار پایہ ہے' جو ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شکل وصورت مختلف ہوگی' بہت سے جانوروں کے مشابہ ہوگا' کوہ صفا کو پھاڑ کر باہر نکلے گا۔ اس کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی' کوئی شخص اس کے ساتھ دوڑ نہیں سکے گا اور نہ اس سے بھاگ سکے گا۔ مؤمن کو عصا سے مارے گا اور اس کے چہرے پر مؤمن لکھ دے گا اور کافر پر مہر لگائے گا اور اس کے چہرے پر کافر لکھ دے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

یاجوج وماجوج کا بیان

اس حدیث میں یاجوج وماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

یاجوج ایک شخص کا نام ہے' اسی طرح ماجوج بھی ایک شخص کا نام ہے' یہ دونوں یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے' یہ دونوں لفظ "تاجیج النار" سے مشتق ہیں' جس کا معنی آگ کی حرارت ہے۔ قوم یاجوج وماجوج کی کثرت اور شدت کی بناء پر انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ "اجاج" سے مشتق ہیں' جس کا معنی ہے: سخت کھارا پانی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں عجمی لفظ ہیں' مشتق نہیں۔ اس پر تو اتفاق ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' پھر اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ یہ یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں' یہ مجاہد کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان جیل سے ہیں' یہ ضحاک کا قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یاجوج ترک سے اور ماجوج جیل اور دیلم سے ہیں' اسے زمخشری نے ذکر کیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مغلوں کی طرح یہ ترک سے ہیں اور بہت طاقت ور اور فسادی ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' لیکن حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا نہیں ہوئے کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام سوئے اور انہیں احتلام آیا اور نطفہ زمین پر گر پڑا' جب بیدار ہوئے' نکلنے والے پانی پر افسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کر دیا' لہٰذا باپ کی طرف سے ان کا ہمارے ساتھ تعلق ہے' ماں کی طرف سے نہیں۔ اسے ثعلبی نے کعب احبار سے نقل کیا ہے اور علامہ نووی نے بھی شرح مسلم میں ذکر کیا ہے' لیکن علمائے کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ اسے ضعیف ہی قرار دینا چاہیے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں' نیز سارے انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

سے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضعف کی وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں آتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جید اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ انسانوں کے دس حصے ہیں' نو حصے یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی لوگ ہیں' اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ سانپ بچھو وغیرہ تمام حشرات الارض کو کھا جاتے ہیں' اور ہر قسم کے ذی روح پرندے وغیرہ کو کھا جاتے ہیں۔ ان میں بعض کے سینگ اور دُم ہوتی ہیں اور بڑے بڑے دانت ہوتے ہیں' جن سے یہ کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا' میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی' انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکش اولاد اور ابلیس کی سرکش اولاد کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۳۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

قرآن مجید میں بھی یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا○ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا○ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا○ (الکہف: ۹۳۔۹۸)

حتیٰ کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان کے آگے کچھ ایسے لوگ پائے جو کوئی بات سمجھتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے○ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس بات پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں○ انہوں نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جس پر طاقت دی ہے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد کرو قوت کے ساتھ' میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا○ میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ' یہاں تک کہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دی تو کہا: پھونکو! یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا تو کہا: لاؤ! میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل دوں○ تو یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے○ کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے' پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے○

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ' حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جس کا بعض حصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے بعض ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔ تم میرے بندوں کو طور کی طرف جمع کر دو اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا' وہ ہر بلند جگہ سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے اور وہاں جتنا پانی ہو گا' پی جائیں گے' پھر ان کے آخری لوگ وہاں سے گزریں گے اور کہیں گے: یہاں کبھی پانی تھا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کے نزدیک گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ بہتر ہو گا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا' تو وہ صبح کو سارے یک دم مر جائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب نیچے زمین پر اتریں گے تو وہ زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی مانند پرندے بھیجے گا تو وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان پر بارش بھیجے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ خالی نہ رہے گا اور وہ بارش زمین کو

دھو کر آئینے کی طرح صاف وشفاف بنادے گی۔(صحیح مسلم' کتاب الفتن' رقم الحدیث:۷۲۹۹ 'مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ارضِ حجاز سے آگ نکلے گی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں اکٹھی ظاہر ہوں گی اور لوگوں کو ہانک کرلے جائیں گی یا پھر مراد یہ ہے کہ اس آگ کے نکلنے کی ابتداء یمن سے ہوگی اور اس کا ظہور حجاز سے ہوگا۔

اس روایت میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو مشرق سے نکل کر مغرب تک پہنچے گی۔ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس روایت میں مذکورہ علامات کے اعتبار سے آگ کو آخری علامات قرار دیا ہے اور بخاری شریف کی روایت میں آگ کو اس لحاظ سے اوّل قرار دیا کہ یہ ان علامات میں سب سے پہلی علامت ہے جن کے بعد دنیا کا کوئی امر بالکل ظاہر نہیں ہوگا بلکہ ان علامات کے ختم ہوتے ہی نفخ صور کا وقوع ہو جائے گا اور یہاں مذکورہ علامات میں کوئی علامت ایسی نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک علامت کے ساتھ اُمورِ دنیا میں سے کوئی نہ کوئی چیز باقی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آگ لوگوں کو محشر کی طرف جمع کرے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ایسی ہوا آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں گرادے گی۔ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ دوسری روایت میں لوگوں سے کفار مراد ہیں کہ کفار کی طرف جو آگ آئے گی اس میں شدید آندھی ہوگی جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی اور وہی کفار کے حشر کا مقام ہوگا' جس طرح کہ روایت ہے کہ سمندر آگ بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ O''(التکویر:٦)''اور جب سمندر سلگائے جائیں گے O'' جب کہ مؤمنین کی آگ صرف ڈرانے کے لیے ہوگی اور کوڑے کی حیثیت سے ہوگی کہ انہیں ہانک کر محشر تک لے جائے گی۔

ایک قول کے مطابق محشر سے مراد ملک شام کی سرزمین ہے' کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حشر ملک شام کی سرزمین میں ہوگا' لیکن ظاہر یہ ہے کہ حدیث سے مراد ہے کہ حشر کی ابتداء ملک شام سے ہوگی یا ملک شام کی زمین کو اس قدر وسیع کر دیا جائے گا کہ ساری مخلوق اس میں سما جائے گی۔(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۱۸۸ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۱۹ ـ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَاَمْرُ الْعَامَةِ وَخُوَیِّصَّةُ اَحَدِکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزوں سے پہلے عمل کرلو' دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور سب لوگوں کی موت یا تم میں سے کسی ایک کی موت۔(مسلم)

۸۳۲۰ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین علامات ظاہر ہوگئیں تو کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو(وہ تین نشانیاں یہ ہیں:)(۱)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دجال (۳) دابۃ الارض۔(مسلم)

۸۳۲۱ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی' وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ہے' اور ان دونوں میں سے جو علامت بھی اپنے ساتھ والی علامت سے پہلے ہوگی تو دوسری اس کے فوراً بعد ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے گا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سب سے پہلی نشانی نہیں' کیونکہ دھواں اور دجال کا ظہور اس سے پہلے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ علامات دو طرح کی ہیں: (۱) قیامت قائم ہونے کے قرب کی علامات (۲) قیامِ قیامت کے وجود پر دلالت کرنے والی علامات۔ دھواں اور دجال کا ظہور وغیرہ پہلی قسم کی علامات میں سے ہیں اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور زمین کا تھرتھرانا اور آگ کا نکلنا اور لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جانا' یہ دوسری قسم کی علامات ہیں اور طلوعِ شمس کو اوّل اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس سے دوسری قسم کی علامات کی ابتداء ہوگی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۲۲ - وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِىْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا اِرْجِعِىْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا. (یٰسٓ:۳۸) قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غروبِ آفتاب کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ یہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ اجازت طلب کرے گا اور اسے اجازت نہیں دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا' پس سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے قول سے یہی مراد ہے: اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لیے چلتا ہے (یٰسٓ:۳۸) اور سورج کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم)

عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی کیفیت

اس حدیث میں ہے کہ بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس میں سورج کے عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا ذکر ہے حالانکہ سجدہ تو زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے اور سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں' پھر سورج کے سجدہ کرنے کا کیا معنی ہے؟ نیز سورج کا طلوع و غروب تو ہر وقت عمل میں آ رہا ہے۔ جب ایک جگہ سورج غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے' لہٰذا حدیث کا معنی کیا ہوگا کہ سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت لیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کا سجدہ اس کے حال کے موافق ہوتا ہے۔ قرآن میں ستاروں اور درختوں کے سجدہ کا ذکر ہے' فرمایا: ''وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ○''

(النجم:۶) نیز زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کے سجدہ کا ذکر ہے فرمایا: ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' یہ سب چیزیں پیشانی والی نہیں مگر ان کو ساجد کہا گیا تو ان کا سجدہ ان کے حسب حال ہو گا اور سورج کے غروب ہونے کی حالت کو سجدہ کرنے والے کی حالت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ عرشِ الٰہی نے تمام آسمانوں کا احاطہ کیا ہے۔ زمین' آسمان اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ سب عرش کے نیچے ہیں' لہٰذا سورج جس جگہ بھی غروب ہو گا وہ جگہ عرش کے نیچے ہی ہو گی' اس لیے اسے عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے' لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ سورج ہر وقت ہی حالتِ سجدہ میں ہے' اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی اُفق میں غروب ہوتا ہے تو دوسرے افق میں طلوع کی اجازت مانگتا ہے اور اللہ کے حکم کے بغیر اس کا طلوع و غروب نہیں ہوتا اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ اللہ کے حکم اور اجازت سے ایک افق میں غروب اور دوسرے میں طلوع ہوتا رہے مگر قربِ قیامت جب ایک افق میں غروب ہو گا تو دوسرے افق میں طلوع کی اسے اجازت نہیں ملے گی' بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق الٹا چکر لگائے گا اور ہر جگہ مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو گا۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ سورج کے سجدہ سے کیا مراد ہے کیونکہ سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں اور اللہ کے حکم کی پیروی کرنے والا معنی تو اسے ہمیشہ حاصل ہے (لہٰذا غروب کے وقت کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟) تو اس کا جواب یہ ہے کہ غروب کے وقت سجدہ کرنے والے کے ساتھ سورج کو تشبیہ دینا مقصود ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ دیکھنے میں تو سورج زمین میں غائب ہو جاتا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سورج کو سیاہ کیچڑ کے چشمے میں غروب ہوتے ہوئے پایا۔ تو پھر عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ساتوں زمینیں چکی کے قطب (مرکزی کیل) کی طرح ہیں اور عرش اپنی عظمتِ ذات کی بناء پر چکی کی طرح ہے' تو سورج جہاں بھی سجدہ کرے گا' وہ سجدہ عرش کے نیچے ہی ہو گا اور وہی سورج کی جائے قرار ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ علم ہیئت والے کہتے ہیں کہ سورج آسمان میں مرکوز ہے' جس کا تقاضا ہے کہ آسمان گردش کرتا ہے' اور ظاہر حدیث کا تقاضا ہے کہ سورج گردش کرتا ہے۔ (جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق سورج' چاند وغیرہ آسمان میں مرکوز نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو رسول اللہ ﷺ کے کلام کے ساتھ مخالفت کے وقت اہلِ ہیئت کے قول کا کوئی اعتبار نہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا کلام یقیناً حق ہے اور ان کا کلام محض اندازوں پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ سورج اپنے چلنے کی جگہ سے نکل کر جائے اور عرش کے نیچے سجدہ کر کے واپس آ جائے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ'' (یٰسٓ:۴۰) ''سب اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیںO'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورج کے اپنے فلک میں گردش کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایسی جگہ سجدہ نہ کر سکے جہاں اللہ کا ارادہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج کے سجدہ کرنے سے سورج کے مؤکلین فرشتوں کا سجدہ کرنا مراد ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال بلا دلیل ہے اور ظاہر حدیث کے خلاف ہے' اور اس میں حقیقی معنی سے عدول کرنا لازم آتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ و سلطنت کے تحت سجدہ کرتا ہے' میں کہتا ہوں: کلام کے ظاہری اور حقیقی معنی سے فرار کرنے کی کیا ضرورت ہے' نیز ہم کہتے ہیں کہ آسمان و زمین وغیرہ تمام عالم عرش کے نیچے ہیں تو سورج جس جگہ بھی سجدہ کرے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا ہے اور ابن عربی نے کہا ہے کہ ایک قوم نے سورج کے سجدہ کا انکار کیا ہے' حالانکہ یہ صحیح اور ممکن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بے دین لوگوں کی قوم ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کا انکار کیا ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے اور جو آپ سے صحیح طریقہ سے ثابت ہے' اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ حیوان و جمادات وغیرہ ہر چیز کو سجدہ کی طاقت دے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ اس کا حقیقی علم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے' اس حدیث سے جو ہم نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غروبِ آفتاب کو آفتاب کے سجدہ سے تعبیر فرمایا ہے' کیونکہ ہر چیز کی عبادت اس کے حسبِ حال ہوتی ہے' لہٰذا جب سورج نصف النہار کے وقت حالتِ استواء پر ہوتا ہے تو اس کا یہ استواء قیام کے قائم مقام ہے اور زوال کے بعد جب سورج ڈھل جاتا ہے تو اس کا ڈھلنا رکوع سے عبارت ہے اور جب سورج افق میں غروب ہوتا ہے تو اس کا یہ غروب سجدہ کے مشابہ ہے اور جس افق میں سورج غروب ہوتا ہے وہ چونکہ عرش کے نیچے واقع ہے' اس لیے اس کو عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر فرمایا۔ رہا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر سورج اسی طرح سجدہ میں پڑا رہتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات بھر سورج سجدہ میں پڑا رہے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ سجدہ (یعنی حالتِ غروب) میں ہی اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا اور لوٹنے کا مطلب الٹے پاؤں واپس جانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظامِ تکوینی کے تحت لوٹنا ہے' یعنی معروف طریقہ اور معمول کے مطابق جس افق سے غروب ہوا ہے' اس کے مقابل دوسرے افق سے طلوع ہو' پھر اپنی منازل طے کرتا ہوا' اس افق پر غروب ہو کر پہلے افق پر طلوع ہو' اس طرح اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد اس افق سے پھر طلوع ہوتا ہے' جس سے غروب ہوا تھا۔ قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو سورج جس افق سے غروب ہوا تھا' اسی افق پر جانبِ غروب سے ہی طلوع ہو جائے گا۔ (تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۱۷' مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۸۳۲۳ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور قیامِ قیامت کے درمیان دجال سے زیادہ بڑا کوئی معاملہ (فتنہ) نہیں۔ (مسلم)

۸۳۲۴ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْاَ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اَنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهٗ مِمَّا يَبْعَثُ بِهٖ مِنَ الشُّبُهَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دجال کے متعلق خبر سنے تو اسے چاہیے کہ دجال سے دور رہے' بہ خدا! آدمی اس کے پاس یہ گمان کرتے ہوئے آئے گا کہ میں مؤمن ہوں' پھر جن شبہات کے ساتھ دجال بھیجا گیا ہے' ان کی وجہ سے وہ دجال کی پیروی کرنے لگے گا۔ (ابوداؤد)

۸۳۲۵ - وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ دجال سے بھاگیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے' ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ (مسلم)

۸۳۲۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں اور بے شک مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی' گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

عَلَيْهِ.

٨٣٢٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنَ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنَ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُّتَّكِئًا عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهَ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خود کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا اور میں نے گندمی رنگ والا ایک شخص دیکھا' جو ان تمام مردوں سے حسین تھا' جو گندمی رنگ والے مرد تم نے دیکھے ہیں' اس کی زلفیں تھیں (کندھوں تک بال تھے) اور جو زلفوں والے مرد تم نے دیکھے ہیں' وہ ان تمام سے حسین تھا' اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی' ان سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے' اس نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگائی ہوئی تھی' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں' پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو گھونگھریالے بالوں والا' دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے' وہ لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ تھا' اس نے اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا ابْنُ قَطَنٍ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ وہ سرخ رنگ کا مرد' جسیم' گھونگریالے بالوں والا ہوگا' دائیں آنکھ سے کانا ہوگا' لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ ہوگا۔

٨٣٢٨ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّتُهٗ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا' گھنے بالوں والا ہوگا' اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ ہوگی' اس کی جہنم (درحقیقت) جنت اور اس کی جنت (درحقیقت) جہنم ہوگی۔ (مسلم)

دجال کون سی آنکھ سے کانا ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور پہلی احادیث میں گزرا ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ختم ہوگی اور دوسری آنکھ میں عیب ہوگا' لہٰذا دونوں آنکھوں کے لیے ''عورا'' کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ ''عور'' اصل میں عیب کو کہتے ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کو بائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا اور کچھ لوگوں کو دائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا' اور یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوگی' کیونکہ جب وہ لوگوں کو اپنی اصل شکل و صورت کے مطابق دکھائی نہیں دے گا تو واضح ہو جائے گا کہ وہ ساحر اور کذاب ہے اور شارح نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں روایتوں میں سے ایک میں راوی سے سہو واقع ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٣٢٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِہٖ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّہٗ یَجِیْءُ مَعَہٗ بِمِثْلِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمْ کَمَا اَنْذَرَ بِہٖ نُوْحٌ قَوْمَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

کیا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی' بے شک وہ کانا ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ جیسی چیزیں لے کر آئے گا' جس کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے' وہ جہنم ہوگی' اور بے شک میں تمہیں ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٣٠ ۔ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَہٗ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاہُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاہُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یَرَاہُ نَارًا فَاِنَّہٗ مَاءٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی' جسے لوگ پانی خیال کریں گے' وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ خیال کریں گے' وہ ٹھنڈا شیریں پانی ہوگا' تم میں جو شخص اسے پائے تو وہ جسے آگ سمجھ رہا ہو اس میں چھلانگ لگا دے کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا' پاکیزہ پانی ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ عَلَیْھَا ظَفَرَۃٌ غَلِیْظَۃٌ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ یَقْرَؤُہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ کَاتِبٍ وَغَیْرِ کَاتِبٍ.

اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ دجال کانی آنکھ والا ہوگا' اس پر ایک موٹا ناخنہ (آنکھ کی ایک بیماری) ہوگا' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا' جسے ہر مؤمن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

٨٣٣١ ۔ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ حَدَّثْتُکُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ لَّا تَعْقِلُوْا اَنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ قَصِیْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَیْنِ لَیْسَتْ بِنَاتِئَۃٍ وَّلَا جَحْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَیْکُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نے دجال کے متعلق تم سے باتیں بیان کی ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم سمجھ نہیں سکو گے' بے شک مسیح دجال پست قد' ٹیڑھے پاؤں والا' گھونگھریالے بالوں والا اور ایک آنکھ سے کانا ہے' وہ آنکھ نہ تو اُبھری ہوئی ہے اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے' اگر تمہیں اشتباہ پڑ جائے تو جان لو کہ بے شک تمہارا رب کانا نہیں۔ (ابوداؤد)

٨٣٣٢ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ک ف ر مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو' سن لو! بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٣٣ ۔ وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَہٗ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمُوْہُ فَوَصَفَہٗ لَنَا قَالَ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا' جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو' اور بے شک میں نے تمہیں اس سے ڈرایا ہے اور آپ نے ہمارے سامنے اس کے متعلق بیان فرمایا'

لَعَلَّهٗ سَيُدْرِكُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِيْ اَوْ سَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِيْ الْيَوْمَ اَوْ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

شاید میری زیارت کرنے والے اور میرا کلام سننے والے بعض لوگ اسے پالیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس روز ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا: آج کی طرح یا اس سے بہتر۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٨٣٣٤ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ وَاِنَّهٗ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلُ خُبْزٍ وَنَهْرُ مَاءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے متعلق سوال نہیں کیا، اور آپ نے مجھے فرمایا کہ وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا، میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا، آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٣٥ - وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَّسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَيَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر وہ میری حیات ظاہری میں ظاہر ہوا، تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا، اور اگر وہ میری ظاہری حیات کے بعد، ظاہر ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے اس کا مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر ولی و محافظ ہوگا، بے شک دجال جوان، سخت گھونگھریالے بالوں والا، پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا، گویا کہ وہ عبد العزیٰ بن قطن کے زیادہ مشابہ ہے، تم میں جو کوئی اسے پائے تو وہ اس پر سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کیونکہ یہ آیات اس کے فتنہ سے تمہیں امان دینے والی ہیں، بے شک وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے نکلے گا تو وہ دائیں جانب فساد پھیلائے گا اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنی مقدار ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس دن، ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں! تم اس کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! زمین میں اس کی تیز رفتاری کتنی ہوگی؟ فرمایا: اس بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا چل رہی ہو، وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا، آسمان بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا، زمین (سبزہ وغیرہ) اُگائے گی، شام کے وقت ان کے مویشی (چراگاہوں سے) واپس ان کے پاس آئیں

فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِيْحِ نَفَسِهِ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى

گے تو وہ پہلے سے زیادہ لمبی کوہانوں والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھنوں والے اور زیادہ پھیلی ہوئی کوکھوں والے ہوں گے' پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ان کی طرف سے واپس پھر جائے گا اور وہ قحط زدہ ہو کر رہ جائیں گے' ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال نہیں رہے گا' وہ ایک ویرانہ پر گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو وہاں کے خزانے اس کے پیچھے آئیں گے' جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلتی ہیں' پھر وہ ایک بھری ہوئی جوانی والے شخص کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور تیر کے ہدف کی مقدار دور دور پھینک دے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ آدمی ہنستا ہوا روشن و تر و تازہ چہرے کے ساتھ آئے گا' وہ دجال اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا' آپ زعفرانی رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس' دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے' دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے' جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے چاندی کے بنے ہوئے دانوں کی طرح' موتیوں جیسے صاف قطرات ٹپکیں گے' جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا' وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی' جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی' آپ اسے تلاش کریں گے اور باب لد کے پاس اسے پا لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی' جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا' آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے اور انہیں جنت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے' وہ اسی حالت میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائے گا کہ بے شک میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں' جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں' میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے چلو' اور اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلند ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ پر گزرے گی اور اس میں جو پانی ہوگا' وہ پی جائے گی' اور ان کی آخری جماعت وہاں سے گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی اس جگہ پانی تھا' پھر وہ چل پڑیں گے' حتیٰ کہ جبل خمر پر پہنچ جائیں گے اور وہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے' اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا ہے' آؤ! آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں' وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگین کر کے واپس فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب

كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتَنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ.

محصور ہو جائیں گے' یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر اس سے زیادہ بہتر ہوگا جتنا آج تمہارے نزدیک سو دینار ہیں' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا اور وہ سب ایک آدمی کے مرنے کی طرح یک بارگی مر جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کے برابر جگہ بھی ان کی لاشوں اور بدبو سے خالی نہیں پائیں گے' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے' (اور دعا کریں گے) تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا' وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَيَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِلَّا الرِّوَايَةَ الثَّانِيَةَ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ اِلٰى قَوْلِهٖ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں مقام نہبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان ان کی کمانیں اور ان کے تیر اور ان کے ترکش سات سال تک جلاتے رہیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا' جس سے نہ مٹی کا بنا ہوا کوئی گھر بچے گا' نہ اُون کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا' وہ بارش زمین کو دھو ڈالے گی حتیٰ کہ اسے شیشے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی' پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لوٹا' تو اس دن ایک جماعت ایک انار سے کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے سایہ حاصل کرے گی' اور اللہ تعالیٰ دودھ میں برکت ڈال دے گا حتیٰ کہ ایک تازہ بچہ جننے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک تازہ بچہ جننے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک تازہ بچہ جننے والی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی' لوگ اسی حالت میں ہوں گے' جب اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجے گا' جو ان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے' جو زمین میں گدھوں کی طرح زنا کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے' سوائے دوسری روایت کے اور وہ دوسری روایت آپ کا ارشاد ''تطرحهم بالنهبل'' سے لے کر ''سبع سنين'' تک ہے۔ (ترمذی)

دجال کے خروج کے وقت ایام کے طویل ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ اقدس اپنے حقیقی معنی میں ہے اور اس میں کوئی بعید بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ پہلے

دن کے اجزاء میں سے ہر جزء میں اتنا اضافہ کر دے کہ وہ دن خلافِ عادت ایک سال کی مقدار کے برابر ہو جائے لیکن اس پر اعتراض ہے کہ اس تقریر کے مطابق صرف زمانے میں بسط اور کشادگی ثابت ہوگی' جس طرح معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے لیے تھوڑا سا زمانہ وسیع اور کشادہ ہوا تھا' لیکن ہر نماز کے وجوب کا سبب تو وقت ہے جس کا اندازہ طلوعِ فجر' زوالِ آفتاب' غروبِ آفتاب اور شفق کے غائب ہونے سے لگایا جاتا ہے اور یہ چیزیں تو تبھی ثابت ہوتی ہیں جب حقیقتاً رات دن متعدد ہوں اور یہاں حقیقۃً رات دن کا متعدد ہونا تو نہیں پایا گیا' لہٰذا تحقیق وہی ہے جو علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک مہینہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی ایام تمہارے ایام کی طرح ہوں گے۔ آپ کے اس ارشاد کی ہم یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ ان ایام میں زیادہ مصائب' تکالیف اور سختیوں کی بناء پر انہیں طویل قرار دیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہو گی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے کہتے ہیں کہ حضور مخبر صادق و مصدوق ﷺ کے خبر دینے سے ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ دجال کے ساتھ مختلف قسم کے شعبدے ہوں گے' جن سے عقل والوں کی عقل سلب ہو جائے گی اور آنکھ والوں کی نگاہیں اچک لی جائیں گی' شیاطین اس کے تابع ہوں گے' وہ جنت و جہنم لے کر آئے گا اور اپنے دعویٰ کے مطابق مردوں کو زندہ کرے گا' لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کبھی بارش برسائے گا اور خوش حالی لے آئے گا اور کبھی قحط اور خشک سالی لے آئے گا اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہوگا' لہٰذا نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی ہم یہی تاویل کر سکتے ہیں کہ دجال لوگوں کے کانوں اور آنکھوں کو اچک لے گا' لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ زمانہ ایک ہی حالت پر جاری ہے کہ دھوپ ہی ہے' اندھیرا نہیں ہوا' صبح ہی ہے شام نہیں ہوئی۔ رات دن کے اختلاف کی علامات ان پر مخفی ہو جائیں گی' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان احوال کے وقت تم غور و فکر سے کام لینا اور جب تک اللہ تعالیٰ یہ حالت دور نہ فرما دے' اس وقت تک تم نمازوں کے اوقات کا اندازہ لگاتے رہنا' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اور یہ تینوں ایام حدیث میں مذکور مقدار کے مطابق طویل ہوں گے اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ باقی ایام تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

طویل ایام میں نمازوں کے اوقات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز کی ادائیگی کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم اسی دن کے ساتھ مخصوص ہے' جس کا شارع علیہ السلام نے ہم سے بیان فرما دیا ہے' اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہم اجتہاد کے پابند ہوتے اور اس کے علاوہ باقی ایام میں معروف اوقات کے اندر نماز ادا کرنے پر اکتفاء کرتے اور اندازہ لگانے سے مراد یہ ہے کہ جب طلوعِ فجر کے بعد اتنا وقت ہو جائے جتنا وقت فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو ظہر کی نماز ادا کرنا اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے' تو عصر کی نماز ادا کر لینا' پھر جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب کی نماز ادا کر لینا' اسی طرح عشاء اور صبح' پھر ظہر' پھر عصر' پھر مغرب ادا کرنا' حتیٰ کہ وہ دن گزر جائے اور اس دن میں ایک سال کی فرض نمازیں ان اوقات میں ادا ہو جائیں گی' اور دوسرا دن ایک مہینہ کی طرح اور تیسرا دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا' ان میں بھی پہلے دن کی طرح نمازوں کا اندازہ لگایا جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جن علاقوں میں عشاء کا وقت نہیں آتا' وہاں نمازوں کا حکم شرعی

فقہائے کرام نے اس حدیث سے ان علاقوں میں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی مستنبط کیا ہے جہاں عشاء اور وتر کا وقت نہیں آتا۔

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغاریہ ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشاء و وتر کی قضاء پڑھیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کے لیے ردالمحتار علی الدرالمختار ج ۲ ص ۱۸ تا ۲۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان کا مطالعہ کریں۔ وہاں اس کے متعلق نفیس اور مبسوط بحث ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کہاں ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ پر اپنی تعلیق میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کے پاس اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اردن میں اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی لشکر گاہ میں اتریں گے' میں کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول والی حدیث ابن ماجہ کے نزدیک ثابت ہے اور میرے نزدیک یہی زیادہ راجح ہے' اور باقی روایات کے منافی نہیں کیونکہ بیت المقدس دمشق کے مشرقی جانب ہے اور وہی مسلمانوں کی لشکر گاہ ہے' جب کہ وہ اور اردن علاقے کا نام ہیں اور بیت المقدس اس کے اندر ہے' بیت المقدس میں اگرچہ اب منارہ نہیں ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے اس میں منارہ بن جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس کی خوشبو سے دجال کیوں نہیں مرے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ کسی کافر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ آپ کے سانس کی خوشبو پائے مگر وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی۔ اس پر سوال ہے کہ دجال بھی کافر ہے تو پھر وہ آپ کے سانس کی خوشبو سے کیوں نہیں مرے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ممکن ہے کہ دجال اس حکم سے مستثنیٰ ہو اور اس میں حکمت یہ ہو کہ جنگ میں اس کا خون دکھایا جائے تاکہ اہل ایمان کے دلوں میں اس کے ساحر ہونے کا یقین اور پختہ ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کرامت ہو' پھر جب دجال کو دیکھیں تو یہ کرامت زائل ہو جائے' کیونکہ کرامت کا دائمی ہونا لازم نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سانس سے کافر کی موت واقع ہوگی' وہ عام عادت کے مطابق سانس نہیں ہوگا' بلکہ اس سے مراد وہ سانس ہے جس سے کافر کو ہلاک کرنے کا قصد کیا جائے گا' لہٰذا مقصود سانس نہ پائے جانے کی وجہ سے دجال کی موت واقع نہیں ہوگی' اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا وہ مر جائے گا اور یہ مفہوم نہیں کہ پہلی بار ہی آپ کے سانس کی خوشبو سے کافر مر جائے گا' بلکہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ حکمت کے پیش نظر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانِ جنگ میں دجال کا خون مؤمنین کو دکھا دیں' اس کے بعد آپ کی یہ کرامت حاصل ہو' پھر عجیب وغریب بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس سے بعض لوگ زندہ ہو جائیں گے اور بعض مر جائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۳۶ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال زمین میں چالیس سال تک ٹھہرے گا' ایک سال مہینے کی طرح اور ایک مہینہ' ایک ہفتے کی طرح اور ایک ہفتہ' ایک دن کی طرح اور ایک دن' آگ میں کھجور کی خشک لکڑی کے جلنے کی طرح ہوگا۔(شرح السنہ)

۸۳۳۷ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ سِنِيْنَ سَنَةٌ تُمْسِكُ السَّمَاءُ فِيْهَا ثُلُثَ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا وَالثَّالِثَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ وَالْاَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ فَلَا يَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضِرْسٍ مِّنَ الْبَهَائِمِ اِلَّا هَلَكَ وَاِنَّ مِنْ اَشَدِّ فِتْنَتِهٖ اَنَّهٗ يَاْتِي الْاَعْرَابِيَّ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اِبِلَكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اِبِلِهٖ كَاَحْسَنِ مَا يَكُوْنُ ضُرُوْعًا وَاَعْظَمِهٖ اَسْنِمَةً قَالَ وَيَاْتِي الرَّجُلَ قَدْ مَاتَ اَخُوْهُ وَمَاتَ اَبُوْهُ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاَخَاكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اَبِيْهِ وَنَحْوَ اَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِي اهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِّمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلَحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ خَلَعْتَ اَفْئِدَتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلَّا فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نَخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے' آپ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک دجال سے پہلے تین سال ہوں گے' ایک سال آسمان اپنی تہائی بارش اور زمین اپنی تہائی پیداوار روک لے گی اور دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش اور زمین اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی تمام بارش اور زمین اپنی تمام پیداوار روک لے گی' تو ہر کھر والا اور ڈاڑھ والا جانور ہلاک ہو جائے گا اور دجال کا شدید ترین فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک اعرابی کے پاس آ کر کہے گا: کیا خیال ہے اگر میں تیرا اونٹ زندہ کر دوں تو کیا تجھے میرے رب ہونے کا یقین نہیں آئے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو شیطان اس کے سامنے اس کے اونٹ کی صورت اختیار کر کے اس کے اونٹ سے زیادہ خوب صورت تھنوں اور زیادہ بلند کوہان والے اونٹ کی طرح آ جائے گا' اور ایک شخص کے پاس آئے گا' جس کا بھائی اور باپ فوت ہو چکے ہوں گے' اور کہے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر میں تیرے باپ اور تیرے بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا تو میرے رب ہونے کا یقین نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو اس کے سامنے شیاطین اس کے باپ اور اس کے بھائی کی صورت اختیار کر کے آ جائیں گے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے تشریف لے گئے' پھر واپس تشریف لائے اور لوگ آپ کی بیان کردہ بات کی وجہ سے پریشانی اور غم میں تھے۔ راویہ کا بیان ہے کہ آپ نے دروازے کے دونوں کنارے پکڑ کر فرمایا: اے اسماء! کیا حال ہے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دجال کے ذکر سے ہمارے دل باہر نکل آئے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر دجال ظاہر ہوا' اور میں (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوا تو میں اس کے مقابل ہوں گا' ورنہ میرا رب میری طرف سے ہر مؤمن پر محافظ ہوگا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور روٹی نہیں پکاتے کہ ہمیں بھوک لگ آتی ہے' تو اس روز مؤمنین کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: انہیں

بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّيَالِسِيُّ.

آسمان والوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی کافی ہوگی۔ (مسند احمد، ابوداؤد، طیالسی)

٨٣٣٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَيْنَ تَعْمَدُ فَيَقُوْلُ اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَيَقُوْلُوْنَ اقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهُ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلَى الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَجُّ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِيْشَارِ مِنْ مَّفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيَجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَاْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ اِنَّمَا قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دجال ظاہر ہوگا تو ایک مؤمن مرد اس کی جانب رخ کرے گا' اسے دجال کے مسلح آدمی ملیں گے اور کہیں گے کہ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ جس آدمی کا ظہور ہوا ہے' میں اس کی طرف (جانے کا) ارادہ رکھتا ہوں' فرمایا کہ وہ اسے کہیں گے: کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا: ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں' وہ کہیں گے: اسے قتل کردو' پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس کے (حکم کے) بغیر کسی کو قتل نہ کرنا تو وہ لوگ اسے دجال کی طرف لے جائیں گے' جب مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے' فرمایا کہ دجال حکم دے گا کہ اس مرد کو لٹا دیا جائے' پھر وہ کہے گا کہ اسے اچھی طرح پکڑ لو اور اس کا سر پھاڑ دو' اس کی پشت اور پیٹ پر ضربیں لگائی جائیں گی' پھر دجال کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے' وہ مردِ مؤمن کہے گا: تو مسیح کذاب ہے' فرمایا کہ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے سر کی مانگ سے آرے کے ساتھ چیر ڈالا جائے گا اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے' پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا' پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو' تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا' پھر اسے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا: مجھے (تیرے دجال ہونے کا) زیادہ یقین ہی ہوا ہے' پھر وہ مردِ مؤمن کہے گا: اے لوگو! بے شک یہ میرے بعد کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا' فرمایا کہ دجال اسے پکڑے گا تا کہ ذبح کرے' اللہ تعالیٰ اس مردِ مؤمن کی گردن اور ہنسلی کے درمیان تانبا بنا دے گا اور وہ دجال اس کے ذبح کی طرف کوئی راستہ نہیں پائے گا' فرمایا کہ پھر دجال اس کے دونوں ہاتھ پاؤں پکڑ کر اسے پھینک دے گا' لوگ گمان کریں گے اسے آگ میں پھینکا ہے' حالانکہ اسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مرد اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ بڑی شہادت والا ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٣٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الدَّجَّالُ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْہِ اَنْ یَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَۃِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَۃَ فَیَخْرُجُ اِلَیْہِ رَجُلٌ وَھُوَ خَیْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّکَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَہٗ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَیْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ ھٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُہٗ ھَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقْتُلُہٗ ثُمَّ یُحْیِیْہِ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ فِیْکَ اَشَدُّ بَصِیْرَۃٍ مِّنِّی الْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ اَنْ یَقْتُلَہٗ فَلَا یُسَلَّطُ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

نے فرمایا: دجال آئے گا حالانکہ اس پر مدینہ منورہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا ممنوع ہوگا تو وہ مدینہ منورہ کے قریب بنجر زمین میں آئے گا' اس کی طرف ایک آدمی نکل کر آئے گا' اور وہ آدمی تمام لوگوں سے بہتر ہوگا یا فرمایا کہ بہترین لوگوں میں سے ہوگا' اور وہ کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا' تو وہ دجال کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اسے قتل کر دوں' پھر اسے زندہ کر دوں تو کیا تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے کہ نہیں! پھر دجال اس مردِ مؤمن کو قتل کر دے گا' پھر اسے زندہ کر دے گا' تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے تیرے جھوٹا ہونے کا اتنا یقین کبھی نہیں تھا جتنا آج ہوا ہے' پھر دجال اسے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٤٠ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ ھِمَّتُہُ الْمَدِیْنَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِکَۃُ وَجْھَہٗ قِبَلَ الشَّامِ وَھُنَالِکَ یَھْلِکُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا' اس کا ارادہ مدینہ منورہ کی طرف ہوگا حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے اترے گا' پھر فرشتے اس کا چہرہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٤١ - وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب طاری نہیں ہو سکے گا' اس روز مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

٨٣٤٢ - وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنَادِی الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ لِیَلْزَمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاہُ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُکُمْ قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا جَمَعْتُکُمْ لِرَغْبَۃٍ وَّلَا لِرَھْبَۃٍ وَلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ لِاَنَّ تَمِیْمًا الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کو یہ نداء دیتے ہوئے سنا: نماز کی جماعت تیار ہے' میں مسجد کی طرف گئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی' جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرما لی تو آپ مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ ٹھہرا رہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لیے جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کسی چیز کی رغبت دلانے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا' لیکن میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھے' وہ آ کر مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایسی بات بیان کی ہے جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے متعلق

وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّهٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَةٍ بَحْرِیَّةٍ مَعَ ثَلَاثِیْنَ رَجُلًا مِّنْ لَخْمٍ وَّجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِی الْبَحْرِ فَارْفَئُوْا اِلٰی جَزِیْرَةٍ حِیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ کَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَیْلَكِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَکُوْنَ شَیْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّیْرَ فَاِذَا فِیْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَا رَاَیْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَّاَشَدُّهٗ وَثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ یَدَاهُ اِلٰی عُنُقِهٖ مَا بَیْنَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی کَعْبَیْهِ بِالْحَدِیْدِ قُلْنَا وَیْلَكَ مَا اَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰی خَبَرِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَکِبْنَا فِیْ سَفِیْنَةٍ بَحْرِیَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِعْمِدُوْا اِلٰی هٰذَا فِی الدَّیْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَیْكَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَخْلِ بَیْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا تُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ بُحَیْرَةِ الطَّبَرِیَّةِ هَلْ فِیْهَا مَاءٌ قُلْنَا هِیَ کَثِیْرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنَّ مَاءَهَا یُوْشِكُ اَنْ یَذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ عَیْنِ زُغَرٍ هَلْ فِی الْعَیْنِ مَاءٌ وَهَلْ یَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَیْنِ قَالَ نَعَمْ هِیَ کَثِیْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا یَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّاءِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَبِیِّ الْاُمِّیِّیْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّکَّةَ وَنَزَلَ یَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ کَیْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰی مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الْعَرَبِ

بیان فرما چکا ہوں' اُنہوں نے بتایا کہ وہ ایک بحری جہاز میں قبیلہ لخم اور قبیلہ جزام کے تیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے' موجیں انہیں ایک ماہ تک سمندر میں بلامقصد گھماتی رہیں تو وہ غروب آفتاب کے وقت ایک جزیرہ کے قریب ہو گئے' اور وہ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہو گئے' اور انہیں سخت اور گھنے بالوں والا ایک جانور ملا' بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے منہ اور پشت کا پتا نہیں چلتا تھا' لوگوں نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں اس مرد کے پاس چلو کیونکہ یہ تمہاری خبر سننے کا بہت شوق رکھتا ہے' تمیم داری نے کہا: جب اس جانور نے ہمارے سامنے مرد کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ وہ جن ہی نہ ہو' ہم تیز تیز چلے حتیٰ کہ گرجے میں داخل ہو گئے تو گرجے میں بہت بڑا انسان تھا کہ ہم نے پہلے کبھی اس طرح کی خلقت والا اور اتنی مضبوطی سے بندھا ہوا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا' اس کے دونوں ہاتھ کندھے سے بندھے ہوئے تھے اور وہ گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' ہم نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: تم میری خبر پر تو قادر ہو گئے ہو' اپنے متعلق بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں' ہم بحری جہاز میں سوار ہوئے سمندر کی موجیں ہمیں ایک ماہ تک بلامقصد گھماتی رہیں اور ہم جزیرہ میں داخل ہو گئے' تو گھنے بالوں والے جانور سے ہماری ملاقات ہو گئی' اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں موجود شخص کی طرف جاؤ' ہم تیز تیز چلتے ہوئے تیرے پاس آ گئے' اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ! کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عنقریب وہ پھل نہیں دے گا' اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ! کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: اس میں بہت زیادہ پانی ہے' اس نے کہا: بے شک عنقریب اس کا پانی سوکھ جائے گا' اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ! کیا چشمے میں پانی ہے؟ اور کیا وہاں کے رہنے والے چشمے کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں؟ کہا: ہاں! چشمے میں بہت پانی ہے اور وہاں کے رہنے والے اس کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں' اس نے کہا: مجھے اُمیوں کے نبی کے متعلق خبر دو! وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر آ گئے ہیں اور یثرب (مدینہ منورہ) میں ٹھہرے ہیں' اس نے کہا: اہل عرب نے ان سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عرب والوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا رہا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ نبی اُمّی اپنے قریبی عرب والوں پر غالب آ گیا ہے' اور اہل

وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اَنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اِنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَا هُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةٌ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ اِلَّا اَنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عرب نے ان کی اطاعت کر لی ہے' اس نے کہا: ان کے لیے بہتر ہے کہ اس نبی کی اطاعت کر لیں' اور میں تمہیں اپنے متعلق خبر دینے لگا ہوں اور بے شک میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور زمین کی سیر کروں گا اور میں چالیس راتوں میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے علاوہ ہر بستی میں داخل ہو جاؤں گا' ان دونوں شہروں میں داخلہ مجھ پر حرام کر دیا گیا ہے' جب میں ان میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو فرشتہ تلوار سونت کر میرے سامنے آ جائے گا اور مجھے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور وہاں کی ہر گھاٹی پر فرشتے مقرر ہیں' جو وہاں پہرہ دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اپنی انگلی مار کر فرمایا: یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ' سنو! کیا میں نے تمہیں یہ باتیں بیان نہیں کی تھیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنو! وہ دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے' نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

٨٣٤٣ - وَعَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَتْ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَاَتَيْتُهٗ فَاِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهٗ مُسَلْسَلٌ فِي الْاَغْلَالِ يَنْزُوْا فِيْمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا: اچانک میں ایک عورت سے ملا' وہ اپنے بال گھسیٹ رہی تھی' تمیم داری نے کہا: تو کیا چیز ہے؟ اس عورت نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' اس محل کی طرف جاؤ' میں وہاں گیا تو ایک مرد ملا' جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا' بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا' زمین و آسمان کے درمیان اچھل کود رہا تھا' میں نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں۔ (ابوداؤد)

٨٣٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيْجَانُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں گے' ان پر سبز چادریں ہوں گی۔ (شرح السنہ)

٨٣٤٥ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے' جن پر سبز چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

٨٣٤٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الصِّدِّيْقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَّانُ الْمُطْرَقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ نے ہمیں بیان فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین سے ظاہر ہوگا' جسے خراسان کہا جاتا ہے' ایسی قومیں اس کی پیروی کریں گی' جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۳۴۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ مَابَيْنَ اُذُنَيْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا' اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کا قصہ

۸۳۴۸ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِيْ اُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحِلْمَ فَلَمْ يُشْعِرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَّخَبَاَلَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الدخان: ۱۰) فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اِخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے' یہاں تک کہ اسے بنو مغالہ کے مکانات میں بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد اس روز قریب البلوغ تھا' اسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا) پتانہ چلا' تو آپ نے اپنا دست مبارک اس کی پشت پر مارا' پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں کے رسول ہیں' پھر ابن صیاد نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زور سے دبوچ لیا' پھر فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا' پھر ابن صیاد سے فرمایا: تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کبھی سچا آتا ہے کبھی جھوٹا آتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے' اور آپ نے اس کے لیے یہ آیت مبارکہ دل میں چھپائی: ''یوم تاتی السماء بدخان مبین۝'' (الدخان: ۱۰) جس روز آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۝ اس نے کہا: وہ درخ ہے' آپ نے فرمایا: دفع ہو جا! تو ہرگز اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس کے متعلق آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تمہیں اس پر قابو حاصل نہیں ہوگا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کا قصد کرتے ہوئے چل پڑے جہاں ابن صیاد موجود تھا' اور رسول

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ الْاَنْصَارِیُّ یَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِیْ فِیْھَا ابْنُ صَیَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَھُوَ یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ یَّرَاہُ وَابْنُ صَیَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِہٖ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَہٗ فِیْھَا زَمْزَمَۃٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَیْ صَافُ وَھُوَ اِسْمُہٗ ھٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاھٰی ابْنُ صَیَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَکَتْہُ بَیَّنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ اُنْذِرُکُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَہٗ وَلٰکِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَکُمْ فِیْہِ قَوْلًا لَمْ یَقُلْہُ نَبِیٌّ لِقَوْمِہٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اللہ ﷺ کھجور کے تنے کے پیچھے چھپنے لگے' آپ ابن صیاد کے دیکھ لینے سے پہلے پہلے اس کی کچھ بات سننے کی کوشش فرما رہے تھے' جب کہ ابن صیاد اپنے بستر پر چادر میں لپٹے ہوئے کچھ گنگنا رہا تھا' ابن صیاد کی والدہ نے نبی پاک ﷺ کو کھجور کے تنے کے پیچھے چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور کہا: اے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) یہ محمد ہیں' تو ابن صیاد خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد وثناء بیان فرمائی' پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے' تحقیق نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے' لیکن میں تمہیں اس کے متعلق ایسی بات بیان کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم سے بیان نہیں کی' تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٤٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَقِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ یَعْنِی ابْنَ صَیَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ ھُوَ اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ مَاذَا تَرٰی قَالَ اَرٰی عَرْشًا عَلَی الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرٰی عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی صَادِقَیْنِ وَکَاذِبًا اَوْ کَاذِبَیْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَیْہِ فَدَعُوْہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں' تو اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا' تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے' اس نے کہا: میں دو سچے اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے' اسے چھوڑ دو! (مسلم)

٥٣٥٠ - وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْکُثُ اَبُو الدَّجَّالِ ثَلَاثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَھُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَھُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ اَبُوْہُ طُوَّالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَاَنَّ اَنْفَہٗ مِنْقَارٌ وَاُمُّہٗ اِمْرَاَۃٌ فِرْضَاخِیَّۃٌ طَوِیْلَۃُ الْیَدَیْنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرَۃَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِی الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ فَذَھَبْتُ اَنَا وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبَوَیْہِ فَاِذَا نَعْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمَا فَقُلْنَا ھَلْ لَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَکَثْنَا ثَلَاثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِھِمَا فَاِذَا ھُوَ مُنْجَدِلٌ فِی الشَّمْسِ فِیْ قَطِیْفَۃٍ وَّلَہٗ ھَمْھَمَۃٌ فَکَشَفَ عَنْ رَّاْسِہٖ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَھَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

٥٣٥١ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ اِمْرَاَۃً مِّنَ الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوْحَۃً عَیْنُہٗ طَالِعَۃً نَابُہٗ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَہٗ تَحْتَ قَطِیْفَۃٍ یُّھَمْھِمُ فَاٰذَنَتْہُ اُمُّہٗ فَقَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِیْفَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالَھَا قَاتَلَھَا اللّٰہُ لَوْ تَرَکَتْہُ لَبَیَّنَ فَذَکَرَ مِثْلَ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْتُلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ یَّکُنْ ھُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَہٗ اِنَّمَا صَاحِبُہٗ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَاِلَّا یَکُنْ ھُوَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے والدین کے تیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوگی' پھر ان کے ہاں ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوگا' جس کا نفع کم ہوگا' اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہیں سوئے گا۔ پھر ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ نے اس کے والدین کی صفتیں ذکر کیں اور فرمایا کہ اس کا باپ دراز قد' کم گوشت والا نحیف البدن ہوگا' اس کی ناک چونچ جیسی ہوگی اور اس کی ماں موٹی تازی' بڑے بڑے ہاتھوں والی عورت ہوگی۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے پیدا ہونے والے ایک بچے کے متعلق سنا تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ گئے' حتیٰ کہ ہم اس کے والدین کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ صفتیں اس کے والدین میں موجود تھیں' ہم نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا: تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی' پھر ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوا' جس کا نفع کم ہے' اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا' فرمایا کہ پھر ہم اس کے والدین کے پاس سے نکلے تو دیکھا کہ وہ لڑکا دھوپ میں زمین پر چادر اوڑھے لیٹا ہے اور کچھ گنگنا رہا ہے' اس کے سر سے کپڑا ہٹایا تو اس نے کہا: تم دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: کیا ہم نے جو کچھ کہا ہے تو نے سن لیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی عورت کے ایک کانا لڑکا پیدا ہوا' اس کی ڈاڑھ اُگی ہوئی تھی' رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ دجال ہی نہ ہو' آپ نے اسے چادر کے نیچے گنگناتے ہوئے پایا' اس کی ماں نے اسے بتایا کہ اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم ہیں' تو وہ چادر کے نیچے سے نکلا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے' اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے' اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمائیے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس کے قاتل نہیں' اس کے قاتل تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم کسی ذمی مرد کو قتل کرو' رسول اللہ ﷺ مسلسل اندیشہ فرماتے رہے کہ یہی دجال ہو۔ (شرح السنہ)

فَلَيْسَ ذٰلِكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهُ هُوَ الدَّجَّالُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

٨٣٥٢ ـ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا اَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَاَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا اَرَدْتَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات ہوئی' آپ نے اسے کوئی بات کہی' جس سے وہ غصہ میں آ گیا اور پھول گیا حتیٰ کہ گلی بھر گئی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' تمہارا ابن صیاد سے کیا مقصد ہے؟ کیا تمہیں پتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کسی پر غصہ آ جانے کی بناء پر ہی ظاہر ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٥٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيْتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا اَرٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن صیاد سے ملاقات کی جب کہ اس کی آنکھ سوج چکی تھی' میں نے اسے کہا: تیری آنکھ میں مجھے جو ورم نظر آ رہا ہے' یہ کب ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا' میں نے کہا: وہ آنکھ تو تیرے سر میں تھی اور تو نہیں جانتا' اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے تیری لاٹھی میں پیدا کر دے' فرماتے ہیں کہ میں نے گدھے کی جو سخت آواز سنی ہے' وہ اس کی طرح سخت آواز سے چیخا۔ (مسلم)

٨٣٥٤ ـ وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَهٰذِهِ الْيَمِيْنُ يَمِيْنُ لَغْوٍ عِنْدَنَا لَا مُؤَاخَذَةَ فِيْهَا قَالَ فِي الْهِدَايَةِ وَمِنَ اللَّغْوِ اَنْ يَقُوْلَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَزَيْدٌ وَّهُوَ يَظُنُّهُ زَيْدٌ اَوْ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو وَالْاَصْلُ فِيْهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ﴾ (المائدہ:٨٩) اَلْاٰيَةَ.

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے' میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات پر قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ (بخاری ومسلم) یہ یمین ہمارے نزدیک یمین لغو ہے' اس پر مواخذہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ یہ یمینِ لغو ہے کہ آدمی کہے: ''واللّٰہ انہ لزید'' اللہ کی قسم! یہ زید ہے' اور وہ اسے زید ہی گمان کرتا ہو جب کہ حقیقت میں وہ عمرو ہو' اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر' ہاں! ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا۔ (المائدہ:٨٩)

٨٣٥٥ ـ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! مجھے اس میں شک نہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے۔ (ابوداؤد' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

وَالنُّشُوْرِ.

٨٣٥٦ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ لِيْ مَا لَقِيْتُ مِنَ النَّاسِ يَزْعُمُوْنَ اَنِّي الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَا يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ وُلِدَ لِيْ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ هُوَ كَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَ لَيْسَ قَدْ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَا اُرِيْدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِيْ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَهٗ وَمَكَانَهٗ وَاَيْنَ هُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ قَالَ فَلَبَسَنِيْ قَالَ قُلْتُ لَهٗ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيْلَ لَهٗ اَيَسُرُّكَ اَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں ابن صیاد کے ساتھ مکہ مکرمہ تک رہا' اس نے مجھے کہا: میں کچھ لوگوں سے ملا' ان کا یہ گمان ہے کہ میں ہی دجال ہوں' کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہیں ہوگی جب کہ میرے تو اولاد ہے' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے حالانکہ میں تو مسلمان ہوں' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ منورہ میں داخل ہوگا نہ مکہ مکرمہ میں' جب کہ میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور میرا ارادہ مکہ جانے کا ہے' پھر اس نے آخر میں مجھے کہا: سن لو! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں اس کی جائے پیدائش کہاں ہے؟ اس کا مکان کہاں ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہے؟ میں اس کے باپ اور اس کی ماں کو پہچانتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا' میں نے اسے کہا: سارا دن تیرے لیے تباہی و بربادی ہو' فرماتے ہیں کہ اسے کہا گیا: کیا تو اس بات پر خوش ہے کہ تو ہی وہ مرد (دجال) ہو؟ اس نے کہا: اگر مجھ پر یہ بات پیش کی گئی تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔ (مسلم)

٨٣٥٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد' واقعہ حرہ کے روز ہم سے گم ہو گیا۔ (ابوداؤد)

٨٣٥٨ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: باریک خالص سفید مشک کی طرح ہے۔ (مسلم)

ابن صیاد کا تذکرہ

ان احادیث میں ابن صیاد کا ذکر ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اکمل نے کہا ہے کہ ابن صیاد کا نام عبد اللہ تھا اور ایک قول ہے کہ اس کا نام صاف تھا اور اسے ابن صیاد کہا جاتا تھا اور وہ مدینہ منورہ کے یہودیوں میں سے ایک یہودی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ یہود مدینہ میں آ کر داخل ہو گیا تھا' بچپن میں اس کی حالت کاہنوں جیسی تھی؛ کبھی سچ بولتا' کبھی جھوٹ بولتا' پھر اسلام لے آیا' جب وہ بڑا ہوا تو اس میں مسلمانوں والی علامات حج' جہاد وغیرہ پائی گئیں' پھر اس کے بعض ایسے احوال ظاہر ہوئے اور اس کی بعض ایسی باتیں ظاہر ہوئیں' جن سے محسوس ہوا کہ وہ دجال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے توبہ کی اور مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہو گیا تھا۔ ابن ملک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن صیاد کے احوال میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال ہے اور مدینہ منورہ میں اس کے فوت ہونے والا قول ثابت نہیں کیونکہ روایت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہو گیا تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ وہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا اور وہ کافر ہوگا' یہ سب علامات اس کے خروج کے زمانہ کی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال نہیں' اور یہ منقول ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

2

اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے سنا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھایا اور آپ نے انکار نہیں فرمایا' اور تمیم داری رضی اللہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا' البتہ ابن صیاد کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمیم داری رضی اللہ کے واقعہ کے خلاف نہیں' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دجال کے مختلف ابدان ہوں اور اس کا ظاہر عالم حس اور عالم خیال میں مختلف احوال کے ساتھ دائر ہو اور اس کا باطن عالم مثال میں زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا ہو' شاید اس کے کامل فتنہ کے ظہور میں نبوتوں کی زنجیروں اور رسالت کے طوقوں کی موجودگی رکاوٹ ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۱۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ابن صیاد کو ابن صائد بھی کہا جاتا ہے اور ان احادیث میں اسے ان دونوں ناموں سے موسوم کیا گیا ہے' اس کا نام صاف تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس کے قصہ میں اشکال ہے اور اس کا معاملہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ مشہور مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نہیں آئی تھی کہ یہ مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ آپ سے دجال کی صفات بیان کی گئی تھیں اور ابن صیاد میں ایسے قرائن موجود تھے جن سے دجال ہونے کا احتمال ہوتا تھا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی طور پر بیان نہیں فرمایا کہ یہ دجال ہے' کوئی اور نہیں ہے۔ اسی لیے آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اسے ہرگز قتل نہیں کر سکو گے۔ ابن صیاد کا اپنے دجال نہ ہونے پر یہ دلائل پیش کرنا کہ وہ تو مسلمان ہے اور دجال کافر ہوگا اور دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی جب کہ اس کی تو اولاد ہے' اور دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہوگا اور ابن صیاد تو مدینہ میں داخل ہے اور مکہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنہ کے وقت اور اس کے خروج کے وقت کی یہ صفات بیان فرمائی تھیں۔ ابن صیاد کے قصہ میں اشتباہ اور اس کے جھوٹے دجالوں میں سے ایک ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کے پاس صادق اور کاذب آتے ہیں' اور اس نے کہا کہ اس نے عرش کو پانی کے اوپر دیکھا ہے' اور وہ دجال ہونے کو ناپسند نہیں سمجھتا اور وہ دجال کے ٹھکانے کو پہچانتا ہے اور اس نے یہ کہا کہ میں دجال کو پہچانتا ہوں۔ اس کی جائے ولادت کو پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے اور وہ اتنا پھول گیا کہ گلی بھر گئی' یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ابن صیاد کا معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا' باقی دجال کا اظہار اسلام کرنا' حج کرنا' جہاد کرنا اور اپنی موجودہ حالت سے بیزاری کا اظہار کرنا' اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ دجال نہیں تھا۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ سلف نے بڑا ہونے کے بعد اس کے معاملہ میں اختلاف کیا ہے۔ ایک روایت ہے کہ اس نے اپنے قول سے توبہ کر لی اور مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا اور جب لوگوں نے اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا گیا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور ان سے کہا گیا کہ گواہ ہو جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور وہ اس میں شک نہیں کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ سے کہا گیا کہ اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو' اور ان سے کہا گیا کہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور پہلے وہ مدینہ میں تھا؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا ہو' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ نے فرمایا: واقعہ حرہ کے روز ابن صیاد ہم سے گم ہو گیا اور اس سے وہ روایت باطل ہو جاتی ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور

21
21

اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی' اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان احادیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھاتے ہوئے سنا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البعث والنشور میں کہا ہے کہ لوگوں کا ابن صیاد کے معاملہ میں بہت اختلاف ہے کہ آیا یہ دجال ہی ہے یا کوئی اور ہے۔ جن لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ دجال نہیں' انہوں نے جساسہ کے قصہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کی ذکر کردہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابن صیاد کی صفات دجال کی صفات جیسی ہوں' جس طرح کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ لوگوں میں دجال کے سب سے زیادہ مشابہ عبدالعزیٰ بن قطن ہے' حالانکہ عبدالعزیٰ دجال نہیں۔ ابن صیاد کا معاملہ ایک فتنہ تھا' جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس سے حفاظت فرمائی اور انہیں اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول پر نبی کریم ﷺ کے سکوت کا ہی ذکر ہے اور اس میں تو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے معاملہ میں توقف فرمایا ہو' پھر آپ کے پاس اس کا بیان آ گیا ہو کہ وہ دجال نہیں' جس طرح کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا کلام ہے اور ان کا مختار یہ ہے کہ ابن صیاد مسیح دجال کا غیر ہے اور ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ وہ دجال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد کو اپنی موجودگی میں دعویٰ نبوت کرنے کے باوجود قتل کیوں نہیں فرمایا' اس کے دو جواب ہیں جنہیں امام بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے' پہلا جواب یہ ہے کہ وہ نابالغ تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا' جب نبی کریم ﷺ کا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ تھا اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے معالم السنن میں دوسرے جواب پر جزم کیا ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اپنے اور یہودیوں کے مابین صلح کا معاہدہ تحریر فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو جنگ پر برانگیختہ نہ کریں اور سب کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ ابن صیاد بھی انہی میں سے تھا یا ان میں داخل تھا۔ علامہ خطابی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آیت دخان چھپا کر ابن صیاد کا جو امتحان لیا' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تک کاہنوں کے دعوے پہنچتے تھے کہ ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں' لہٰذا آپ نے اس کا امتحان لیا تا کہ اس کی حقیقتِ حال واضح ہو جائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے اس کا بطلان ظاہر ہو جائے اور واضح ہو جائے کہ یہ کاہن ساحر ہے اور شیاطین اس کو انہی باتوں کا القاء کرتے ہیں جو باتیں وہ کاہنوں اور ساحروں کو بتاتے ہیں تو آپ نے اپنے دل مبارک میں آیہ مبارکہ "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍO" (الدخان: ۱۰) کو مخفی رکھ کر اس کا امتحان لیا اور فرمایا: میں نے تیرے امتحان کے لیے ایک بات چھپائی ہے' اس نے کہا: وہ دخ ہے' یعنی دخان اور یہ بھی دخان کی ایک لغت ہے' تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: دفع ہو جا! تو اپنی حد سے نہیں بڑھ سکتا' یعنی تو اپنے جیسے کاہنوں کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا کہ وہ شیطان کی القاء کی ہوئی باتوں سے کوئی ایک کلمہ یاد کر لیتے ہیں' جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم غیب کی وحی فرماتا ہے اور اولیاء کرام کو کرامات کا الہام فرماتا ہے۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۹ ص ۲۵۳' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری

قربِ قیامت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور اس کی حکمتوں کا بیان

اس باب میں سیّدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربِ قیامت آسمانوں سے نزول کا بیان ہے، جب یہودی حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری زندگی کے ساتھ یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھالیا، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًاO (النساء:۱۵۷)

اور یہودیوں نے انہیں یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہےO

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اب بھی ظاہری حیات کے ساتھ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ شبِ معراج نبی کریم ﷺ نے آسمانوں پر ان سے ملاقات فرمائی۔ قربِ قیامت میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر ہلکے زرد رنگ کے حلّے پہنے ہوئے فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ" حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے نزول میں کیا حکمتیں ہیں؟ ان کا بیان کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرنے کی حسبِ ذیل حکمتیں ہیں:

(۱) یہود کے اس زعم کا ردّ کرنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کر کے ان کے جھوٹ کو ظاہر فرما دے گا۔

(۲) جب ان کی مدتِ حیات پوری ہونے کے قریب ہوگی تو زمین پر ان کو نازل کیا جائے گا تا کہ ان کو زمین میں دفن کیا جائے کیونکہ جو مٹی سے بنایا گیا ہو، اس میں یہی اصل ہے کہ اس کو مٹی میں دفن کیا جائے۔

(۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیّدنا محمد ﷺ کی صفات اور آپ کی امت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو ان میں سے کر دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے، احکامِ اسلام کی تجدید کریں گے اور آپ کا نزول دجال کے خروج کے زمانہ کے موافق ہوگا، سو آپ اس کو قتل کریں گے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نصاریٰ کے جھوٹے دعووں کا ردّ ہوگا جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کرتے رہے، وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ کہ یہودیوں نے ان کو سولی دی اور وہ مرنے کے بعد تین دن بعد زندہ ہو گئے۔

(۵) نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی ﷺ کے آنے کی بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت دی تھی، اس لیے خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ (تبیان القرآن ج ۱۰ص ۱۱۷، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۸۳۵۹ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ (ٹیکس) ختم کر دیں گے، مال کی فراوانی کر دیں گے، حتیٰ کہ کوئی آدمی مال کو قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و اسباب سے بہتر ہوگا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان

اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء: ۱۵۹) اَلْاٰيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے (النساء: ۱۵۹)(بخاری و مسلم)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر استدلال

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ'' اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا: کہ اس آیہ مبارکہ سے آخری زمانہ میں حدیث کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر استدلال کیا گیا ہے۔ دلیل کی تحریر اس طرح ہے کہ ''به'' اور ''قبل موته'' دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ رہی ہیں اور معنی یہ ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہے مگر وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے گا اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں ہوں گے لہٰذا سب کا ایک ہی دین' دین اسلام ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیہ مبارکہ کا معنی ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ روح قبض ہونے سے پہلے مشاہدہ کے وقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا مگر یہ ایمان فائدہ نہیں دے گا۔ اس صورت میں ''بہ'' کی ضمیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے گی اور ''قبل موتہ'' کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹے گی اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک موت کے وقت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کی بندی کے بیٹے ہیں' اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ''بہ'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے اور معنی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک موت کے وقت اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پہلا قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

پہلے قول کے مطابق اس آیہ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی ظاہری حیات کے ساتھ زندہ ہیں' آپ زمین پر تشریف لائیں گے اور اس دور کے تمام اہل کتاب آپ کے وصال سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔

۸۳۶۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يَسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ بن مریم عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں آزاد چھوڑ دیں گے' ان پر کوئی کام نہیں کیا جائے گا' کینہ' بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا تو کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ.

اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت میں ہے: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا' جب عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت امام کون ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم

میں سے ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس ارشاد کی دو طرح سے شرح کی گئی ہے: (۱) نماز کا امام وہ شخص ہوگا جو تم میں سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اقتداء کریں گے اور وہ شخص امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور یہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کے لیے ہوگا' جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی تصریح ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم و خلیفہ ہوں گے اور بھلائی کے امام و معلم ہوں گے لیکن نماز کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اس وقت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروا رہے ہوں گے' وہ چاہیں گے کہ پیچھے ہٹ جائیں اور امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام امام نہیں بنیں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے' اور اس کے بعد نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی امامت کروائیں گے کیونکہ وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ امام سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے تم میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری شریعت کے احکام کے مطابق فیصلے کریں گے' انجیل کے احکام کے مطابق نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہیں امامت کروائیں گے' لہٰذا معنی اس طرح ہوگا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری امامت کروائیں گے جب کہ وہ تمہارے دین و ملت سے ہی ہوں گے اور تمہاری کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۵۲ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۵۳۶۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑائی کرتا رہے گا' قیامت کے دن تک غالب رہے گا' فرمایا کہ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے' تو ان کا امیر عرض کرے گا: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے' تو وہ فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔ (مسلم)

۵۳۶۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین کی طرف نازل ہوں گے' وہ شادی فرمائیں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال قیام فرما رہیں گے' پھر ان کا وصال ہوگا تو وہ میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے اور میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر میں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ (ابن جوزی' کتاب الوفاء)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ انور میں مدفون ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے۔ قبر سے یہاں مقبرہ مراد ہے' اور احادیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور کسی کو وہ جگہ میسر نہیں ہوسکی۔ امام المسلمین سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس جگہ مدفون ہونے کی خواہش کی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کا وہ گھر تھا' وہ اس پر راضی ہوگئیں' مگر

بنی امیہ آڑے آئے اور انہوں نے آپ کو آپ کے جد امجد ﷺ کے روضہ مبارکہ میں دفن نہ ہونے دیا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے راضی ہونے کے باوجود وہ جگہ میسر نہ ہوسکی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی لوگوں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا گھر ہے' ہم آپ کو اسی جگہ دفن کر دیں گے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس پر راضی نہیں ہوں' مجھے نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواجِ مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کر دو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس میں یہی حکمت تھی کہ یہ جگہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ بنے گی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَاِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قربِ قیامت کا بیان اور اس بات کا بیان کہ جو مر گیا' اس کی قیامت قائم ہو گئی

قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ تسمیہ

عنوان میں قربِ ساعت کا ذکر ہے۔ ساعت سے مراد قیامت ہے اور قیامت کو ساعت (گھڑی) اس لیے کہا گیا کہ قیامت کا وقوع اچانک ہوگا' لہٰذا قیامت کا وقوع اس ادنیٰ ساعت میں ہوگا جس پر زمانے کا لفظ بولا جا سکتا ہے' اگرچہ انتہاء کے لحاظ سے قیامت کا زمانہ طویل ہوگا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ طوالت کے پیش نظر قیامت کو ساعت کہا گیا ہے۔ ساعت تو مختصر ہوتی ہے اور قیامت کا دن طویل ہے' لہٰذا ساعت' قیامت کی ضد ہے تو قیامت کو اس کی ضد والا نام دے دیا گیا ہے' جس طرح حبشی کو کافور کہا جاتا ہے حالانکہ کافور رنگت میں حبشی کی ضد ہے۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۶۳ - وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قِصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَلَا اَدْرِيْ اَذْكُرُهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ' حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے مواعظ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس طرح ان دونوں میں سے ایک انگلی دوسری سے بڑی ہے' مجھے پتا نہیں کہ یہ بات وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیان کرتے ہیں یا قتادہ نے اسے خود کہا ہے۔ (بخاری' مسلم)

۸۳٦٤ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ فِيْ نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت (کی علامات) کے آغاز میں بھیجا گیا ہوں اور میں اس سے پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے پہلے ہے اور آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

مذکورہ حدیث کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں' جیسے یہ دو انگلیاں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میری بعثت قیامت قائم ہونے سے اتنی مقدم ہے جتنی ایک انگلی کی دوسری انگلی پر زیادتی ہے۔ آئندہ آنے والی ابن شداد کی روایت اسی معنی پر دلالت کرتی ہے' اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی زمانہ ہے جتنا ان دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہے اور ان دو انگلیوں کے

درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہے اور یہاں ایک اور معنی کا بھی احتمال ہے کہ میری دعوت قیامت کے ساتھ ملی ہوئی اور ان میں جدائی نہیں، جس طرح شہادت والی انگلی، درمیانی انگلی سے جدا نہیں ہوتی اور ان کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اور دوسرے شارح نے کہا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ میرا دین قیامت کے قائم ہونے کے ساتھ متصل ہے اور درمیان میں کوئی دوسرا دین اور کوئی دوسری دعوت نہیں، جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی دوسری انگلی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۶۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ يَّاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال مبارک سے ایک مہینہ پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اب زمین پر ایسا کوئی ذی روح موجود نہیں ہے کہ جس پر سو سال گزر جائیں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ (مسلم)

سو سال تک کسی کے زندہ نہ رہنے سے مراد

اس حدیث میں ہے کہ زمین میں کوئی ایسا نفس نہیں جواب پیدا ہوا ہے کہ اس پر سو سال گزریں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اشرف نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آج کے دن پیدا ہونے والا کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا اور اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فوت ہو جانا مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد غالب حکم کے اعتبار سے ہے ورنہ تو بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سو سال سے بھی زائد عرصہ حیات رہے، جن میں حضرت انس بن مالک وحضرت سلمان رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ ہیں اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس قول کے بعد کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا، جس طرح کہ آئندہ حدیث سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے اور غالب حکم کا اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں پیدا ہونے والے اس فرمان کے بعد سو سال مکمل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور اس معنی کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ محدثین و متکلمین محققین نے اس حدیث سے بابارتن ہندی کے دعویٰ کے بطلان پر استدلال کیا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا گمان تھا کہ وہ دو سو سال سے زائد عمر کا ہے، البتہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے حضرت خضر والیاس علیہما السلام کے اب زندہ نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جب کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے معالم التنزیل میں کہا ہے کہ چار انبیاء (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین میں حضرت خضر والیاس علیہما السلام اور دو آسمانوں میں حضرت عیسیٰ وحضرت ادریس علیہما السلام۔

لہٰذا یہ حدیث ان حضرات کے غیر کے ساتھ مخصوص ہے یا پھر حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری امت سے پیدا ہونے والا کوئی نفس زندہ نہیں رہے گا اور دوسرے انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے نہیں ہیں۔ بعض نے کہا کہ حدیث میں زمین کی قید ہے کہ زمین پر زندہ نہیں رہیں گے، لہٰذا حضرت خضر وحضرت الیاس علیہما الصلوٰۃ والسلام اس سے نکل جائیں گے کیونکہ وہ دونوں تو سمندر پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام محی السنۃ سے منقول ہے کہ چار انبیاء کرام علیہم السلام (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین پر حضرت خضر وحضرت الیاس علیہما السلام اور دو آسمان پر حضرت ادریس وحضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موجود ہونے پر علماء و

مشائخ سے تواتر کے ساتھ خبریں منقول ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہ ہر زمانے کا ایک خضر ہے جو اس دور کا مربی اور فیض رساں ہوتا ہے' لیکن کامل ترین اولیاء سے اسی خضر کا وجود ثابت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصاحب بنے تھے' اور سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعض اوقات آپ اپنے کلام کے درمیان ہوا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: اے اسرائیلی! ٹھہر جا! اور محمدی کا کلام سن! محمدی سے مراد خود ان کی اپنی ذات تھی۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۵۵' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٣٦٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ مِائَةُ سَنَةٍ وَّعَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَةٌ اَلْیَوْمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج کے دن موجود ہے' اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔ (مسلم)

٨٣٦٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ یَاْتُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ السَّاعَةِ فَکَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِهِمْ فَیَقُوْلُ اِنْ یَّعِشْ هٰذَا لَا یُدْرِکْهُ الْهَرَمُ حَتّٰی تَقُوْمَ عَلَیْکُمْ سَاعَتُکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر قیامت کے متعلق سوال کرتے تو آپ ان میں سب سے کم عمر کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس پر بڑھاپا نہیں آئے گا حتیٰ کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٦٨ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّهَا اَنْ یُّؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ یَوْمٍ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَّکَمْ نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اُمید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے پاس اس بات سے عاجز نہیں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں نصف روز مہلت عطا فرمائے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نصف روز کتنا ہے؟ فرمایا: پانچ سو سال۔

(ابوداؤد)

٨٣٦٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِهٖ فَیُوْشِكُ ذٰلِكَ الْخَیْطُ اَنْ یَّنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو شروع سے لے کر آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور آخر میں ایک دھاگے سے لٹکا رہ گیا ہو' قریب ہے کہ وہ دھاگا ٹوٹ جائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

٨٣٧٠ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کسی اللہ اللہ کہنے والے پر قیامت قائم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

٨٣٧١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ اس میں اشکال ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیمة" (صحیح مسلم کتاب الامارۃ رقم الحدیث: ۴۹۳۱) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر جہاد کرتی رہے گی وہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

ان دونوں احادیث میں تعارض ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک حق والے لوگ باقی رہیں گے اور وہ غالب رہیں گے جب کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس سے پہلے صرف بدترین لوگ ہی باقی ہوں گے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بدترین لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی اس سے وہ قوم مراد ہے جو ایک مخصوص مقام پر ہوگی اور دوسرے مقام پر ایسا گروہ ہوگا جو حق کی خاطر جہاد کرے گا اور کسی مخالفت کرنے والے کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابوامامہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا حتیٰ کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا: وہ بیت المقدس اور اس کے اطراف میں ہوں گے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۵ ص ۴۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٨٣٧٢ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِى الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِىْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ذوالخلصہ کے اردگرد قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین حرکت نہیں کریں گے ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت ہے جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٧٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَO﴾ (الصف:۹) اِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتُوَفِّىْ كُلَّ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شب و روز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک لات وعزیٰ کی پوجا نہ کر لی جائے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک برا مانیںO (الصف:۹) تو میں گمان کرتی تھی کہ دین مکمل ہو چکا ہے فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ ہو کر رہے گی پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا وہ فوت ہو جائے گا اور وہی باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور وہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

مَنْ لَّا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تقویۃ الایمان میں مذکورہ حدیث کی عجیب وغریب تشریح

اس حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو' وہ فوت ہو جائے گا۔ مصنف تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

پھر اللہ پاک ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا' مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی نہ اللہ کی تعظیم' نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑتے ہیں' سو اسی طرح شرک میں پڑ جاویں گے' کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں' جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ بھی مشرک ہو جاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا' سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۷۔۸۸' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار لاہور)

تقویۃ الایمان کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہوا چل چکی ہے اور صرف مشرک اور بُرے لوگ ہی باقی رہ گئے ہیں' جن میں خود مصنف اور ان کے متبعین بھی شامل ہیں۔

٨٣٧٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَفِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال ظاہر ہوگا تو وہ چالیس تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں: مجھے علم نہیں کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال' پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا' وہ عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے' آپ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے' پھر آپ لوگوں میں سات سال اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان دشمنی باقی نہیں رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے سرد ہوا بھیجے گا' جو روئے زمین کے ہر اس شخص کی روح قبض کرے گی' جس کے دل میں ذرہ بھر بھلائی یا ایمان ہوگا' حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص پہاڑ کے اندر داخل ہو گیا تو وہ ہوا وہاں داخل ہو کر اسے فوت کر دے گی' فرمایا: پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے' جو پرندوں کی طرح ہلکے (تیز رو اور جلد باز) ہوں گے اور درندوں کی طرح خون ریز اور ظالم ہوں گے' جو نہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ بُرائی سے انکار کریں گے' ان کے سامنے شیطان انسانی شکل میں آ کر کہے گا کہ تم حیاء نہیں کرتے' وہ کہیں گے: تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے تو شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور اس حالت میں ان پر رزق بارش کی طرح برسے گا اور ان کی زندگی خوب صورت ہوگی' پھر صور پھونکا جائے گا تو اسے جو بھی سنے گا' وہ کبھی گردن جھکائے گا' کبھی گردن اٹھائے گا' سب سے پہلے جو آدمی اسے سنے گا' وہ اپنے اونٹ کے حوض پر مٹی لگا رہا ہوگا' وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا گویا

اللّٰہُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ قِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَيُقَالُ أَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ قَالَ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَذٰلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ وہ شبنم ہے اس سے لوگوں کے جسم اُگنے لگیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے پھر کہا جائے گا: اے لوگو! آ ؤ! اپنے رب کی طرف (فرشتوں سے کہا جائے گا:) انہیں ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا اور کہا جائے گا: (ان میں سے) جہنم کا لشکر نکال لو تو کہا جائے گا: کتنوں سے کتنے؟ تو فرمایا جائے گا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے فرمایا کہ وہ دن بچوں کو بوڑھا بنادے گا اور اسی دن پنڈلی ظاہر کی جائے گی۔ (مسلم)

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّوْرِ

صور پھونکنے کا بیان

ف: صور سے مراد ایک سینگ ہے جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے اور صور کا پھونکنا دو مرتبہ ہوگا ایک مرتبہ زندوں کو ہلاک کرنے کے لیے اور دوسری مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے لیے اور یہاں نفخ صور سے دوسری مرتبہ صور پھونکنا مراد ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۱ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٨٣٧٥ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوْا أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوْا أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہے لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! چالیس دن فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا لوگوں نے کہا: چالیس مہینے فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا لوگوں نے کہا: چالیس سال فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو وہ لوگ اس طرح اُگیں گے جس طرح سبزی اُگتی ہے اور انسان کی ہر چیز گل سڑ جائے گی سوائے ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اسی سے مخلوق کو قیامت کے روز دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''ابیت'' کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا: ''اَبیت'' میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ میں جواب نہیں دے سکتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ درست جواب کیا ہے؟ یا مراد یہ تھی کہ میں صاحب کلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال نہیں کرسکا لہٰذا میں نہیں جانتا کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ میں نہیں جانتا دونوں مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس دن کا وقفہ ہے یا چالیس مہینوں کا یا چالیس سال کا اور میں یہ جسارت نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولوں یا آپ کے متعلق ایسی خبر دوں گا جس کا مجھے علم نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ.

اور مسلم ایک روایت میں ہے کہ انسان کی ہر چیز کو مٹی کھا جائے گی سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اسی سے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے دوبارہ بنایا جائے گا۔

۸۳۷٦ - وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ یُعِیْدُ اللّٰهُ الْخَلْقَ وَمَا اٰیَةُ ذٰلِكَ فِیْ خَلْقِهٖ قَالَ اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِیْ قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِهٖ یَهْتَزُّ خَضِرًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتِلْكَ اٰیَةُ اللّٰهِ فِیْ خَلْقِهٖ کَذٰلِكَ یُحْیِی اللّٰهُ الْمَوْتٰی رَوَاهُ رَزِیْنٌ.

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیسے اٹھائے گا اور مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم قحط سالی کے دوران اپنی قوم کے جنگل سے نہیں گزرے' پھر وہاں سے گزرے تو وہ سبزے سے لہلہا رہا تھا' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی یہی نشانی ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ (رزین)

۸۳۷۷ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهٗ وَاَصْغٰی سَمْعَهٗ وَحَنٰی جَبْهَتَهٗ یَنْتَظِرُ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیسے خوش رہوں' حالانکہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ میں ڈال رکھا ہے اور وہ کان لگا کر پیشانی جھکائے ہوئے منتظر ہے کہ اسے کب پھونکنے کا حکم دیا جائے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کہو: اللہ ہی ہمیں کافی ہے! وہ کتنا اچھا کارساز ہے! (ترمذی)

۸۳۷۸ - وَعَنْهُ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّوْرِ وَقَالَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ جِبْرِیْلُ وَعَنْ یَّسَارِهٖ مِیْکَائِیْلُ رَوَاهُ رَزِیْنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کی دائیں جانب جبریل علیہ السلام اور اس کی بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (رزین)

۸۳۷۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّوْرُ قَرْنٌ یُّنْفَخُ فِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے' جس میں پھونکا جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

۸۳۸۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ○ (المدثر:۸) الصُّوْرُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰی وَالرَّادِفَةُ الثَّانِیَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ الْبَابِ تَعْلِیْقًا قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ لٰکِنْ وَصَلَهٗ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْهُ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاذا نقر فی الناقور" (اور جب صور میں پھونکا جائے گا) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد صور ہے' اور راجفہ سے مراد پہلی مرتبہ پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری مرتبہ پھونکنا ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب کے عنوان میں معلق ذکر فرمایا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ دوسرے مقام پر اسے موصولاً ذکر فرمایا ہے)۔

۸۳۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیَطْوِی السَّمَآءَ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمین کے بادشاہ! (بخاری و مسلم)

۸۳۸۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرَضِيْنَ بِشِمَالِهٖ.

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ دے گا' پھر انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبار و سرکش! کہاں ہیں متکبرین! پھر زمین کو اپنے بائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبارین! کہاں ہیں متکبرین! (مسلم)

٨٣٨٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَّسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِّمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيْقًا لَّهٗ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝﴾ (الزمر:٦٧) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر روک لے گا' پھر انہیں حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں! میں اللہ ہوں! رسول اللہ ﷺ یہودی عالم کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کے لیے مسکرا پڑے' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہے۝ (الزمر:٦٧)

(بخاری و مسلم)

قرآن وحدیث کے متشابہات کے بارے میں صحیح مسلک کا بیان

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی انگلی کا ذکر ہے اور مذکورآیت میں اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کا ذکر ہے' جس کے ظاہر مفہوم سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے' جب کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ جسم ماننے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا اور اجزاء سے مرکب ہونا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے' حدوث و ترکیب سے پاک ہے۔ قرآن و حدیث میں اس طرح کے ذکر کردہ کلمات متشابہات میں سے ہیں' جن کا حقیقی علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے' ان کا ظاہری معنی مراد لینا جائز نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ قدرت اور عظمت کی بطور کنایہ تمثیل و تصویر پیش کی گئی ہے' ہاتھ اور انگلی اور حرکت دینے والے معانی قطعاً ملحوظ نہیں اور نہ ہی کلامِ عرب کا یہ اسلوب بیان ہے' جس طرح کسی شخص کے جود و کرم کے وصف کو بیان کرنا ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ اس آدمی کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں' جب کہ ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کے ہاتھ ہی نہ ہوں اور اس کے ہاتھ کاٹے ہوئے ہوں یا ابتداء ہی وہ ہاتھوں کے بغیر پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح کسی آدمی کی سلطنت و حکمرانی کا بیان کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی تخت پر بیٹھا ہے' چاہے

اس کے پاس کوئی تخت نہ ہو اور نہ ہی وہ تخت پر بیٹھا ہو۔ قرآن وحدیث کے متشابہات کے سمجھنے میں یہی درست مسلک ہے' ان میں یہ تاویل نہ کی جائے کہ ہاتھ سے مراد یہ ہے اور تخت سے مراد یہ ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے یہودی کی بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کی بات کی تصدیق کی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۳۸۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ. (ابراہیم: ٤٨) فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان' (ابراہیم: ۴۸) کہ لوگ اس روز کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: پل صراط پر۔ (مسلم)

۸۳۸۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

بَابُ الْحَشْرِ

حشر کا بیان

محشر کی لغوی تحقیق

صراح میں ہے کہ حشر کا معنی ہے: ابھارنا' ہانکنا اور جمع کرنا۔ قیامت کو روزِ محشر کہتے ہیں' اس سے مراد مردوں کو زندہ کر کے' قبروں سے نکالنے کے بعد اس جگہ جمع کرنا ہے' جسے محشر کہتے ہیں۔ محشر کی شین پر کسرہ اور فتح دونوں پڑھے گئے ہیں۔ حشر دو ہیں' ایک قیامت کے بعد' اس کا یہی معنی ہے جو ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا حشر قیامت سے پہلے قیامت کی علامات کے طور پر ہوگا' جس طرح کہ حدیث پاک میں ہے کہ مشرق کی جانب سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر یعنی ملک شام کی سرزمین کی طرف ہانک کر لے جائے گی' یہاں پہلا معنی مراد ہے اور بعض احادیث ایسی آ رہی ہیں جس میں دونوں معانی کا احتمال ہے۔ علماء دونوں احتمالات کے قائل ہیں اور اس میں علماء کا اختلاف ہے اور ظاہر پہلا معنی ہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۵' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۳۸۶ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سفید خاکستری رنگ کی زمین پر جمع کیا جائے گا' جو میدے کی روٹی کی طرح ہوگی' جس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہیں ہو گی۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۸۷ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی' جسے جبار اپنے دست قدرت سے جنتیوں کی مہمان نوازی کے لیے پلٹے گا' جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی روٹی کو سفر کے دوران پلٹتا ہے' پھر ایک یہودی مرد آ گیا' اور اس نے کہا: اے ابوالقاسم! رحمان تمہیں برکت دے! کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس نے کہا: زمین ایک روٹی ہوگی' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا' تو نبی کریم ﷺ

قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامُ وَالنُّوْنُ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَّاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے ہماری طرف دیکھا' پھر آپ مسکرائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں' پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے سالن کے متعلق نہ بتاؤں' وہ بالام اور مچھلی ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی ہے' ان کے جگر کے گوشت سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

زمین کے روٹی ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز زمین ایک روٹی ہوگی۔ اس کی تشریح میں ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس حدیث کو بہت مشکل خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وصفت سے یہ کوئی بعید بات نہیں (کہ وہ زمین کو روٹی بنادے) بلکہ حدیث کے مشکل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ زمین کی سابقہ طبیعت کو تبدیل کر کے اسے کھانے والی چیزوں کی طبیعت میں بدل دیا جائے گا جب کہ منقول آثار میں وارد ہے کہ نشاۃ ثانیہ میں اس زمین کی خشکی و تری تمام جگہ کو آگ سے بھر دیا جائے گا اور اسے جہنم کے ساتھ ملا دیا جائے گا' لہٰذا ہمارے خیال میں اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ حدیث کا معنی ہے کہ زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی' جس میں یہ یہ اوصاف ہوتے ہیں۔ جس طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث میں ہے کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح ہوگی اور زمین کو میدے کی روٹی کی طرح اس لیے قرار دیا کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح گول اور سفید ہوگی' اور اس حدیث میں زمین کو ایسی روٹی کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو شکل وصورت اور پیائش میں زمین کے مشابہ ہے اور اس حدیث میں دو معانی کا ذکر ہے: (۱) قیامت کے روز زمین جس شکل وصورت پر ہوگی' اس کا بیان ہے (۲) اللہ رب العزت جنتیوں کی مہمانی کے لیے جو روٹی تیار فرمائے گا' اس روٹی کا بیان ہے اور اس کی مقدار کی عظمت کا بیان ہے' جو اللہ تعالیٰ قادر وحکیم کے بنانے سے موجود ہوگی اور اللہ تعالیٰ کسی چیز سے عاجز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو' حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں اس کی صلاحیت ہے بلکہ اس کے حقیقت ہونے کا اعتقاد زیادہ بلیغ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ زمین کی طبیعت تبدیل فرمادے گا حتیٰ کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' لوگ اپنے قدموں کے نیچے زمین سے بلا تکلف کھائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو تین طریقوں پر جمع کیا جائے گا' رغبت کرتے ہوئے' ڈرتے ہوئے' دو مرد ایک اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہوں گے' اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی' آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' جہاں وہ قیلولہ کریں گے اور ان کے ساتھ رات گزارے گی' جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی' جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی' جہاں وہ شام کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۸۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاۃً وَّصِنْفًا رُکْبَانًا وَّصِنْفًا عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَمَا اِنَّھُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْھِھِمْ کُلَّ حَدَبٍ وَّشَوْکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین اقسام میں جمع کیا جائے گا' ایک قسم پیدل چلنے والے اور ایک قسم سوار اور ایک قسم چہروں کے بل چلنے والے ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: بے شک وہ ذات جس نے انہیں قدموں پر چلایا ہے' وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قادر ہوگی' آگاہ ہو جاؤ! وہ اپنے چہروں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچیں گے۔

(ترمذی)

لوگوں کے حشر کی کیفیت

ان احادیث سے مراد ہے کہ حشر میں لوگوں کے تین گروہ ہوں گے: (۱) سوار (۲) پیدل چلنے والے (۳) چہروں کے بل چلنے والے۔

سوار ہو کر چلنے والوں کے مختلف مراتب ہوں گے' جس کا مرتبہ جتنا زیادہ بلند ہوگا' اس کے ساتھ سواری میں اتنے ہی کم افراد شریک ہوں گے اور وہ اتنا ہی زیادہ تیز رفتار اور اتنا ہی زیادہ آگے چلنے والا ہوگا۔ باقی حدیث میں ذکر ہے کہ ایک سواری پر دو دو تین تین افراد سوار ہوں گے' اس پر سوال ہے کہ یہ اکٹھے سوار ہوں گے یا یکے بعد دیگرے؟ شارح السنۃ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یکے بعد دیگرے ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ سوار ہوں گے' لیکن بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ بہ یک وقت ہی ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ آدمی سوار ہوں گے کیونکہ اگر یکے بعد دیگرے سوار ہوں تو پھر حقیقتاً ایک اونٹ پر دو یا تین آدمی سوار نہیں ہوں گے' اور حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' اس سے مراد یہ ہے کہ آگ ان کو لازم ہوگی اور ان سے کبھی جدا نہ ہوگی' اور چہروں کے بل چلنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے چہروں کے ذریعے آگ سے بچیں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے اور صورتیں بنانے والوں کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اس وقت انہیں اتنا مضطر و لاچار کر دیا جائے گا کہ وہ راستے میں موذی چیزوں سے بچنے کے لیے ہاتھوں کی بجائے چہرے سامنے کرنے لگیں گے۔ (اللہ رب العزت محبوب کریم ﷺ کے طفیل ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین) (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۹۰ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِیْ اَنَّ النَّاسَ یُحْشَرُوْنَ ثَلَاثَۃَ اَفْوَاجٍ فَوْجًا رَّاکِبِیْنَ طَاعِمِیْنَ کَاسِیْنَ وَفَوْجًا تَسْحَبُھُمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ وَتَحْشُرُھُمُ النَّارُ وَفَوْجًا یَّمْشُوْنَ وَیَسْعَوْنَ وَیُلْقِی اللّٰہُ الْاٰفَۃَ عَلَی الظَّھْرِ فَلَا یَبْقٰی حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَتَکُوْنَ لَہُ الْحَدِیْقَۃُ یُعْطِیْھَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا یَقْدِرُ عَلَیْھَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدوق ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا' ایک فوج سوار ہو کر ہشاش بشاش اور لباس پہنے ہوئے آئے گی اور ایک فوج کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ کر لائیں گے اور انہیں آگ جمع کرے گی اور ایک فوج پیادہ پا اور دوڑتے ہوئے آئے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی سواری پر آفت ڈال دے گا' تو سواری باقی نہ رہے گی' حتیٰ کہ وہ آدمی جس کے پاس باغ ہوا' وہ ایک پالان والے اونٹ کے عوض باغ دینے پر تیار ہوگا' لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہوگا۔ (نسائی)

۸۳۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یانبی اللہ!

اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قیامت کے دن کافر کو چہرے کے بل کیسے جمع کیا جائے گا؟ فرمایا: وہ ذات جس نے دنیا میں اسے دو پاؤں پر چلایا ہے کیا وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلانے پر قادر نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۹۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ۝﴾ (الانبياء: ۱۰۴) وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ (المائدہ: ۱۱۷-۱۱۸) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہیں ننگے پاؤں' ننگے بدن' بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے' یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ کہ ہم اس کو ضرور کریں گے O (الانبیاء: ۱۰۴) اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا اور بے شک میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا' تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ جب سے ان سے جدا ہوئے' یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹے رہے (دین سے برگشتہ رہے)' تو میں وہی کہوں گا جو بندۂ صالح (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا...... تو ہی غالب حکمت والا ہے O (المائدہ: ۱۱۷-۱۱۸)۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اس میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی عظمتِ شان کا اظہار ہوگا' لیکن اس سے سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ بسا اوقات مفضول کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہوتا ہے اور اس سے فضیلت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی' نیز اس فرمان کے متکلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کلام کرنے والا اپنے خطاب کے عمومی حکم میں خود داخل نہیں ہوتا' لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ باقی مخلوق میں انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا' نیز سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خصوصی فضیلت اور اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہونے کی بناء پر حاصل ہو گا' لہٰذا یہ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اعزاز ہوگا۔ جس طرح کوئی بادشاہ اپنے خصوصی وزیر اعظم کے والد کی بارگاہ میں حاضری پر وزیر اعظم کے ساتھ خصوصی تعلق کی بناء پر کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے والد کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالے' تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ وہ باپ وزیر اعظم کے منصب سے بلند منصب پر فائز ہو گیا' بلکہ یہ اس کا خصوصی اعزاز دراصل اس وزیر اعظم کا ہی اعزاز کہلائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی حاضری پر خصوصی شفقت کا اظہار فرمایا اور ان کا اعزاز فرمایا تو یہ دراصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی اعزاز تھا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس خصوصیت میں یہ حکمت ہے کہ انہیں بغیر لباس کے آگ میں ڈالا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار پہنی تھی اور اس خصوصیت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

22/22

ہمارے نبی کریم ﷺ پر فضیلت لازم نہیں آتی' کیونکہ مفضول بسا اوقات کسی مخصوص چیز کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے' اس سے اس کی مطلق فضیلت لازم نہیں آتی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس میں داخل نہیں کیونکہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا۔
(فتح الباری ج۶ ص ۳۰۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قرطبی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ ہو سکتا ہے خلائق سے نبی کریم ﷺ کے علاوہ باقی مخلوق مراد ہو اور نبی کریم ﷺ اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہ ہوں' لیکن ان کے تلمیذ نے تعقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ توجیہ بڑی اچھی تھی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث نہ ہوتی۔ ابن مبارک نے عبد اللہ بن حرث کے طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبطی حلّے پہنائے جائیں گے' پھر سیّدنا محمد ﷺ کو عرش کی دائیں جانب حمری حلّہ پہنایا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اسے مختصر اور موقوف روایت کیا اور ابو یعلیٰ نے اسے مطول اور مرفوع روایت کیا اور امام بیہقی نے ابن عباس کے طریقہ سے باب کی حدیث کی مثل روایت کیا ہے اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ سب سے پہلے جنت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا' انہیں جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور کرسی لا کر عرش کی دائیں جانب رکھ دی جائے گی' پھر مجھے لایا جائے گا اور مجھے جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور اس مقام پر کوئی کھڑا نہیں ہوگا' پھر کرسی لا کر عرش کی دائیں جانب ساقِ عرش پر رکھ دی جائے گی' اور مرسل عبید بن عمیر میں ہے کہ لوگوں کو ننگے پاؤں' ننگے بدن جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے خلیل کو ننگے بدن نہیں دیکھ رہا؟ تو آپ کو سفید لباس پہنا دیا جائے گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہوں گے جنہیں لباس پہنایا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے میں حکمت یہ ہے کہ آگ میں ڈالتے وقت ان کا لباس اتار لیا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار کے ساتھ پردہ پوشی کا طریقہ جاری فرمایا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ زمین میں وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ خوف رکھنے والے تھے' لہٰذا ان کا دل مطمئن کرنے کے لیے انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ یہ حلیمی کا مختار ہے اور پہلا قرطبی کا مختار ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی خصوصیت سے ان کا ہمارے نبی سے مطلقاً افضل ہونا لازم نہیں آتا' اور میرے لیے اب ایک اور توجیہ ظاہر ہوئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی قبرِ انور سے اسی لباس میں اٹھیں جس میں آپ کا وصال ہوا تھا' اور آپ کو جو جنتی حلّہ پہنایا جائے وہ عزت و کرامت کا حلّہ ہو' اس پر قرینہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ساقِ عرش کے پاس کرسی پر بٹھایا جائے گا' لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پہننے میں باقی مخلوق سے اوّل ہوں' اور حلیمی نے یہ جواب دیا ہے کہ اوّلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور پھر ہمارے نبی کریم ﷺ کو لباس پہنایا جائے گا اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کا حلّہ اعلیٰ اور اکمل ہوگا' لہٰذا اوّلیت والی جو خصوصیت فوت ہوگی' اس کی کمی حلّے کی نفاست سے پوری کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم (فتح الباری ج۱۱ ص ۳۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کن لوگوں کو حوض سے دور کیا جائے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! ان سے مراد کون لوگ ہیں؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد کون ہیں؟ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے' اس میں چند اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ان سے منافقین اور مرتدین مراد ہیں' ہو سکتا ہے کہ ان کے اعضاء کو سفید و چمک دار کر کے لایا جائے اور نبی کریم ﷺ ان کی علامات کی بناء پر انہیں

پکاریں اور آپ سے کہا جائے کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا' اور انہوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا اور جو اسلام ظاہر کرتے تھے' اس پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تھے پھر آپ کے بعد وہ مرتد ہو گئے تھے' نبی کریم ﷺ انہیں پکاریں گے اگر چہ ان پر وضو کی علامات نہیں ہوں گی کیونکہ نبی کریم ﷺ ان کو اپنی حیات ظاہری میں اسلام پر پہچانتے تھے' تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے' اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے گناہ گار اور کبائر کے مرتکب مراد ہیں' جن کا خاتمہ توحید پر ہوا اور وہ اہل بدعت مراد ہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔ اس قول کے مطابق حوض سے دور کیے جانے والے ان لوگوں کے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جہنمی ہیں' بلکہ ہو سکتا ہے سزا کے طور پر انہیں حوض سے دور کیا جائے' پھر اللہ تعالیٰ عذاب کے بغیر انہیں جنت میں داخل فرما دے۔ اس قول کے قائلین نے کہا ہے کہ یہ بھی ممتنع نہیں کہ ان کے اعضاء کو روشن کر دیا جائے اور وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے یا بعد والے لوگ ہوں لیکن آپ انہیں علامت سے پہچانیں گے۔ امام حافظ ابوعمرو بن عبدالبر نے کہا ہے کہ جنہوں نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی ہے' وہ بھی حوض سے دور کیے جائیں گے' جس طرح خوارج' روافض اور باقی اہل ہواء' اسی طرح ظلم کرنے والے' ظلم و زیادتی میں حد سے بڑھنے والے' حق کو مٹانے والے اور اعلانیہ گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد' اسی طرح وہ سب لوگ ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں خوف ہے کہ وہ اس حدیث سے مراد ہوں۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۰' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

نبی کریم ﷺ کے علم پر اعتراض کے جوابات

اس حدیث کو لے کر منکرین شانِ رسالت نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار کرتے ہیں کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو ان کے متعلق یہ نہ فرماتے کہ میرے ساتھی! میرے ساتھی! آپ کا اصیحابی فرمانا' اس کی دلیل ہے کہ آپ کو ان کے متعلق علم نہ تھا۔ ان کے اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو ان کے ارتداد کا علم ہے' کیونکہ معترضین خود ان کے ارتداد کا بیان کرتے ہیں' بیان علم کے بغیر نہیں ہوتا' لہٰذا معترضین کو بھی علم ہے کہ وہ مرتدین ہیں اور ان کو یہ علم کہاں سے آیا؟ زبانِ رسالت سے سن کر' لہٰذا واضح ہوا کہ آخرت تو بعد کی بات ہے' حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا میں ہی اللہ کی عطا سے اس کا علم ہے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس سے آگاہ فرما دیا' البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس خاص وقت حکمت کی بناء پر آپ کی توجہ ہٹا دی جائے اور حکمت کی بناء پر نبی کریم ﷺ پر نسیان طاری ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء: ۱۱۳) — تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ○

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل: ۸۹) — ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آپ کو علوم ما کان و ما یکون عطا فرمائے گئے اور آپ پر ہر چیز کا روشن بیان فرمایا گیا' مگر اس کے باوجود نسیان ہو سکتا ہے اور یہ آپ کے علم کے منافی نہیں' قرآن مجید میں ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ○ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ. (الاعلیٰ: ۶۔۷) — اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ○ مگر جو اللہ چاہے۔

وقتی نسیان کے بعد پھر آپ کے سامنے ان کا حال واضح ہو جائے گا' لہٰذا یہ حدیث آپ کے علم کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔

(۲) احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے تمام اچھے بُرے اعمال پیش کیے گئے' میں نے اچھے اعمال میں اس تکلیف دہ چیز کو پایا جسے راستے سے ہٹا دیا گیا اور میں نے بُرے اعمال میں اس بلغم کو پایا جو مسجد میں تھوکا جائے اور دفن نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۱۲۳۳' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

حافظ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ متوفی ۸۰۷ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے' تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث ذکر کی جاتی ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے' تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو میں جو نیکی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور جو بُرائی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴' مطبوعہ دار الکتب العربی' بیروت)

ان کا ارتداد بھی اعمال سے ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ انہیں جانتے ہیں اور ان کے اعمال کا آپ کو علم ہے۔

(۳) قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ روزِ قیامت مؤمنوں اور کافروں کی مخصوص علامات ہوں گی اور اہل محشر انہیں دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ مؤمن ہیں یا کافر' جب عام اہل محشر انہیں پہچان لیں گے تو نبی کریم ﷺ کو ان کا علم کیسے نہ ہوگا' جب کہ سیادت کا تاج اور شفاعت کا سہرا اس روز آپ کے سر پر ہوگا' لہٰذا آپ کا اصحابی فرمانا حکمت کی بناء پر ہوگا' عدمِ علم کی بناء پر نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ کا اصحابی فرمانا' عدمِ علم کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ ان کی سزا میں اضافہ کے لیے ہوگا کہ پہلے اصحابی فرما کر انہیں امید دلائی جائے گی اور پھر دور کر دیا جائے گا' امید دلا کر مایوس کرنے سے ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا' جس طرح حدیث میں ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرنے سے پہلے جنتی ٹھکانا دکھایا جائے گا کہ اگر تم نیکی کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانا ہوتا تا کہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا' اگر وہ بُرائی کرتا تا کہ وہ زیادہ شکر کرے اور کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا' اگر وہ نیکی کرتا تا کہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۶۵۶۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(۵) نبی کریم ﷺ کا اصحابی فرمانا بطور استفہام ہوگا اور اصحابی سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہے اور کلام عرب میں ہمزہ استفہام ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے کہ آپ نے ستارے کو دیکھ کر فرمایا: ''ھٰذَا رَبِّیْ'' (الانعام: ۷۶) دراصل ہے: ''أھذا ربی'' کیا یہ میرا رب ہے؟ ورنہ اللہ کے نبی و خلیل ﷺ سے یہ کیسے متصور ہے کہ وہ معاذ اللہ شرک کے مرتکب ہوں اور ستارے کو اپنا رب قرار دیں۔ یہاں بھی اسی طرح ہے کہ آپ کے فرمان اصحابی کا معنی ہے کہ کیا یہ میرے اصحاب ہیں؟ یہ میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔ میرے اصحاب کے چمک دار اور روشن چہروں کو دیکھ کر تو دور سے ہر کوئی انہیں پہچان لیتا ہے' یہ ذلت و رسوائی میں مبتلا' پریشان و سیاہ چہروں والے میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔

٨٣٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں' ننگے بدن' بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مرد اور عورت سب ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ معاملہ اس سے سخت تر ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔
(بخاری ومسلم)

٨٣٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٩٥ - وَعَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب ہو جائے گا حتیٰ کہ ان سے ایک میل کی مقدار پر ہو جائے گا' تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے' بعض لوگ ٹخنوں تک پسینہ میں ہوں گے' بعض گھٹنوں تک اور بعض کمر تک اور بعض وہ ہوں گے جنہیں پسینہ لگام ڈال دے گا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔
(مسلم)

٨٣٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۝ (الزلزال:٤) قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اس دن زمین اپنی خبریں بتائے گی۝ (الزلزال:۴) فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد اور عورت نے زمین کی پشت پر جو عمل کیے ہیں' وہ اس کی گواہی دے گی' کہے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا ہے تو یہی اس کی خبریں ہیں۔
(مسند احمد' ترمذی' ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

٨٣٩٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ اِزْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَزَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جو شخص بھی فوت ہوا' وہ نادم ہوگا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کی ندامت کیا ہوگی؟ فرمایا: اگر وہ نیک ہوا تو نادم ہوگا کہ نیکی زیادہ کیوں نہیں کی' اور اگر وہ گناہ گار رہا تو نادم ہوگا کہ بُرائی سے باز کیوں نہیں آیا۔ (ترمذی)

٨٣٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَاْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ قیامت کو اس طرح دیکھے گویا اسے آنکھوں سے دیکھا ہے' تو وہ ان سورتوں کی تلاوت کرلے: "اذا الشمس کوّرت" اور "اذا اسماء انفطرت" اور "اذا السماء انشقت"۔

(مسند احمد' ترمذی)

٨٣٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَّاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم! تو وہ عرض کریں گے: میں حاضر ہوں! مطیع و فرماں بردار ہوں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے قبضۂ قدرت میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اپنی اولاد میں سے) جہنم کی جماعت کو نکالو' وہ عرض کریں گے: جہنم کی جماعت کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے' تو اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل گرا دے گی' اور تم لوگوں کو نشے میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو کہ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج سے ہزار ہوں گے' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے' ہم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا' آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا تہائی حصہ ہو گے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہو گے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' آپ نے فرمایا: تم لوگوں میں صرف اتنے ہو گے جتنا سفید بیل کی کھال میں ایک سیاہ بال ہوتا ہے یا سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٠٠ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا رب اپنی ساق ظاہر فرمائے گا اور اسے ہر مؤمن مرد اور عورت سجدہ کریں گے' صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھلاوے اور ناموری کے لیے سجدہ کرتے تھے' وہ سجدہ کرنے لگیں گے تو ان کی پشت ایک تختے کی طرح ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

۸۴۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِى الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اِقْرَءُ وْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًاO (الكهف:١٠٥) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا موٹا تازہ شخص قیامت کے روز آئے گا' اللہ کے نزدیک وہ مچھر کے پَر کے برابر وزن نہیں رکھے گا' آپ نے فرمایا: یہ آیہ مبارکہ پڑھو: ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن نہیں رکھیں گے O (الکہف:۱۰۵) (بخاری ومسلم)

۸۴۰۲ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِىْ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِىْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِىْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَىُّ خِزْىٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِى الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّىْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ لِاِبْرَاهِيْمَ اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگی' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے فرمائیں گے کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر' تو ان کا باپ کہے گا: آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا' تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے کافروں پر جنت حرام فرما دی ہے' پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جائے گا کہ اپنے قدموں کے نیچے دیکھو وہ دیکھیں گے تو وہ مٹی میں لتھڑا ہوا بھیڑیا ہوگا اور اس کے ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری)

آزر سے بیزاری کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق سوال کیوں کریں گے؟

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آزر کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث کا مفہوم قرآن مجید کی آیت کے ظاہر کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ:۱۱۴)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کے سبب تھا جو ان سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اس کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے باپ آزر سے بیزار ہونے کے وقت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار دنیا میں کیا تھا' جب آزر کی موت حالتِ شرک میں ہوئی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار قیامت کے دن کریں گے' جب آزر کی شکل مسخ ہونے کے بعد اس سے مایوس ہو جائیں گے' اور دونوں قولوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کہ جب آزر حالتِ شرک میں فوت ہوا تو اس سے بیزار ہو گئے اور استغفار ترک کر دیا' لیکن جب قیامت کے روز اسے دیکھیں گے تو اپنے دل میں نرمی و رافت محسوس کریں گے اور اس سے سوال کریں گے' لیکن جب اس کی شکل مسخ ہو جائے گی تو اس سے مایوس ہو جائیں گے اور

ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزر کی کفر پر موت کا یقین نہ تھا' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دل میں ایمان لے آیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام اس پر مطلع نہ ہوئے ہوں اور حدیث میں مذکورہ حالت کے بعد اس سے بیزار ہو جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بہترین جواب یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ہی اس سے بیزار ہو گئے تھے لیکن روزِ قیامت جب اسے اس حالت رسوائی میں دیکھیں گے تو آپ کے دل میں جذبہ رافت پیدا ہوگا اور دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اللہ رب العزت کا تو مجھ سے وعدہ تھا کہ تمہیں رسوا نہیں کیا جائے گا۔ اب میرے قریبی چچا کی یہ حالت تو باعثِ رسوائی ہو سکتی ہے کہ کفار اعتراض کر سکتے ہیں کہ اے ابراہیم! تمہارا چچا بھی عذاب سے نہ بچ سکا اور آپ اس کے لیے دعائے استغفار نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی حدیث میں اس کا ذکر ہے' بلکہ آپ دل میں آنے والا یہ سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر دیں گے' آپ کو جواب دیا جائے گا کہ آزر کا عذاب میں مبتلا ہونا آپ کے لیے باعثِ رسوائی نہیں کیونکہ یہ تو کافر ہے' اگر یہ مؤمن ہوتا اور آپ کے متبعین میں ہوتا' پھر اس کی یہ حالت ہوتی تو باعثِ رسوائی تھا اور پھر اس کی شکل مسخ کر کے آپ کے دل سے جذبہ رافت زائل کر دیا جائے گا اور آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مؤمن تھے

اس حدیث میں آزر کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''اب'' کہا گیا' جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کا والد تھا' جب کہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تارخ تھے اور وہ مؤمن تھے' آزر آپ کا چچا تھا' والد نہیں تھا' اسے مجازاً ''اب'' کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر فرمایا گیا' اگر وہ آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو صرف ''لابیہ'' کہنا کافی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا' لیکن قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر کہہ کر وضاحت کی گئی کہ باپ سے حقیقی باپ مراد نہیں بلکہ آزر مراد ہے جو ان کا چچا تھا۔ چچا پر ''اب'' کا اطلاق عرب کے محاورات میں ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ. (البقرہ:۱۳۳) حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ ابراہیم' اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کا ''اب'' کہا گیا' حالانکہ وہ آپ کے باپ نہیں بلکہ چچا تھے' نیز قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آزر کا دشمنِ خدا ہونا واضح ہو گیا تو اس کے لیے دعائے استغفار ترک کر دی' جیسا کہ پہلے آیۂ مبارکہ گزری ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ:۱۱۴) اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کی بناء پر تھا' جو اس سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اور آزر کے فوت ہو جانے کے بعد اور آتش نمرودی والے واقعہ کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا تو ان کے لیے دعا کی' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اس میں یہ کلمات ہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُO (ابراہیم:۴۱)
اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور تمام مؤمنین کو جس روز حساب قائم ہوگاO

اگر آزر جو مشرک تھا' وہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو اس کے حالت شرک پر فوت ہو جانے کے بعد آپ اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے والدین جن کے لیے آپ نے دعائے مغفرت فرمائی' وہ مؤمن وموحد تھے اور آزر جو مشرک تھا وہ آپ کا والد نہ تھا' نیز بالفرض اگر مشرک آزر ہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا اور آپ نے اسی کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہوتی تو آپ کو منع فرمادیا جاتا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کافر بیٹے کنعان کے لیے دعائے مغفرت نہیں فرمائی تھی' صرف یہ عرض کیا تھا: ''اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ'' (ھود:۴۵) ''میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ'' (ھود:۴۶) ''یہ تمہارے اہل سے نہیں''۔ اگر یہاں بھی یہی معاملہ ہوتا تو واضح فرمادیا جاتا کہ آپ کا والد تو مشرک ہے' اس کے لیے مغفرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس دعا پر منع نہ فرمانا بھی اس کی دلیل ہے کہ آپ کے والد مؤمن تھے' نیز آپ کی یہ دعا مستجاب ہے کیونکہ ''رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ'' سے لے کر ''یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ'' تک دعا میں جو امور مذکور ہیں' وہ سب پورے فرمائے گئے' ان تمام امور کا پورا ہونا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ والدین کے لیے کی گئی دعائے مغفرت بھی مقبول ہوئی اور ان کی بخشش ہوئی' جس سے ثابت ہوا کہ آپ کے والدین مؤمن تھے' ورنہ ان کی مغفرت نہ ہوتی۔ اگر ان کے لیے کی گئی دعائے مغفرت مقبول نہ ہوتی تو واضح فرمادیا جاتا کہ تمہاری دعا میں مذکور سب چیزیں عطا کر دی جائیں گی لیکن تمہارے والدین کی مغفرت نہ ہوگی کیونکہ وہ مشرک ہیں' مگر ایسا نہیں فرمایا' جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے والدین مؤمن تھے اور مشرک آزر آپ کا والد نہ تھا' نیز قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد مؤمن تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی کنت من القران الذی کنت فیه. (صحیح البخاری' کتاب المناقب' رقم الحدیث:۳۵۵۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بنو آدم کے ہر قرن میں سب سے بہتر قرن میں مبعوث کیا جاتا رہا حتیٰ کہ میں اس موجودہ قرن میں ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد ہر دور میں اپنے زمانہ میں سب سے بہتر تھے' نیز احادیث سے ثابت ہے کہ ہر دور میں روئے زمین پر مؤمنین رہے ہیں اور کبھی بھی زمین مؤمنین سے خالی نہیں ہوئی۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن انس ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی لا یقال الله الله فی الارض. (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث: ۳۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں زمین پر اللہ اللہ کہنے والے اور توحید کے ماننے والے موجود رہے ہیں' ورنہ تو قیامت قائم ہو جاتی' اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ. (البقرۃ:۲۲۱)
اور یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھا لگے۔

مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہو گیا کہ روئے زمین پر ہر دور میں کوئی نہ کوئی مؤمن موجود رہا ہے اور مؤمن مشرک سے بہتر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد ہر دور میں اپنے زمانہ کے بہترین طبقے سے تھے۔ اب اگر بالفرض آپ کے آباء و اجداد میں سے کوئی مشرک ہو اور حدیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ میں افضل اور بہترین طبقہ سے ہوگا اور اس وقت مؤمنین بھی موجود ہوں گے تو لازم آئے گا کہ وہ مشرک مؤمنین سے بہتر ہو حالانکہ قرآن مجید کی صراحت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے تمام آباء و اجداد کفر و شرک سے پاک تھے اور مؤمن و مؤحد تھے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے جد امجد ہیں' لہٰذا آپ کے والد مؤمن موحد ہیں' مشرک نہیں اور آزر جس کے شرک کا ذکر قرآن مجید میں ہے' وہ آپ کا حقیقی والد نہیں بلکہ چچا ہے اور اسے مجازاً ''اب'' کہا گیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء شرک و کفر کی گندگی سے پاک تھے اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا' اسے مجازاً باپ کہا گیا ہے' آپ کے والد کا نام تارخ تھا' اسی وجہ سے ''ابـــاہ'' کو آزر کے ساتھ مقید کر کے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس باپ سے ملاقات کریں گے جو آزر ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيْزَانِ

حساب' قصاص اور میزان کا بیان

حساب' قصاص اور میزان کی تحقیق

حساب کا معنی ہے: شمار کرنا اور اس جگہ قیامت کے روز بندوں کے اعمال شمار کرنا مراد ہے' اگرچہ سب کے اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں اور اس کے سامنے روشن ہیں لیکن بندوں پر اتمامِ حجت کے لیے حساب ہوگا' اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہے' لہٰذا اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ قصاص کا معنی ہے: کسی آدمی کے ساتھ اس کے عمل جیسا عمل کرنا' جس طرح قتل کے بدلے قتل کرنا' زخم کے بدلے زخم اور مارنے کے بدلے مارنا' قیامت کے روز جس کسی نے جو کام بھی کیا ہوگا اور کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہوگی' اگرچہ چیونٹی اور مکھی کو تکلیف پہنچائی ہو' اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ غیر مکلف ہوں جس طرح حیوان' بچے وغیرہ اور اسی مصلحت کے پیش نظر تمام حیوانوں کو زندہ کیا جائے گا' جس طرح سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اس سے بدلہ لیا جائے گا اور میزان اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اعمال کی مقدار معلوم ہوگی۔ جمہور کا نظریہ ہے کہ دنیاوی ترازو کی طرح اس میزان کے بھی دو پلڑے اور ایک کانٹا ہوگا اور دونوں پلڑوں کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہوگا' ان میں اعمال کے صحائف رکھے جائیں گے۔ بعض نے کہا کہ نیکیوں کو اچھی صورتوں میں اور برائیوں کو بُری صورتوں میں پیش کر کے وہاں رکھا جائے گا اور وزن کیا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۷۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۴۰۳ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا○ (الانشقاق:۸) فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس سے بھی روزِ قیامت حساب لیا گیا' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ عنقریب حساب لیا جائے گا○ (الانشقاق: ۸) آسان حساب' آپ نے فرمایا: یہ تو محض پیش کرنا ہے لیکن جس سے حساب میں تفتیش کی گئی' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشکال کی وجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اشکال پیش آیا اور آپ نے بطور معارضہ آیۂ مبارکہ تلاوت کی۔ ان کے اشکال کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کے الفاظ عام تھے کہ جس سے بھی حساب لیا جائے گا' وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسے عذاب ہوگا جب کہ پیش کردہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کو عذاب نہیں ہوگا' بہ ظاہران دونوں میں تعارض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا' اس کا حاصل یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ میں حساب سے تفتیشی حساب مراد نہیں بلکہ محض اعمال کا پیش کرنا مراد ہے اور جس سے تفتیشی حساب ہوا اور چھوٹے بڑے کسی قسم کے عمل میں درگزر نہ کیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا' لہٰذا آیت وحدیث میں کوئی تعارض نہیں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٠٤ - وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ قَالَ اَنْ يَّنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيَتَجَاوَزُ عَنْهُ اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا: (آسان حساب یہ ہے) کہ آدمی اپنے نامہ اعمال میں نظر کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا' جس سے اس روز حساب میں تفتیش کی گئی' اے عائشہ! وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں آسانی کی دعا مانگنے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔ اس پر اشکال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم عن الخطاء ہیں اور آپ ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دعا فرمانا تعلیم امت کے لیے تھا اور انہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لیے تھا یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نعمت عطا فرمائی تھی' اس کے ذکر سے حصولِ لذت کے لیے یہ دعا فرماتے تھے' یا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کو جو مقامِ معرفت حاصل تھا' اس کا تقاضا تھا کہ آپ کے دل میں خشیتِ الٰہی کا جذبہ موجزن ہو' لہٰذا اپنے مقامِ نبوت اور مرتبہ عصمت سے صرفِ نظر فرماتے ہوئے خشیتِ الٰہی سے یہ دعا کرتے تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٠٥ - وَعَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهٗ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ عنقریب اس کا رب کلام فرمائے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' نہ کوئی پردہ ہوگا کہ وہ آڑ بنے' وہ آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور بائیں جانب نظر کرے گا تو وہی عمل دیکھے گا' جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور سامنے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ ہی دیکھے گا' تو تم آگ سے بچو' چاہے کھجور کے ایک حصے (کے صدقہ کرنے) کے ساتھ ہی۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابُ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مؤمن کو قریب فرمائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے ڈھانپ دے گا اور فرمائے گا: کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے' کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے' وہ عرض کرے گا: ہاں! اے میرے رب! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کروا لے گا اور وہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دنیا میں میں نے تجھ پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف فرماتا ہوں اور اسے اس کی نیکیوں والی کتاب دے دی جائے گی لیکن کفار اور منافقین کو ساری مخلوق کے سامنے نداء دی جائے گی کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا' سنو! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا ایک عیسائی دے دے گا اور فرمائے گا: یہ تیرا جہنم سے آزادی کا فدیہ ہے۔ (مسلم)

٨٤٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْاَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ:١٤٢) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور فرمایا جائے گا: کیا تم نے (احکامِ الٰہی کی) تبلیغ کی' وہ عرض کریں گے: ہاں! اے میرے رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا' تو (حضرت نوح علیہ السلام سے) کہا جائے گا: تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ عرض کریں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ انہوں نے تبلیغ کی ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بات اسی طرح ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو' اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (البقرۃ:١٤٢)۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کی گواہی کا ذکر ہے۔ آپ کی امت کی گواہی سن کر ہو گی کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ سنا' اس کے مطابق گواہی دیں گے اور نبی کریم ﷺ کی گواہی مشاہدہ کی بناء پر ہو گی کہ اللہ رب العزت نے آپ کو لوگوں کے احوال پر مطلع فرمایا ہے' اس سے نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا" میں رسول سے مراد ہمارے رسول سیّدنا محمد ﷺ ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ تم پر مطلع اور تمہارے نگران ہیں اور تمہارے افعال کی طرف نظر فرمانے والے ہیں اور تمہارے اقوال کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا: اگر تم سوال کرو کہ یہ کیسے فرمایا کہ محمد ﷺ اور اس کی امت گواہ ہیں' جب کہ قرآن مجید میں ہے: "لِتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا" کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ اس آیت میں "علیکم" کو "شهیدا" پر مقدم کیا ہے' جس سے اختصاص کا فائدہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف تم پر گواہ ہیں' میں کہتا ہوں کہ یہ کلام امت کی مدح میں وارد ہوا ہے اور یہاں غرض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کا تزکیہ فرمائیں گے اور "شهید" کے ضمن میں "رقیب" کا معنی ہے کیونکہ عادل گواہ رقیب و نگران کے محتاج ہوتے ہیں' جو ان کے احوال کی حفاظت کرے اور ان کے ظاہر و باطن پر مطلع ہو' چونکہ نبی کریم ﷺ کی امت تمام امتوں کے درمیان عادل گواہ ہے' لہٰذا خصوصی طور پر نبی کریم ﷺ کو ان پر گواہ بنایا یعنی ان کے احوال کا نگران اور ان کی شہادت کا تزکیہ کرنے والے بنایا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ باقی امتوں پر گواہ نہیں ہوں گے' نیز گواہ کا تزکیہ کرنے والا بھی گواہ ہی ہوتا ہے' میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیہ مبارکہ کا معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت سابقہ امتوں پر گواہ ہوگی اور نبی کریم ﷺ اس امت پر گواہ ہوں گے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سب لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٠٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُّخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ. ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس بات پر مسکرایا ہوں' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: میں بندے کی اپنے رب کے ساتھ عرض و معروض سے مسکرایا ہوں' بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیوں نہیں! تو بندہ عرض کرے گا: میں اپنی ذات پر صرف اپنی ذات سے گواہ کو جائز قرار دیتا ہوں (کسی اور کی گواہی نہیں تسلیم کرتا)' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تو ہی اپنے نفس پر کافی گواہ ہے' اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں' آپ نے فرمایا کہ پھر بندے کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: تم کلام کرو' تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلق گفتگو کریں گے' پھر بندے اور اس کے کلام کے درمیان خلوت کر دی جائے گی' تو بندہ کہے گا: تمہارے لیے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہو' میں تمہاری طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

٨٤١٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيْرَةِ لَيْسَتْ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا چودھویں رات کو جب بادل نہ ہوں تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری

فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدُ فَيَقُوْلُ اَيْ فُلَانُ اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرَاسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ قَدْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِيْ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُوْلُ هَاهُنَا اِذًا ثُمَّ يُقَالُ اَلْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ وَيَتَفَكَّرُ فِيْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهٖ اَنْطِقِيْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذٰلِكَ الْمُنَافِقُ وَذٰلِكَ الَّذِيْ سَخِطَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہوتی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم اپنے رب کا دیدار اسی طرح کرو گے جس طرح سورج یا چاند کو دیکھتے ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے بیوی نہیں عطا کی اور گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تاکہ تو اپنی قوم کا سردار بن جائے اور مالِ غنیمت سے چوتھا حصہ لے' وہ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے تجھے چھوڑ دیا' جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا' پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور نبی کریم ﷺ نے پہلے کی طرح ذکر فرمایا' پھر تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اسے بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا' جس طرح پہلے شخص سے کہا تھا' تو وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور صدقہ کیا اور وہ جہاں تک ہو سکا نیکی کا ذکر کرے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہاں ٹھہر! پھر فرمایا جائے گا: اب ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں' وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے سکتا ہے' پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو کلام کر تو اس کی ران' اس کا گوشت' اس کی ہڈیاں اس کے اعمال بیان کریں گی اور یہ اس لیے ہوگا تاکہ بندے کی ذات کی طرف سے اس کے عذر کا ازالہ کیا جائے' اور وہ بندہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ (مسلم)

٨٤١١ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِيْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْاَيْدِيْ فَاٰخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ قِبَلِ اِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ اَيْ فَاِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ غَيْرُ مُتَّصِلٍ لٰكِنْ قَالَ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِيْ تَصْحِيْحِ

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین مرتبہ پیش کیا جائے گا' پہلی دو پیشیوں میں تو جھگڑا اور معذرت ہوگی اور تیسری پیشی کے وقت اعمال نامے اُڑ کر ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے تو کچھ لوگ دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے اور کچھ لوگ بائیں ہاتھ میں۔ (مسند احمد' ترمذی' ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں' کیونکہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اسناد منقطع غیر متصل ہیں لیکن شیخ جزری رحمہ اللہ نے تصحیح المصابیح میں کہا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بہ روایت حسن از ابی ہریرہ تین احادیث ذکر کی ہیں' صاحب تصحیح نے انہیں بیان کیا اور کہا

الْمَصَابِيحِ إِنَّ الْبُخَارِيَّ أَخْرَجَ فِي صَحِيحِهِ الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ وَبَيَّنَهَا قَالَ وَأَمَّا مُسْلِمٌ فَلَمْ يَخْرُجْ لِلْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا نَقَلَهُ مِيرَكُ أَقُولُ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ إِخْرَاجِ مُسْلِمٍ حَدِيثَهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ إِذْ شَرْطُ الْبُخَارِيِّ وَهُوَ تَحَقُّقُ اللُّقِيِّ وَلَوْ مَرَّةً أَقْوَى مِنْ شَرْطِ مُسْلِمٍ وَهُوَ مُجَرَّدُ وُجُودِ الْمُعَاصَرَةِ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ يَعْنِي فَالْحَدِيثُ مُتَّصِلٌ مِّنْ طَرِيقِهِ وَاعْتَضَدَ بِإِسْنَادِهِ فَإِنَّ صَاحِبَ الْمِشْكٰوةِ ذَكَرَ فِي أَسْمَاءِ رِجَالِهِ أَنَّ الْحَسَنَ رَوٰى عَنِ الصَّحَابَةِ كَأَبِي مُوسٰى وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِمْ.

کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اسے میرک نے نقل کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی اسناد صحیح نہ ہوں کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط یہ ہے کہ (راوی کی مروی عنہ سے) ملاقات ثابت ہو چاہے ایک ہی مرتبہ ہو' یہ امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط سے زیادہ قوی ہے کہ ان کی شرط یہ ہے کہ (راوی اور مروی عنہ) محض ہم زمانہ ہوں' اور صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض نے یہ حدیث بہ روایت حسن از ابی موسیٰ ذکر کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے متصل ہے اور اس سند کے ساتھ اس حدیث کو تقویت حاصل ہے' کیونکہ صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے اسماء الرجال میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ و حضرت انس بن مالک و حضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے)

٨٤١٢ - وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ أَيْنَ الَّذِينَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ إِلَى الْحِسَابِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں جمع کیا جائے گا اور ایک منادی نداء دے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے' تو وہ کھڑے ہو جائیں گے' جب کہ وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے' پھر باقی لوگوں سے حساب لینے کا حکم دیا جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٤١٣ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَّثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ایسے ستر ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا جن پر نہ کوئی حساب ہوگا نہ عذاب' ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور میرے رب کی لپوں میں سے تین لپ ہوں گے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٤ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْنِي مَنْ يَّقْوٰى عَلَى الْقِيَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِي قَالَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے بتایئے کہ قیامت کے روز کون کھڑا ہونے پر قادر ہوگا' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس روز لوگ

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ○ (المطففين:٦) فَقَالَ يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے○ (المطففین:٦) آپ نے فرمایا: مؤمن پر وہ دن ہلکا کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر وہ دن فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٥ - وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے متعلق سوال ہوا' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی درازی کتنی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مؤمن پر ہلکا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ اس پر وہ دن اس فرض نماز سے زیادہ ہلکا ہو جائے گا' جو وہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمَّا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ○﴾ (الانبياء:٤٧) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ رَوَاهُ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور انہیں مارتا ہوں تو میرا ان کے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کی خیانت' نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا حساب لگایا جائے گا اور تم نے انہیں جو سزا دی ہے' اس کا حساب لگایا جائے گا' اگر تم نے انہیں ان کی نافرمانیوں کے ارشادنہیں پڑھا: اور ہم انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے' قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کے لیے○ (الانبیاء:٤٧) اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان (غلاموں) کے لیے جدائی سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (ترمذی)

23

التِّرْمِذِيُّ.

٨٤١٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلَ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو علیحدہ فرمائے گا اور اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلا دے گا' ہر دفتر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا' پھر ارشاد فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے' کیا میرے نگران کاتبین نے تجھ پر ظلم کیا ہے' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے' بندہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! بے شک ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یقیناً آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا' جس میں لکھا ہوگا: ''اشهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمدا عبده ورسوله'' اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے وزن کے لیے حاضر ہوجا' وہ عرض کرے گا: ان دفتروں کے سامنے کاغذ کے اس پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا' آپ نے فرمایا کہ پھر دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں تو دفتر ہلکے ہوجائیں گے اور کاغذ کا پرزہ بھاری ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ أَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيْزَانُهُ أَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِيْ يَمِيْنِهِ أَمْ فِيْ شِمَالِهِ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهِ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہیں جہنم کی یاد آئی تو وہ رو پڑیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو' عرض کیا: مجھے جہنم کی یاد آگئی تو میں رونے لگی' کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: (۱) میزان کے پاس جب تک اسے یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری (۲) نامۂ اعمال دینے کے وقت جب کہا جائے گا: لو! پڑھو! میری کتاب' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہوجائے کہ اس کا نامۂ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' اس کے دائیں ہاتھ میں یا اس کے بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب وہ جہنم کے درمیان رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شامل ہے اور آپ بھی اس دن کسی کو یاد نہیں رکھیں گے' لیکن یہ مفہوم احادیث شفاعت کے خلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز ہر مقام پر گناہ گاران امت کو یاد رکھیں گے اور ان کی بخشش کا سامان کروائیں گے۔ امام بوصیری

23/23

رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ؎

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم

''وہی محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے''۔

امام اہل سنت' سالار کاروانِ عشق ومحبت' سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: ؎

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز سے رب سلّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا۔ آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کرو تو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔

(سنن الترمذی' رقم الحدیث: ۲۴۳۳' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا حدیث میں انہی تین مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے' جن کے متعلق حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ ان تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' لہٰذا دونوں احادیث میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے ان مشکل ترین مقامات پر امت کو یاد رکھیں گے اور ان کا سہارا بنیں گے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے جو فرمایا کہ کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' وہ عام لوگوں کے متعلق ہے کہ اس روز لوگ اپنے دوست احباب' رشتہ دار حتیٰ کہ والدین واولاد تک کو فراموش کر دیں گے' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِO وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِO وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِO (العبس: ۳۴-۳۶) اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائیO اور ماں اور باپO اور بیوی اور بیٹے سےO

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ ترہیب کے پیش نظر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس مقام پر اپنی شفاعت کا ذکر نہ فرمایا تاکہ محض حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پر توکل کر کے اعمال میں کمی نہ کریں' اور خواص کی یہی شان ہے کہ وہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ خشیت الٰہی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اعمال میں زیادہ کوشش کرتے ہیں' نیز اس حدیث میں ہے کہ کوئی کسی کو اس وقت تک یاد نہیں کرے گا' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔ اس کا نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے۔ عام لوگوں کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا' اس لیے وہ کسی کو یاد نہیں کریں گے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ رب العزت نے دنیا میں ہی یہ علم عطا فرمادیا کہ آپ مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ ''عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO'' (بنی اسرائیل: ۷۹) ''آپ کی ہر بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگیO'' اور آپ کا مقام ومرتبہ ہر ساعت بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىO'' (الضحیٰ: ۴) اور اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کمالات عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىO'' (الضحیٰ: ۵) اور آپ نے امت کو بھی بیان فرمادیا کہ روزِ قیامت میں ہی بابِ شفاعت کھلواؤں گا۔ سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ لوائے حمد اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو اپنے انجام کی خبر نہ ہوگی اور اس فکر میں آپ اپنے غلاموں کو بھول جائیں گے' بلکہ محبوب کریم ﷺ کے مقامِ شفاعت کو دیکھتے ہوئے ان کے غلام بھی نازاں ہو کر یہ اعلان کر رہے ہیں ۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ　　تیرے لیے امان ہے' تیرے لیے امان ہے

پل صراط کا بیان

اس حدیث میں صراط کا ذکر ہے۔علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صراط ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا' سب لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور مؤمنین اپنے اعمال و مراتب کے لحاظ سے نجات پائیں گے اور دوسرے لوگ جہنم میں گر پڑیں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے۔ متکلمین اور سلف کہتے ہیں کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ　　حوض اور شفاعت کا بیان

نبی کریم ﷺ کے حوض کا بیان

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے دو حوض ہیں' ایک پل صراط سے پہلے مقامِ محشر میں ہوگا اور دوسرا جنت میں۔ دونوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔اہل عرب کے کلام میں کوثر' خیر کثیر کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حوضِ کوثر میزان سے پہلے ہوگا کیونکہ لوگ اپنی قبروں سے پیاسے نکلیں گے تو میزان سے پہلے انہیں حوضِ کوثر پر لایا جائے گا' اسی طرح اپنے اپنے مقام پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حوض ہوں گے اور ترمذی کی روایت ہے کہ ہر نبی کا حوض ہے اور ہر نبی اپنے حوض پر آنے والوں کی کثرت پر فخر کرے گا اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شفاعت کا بیان

شفاعت' شفع سے مشتق ہے' اس کا لغوی معنی ہے: ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملنا۔ شفع کا معنی ہے: جفت' جس کے مقابل وتر ہے' جس کا معنی ہے: طاق' اور فروخت شدہ زمین میں پڑوسی کے حق کو شفعہ کہتے ہیں' اس میں بھی ملنے والا معنی ہوتا اور شفاعت میں بھی یہ معنی ہے کہ شفاعت کرنے والا مجرموں کے گناہوں کی سفارش کر کے ان کے ساتھ ملنے والا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لیے شفاعت کی تمام اقسام ثابت ہیں' بعض اقسام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض میں دوسرے بھی شریک ہیں۔

سب سے پہلے جو ہستی بابِ شفاعت کھلوائے گی' وہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے' لہٰذا در حقیقت تمام شفاعات نبی کریم ﷺ کی طرف ہی راجع ہیں اور نبی کریم ﷺ ہی علی الاطلاق صاحبِ شفاعات ہیں۔شفاعت کی درج ذیل اقسام ہیں:

(۱) شفاعتِ عظمیٰ جو سب مخلوق کو شامل ہے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص کو وہاں جرأتِ سخن نہ ہوگی اور یہ شفاعت محشر کے لمبے عرصے سے نجات کے لیے' حساب و کتاب اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں جلدی کے لیے اور لوگوں کو محشر کی تکالیف و مصائب سے نجات دلانے کے لیے ہوگی۔

(۲) لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کروانے کے لیے۔شفاعت کی یہ قسم بھی نبی کریم ﷺ کے لیے ثابت ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔

(۳) وہ لوگ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے' وہ شفاعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔
(۴) وہ لوگ جو جہنم کے مستحق ہوں گے' انہیں شفاعت کے ذریعے جنت میں داخل کریں گے۔
(۵) بلندئ درجات کے لیے شفاعت ہوگی۔
(۶) جو گناہ گار دوزخ میں داخل ہوں گے انہیں شفاعت کے ذریعہ باہر نکالا جائے گا' شفاعت کی یہ قسم انبیاء کرام' ملائکہ کرام' علمائے کرام اور شہداء سب کے درمیان مشترک ہوگی۔
(۷) جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے شفاعت ہوگی۔
(۸) جو ہمیشہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے' ان میں بعض کے عذاب میں تخفیف کے لیے۔
(۹) خصوصاً اہل مدینہ کے لیے شفاعت' اسی طرح روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے خصوصی شفاعت۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸٤۱۹ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهُ مِسْكٌ اَذْفَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ اچانک ایک نہر پر پہنچا' جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے خیمے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے' میں نے دیکھا تو اس کی مٹی خالص تیز خوشبو والی مشک تھی۔ (بخاری)

کوثر سے مراد کیا ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اس سے قرآن مجید کی آیہ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝ اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۝

کوثر سے مراد کیا ہے؟ اس میں مفسرین کرام نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے' مثلاً قرآن مجید' نبوت' کثرتِ امت اور باقی مراتب علیہ اور انہی میں سے مقام محمود اور لواء الحمد اور حوض کوثر ہے اور ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ یہ سب کوثر میں داخل ہیں۔ اگرچہ حوض کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ مشہور ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸٤۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَّزَوَايَاهُ سَوَاءٌ مَّاؤُهُ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَاُ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار ایک ماہ کی مسافت جتنی ہے' اس کے زاویے برابر ہیں (وہ مربع شکل کا ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں' جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حوضِ کوثر سے سیراب ہونے والوں کو پیاس نہ لگنے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس پر سوال ہے کہ پھر جنتیوں کا جنت میں پانی وغیرہ پینا کیسا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتی جنت میں محض تلذذ کے لیے پانی پئیں گے' جس طرح جنتیوں کا کھانا بھی محض تلذذ کے لیے ہوگا' انہیں نہ بھوک لگے گی نہ پیاس۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝

بے شک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ تجھے نہ اس میں بھوک لگے اور نہ تو ننگا ہوگا ۝ اور نہ تجھے اس میں پیاس لگے اور نہ دھوپ ۝

(طٰہٰ: ۱۱۸۔۱۱۹)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یہ پانی پینا حساب و کتاب اور جہنم سے نجات کے بعد ہوگا اور ان کو اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے صرف وہی لوگ پانی پئیں گے جن کے لیے جہنم کی آگ سے سلامتی کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امتی اس حوض سے پانی پئیں' البتہ جو اس کے بعد گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں' انہیں پیاس کا عذاب نہ ہو' کیونکہ حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ مرتدین کے علاوہ اس امت کے تمام افراد حوضِ کوثر سے پانی پئیں گے' جس طرح نامہ اعمال کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ تمام مؤمنین کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ جنہیں چاہے گا عذاب دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ صرف نجات پانے والوں کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

٨٤٢١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ مَا بَيْنَ جَنْبَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَّرَدَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيْ قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَلْجَرْبَاءُ قَرْيَةٌ بِجَنْبِ اَذْرُحَ وَغَلِطَ مَنْ قَالَ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَاِنَّمَا الْوَهْمُ مِنْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ مِنْ اِسْقَاطِ زِيَادَةٍ ذَكَرَهَا الدَّارُ قُطْنِيُّ وَهِيَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَجَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے آگے میرا حوض ہے' اس کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان ہے' بعض راویوں نے کہا کہ یہ ملک شام میں دو بستیاں ہیں' جن کی درمیانی مسافت تین دن کا سفر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حوض میں آسمان کے ستاروں کی طرح چھاگلیں ہیں' جو اس حوض پر آ گیا اور اس سے پانی پی لیا تو وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ جرباء' اذرح کے قریب ایک بستی ہے اور یہ قول غلط ہے کہ ان کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے' اور حدیث پاک کے راویوں کی طرف سے یہ وہم محض اس لیے ہوا ہے کہ دار قطنی کا ذکر کردہ اضافہ ساقط کر دیا ہے' وہ اضافہ یہ کلمات ہیں: میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اتنی مسافت ہے' جتنی مسافت مدینہ اور جرباء و اذرح کے درمیان ہے۔

٨٤٢٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدْنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حوض کی مقدار ایلہ اور عدن کی درمیانی مسافت سے زیادہ ہے' وہ برف سے زیادہ سفید اور دودھ ملے ہوئے شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں' اور بے شک میں لوگوں کو اس حوض سے اس

عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءُ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرُ مِنْ وَّرِقٍ.

طرح ہٹاؤں گا' جس طرح آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو بھگاتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی' جو کسی امت کے لیے نہیں ہوگی' تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ (مسلم)

اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر' سونے اور چاندی کی چھاگلیں دیکھو گے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض کے پانی کے متعلق پوچھا گیا' آپ نے فرمایا کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں جنت سے دو پرنالے بہتے ہیں' جو اس کے پانی میں اضافہ کرتے ہیں' ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔

٨٤٢٣ - وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِيْ مِنْ عَدَنٍ اِلٰى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَكْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مسافت اتنی ہے جتنی مسافت عدن سے عمان بلقاء تک ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں' جس نے اس حوض سے ایک گھونٹ پانی پی لیا' وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا' سب سے پہلے اس حوض پر فقراء مہاجرین آئیں گے' جو پراگندہ بال' میلے کپڑوں والے ہیں' جو خوش حال عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا' جو میرے پاس سے گزرے گا' وہ پانی پیے گا اور جس نے پانی پی لیا' وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا' میرے پاس ایسی قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتی ہیں' پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی تو میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا: بے شک آپ (از خود) نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ تو میں کہوں گا: اُن کے لیے رحمت سے دوری ہو' دوری ہو جنہوں نے میرے بعد تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حوضِ کوثر سے دور کیے جانے والوں کو پہچانتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں' تو کہا جائے گا: بے شک تم نہیں جانتے کہ انہوں نے

تمہارے بعد کیا کیا؟ نبی کریم ﷺ کا ان مرتدین کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ مجھ سے ہیں' اس بناء پر نہیں ہوگا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں' کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اعرفهم'' میں انہیں پہچانتا ہوں۔ آپ کے اس واضح فرمان کے باوجود یہ کہنا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں' یہ توجیہ ''الکلام بما لا یرضی بہ القائل'' ہے (کہ متکلم کے کلام کا ایسا معنی بیان کیا جائے جس کو وہ کلام کرنے والا خود پسند نہ کرتا ہو) نیز اس سے پہلے مسلم شریف کی یہ روایت گزری ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ''اتعرفنا یومئذ'' کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی جو کسی امت کے لیے نہیں ہوگی' تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے' اور قرآن مجید میں ہے: ''یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاھُمْ'' (الرحمٰن:۴۱) ''مجرم اس روز اپنی علامات سے پہچانے جائیں گے''۔ جب اس روز اپنی واضح علامات کی بناء پر کفار کو سارے اہل محشر پہچانیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شفیع روزِ جزاء ﷺ ان سے بے خبر رہیں' لہٰذا یہ معنی بیان کرنا قرآن وسنت کی تصریحات کے خلاف ہے' بلکہ آپ کا یہ فرمان انہیں ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ہوگا کہ یہی لوگ ہیں جو میری امت سے ہونے کے مدعی ہیں اور میرے حوض کوثر سے سیراب ہونے کی امید لگائے بیٹھے ہیں؟ اور فرشتوں کا آپ سے یہ عرض کرنا: ''انك لا تدری'' حضور! آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یا تو اس کا یہ معنی ہے کہ آپ اپنے اندازے اور عقل کے ذریعے از خود نہیں جانتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ علم سے جانتے ہیں' کیونکہ ''لا تدری'' درایت سے ہے اور درایت کا لغوی معنی ہے: عقل وقیاس اور اندازہ وتخمین سے کسی چیز کو جاننا' اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے علم کا مدار' اندازہ وتخمین پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا مدار اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم یقینی پر ہوتا ہے' یا پھر فرشتوں کی یہ عرض ان پر اظہارِ غضب کے لیے ہوگی' جس طرح باپ بیٹے کو کسی قصور پر مارے اور بیٹے کے قصور کو جاننے والا اسے چھڑوانا چاہے تو باپ کہے: تمہیں کیا پتا اس کا قصور کیا ہے؟ یہاں بھی حضور اقدس ﷺ ان مرتدین کو جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ ''اعرفهم'' میں انہیں پہچانتا ہوں' انہیں زیادہ حسرت ورسوائی میں مبتلا کرنے کے لیے پہلے امید دلائیں گے ''انهم منی'' یہ تو مجھ سے ہی ہیں' انہیں کیوں دور کیا جارہا ہے۔ یہ سن کر مرتدین کو کچھ امید ہوگی' تو فرشتے ان مرتدین پر اظہارِ غضب کرتے ہوئے عرض کریں گے: حضور! کیا جانیں! ان کے کرتوت کیا ہیں؟ امید دلا کر پھر مایوس کیا جائے گا تا کہ ان کی حسرت میں اضافہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

٨٤٢٥ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ جُزْءٌ مِّنْ مِّائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِّمَّنْ يَّرِدُ عَلَى الْحَوْضِ قِيْلَ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سَبْعُ مِائَةٍ اَوْ ثَمَانُ مِائَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک مقام پر پڑاؤ کیا' تو آپ نے فرمایا: تم حوض پر آنے والوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو' حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اس روز تم کتنے افراد تھے؟ آپ نے فرمایا: سات سو یا آٹھ سو۔ (ابوداؤد)

٨٤٢٦ - وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَاِنَّهُمْ لَيَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا حوض ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر آنے والے لوگ زیادہ ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز مومنین کو روک لیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں

يُهَمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ

گے اور کہیں گے کہ ہم کسی کو اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تا کہ وہ ہمیں ہمارے اس مقام سے نجات دلائے' پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ آدم ہیں' تمام مخلوق کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور جنت میں آپ کو رہائش عطا فرمائی' اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کی تعلیم دی' آپ اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام سے نجات عطا فرمائے' حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی لغزش یاد آ جائے گی جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھا لیا تھا' البتہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ' وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا' پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی وہ لغزش یاد آ جائے گی' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے علم کے بغیر سوال کیا تھا' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں' پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں اور وہ اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو بہ ظاہر جھوٹ تھیں' البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ' انہیں اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی' اور ان سے کلام فرمایا اور ان سے سرگوشی فرماتے ہوئے انہیں اپنا قرب بخشا' پھر وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کے لیے نہیں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ ایک جان کو قتل کر دیا تھا' البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے بندے' اس کے رسول اور اس کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں' پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں لیکن تم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے' پھر وہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا' جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا'

تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَارْفَعُ رَاْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيُحَدُّلِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَارْفَعُ رَاسِيْ فَأُثْنِيْ رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيُحَدُّلِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَىْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO (بنی اسرائیل:۷۹) قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيَّكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے' تم کہو تمہاری بات سنی جائے گی' تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی' تم مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا' فرمایا کہ پھر میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ حمد و ثناء کروں گا جس کی اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر دوسری بار میں واپس لوٹوں گا' اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' اور مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں باقی رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اٹھایئے اور کہیے' تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجیے' تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور مانگئے تمہیں عطا کیا جائے گا' تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر میں تیسری مرتبہ واپس آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: سر اٹھایئے' اے محمد! اور کہیے تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجیے' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگئے' تمہیں عطا کیا جائے گا' پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا' پھر میں شفاعت فرماؤں گا اور نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے' یعنی جن کے لیے جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: عنقریب تمہیں تمہارا رب مقامِ محمود پر فائز فرمائے گاO (بنی اسرائیل:۷۹) فرمایا کہ یہی مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نوح علیہ السلام کا اوّل نبی ہونا

اس حدیث میں ہے: حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اس پر اشکال ہے کہ حضرت سیّدنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے حضرت سیّدنا آدم و سیّدنا شیث و سیّدنا ادریس علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

انبیاء مرسلین میں سے تھے لہٰذا سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلا مبعوث نبی کیسے قرار دیا گیا ہے؟ اس کے جواب میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر جواب یہ ہے کہ یہ تینوں مؤمنین و کافرین سب کی طرف بھیجے گئے تھے اور سیّدنا نوح علیہ السلام اہل زمین کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ سب اہل زمین کافر تھے (لہٰذا سیّدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں جو کفار اہل ارض کی طرف مبعوث کیے گئے تھے)۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی مرسل تھے اور ان سے پہلے والے انبیاء کرام علیہم السلام انبیاء غیر مرسلین تھے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی حضرت الیاس ہیں اور یہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد تھے لہٰذا اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی مرسل تھے لیکن یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے نبی مرسل ہیں اور حضرت آدم وحضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وہ دونوں اگرچہ رسول تھے مگر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ کفار نہیں تھے اور حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہی تھے جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کفارِ اہلِ زمین کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے اور حضرت شیث علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ تھے لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام کی اوّلیت اضافی ہے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہیں)، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے اولوالعزم نبی ہیں اس صورت میں آپ کا اوّل نبی ہونا حقیقی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۲۵۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین باتوں کے جھوٹ ہونے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو جھوٹ تھیں۔ اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب تین جھوٹوں میں سے ایک آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے قوم سے فرمایا تھا: ''انی سقیم'' میں بیمار ہوں، اور دوسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بل فعلہ کبیرھم ھذا'' بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے۔ تیسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا: ''ھی اختی'' یہ میری بہن ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ یہ سب تعریضات ہیں۔ لیکن ان کی صورت جھوٹ جیسی ہے لہٰذا انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا اور آپ نے ان باتوں کو اپنے حق میں نقص خیال کیا کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کی زیادہ معرفت اور زیادہ قرب حاصل ہوا اس کے دل میں اتنا ہی زیادہ خطرہ اور زیادہ خوف الٰہی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف منسوب باقی خطاؤں کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا۔ ابن مالک کامل نے کہا ہے کہ بسا اوقات جو کام دوسرے لوگوں کے حق میں عبادت ہوں، انبیاء کرام علیہم السلام سے ان پر بھی مواخذہ ہوتا ہے، جس طرح کہا گیا ہے: ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۲۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی عید اور میلہ تھا۔ انہوں نے آپ کو میلے میں شریک ہونے کی دعوت دی، آپ نے بطور توریہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں، اور آپ کی مراد یہ تھی کہ تمہاری شرکیہ وکفریہ حالت پر میرا دل غمگین و بیمار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کو توڑ ڈالا، جب آپ سے استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا'' (الانبیاء: ٦٣) ''بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے''۔ اس سے بھی آپ کا مقصود جھوٹ بولنا نہیں تھا بلکہ قوم کو ان کی غفلت پر تنبیہ کرنا مقصود تھا کہ یہ بت تو کچھ

نہیں کر سکتے، معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی لیے آپ نے فرمایا: ''فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَO'' (الانبیاء:۶۳) ''ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہوںO'' یعنی یہ بول ہی نہیں سکتے تو خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ دورانِ سفر سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک سے گزرے، اس نے آپ سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: ''هذه اختی'' یہ میری بہن ہے۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ میری دینی و اسلامی بہن ہے، لہٰذا ان تینوں اقوال میں سے کوئی بھی قول در حقیقت جھوٹ نہیں تھا، محض صورۃً جھوٹ ہونے کی بناء پر انہیں جھوٹ کہا گیا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مغفرتِ ذنوب کی نسبت کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: لیکن تم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔ حدیث میں مذکور سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ''غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر'' میں مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًاOلِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (الفتح:۱۔۲)۔

اس آیۂ مبارکہ میں بھی مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے، قرآن مجید کے بہت سے اُردو مترجمین نے آیۂ مبارکہ میں ذنب کا معنی گناہ یا خطا یا کوتاہی وغیرہ کیا اور اس کی نسبت حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔

ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

ان تراجم اور اس طرح کے دیگر تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا، حالانکہ اللہ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں، پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ آپ سے گناہوں کا صدور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے گناہ معاف فرما دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو اللہ رب العزت نے اسوۂ حسنہ اور مجسم ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا اور ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے آپ کو معصوم بنایا۔ اگر آپ کی ذات سے گناہوں سے صدور ہو تو آپ امت کے لیے اسوۂ حسنہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے علماء کرام نے اس آیت مبارکہ کی مختلف توجیہات ذکر کیں، بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور گناہوں کے درمیان پردہ حائل فرما دیا کہ آپ کو گناہوں سے معصوم کر دیا۔ بعض نے کہا کہ یہاں ذنب سے مراد وہ اُمور ہیں جو گناہ نہیں تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے انہیں ذنب خیال فرمایا۔ بعض علماء نے کہا کہ ''حسنات الابرار سيئات المقربين'' عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی خواص اور مقربین کے لحاظ سے سیئات قرار دی جاتی ہیں، اور آیۂ مبارکہ میں آپ کی انہی ''حسنات'' کو ذنوب کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ کلمہ تشریف ہے، جس طرح بادشاہ حضرات اپنے مقربین کو شرافت عطا کرنے کے لیے اور ان پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تمہاری اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دیں، حالانکہ ان مقربین سے کوئی خطاء

صادر نہیں ہوتی' اسی طرح یہاں بھی اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ میں محبوبِ کریم ﷺ کی عظمت شان کا اظہار فرمانے کے لیے یہ کلام ارشاد فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہاں نبی کریم ﷺ کے ذنوب مراد نہیں بلکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی خطائیں مراد ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔

مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہی ترجمہ فرمایا:

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی O تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (کنزالایمان)

مذکورہ حدیث بھی اسی ترجمہ کی مؤید ہے' کیونکہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام تو ان باتوں کا ذکر کریں گے جو بہ ظاہر لغزش ہیں لیکن سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی کسی بات کا ذکر نہیں فرمائیں گے' اس کے باوجود فرمائیں گے: "لست ھناکم" میں اس مقام کا اہل نہیں' بلکہ اس مقام کے اہل تو سیّدنا محمد ﷺ ہیں' جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اعلان فرما چکا ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یقین ہوگا کہ آج ان پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہوگی اور ان ذکر کردہ اُمور کا ان سے مواخذہ نہیں ہوگا' اس کے باوجود وہ "اذھبوا الی غیری" کہیں گے' کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ آج بابِ شفاعت وہی کھلوائیں گے جن کے لیے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ ان کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت ہوگی' لہٰذا حدیث مذکور کو اس ترجمہ کے خلاف نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو اس ترجمہ کی مؤید ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ کے طفیل اللہ رب العزت نے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔

بادشاہ اپنے کسی وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بیٹے یا بھائی وغیرہ کی خطا معاف کر دے اور کہے کہ میں نے اپنے اس وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے تمہاری یہ خطاء معاف فرما دی تو کوئی بھی عقل مند یہ نہیں کہے گا کہ اس میں تو وزیر کے بیٹے یا بھائی کا اعزاز ہے' وزیر کی کوئی فضیلت اور خصوصیت نہیں۔

لہٰذا حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے:

دنیا میں مغفرت کی بشارت کا حصول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو تمام نبیوں اور رسولوں میں صرف نبی ﷺ کو حاصل ہوا اور یہ آپ کی بہت بڑی خصوصیت ہے اور اس ترجمہ کی صورت میں یہ آپ کی فضیلت نہیں رہتی' بلکہ آپ کے اگلوں' پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

نیز جب نبی کریم ﷺ کے طفیل دوسروں کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' اس سے واضح ہو گیا کہ وہ اُمور جن کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہوں یا وہ اُمور جو "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے زمرہ میں آتے ہوں' ان کی مغفرت تو بہ طریقِ اولیٰ اسی آیت سے ثابت ہو گئی' جب اللہ کے ہاں آپ کی یہ خصوصی شان ہے کہ آپ کے طفیل لوگوں کے وہ اُمور جو حقیقتاً گناہ ہیں' معاف کر دیئے جائیں گے تو پھر آپ کے وہ اُمور جو قطعاً گناہ نہیں ان پر مواخذہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اس وضاحت کے بعد یہ کہنا عجیب ہوگا: فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ کی صورت میں آپ کے اگلوں پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' جب کہ آپ کی مغفرت کا اعلان کسی اور آیت میں نہیں ہے' اگر چہ عصمت کی بناء پر آپ کی مغفرت دوسری آیات سے ثابت ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ بعض گناہ گارانِ امت کو ان کی بداعمالیوں پر عذاب ہوگا' لہٰذا ان کے حق میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے طفیل ان کی مغفرت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی بھی مؤمن گناہ گار ایسا نہیں ہوگا جسے اس کے اعمال کی پوری سزا دی جائے' اگر چہ

انہیں جو عذاب ہوگا' دنیاوی سزاؤں کے اعتبار سے وہ بھی بہت بڑا عذاب ہوگا کہ جہنم میں ایک ساعت عذاب بھی دنیا کی تمام تکالیف سے شدید ہوگا لیکن احادیث میں گناہوں کی سزاؤں کا جو ذکر ہے' اسے پیش نظر رکھیں تو جرائم کے مقابلہ میں وہ سزا بہت تھوڑی ہوگی' انہیں گناہوں کے برابر سزا انہیں دی جائے گی بلکہ کچھ سزا دے کر مغفرت کر دی جائے گی اور وہ مغفرت نبی کریم ﷺ کے سبب سے ہی ہوگی' لہٰذا یہ درست ہے کہ آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں کی مغفرت ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بعض کو بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور بعض گناہ گاروں کو ان کے گناہوں پر عذاب ہوگا لیکن بالآخر نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ان کی بھی مغفرت کر دی جائے گی' اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی عظیم خصوصیت اور شان اور فضیلت ہے کہ آپ کے سبب بہت سے گناہ گاروں کو کچھ سزا کے بعد معاف فرما دیا جائے گا۔ ایک مجرم کو بادشاہ نے عمر قید کی سزا سنا دی' وہ جیل میں صرف ایک ماہ رہا' پھر بادشاہ نے کسی مقرب کی سفارش پر اسے رہا کر دیا اور باقی سزا معاف کر دی۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ یہ مقرب بادشاہ کی نگاہ میں بڑی عظمت اور فضیلت کا حامل ہے کہ اس کی سفارش پر اس مجرم کی اتنی لمبی سزا میں تخفیف کر دی' لہٰذا نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بڑے بڑے مجرموں کو کچھ سزا کے بعد معاف کر دیا جائے گا' اور یہ بات یقیناً نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت ہے۔ اس وضاحت کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مذکورہ ترجمہ پر درج ذیل اعتراض کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی:

آپ کی یہ دولت اگر اگلوں پچھلوں کی مغفرت سے مراد یہ ہے کہ ابتداءً ان کی مغفرت ہو جائے گی تو یہ ثابت نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی تو اس میں کوئی خصوصیت اور فضیلت نہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ جو مومن ہوگا بالآخر اس کی نجات ہو جائے گی' لیکن اس کی نجات نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہوگی۔ اوّلاً تو کسی گناہ گار کو اس کے گناہوں کی پوری سزا نہیں ہوگی اور گناہوں کے مقابلہ میں بہت کم سزا کے بعد مغفرت نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہوگی' اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے جب گناہ گاروں کو جہنم سے نکالا جائے گا تو وہ اپنے گناہوں کی سزا پوری کر چکے ہوں گے' ان کی مغفرت تو ویسے ہی ہونا تھی' البتہ نبی کریم ﷺ کا اعزاز ظاہر کرنے کے لیے آپ کی شفاعت سے ان کی بخشش ہوگی' تو پھر بھی یہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور خصوصیت ہوگی کہ جن کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی مغفرت آپ کی شفاعت سے کی جائے گی تا کہ آپ کی شان کا اظہار ہو۔

اس تقریر کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر درج ذیل یہ اعتراض نہیں ہو سکتا: اگر اس ترجمہ کی صورت میں یہ مطلب بیان کیا جائے کہ انجام کاران کی مغفرت ہو جائے گی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی بہ دولت اور آپ کے سبب سے اگلوں' پچھلوں اور امت کو حاصل ہو کیونکہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا' اس کی بہر حال نجات ہو جائے گی۔

اگر اس اعتراض کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ساری مخلوق کا حساب کتاب شروع ہوگا' اس میں آپ کی فضیلت نہ ہو' کیونکہ حساب کتاب تو ویسے ہی ہونا ہے۔ اگر آپ کی شفاعت سے شروع ہوا تو اس میں آپ کی کیا فضیلت ہے؟

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا: ''**وھو مؤول لعصمة الانبیاء علیھم الصلوٰة والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب**'' اس آیہ مبارکہ میں تاویل ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے' اور علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''**ای ان اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بان المراد**

ذنوب امتك "اس آیۂ مبارکہ کے موول ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی اسناد میں تاویل ہے کہ اس سے آپ کی امت کے ذنوب مراد ہیں۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۸۰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

مذکورہ تفسیر بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ کے ترجمہ کی مؤید ہے، نیز اس کی روشنی میں ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ میں آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے مؤمنین کے گناہوں کی مغفرت مراد ہے اور "ما تقدم" سے "ابوین" یعنی حضرت آدم و حضرت حوا کے ذنوب مراد نہیں، جس طرح حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے قول میں ہے، اگر "ابوین" کے ذنوب مراد ہوتے، پھر تو اس پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ والا اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام تو نبی معصوم ہیں، لہٰذا یہ تاویل خود محتاج تاویل ہے لیکن جب آپ کی امت کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد ہوں گے تو پھر یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اور جواب کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، اور بھی بہت سی معتبر تفاسیر میں اس آیۂ مبارکہ کی یہ تاویل مذکور ہے، لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس ترجمہ میں متفرد نہیں ہیں بلکہ خود معترضین کو اعتراف ہے کہ اس ترجمہ کی اصل متقدمین علماء وائمہ تفسیر کی تصانیف میں ثابت ہے اور حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ جو محدث و مفسر تھے، تابعی تھے، انہوں نے بھی اس ترجمہ میں اگلوں اور پچھلوں کے ذنوب کی مغفرت مراد لی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا انہیں ضعفاء میں ذکر کردینا اور امام ابن حبان کا ان کے حافظہ پر اعتراض کردینا، ان کے علم وفضل اور خصوصاً شرف تابعیت کی نفی نہیں کرتا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں انہیں قدماء مفسرین سے شمار کیا اور ان علماء میں سے شمار کیا جن کے اقوال کا ماخذ عموماً اقوالِ صحابہ ہوتے ہیں۔ ان کی دین داری، شب بیداری اور ان کے علم وفضل کے متعلق مذکور اقوال سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اور امام بخاری وابن حبان رحمہما اللہ کی جرح کو بنیاد بناتے ہوئے ان کا ذکر ایسے انداز میں کرنا قطعاً مناسب نہیں، جس سے ان کی شخصیت کا غلط تصور سامنے آئے اور ان کی تنقیص شان ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اس آیت کی تاویل میں ذکر کردہ دیگر معتبر وجوہ کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے اور انہیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ سب لوگوں کی مغفرت کا باعث وہی ہستی ہوسکتی ہے جس کی ذات اور گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے پردہ حائل کردیا ہو اور انہیں معصوم بنایا ہو، جن کے بہ ظاہر خلافِ اولیٰ نظر نہ آنے والے اُمور پر مواخذہ نہ ہو۔ جن کے وہ اُمور جنہیں وہ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرمائیں یا ان کی وہ عبادات اور نیکیاں جو "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے زمرہ میں آتی ہوں، ان پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اگر آپ کے یہ اُمور قابلِ گرفت ہوتے اور ان پر مواخذہ ہوتا یا آپ معصوم نہ ہوتے تو آپ اس مقامِ رفیع کے اہل کیسے ہوسکتے تھے کہ آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت ہو، لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے، اور نہ ہی حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ ترجمہ فرما کر دیگر معتبر وجوہ کا ردّ اور انکار کیا ہے بلکہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے کہ آپ دیگر معتبر وجوہ کے بھی قائل ہیں، اور اہلِ علم وفضل پر مخفی نہیں کہ اس طرح کی آیات میں مختلف تاویلات وتوجیہات کو اختیار کیا جاسکتا ہے، اس مختصر سی توضیح سے واضح ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ جس کا ماخذ متقدمین علماء ومفسرین کے اقوال ہیں اور جس میں ناموسِ مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کو مدنظر رکھا گیا ہے، اسے خلافِ عقل ونقل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

روزِ محشر شانِ مصطفےٰ ﷺ کا اظہار

اس حدیث میں ہے کہ سیّد دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ساری مخلوق دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں حاضری کے بعد پھر میری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگی، اس پر سوال ہے کہ لوگوں کے دل میں شفیع کی طلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جائے گی تو اوّلاً مخلوق کے دلوں میں یہ بات کیوں نہیں ڈالی جائے گی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں اور اِدھر اُدھر ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ سیدھے اس بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرضِ مدعا کریں جہاں ان کی حاجت روائی ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ روز

محشر دراصل نبی کریم ﷺ کی شان کا اظہار مقصود ہوگا اور ساری مخلوق پر یہ واضح کرنا مقصود ہوگا کہ آج کے روز اگر بات بن سکتی ہے تو صرف اور صرف محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہی بات بن سکتی ہے۔ اگر ابتداء ہی مخلوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ شاید کسی اور نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو مشکل حل ہو جاتی' لیکن دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں جانے کے بعد واضح ہو جائے گا کہ آج صرف اور صرف بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ سے ہی ہماری مشکل کشائی ہو سکتی ہے۔

نیز انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف پانچ انبیاء کرام علیہم السلام سیدنا آدم وسیدنا نوح وسیدنا ابراہیم وسیدنا موسیٰ وسیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کیا کیونکہ یہ مشاہیر انبیاء سے ہیں۔ ان میں سے ہر نبی خصوصی شان و امتیاز کا حامل ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں' سیدنا نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں' سیدنا ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوا۔ قربِ قیامت آپ تشریف لا کر نبی کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام جاری فرمائیں گے۔ خصوصیت سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا کہ جب ان خصوصی امتیازات کے حامل انبیاء کرام بھی اس روز جواب دے دیں تو نبی کریم ﷺ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس روز بارگاہِ ذوالجلال میں لب کشا ہو۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا:

خلیل و نجی' کلیم و مسیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

حضرت مولا حسن رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

٨٤٢٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لَهٗ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَّنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ فَيَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايُقِهٖ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اُكْسُوْا خَلِيْلِيْ فَيُؤْتٰى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِّيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اِثْرِهٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَّغْبِطُنِي الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: مقامِ محمود کیا ہے؟ فرمایا: وہ مقام محمود اس روز ہوگا جب اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق نزول فرمائے گا' اور وہ کرسی اپنی تنگی کی وجہ سے اس طرح چرچرائے گی جس طرح نیا کجاوہ چرچراتا ہے' اور وہ اتنی وسیع ہے جیسے آسمان وزمین کے درمیان وسعت ہے' اور تمہیں ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے لایا جائے گا اور سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا' وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ' تو دو سفید جنتی چادریں لائی جائیں گی' پھر ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا' پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایسے مقام پر کھڑا ہو جاؤں گے جس مقام پر اوّلین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ (دارمی)

٨٤٢٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اِشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ مضطرب و بے قرار ہو کر ایک دوسرے سے ملیں گے' پھر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیے' آپ فرمائیں گے: میں اس کام کے لیے نہیں ہوں' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن پکڑ لو وہ رحمٰن کے خلیل ہیں'

اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدًا اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' وہ فرمائیں گے: میرا یہ منصب نہیں' البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لازم پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں' پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس منصب کے لیے نہیں ہوں' البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دامن پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں' پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' وہ فرمائیں گے: میں شفاعت کے لیے نہیں' البتہ تم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لو' پھر لوگ میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو میں کہوں گا: میں منصب شفاعت کا اہل ہوں' پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا' پس مجھے اجازت عطا فرمائی جائے گی اور مجھے ایسے کلماتِ حمد کا الہام کیا جائے گا' جو اب میرے ذہن میں حاضر نہیں ہیں' میں ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے' آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہو' اسے جہنم سے نکال لیجئے' میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا' پھر واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' شفاعت قبول کی جائے گی' تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں ذرہ کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو' اسے نکال لیجئے' تو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا' پھر میں دوبارہ واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریزہ ہو کر گر پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا' اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' میری امت' تو فرمایا جائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر' کم تر' کم تر ایمان ہو' اسے جہنم سے نکال لیجئے' میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا' پھر میں چوتھی مرتبہ واپس آؤں گا اور میں ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا' پھر میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر

پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیئے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' میں عرض کروں گا: اے میرے رب! مجھے اس کے متعلق اجازت عطا فرمائی جائے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تمہارے لیے نہیں' لیکن مجھے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! جس نے لا الہ الا اللہ کہا' میں اسے ضرور بالضرور جہنم سے نکال لوں گا۔

(بخاری ومسلم)

۵۴۳۰ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اِعْمَدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ

حضرت حذیفہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور مؤمنین کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی' پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے والد ماجد! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوایئے' تو وہ فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی لغزش نے ہی نکالا ہے' میں اس کا اہل نہیں' تم میرے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' میں تو محض دور دور سے خلیل ہوں' تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ کا قصد کرو' جن سے اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً کلام فرمایا' پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں اور اس کی خاص روح ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' تو وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو اجازت عطا فرمائی جائے گی' اور امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا' وہ پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے اور تم میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون سی چیز بجلی کی طرح گزرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے بجلی کی طرف نہیں دیکھا کیسے پلک جھپکنے میں گزر جاتی ہے اور واپس پلٹ آتی ہے' پھر جو لوگ گزریں گے وہ آندھی کی طرح گزر جائیں گے' پھر پرندوں کی رفتار سے گزر جائیں گے' پھر آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے' ان کے اعمال انہیں لے جائیں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہوں گے: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے' یہ

24/24

نَاجٍ وَّمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

صورت حال یوں ہی جاری رہے گی یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور بندوں میں چلنے کی طاقت نہ رہے گی اور وہ گھسٹ گھسٹ کر گزریں گے اور پل صراط کے دونوں جانب لوہے کے کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے یہ کانٹے پکڑ لیں گے' کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ ہاتھ پاؤں بندھے جہنم میں جا گریں گے' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے! بے شک جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

٨٤٣١ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دونوں جانب دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

٨٤٣٢ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ أَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَأَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں گوشت لایا گیا اور آپ کو دستی پیش کی گئی کیونکہ آپ دستی کا گوشت پسند فرماتے تھے' نبی کریم ﷺ دانتوں سے گوشت تناول فرمانے لگے' پھر فرمایا: میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اور سورج قریب آ جائے گا اور لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور پریشانی لاحق ہوگی' تو لوگ کہیں گے: کیا تم ایسے شخص کی تلاش نہیں کرتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے' پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور حدیث شفاعت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ پھر میں چل کر عرش کے نیچے آ جاؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑوں گا' پھر اللہ تعالیٰ میرے دل میں حمد وثناء کے کلمات کا القاء فرمائے گا' مجھ سے پہلے کسی کو ان کلمات کا القاء نہیں ہوا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور مانگئے' تمہیں عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کیجئے' تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی' پھر میں سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت' فرمایا جائے گا: اے محمد! تمہاری امت میں جن پر کوئی حساب نہیں' انہیں جنت کے بائیں دروازے سے داخل فرمایئے اور وہ باقی دروازوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں' پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا مکہ اور مقام ہجر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٣٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (ابراہیم:٣٦) وَقَالَ عِيْسٰى اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ. (المائدہ: ١١٨) فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت فرمائی (کہ انہوں نے عرض کیا:) اے میرے رب! بس شک بتوں نے بہت سے لوگ گمراہ کر دیئے' تو جس نے میرا ساتھ دیا' وہ تو میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے (ابراہیم:٣٦) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول تلاوت فرمایا: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں' (المائدہ:١١٨) پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے اللہ! میری امت' میری امت' اور آپ رو پڑے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کی طرف جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ کیوں رو رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے' جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا' رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا تھا اس کی جبریل امین کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ہم تمہاری امت کے متعلق تمہیں راضی فرما دیں گے اور غمگین نہیں کریں گے۔ (مسلم)

فوائد حدیث

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث چند فوائد پر مشتمل ہے:

(١) اس میں نبی کریم ﷺ کی اپنی امت پر کمالِ شفقت کا بیان ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ آپ کو اپنی امت کا حد درجہ خیال ہے۔

(٢) اس میں نبی کریم ﷺ کی امت مرحومہ کے لیے عظیم بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے: "سنرضيك فی امتك ولا نسوء ك" ہم تمہیں تمہاری امت کے متعلق راضی فرما دیں گے اور غمگین نہیں کریں گے' اور احادیث کریمہ میں اس حدیث میں اس امت کے لیے سب سے زیادہ امید ہے۔

(٣) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کی عظمتِ شان کا بیان ہے' اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں جبریل علیہ السلام کو بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شرافت کا اظہار ہو اور یہ واضح ہو کہ آپ اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ کی تکریم کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٢٦٢' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

"سنرضيك ولا نسوء ك" کا معنی یہ ہے کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تمام امت کے حق میں تمہیں غمگین نہیں کریں گے۔ "سنرضيك" کے بعد "لا نسوء ك" کہنے میں معنی تاکید ہے کیونکہ اگر صرف "سنرضيك" ہوتا تو وہم ہو سکتا تھا کہ بعض امت کے حق میں راضی کریں گے' سب امت کے حق میں راضی نہیں کریں گے۔ اب معنی یہ ہے کہ سب امت کے حق میں راضی کریں گے' اسی لیے بعض نے کہا کہ سیّدنا محمد ﷺ اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی جہنم میں ہوا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٢٦١' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٣٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَيَّرَنِیْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةِ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے اپنی نصف امت کے جنت میں دخول اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور شفاعت اس شخص کے لیے ہے، جس نے مرتے دم تک کبھی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٨٤٣٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگوں میں میری شفاعت کا زیادہ سزاوار وہ شخص ہے، جس نے خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری)

٨٤٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)

٨٤٣٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تَضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تَضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تَضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا كَمَا تَضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعَ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ يَتَّبِعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! کیا دوپہر کے وقت جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، اور کیا چودھویں رات کو جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا اسی طرح دیدار کر لو گے جس طرح تم سورج اور چاند کو دیکھ لیتے ہو، جب قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا، اسی کے پیچھے جائے تو جو بھی اللہ تعالیٰ کے غیر یعنی بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے، وہ سب کے سب جہنم میں گر جائیں گے، صرف وہی باقی رہ جائیں گے، جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گناہ گار، ان کے پاس رب العالمین جلوہ گر ہوگا اور فرمائے گا: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو، ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا اسی کے پیچھے چلا گیا ہے، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! دنیا میں ہم ان کے شدید محتاج ہونے کے باوجود ان لوگوں سے الگ رہے اور ہم نے ان کا ساتھ اختیار نہیں کیا۔

وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کہیں گے: یہی ہماری

مَكَانَنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.

جگہ ہے: (ہم اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے) حتیٰ کہ ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہوا اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہوگا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسْلَمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا فَيَقُولُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارے اور رب کے درمیان کوئی نشانی ہے جسے تم پہچانتے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہاں! تو اللہ تعالیٰ پنڈلی ظاہر فرما دے گا' اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو خلوصِ دل سے سجدہ کرنے والے ہیں' ان سب کو اللہ تعالیٰ سجدہ کی اجازت عطا فرمائے گا اور جو دنیاوی خوف اور ریاکاری کی وجہ سے سجدہ کرنے والے ہیں' ان کی پشت کو اللہ تعالیٰ ایک تختے کی طرح بنا دے گا' جب وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے' گردن کے بل گر پڑیں گے' پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا' اور شفاعت واقع ہو جائے گی' اور کہیں گے: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے' مؤمن آنکھ جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے' اور بجلی کی طرح اور آندھی کی طرح اور پرندوں کی طرح اور تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور اونٹوں کی طرح گزر جائیں گے' بعض سلامتی کے ساتھ نجات پا جائیں گے' بعض زخمی ہو کر رہائی پائیں گے' بعض جہنم کی آگ میں پھینک دیئے جائیں گے' یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا حتیٰ کہ جب مؤمنین آگ سے نجات پا جائیں گے' تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق کے لیے اتنا جھگڑا نہیں کرتا' جتنا جھگڑا مؤمنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہنم میں رہ جانے والے اپنے بھائیوں کی خاطر کریں گے' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے' ان سے فرمایا جائے گا: جنہیں تم پہچانتے ہو' انہیں جہنم سے نکال لو' ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی' وہ مؤمنین بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں ہمیں تو نے حکم دیا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جن کے دل میں تم دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ' اسے جہنم سے نکال لو' وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جس کے دل میں تم نصف دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ' اسے جہنم سے نکال لو' وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جہنم میں ہم نے کوئی نیکی والا باقی نہیں چھوڑا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ملائکہ نے شفاعت کر لی' انبیاء کرام نے شفاعت کر لی اور مؤمنین نے شفاعت کر لی' اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی باقی نہیں رہا' پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسی قوم کو نکالے گا

فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حِمِمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهْرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهْرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی، وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں جنت کے دروازے پر آبِ حیات نامی نہر میں ڈال دیا جائے گا، وہ اس طرح (تر و تازہ ہو کر) باہر نکلیں گے، جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک سے دانہ نکلتا ہے، وہ موتیوں کی طرح باہر نکلیں گے، ان کی گردنوں میں (بطورِ علامت) مہریں ہوں گی، جنتی کہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل فرمایا ہے، انہیں فرمایا جائے گا کہ جو انعامات تم دیکھ رہے ہو، یہ سب تمہارے لیے ہیں اور اس کے ساتھ اتنے اور بھی ہیں۔

٨٤٣٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جہنم پر آئیں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزریں گے، ان میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی، پھر آندھی کی طرح، پھر گھوڑا دوڑنے کی طرح، پھر اپنے اونٹ پر کجاوے میں سوار آدمی کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح، پھر آدمی کے چلنے کی طرح گزرے گی۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٣٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابو جدعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٤٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بعض افراد ایک جماعت کی شفاعت کریں گے، بعض ایک قبیلے کی، بعض ایک گروہ کی اور بعض ایک آدمی کی شفاعت کریں گے، حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

٨٤٤١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمی صف بستہ کھڑے ہوں گے اور ان کے پاس سے ایک جنتی مرد گزرے گا تو جہنمیوں میں سے ایک شخص کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے پانی پلایا تھا اور ایک کہے گا: میں وہی ہوں، جس نے تجھے وضو کے لیے پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

٨٤٤٢ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

فرمایا: قیامت کے دن تین طرح کی جماعتیں شفاعت کریں گی: انبیاء' پھر علماء' پھر شہداء۔ (ابن ماجہ)

٨٤٤٣ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو ان کے کیے ہوئے گناہوں کی بناء پر بطور سزا جہنم کی آگ کی تپش اور لو پہنچے گی' پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل فرمادے گا اور انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

٨٤٤٤ ۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا' انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے ایک قوم میری شفاعت کی بناء پر جہنم سے نکلے گی' انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

٨٤٤٥ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِيْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعَ مِائَةِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهٰكَذَا فَحَثَا بِكَفَّيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰكَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَلَيْكَ اَنْ يُّدْخِلَنَا اللّٰهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ شَاءَ اَنْ يُّدْخِلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے! آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر لپ بھرا اور فرمایا: اور اتنے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے' آپ نے فرمایا: اور اتنے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے ابوبکر! ہمیں چھوڑ دیجئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تمہارا کیا نقصان ہے' اگر اللہ عزوجل ہم سب کو جنت میں داخل فرمادے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ عزوجل ساری مخلوق کو ایک ہی مٹھی میں جنت میں داخل فرمانا چاہے تو ایسا کرسکتا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (بغوی' شرح السنہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمائیے' آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر فرمایا: اتنے اور۔ الخ

اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ جتنے امتیوں کو چاہیں بلا حساب جنت میں داخل کروادیں' اور اس حدیث سے عقیدۂ صدیقی بھی معلوم ہورہا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار اضافہ

کی درخواست فرما رہے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ خداداد تصرفات کے مالک ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اخروی اُمور اور خدائی تصرفات میں اللہ رب العزت کے عطا کردہ مرتبہ کے پیش نظر دخل حاصل ہے' اور بعض عارفین نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عاجزی والا مسلک اختیار کیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تسلیم والا مسلک اختیار کیا۔ میں کہتا ہوں کہ تسلیم میں زیادہ سلامتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٤٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلَیْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اِشْتَدَّ صِیَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالٰی اَخْرِجُوْهُمَا فَقَالَ لَهُمَا لِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتَدَّ صِیَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ فَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِیَا اَنْفُسَكُمَا حَیْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَیُلْقِیْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَیَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَیْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا وَیَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا یُلْقِیْ نَفْسَهٗ فَیَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰی مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِیَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰی صَاحِبُكَ فَیَقُوْلُ رَبِّ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تُعِیْدَنِیْ فِیْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا فَیَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰی لَكَ رَجَاءُكَ فَیُدْخَلَانِ جَمِیْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والے دو شخص بلند آواز سے چیخنے چلانے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان دونوں کو جہنم سے نکالو' پھر ان سے فرمائے گا: تم کس وجہ سے چیخ و پکار کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم دونوں کے لیے رحمت یہ ہے کہ دونوں جاؤ اور جہنم میں جہاں تھے' وہاں اپنے آپ کو گرا دو' تو دونوں میں ایک شخص اپنے آپ کو (جہنم میں) گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی والی بنا دے گا' اور دوسرا کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو نہیں گرائے گا' اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اپنے ساتھی کی طرح خود کو جہنم میں کیوں نہیں گرایا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں امید رکھتا ہوں کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو مجھے دوبارہ جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تجھے تیری امید کے مطابق ملے گا' پھر دونوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ (ترمذی)

٨٤٤٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَیُعْرَضُوْنَ عَلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَی النَّارِ فَیَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْا اِذْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا اَنْ لَّا تُعِیْدَنِیْ فِیْهَا قَالَ فَیُنَجِّیْهِ اللّٰهُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے چار اشخاص کو نکالا جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا' پھر انہیں جہنم کا حکم دے دیا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے امید تھی کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو دوبارہ مجھے اس میں داخل نہیں فرمائے گا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما دے گا۔ (مسلم)

٨٤٤٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَیُخْرِجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَهْرِ الْحَیَاةِ فَیَنْبُتُوْنَ كَمَا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور جہنمی' جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے' اسے جہنم سے نکال دو' تو انہیں جہنم سے نکال لیں گے اور وہ جہنم سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے' انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا' وہ اس طرح تروتازہ ہو کر نکلنے لگیں گے' جس طرح سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں دانہ اُگتا ہے'

تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تُخْرَجُ صَفْرَاءُ مُلْتَوِيَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ سرسبز اور لپٹا ہوا ہو کر اُگ پڑتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْنَا مَا الثَّعَارِيرُ قَالَ إِنَّهُ الضَّغَابِيسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے ایک قوم شفاعت کے سبب سے نکلے گی گویا کہ وہ ثعاریر ہیں، ہم نے عرض کیا: ثعاریر کیا چیز ہیں؟ فرمایا: وہ چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٥٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلَ شَوْكِ السَّعْدَانِ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطِفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے، اس کے بعد پنڈلی کھلنے کے ذکر کے علاوہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ جہنم کے درمیان پل صراط بچھایا جائے گا، رسولوں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر پل صراط سے گزروں گا اور اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہیں ہوگی، اور اس روز رسولوں کا کلام یہ ہو گا: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے، سلامتی سے گزار دے اور جہنم میں سعدان نامی خاردار جھاڑی کی طرح لوہے کے کانٹے ہوں گے، جن کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑ لیں گے، ان میں سے بعض اپنے عمل کی وجہ سے نجات پا جائیں گے اور بعض زخمی ہوں گے، پھر نجات پا جائیں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہوگا، اور "اشهد ان لا اله الا اللّٰه" کہنے والے جن لوگوں کے نکالنے کا ارادہ ہوگا، انہیں نکالنے کا ارادہ فرمائے گا، اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے انہیں جہنم سے نکالو تو فرشتے انہیں نکالیں گے، اور سجدوں کے نشانات سے انہیں پہچانیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدوں کے نشانات کو جلانا حرام فرما دیا ہے، سجدوں کے نشانات کے سوا آدمی کے تمام اعضاء کو آگ جلا دے گی اور وہ آگ سے اس حالت میں نکلیں گے کہ جل چکے ہوں گے تو ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا اور وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلیں گے، جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اُگتا ہے، اور ایک آدمی جنت اور جہنم کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے والا آخری جہنمی ہوگا، اس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جہنم سے میرا چہرہ پھیر دے، جہنم کی بو مجھے ایذاء پہنچا رہی ہے اور اس کی تپش نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے ایسا کر دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا، وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! اللہ تعالیٰ اس

فَيُعْطِي اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْا حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاِذَا ضَحِكَ اَذِنَ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ.

سے جو چاہے گا عہد و پیمان لے گا' پھر جہنم سے اس کا چہرہ پھیر دے گا' جب اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جنت کی طرف پھیر دے گا اور وہ جنت کی ترو تازگی دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے' اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیا کہ تو نے جو سوال کیا ہے اس کے علاوہ نہیں مانگے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے بدنصیب نہ رہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے یہ دے دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ تیری بارگاہ سے کوئی سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ جو چاہے گا' اس سے عہد و پیمان لے گا اور اسے جنت کے دروازے کے سامنے کر دے گا' جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا اور جنت کی ترو تازگی اور جنت میں باغ و بہار اور فرحت و سرور کے مناظر دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تو ہلاک ہو! تو کتنا عہد شکن ہے! کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیے تھے کہ جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے' اس کے علاوہ تو سوال نہیں کرے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سے بدبخت ترین نہ بنا' وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا' حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہنس پڑے گا' جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑے گا تو اسے جنت میں داخلے کی اجازت عطا فرما دے گا اور فرمائے گا: تو تمنا کر! وہ تمنا کرے گا' یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فلاں فلاں تمنا کر! اور اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا رہے گا' یہاں تک کہ جب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کی مثل دس گنا اور ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٥١ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر مؤمنین کی پہچان یہ (قول) ہوگا: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے۔ (ترمذی)

٨٤٥٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَّيَكْبُوْا مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اَنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَاصَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ هَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ اَيْ رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَضَحِكَ

نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں داخل ہوگا' وہ گرتے پڑتے ہوئے آئے گا' جہنم کی لُو اسے جھلسا رہی ہوگی' جب وہ جہنم سے گزر جائے گا تو جہنم کی طرف مڑ کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے' جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی' مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز عطا فرمائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی' اس کے سامنے ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تا کہ میں اس کے سائے میں آرام کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا فرما دیا تو' تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور اللہ تعالیٰ اس سے وعدہ لے گا کہ وہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں کرے گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوگا کہ جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے درخت کے قریب فرما دے گا اور وہ آدمی درخت کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے پیاس بجھائے گا' پھر ایک اور درخت اس کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا' جو پہلے درخت سے زیادہ خوب صورت ہوگا' وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے' تا کہ وہاں کے پانی سے پیاس بجھاؤں اور اس کے سائے میں آرام کروں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے اس درخت کے قریب کر دیا تو' تو اس کے علاوہ اور سوال کرنے لگے گا' پھر اللہ تعالیٰ اس سے عہد لے گا کہ وہ مزید سوال نہیں کرے گا اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا' جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور وہاں کے پانی سے سیراب ہوگا' پھر اس کے لیے جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' جو پہلے دونوں درختوں سے بڑھ کر حسین ہوگا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب فرما دے تا کہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا کہ میں اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں گا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اے میرے رب! میں صرف یہی سوال کروں گا' اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں

اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِیْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' جب وہ اس درخت کے قریب ہوگا تو جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے سوال کس چیز سے ختم ہو سکتے ہیں؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں جنت میں تجھے دنیا اور اس کے برابر اتنی جگہ اور عطا فرما دوں' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو میرے ساتھ مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو تمام جہان والوں کا رب ہے' پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور فرمایا: تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہنستے تھے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے' جب وہ بندہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے' حالانکہ تو رب العالمین ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' بلکہ میں جو چاہوں اس پر قادر ہوں۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَتَقُوْلَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ.

اور مسلم میں ہی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت مذکور ہے لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا چیز تیرے سوالات کو ختم کرے گی' الخ' اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ یاد دلائے گا' فلاں فلاں چیز مانگ! یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور بھی تیرے لیے ہے' پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر میں داخل فرمائے گا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس داخل ہوں گی اور وہ کہیں گی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے ہمارے لیے زندہ رکھا اور ہمیں تیرے لیے زندہ رکھا' وہ کہے گا: جتنی نعمتیں مجھے عطا کی گئی ہیں' اتنی نعمتیں کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں۔

٨٤٥٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَّجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ يَا

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص اور جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' وہ (بچوں کی طرح) پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا باہر آئے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا! جنت میں داخل ہو جا' وہ جنت میں آئے گا تو خیال کرے گا کہ جنت بھر چکی ہے تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جنت تو بھر

رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ مِنِّيْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چکی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا کہ تیرے لیے (جنت میں) دنیا اور دنیا جتنی دس گنا جگہ ہے' وہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے یا تو مجھ پر ہنستا ہے حالانکہ تو مالک ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور کہا جائے گا کہ وہ شخص جنت میں کم مرتبے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا رَجُلٌ يُّؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص اور جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' اسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور فرمایا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کرو' اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے ہٹا لو' تو اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور کہا جائے گا: فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا' وہ کہے گا: ہاں! اور وہ انکار نہیں کر سکے گا' اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈر رہا ہو گا' پھر اسے کہا جائے گا کہ تیرے ہر گناہ کے بدلے تیرے لیے ایک نیکی ہے' وہ عرض کرے گا: میں اپنے ایسے ایسے گناہ جانتا ہوں جنہیں یہاں دیکھ نہیں رہا' راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ (مسلم)

٨٤٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ لَهٗ فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنین کو جہنم سے نجات دے دی جائے گی اور انہیں جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا اور دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہونے والے ظلم وستم کا ایک دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے گی' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ان میں سے کوئی شخص دنیا میں اپنے گھر سے جتنا واقف ہے' اس سے زیادہ وہ اپنے جنتی گھر کو پہچاننے والا ہو گا۔ (بخاری)

٨٤٥٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جنتی کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ گناہ کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تاکہ وہ زیادہ شکر کرے اور ہر جہنمی کو جہنم

وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ نیکی کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تا کہ وہ اس پر حسرت کرے۔ (بخاری)

٨٤٥٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا' پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا' پھر منادی نداء کرے گا: اے اہل جنت! اب کوئی موت نہیں' اور اے اہل جہنم! اب کوئی موت نہیں' تو اہل جنت کو خوشی پر خوشی اور اہل جہنم کو غم پر غم لاحق ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

موت کو مینڈھے کی صورت میں پیش کرنے کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ موت کو لایا جائے گا' جب کہ ایک روایت میں ہے: ''علی صورۃ کبش املح'' موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ عالم آخرت میں ہر چیز کی صورت اور مثال پیش کی جائے گی' موت کو مینڈھے کی صورت میں' علم کو دودھ کی صورت میں اور ایمان کو سائبان کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ موت کو مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کرنے میں حکمت یہ ہو گی کہ تمام لوگوں کو کامل یقین ہو جائے کہ اب موت نہیں آئے گی' اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ ان کے لیے اشارہ ہو گا' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کے بدلے بطور فدیہ مینڈھا ذبح ہوا تھا' اسی طرح آج تمہارے فدیہ میں موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیا گیا ہے' لہٰذا تم پر موت نہیں آئے گی' مینڈھے کی صفت ''املح'' ذکر کی' ''املح'' اسے کہتے ہیں جو سیاہ و سفید ہو' اس میں جہنمیوں اور جنتیوں کی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ موت ذبح ہو گی تو اس سے اہل جنت میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی کہ اب یہ انعامات ہمارے لیے ہمیشہ ہمیشہ ہیں اور جہنمیوں کے غم میں اضافہ ہو جائے گا کہ اب ہم اس مصیبت سے کبھی بھی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔

٨٤٥٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا' آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کرو تو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔ (ترمذی)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

جنت کی لغوی تحقیق

جنت کا لغوی معنی ہے: ڈھانپنا اور جیم نون والے حروف کی ترکیب ڈھانپنے اور پوشیدگی کے معنی کے لیے استعمال ہوتی ہے' اسی وجہ سے سایہ دار درختوں کو جنت کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے نیچے والی زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں' پھر باغ کو بھی جنت کہنے لگے کیونکہ باغ میں سایہ دار درخت ہوتے ہیں' اس کے بعد ثواب کے گھر بہشت کے لیے جنت کا لفظ استعمال کیا گیا اور صحاح میں ہے کہ جنت کا معنی ہے: باغ اور بہشت۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۸ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دارِ ثواب کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں باغات ہیں یا اس لیے کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تا کہ غیب پر ایمان ہو یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٥٩ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ. (السجدہ:١٧) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ انعامات تیار کر رکھے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہیں' نہ کسی کان نے سنے ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے' اگر تم چاہو تو یہ آیہ کریمہ پڑھ لو: پس کسی شخص کو نہیں معلوم جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے (السجدہ: ١٧)۔ (بخاری' مسلم)

٨٤٦٠ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِی الْجَنَّةِ مِنْ خَیْلٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تَحْمِلَ فِیْهَا عَلٰی فَرَسٍ مِّنْ یَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ یَطِیْرُ بِكَ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْتَ اِلَّا فَعَلْتَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِی الْجَنَّةِ اِبِلٌ قَالَ فَلَمْ یَقُلْ لَهُ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ فَقَالَ اِنْ یُّدْخِلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ یَكُنْ لَّكَ فِیْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَیْنُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرما دیا اور تم نے چاہا کہ تمہیں سرخ یاقوتی گھوڑے پر سوار کیا جائے اور تم جہاں چاہو وہ تمہیں اُڑا کر لے جائے تو تمہاری یہ آرزو پوری کر دی جائے گی' اور ایک آدمی نے سوال کیا' اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہیں؟ آپ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا اور آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل فرما دیا تو وہاں تیرے لیے وہ کچھ ہوگا جس کا تیرا دل خواہش کرے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ترمذی)

٨٤٦١ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الْخَیْلَ اَفِی الْجَنَّةِ خَیْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِیْتَ بِفَرَسٍ مِّنْ یَاقُوْتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَیْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَیْثُ شِئْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے' کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہوا تو تجھے یاقوتی گھوڑا عطا کیا جائے گا' جس کے دو بازو ہوں گے اور تجھے اس پر سوار کیا جائے گا' پھر جہاں تو چاہے گا' وہ تجھے اُڑا کر لے جائے گا۔ (ترمذی)

٨٤٦٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَيْشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کی بارگاہ میں ایک دیہاتی شخص حاضر تھا (آپ فرما رہے تھے) کہ ایک جنتی شخص اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو اپنی پسندیدہ حالت میں نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! لیکن میں کاشت کرنا چاہتا ہوں' تو وہ بیج بوئے گا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے کھیتی اُگ آئے گی اور بڑی ہو جائے گی اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گی اور وہ پہاڑوں کی طرح ہو جائے گی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جو چاہتا تھا لے لے' تجھے تو کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی' ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں' ہم تو کھیتی باڑی نہیں کرتے' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (بخاری)

قریش کو کاشت کار کہنے کی وجہ

اس حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں سے ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ قریش کو کھیتی باڑی کرنے والا کہا حالانکہ مکہ مکرمہ میں قریش کاشت کاری نہیں کرتے تھے' اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی انصارِ مدینہ کے ساتھ مل کر کاشت کاری کرنے لگے تھے' لہٰذا دیہاتی نے قریش کو بھی کاشت کار کہا۔

٨٤٦٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِی الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهٗ وَوَضْعُهٗ وَسِنُّهٗ فِیْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِیْ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ فِی الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِیْ سَاعَةٍ وَلٰكِنْ لَّا يَشْتَهِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن جب جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور بچہ پیدا ہونا اور اس کا بڑا ہونا' سب کچھ ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا' جس طرح وہ چاہے گا۔ اور اسحق بن ابراہیم نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ جب مؤمن جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا لیکن وہ یہ خواہش نہیں کرے گا۔ (ترمذی)

٨٤٦٤ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَّا فِيْهَا شِرًى وَّلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی مگر مردوں اور عورتوں کی حسین صورتیں ہوں گی' آدمی ان میں سے کسی صورت کی خواہش کرے گا تو وہ اس میں داخل ہو جائے گا (یعنی اسے بھی وہی صورت عطا فرما دی جائے گی)۔ (ترمذی)

جنتی کے حسین صورت میں داخل ہونے کا مفہوم 25

اس حدیث میں ہے کہ جنتی جس حسین صورت کی خواہش کرے گا' اس میں داخل ہو جائے گا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دو معانی کا احتمال ہے:

(۱) اس کا معنی یہ ہے کہ جنتیوں پر حسین صورتیں پیش کی جائیں گی' جب جنتی ان میں سے کسی صورت کی خواہش اور تمنا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس جنتی کو وہی صورت عطا فرمادے گا۔

(۲) صورت سے مراد زیب وزینت ہے' اور مراد یہ ہے کہ جنتی اس بازار میں اپنے لیے حسین لباس' زیور اور تاج وغیرہ پسند کریں گے' جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی حسین صورت ہے' یعنی اس کی دلکش وضع قطع ہے۔ جب جنتی ان میں سے کسی لباس وغیرہ کی رغبت کرے گا تو اسے وہی عطا کر دیا جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مراد اس لباس وغیرہ کے ساتھ مزین ہونا ہے۔

دونوں معانی کی صورت میں جنتی کی صفت میں تبدیلی ہوگی' ذات میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ دونوں احتمال اکٹھے بھی مراد ہو سکتے ہیں تا کہ حدیثِ انس کے ساتھ موافقت ہو جائے کہ اس حدیث میں ہے: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی' جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مقتبس ہے: ''وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ'' (الزخرف:۷۱) ''وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی ان کے نفس خواہش کریں گے اور جن سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں گی''۔ اور یہاں مخصوص مکان اور زمان کی قید مذکور ہے کہ یہ چیزیں ایک بازار میں ہوں گی اور جمعہ کے دن ہوں گی' اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن انعامات کی زیادتی' جنتیوں کے اجتماع اور ان کی باہمی ملاقات کا دن ہوگا' لہٰذا خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸٤٦٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَّاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال زیادہ ہو جائے گا' وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حالت میں واپس لوٹیں گے کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا تو ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے: قسم بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے' وہ جواب دیں گے: بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ (مسلم)

جنتیوں کے ہر جمعہ کو بازار میں آنے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے۔

اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بازار اہل جنت کے اکٹھا ہونے کا مقام ہوگا جہاں وہ ہر جمعہ یعنی ہفتہ کے بعد آئیں گے اور یہاں حقیقی ہفتہ مراد نہیں کیونکہ جنت میں سورج نہیں ہوگا اور رات دن نہیں ہوں گے' میں کہتا ہوں: وہاں رات دن کے اوقات کی پہچان

انوار کے پردے چھوڑ دینے اور اٹھا لینے کے ساتھ ہوگی' جس طرح کہ بعض احادیث میں آیا ہے' اسی طرح جمعہ وعید وغیرہ کے ایام کی پہچان ہوگی اور جامع میں ہے کہ جنتی' جنت کے اندر علماء کرام کے محتاج ہوں گے کہ وہ ہر جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: تم جو چاہے تمنا کرو' تو وہ علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ تو علماء کرام انہیں بتائیں گے کہ فلاں فلاں تمنا کرو' لہٰذا لوگ جس طرح دنیا میں علماء کرام کے محتاج ہیں' اسی طرح جنت میں بھی علماء کرام کے محتاج ہوں گے۔ ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن کو جنت میں یوم المزید کا نام دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دن باقی ایام سے ممتاز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٦٦ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهٗ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا فرما دے' حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا جنت میں بازار ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق ٹھہریں گے' پھر انہیں دنیاوی ایام میں جمعہ کے دن کی مقدار کے برابر موقع دیا جائے گا اور وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ اپنا عرش ظاہر فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جنت کے ایک باغ میں ان کے سامنے جلوہ فرما ہوگا' اور ان کے لیے نور کے' مروارید کے' یاقوت کے' زمرد کے' سونے کے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے' اور ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا اور ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے جنتیوں کو کرسیوں والے اپنے آپ سے افضل مقام پر بیٹھے ہوئے محسوس نہیں ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! کیا تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں بھی شک نہیں کرو گے' اور اس مجلس میں موجود ہر شخص سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کلام فرمائے گا' یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا' اللہ تعالیٰ اسے اس کی دنیا میں بعض عہد شکنیاں یاد دلائے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! میری مغفرت کی وسعت سے تو اس مقام پر پہنچا ہے' وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انہیں اوپر سے ایک بادل آ کر ڈھانپ لے گا اور ان پر پاکیزہ خوشبو برسائے گا' اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہیں پائی ہوگی' اور ہمارا رب ارشاد فرمائے گا: جو عزت وکرامت

عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا قُوْمُوْا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَاْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيْهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقٰى اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَلْيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيْ اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا اَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

میں نے تمہارے لیے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ! جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ لے لو پھر ہم ایسے بازار میں داخل ہوں گے جسے ملائکہ نے ڈھانپ رکھا ہوگا اس بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی ہوگی نہ کانوں نے سنی ہوگی نہ دلوں میں ان کا خیال گزرا ہوگا ہم جس چیز کی خواہش کریں گے وہ اٹھا کر ہمیں دے دی جائے گی اس بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے فرمایا کہ ایک بلند مرتبہ جنتی آ کر اپنے سے کم مرتبہ والے جنتی سے ملاقات کرے گا حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا تو کم مرتبے والا جنتی اعلیٰ جنتی کے لباس کو دیکھ کر غمگین ہو جائے گا ابھی اس کی بات کا آخری حصہ بھی ختم نہیں ہوگا کہ اسے محسوس ہوگا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی کے لیے غمگین ہونا مناسب نہیں پھر ہم اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹیں گے اور ہم سے ہماری بیویاں ملاقات کریں گی اور ہمیں کہیں گی: خوش آمدید! اھلاً وسھلاً! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے ہم کہیں گے: بے شک ہم اپنے جبار رب کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اسی طرح پلٹ کر آئیں جس حالت میں ہم پلٹ کر آئے ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

٨٤٦٧ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جمع ہیں جو ایسی آوازیں بلند کرتی ہیں جن کی مثل مخلوق نے آوازیں نہیں سنیں وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی فنا نہیں ہوں گی ہم خوش رہنے والیاں ہیں کبھی غمگین نہیں ہوں گی ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ (ترمذی)

٨٤٦٨ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔ (بخاری)

٨٤٦٩ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ اِمْرَاَةً

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام چلنا دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے اگر ایک جنتی عورت زمین کی طرف جھانکے تو جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو

مِنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

روشن کر دے گی اور جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو خوشبو سے بھر دے گی اور جنتی عورت کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔
(بخاری)

٨٤٧٠ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر جنت کی اتنی چیز ظاہر ہو جائے، جسے ناخن اٹھا سکتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان تمام جگہ مزین و روشن ہو جائے گی اور اگر کوئی جنتی جھانکے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ختم کر دے گی، جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

٨٤٧١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے تو اسے طے نہیں کر سکے گا، اور جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٧٢ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ لَهٗ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ الرَّاوِيْ فِيْهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ آپ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا: سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا، یا اس کے سائے میں سو سوار پناہ لیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے، اس میں سونے کے پروانے ہیں، اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کی طرح ہے۔
(ترمذی)

٨٤٧٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔ (ترمذی)

٨٤٧٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں سے جماع کی طاقت دی جائے گی، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا، آپ نے فرمایا: اسے سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ (ترمذی)

٨٤٧٥ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّۃِ لَخَیْمَۃً مِّنْ لُؤْلُؤَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مُّجَوَّفَۃٍ عَرْضُھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ طُوْلُھَا سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَۃٍ مِّنْھَا اَھْلٌ مَّا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْھِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّۃٍ اٰنِیَتُھُمَا وَمَا فِیْھِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَھَبٍ اٰنِیَتُھُمَا وَمَا فِیْھِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْٓا اِلٰی رَبِّھِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْکِبْرِیَآءِ عَلٰی وَجْھِہٖ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

جنت میں مؤمن کے لیے ایک کھوکھلے (اندر سے خالی) موتی کا خیمہ ہے' جس کی چوڑائی' اور ایک روایت میں ہے کہ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے' اس کے ہر گوشے میں مؤمن کے اہل خانہ ہیں' جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے' مؤمن ان کے پاس آتا جاتا رہے گا اور (مؤمن کے لیے) دو جنتیں ہیں' جن کے برتن در ساز و سامان چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں' جن کے برتن اور ساز و سامان سونے کا ہے' اور جنتِ عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی والی چادر کی رکاوٹ حائل ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَآءِ قُلْنَا الْجَنَّۃُ مَا بِنَآءُ ھَا قَالَ لَبِنَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ وَّلَبِنَۃٌ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَلَاطُھَا الْمِسْکُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَآؤُھَا اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ وَتُرْبَتُھَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ یَّدْخُلُھَا یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَیَخْلُدُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰی ثِیَابُھُمْ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُھُمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی سے' ہم نے عرض کیا: جنت کی عمارت کس چیز کی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کا گارا خالص تیز خوشبو والی کستوری ہے' اور اس کے سنگریزے مروارید اور یاقوت ہیں' اور اس کی مٹی زعفران ہے' جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ خوش حال رہے گا' تنگ دست نہیں ہو گا' ہمیشہ رہے گا' فوت نہیں ہو گا' ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی ختم نہیں ہو گی۔

(مسند احمد' ترمذی' دارمی)

٨٤٧٧ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُہٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جنت میں داخل ہو گا' آرام میں رہے گا' تکلیف میں مبتلا نہیں ہو گا اور اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ختم نہیں ہو گی۔ (مسلم)

٨٤٧٨ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ جُرْدٌ مُّرْدٌ کَحْلِیٌّ لَا یَفْنٰی شَبَابُھُمْ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی (زائد) بالوں سے پاک و صاف' بے ریش' سرگیں آنکھوں والے ہوں گے' ان کی جوانی ختم نہیں ہو گی اور نہ ہی ان کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ (ترمذی' دارمی)

٨٤٧٩ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُّرْدًا مُّکَحَّلِیْنَ اَبْنَآءَ ثَلَاثِیْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِیْنَ سَنَۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی' جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ وہ (زائد) بالوں سے پاک و صاف' بے ریش' سرگیں آنکھوں والے' تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٨٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُنَادِیْ

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ تمہارے لیے یہ انعام ہے

مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم زندہ رہو گے، کبھی فوت نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم نعمتوں میں رہو گے، کبھی تنگی میں مبتلا نہیں ہو گے۔ (مسلم)

۸۴۸۱ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ اَهْلُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے اور جنتی مریں گے نہیں۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۸۴۸۲ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَّا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا' پھر ان کے بعد جو لوگ آئیں گے' وہ آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے' ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے' ان کے درمیان کوئی اختلاف اور بغض نہیں ہو گا' ان میں سے ہر مرد کے لیے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی' حسن و جمال کی بناء پر ان کی پنڈلیوں کا مغز ہڈیوں اور گوشت کے اندر سے نظر آئے گا' وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے' وہ بیمار نہیں ہوں گے' نہ پیشاب اور پاخانہ کریں گے' نہ تھوکیں گے' نہ ناک صاف کریں گے' ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی' اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہو گا' اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہو گا' ان کی سیرت ایک آدمی جیسی ہو گی' وہ اپنے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کے مطابق آسمان کی طرف ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کا بیان

اس حدیث میں ہے جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ پہلا گروہ انبیاء و اولیاء کی جماعت ہے۔ شارح نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس پہلے گروہ سے خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام مراد ہیں اور یہ جنت میں چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہوں گے اور سورج کی صورت میں داخل ہونا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔ اس کے بعد الفاظ حدیث ہیں کہ پھر وہ لوگ داخل ہوں گے جو آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے' اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرتبہ میں پہلے گروہ کے قریب ہوں گے اور یہ اولیاء' علماء اور شہداء اور صلحاء کی جماعت ہو گی اور ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے' یعنی سب میں باہمی اتفاق و محبت ہو گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٨٣ ـ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے' تھوکیں گے نہیں' نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے' نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کے کھانے کا کیا ہوگا؟ فرمایا: ڈکار آئے گی اور مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا' ان کے دلوں میں تسبیح و تحمید کا القاء کیا جائے گا' جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔ (مسلم)

٨٤٨٤ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءَ وَجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُّرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں جو گروہ داخل ہوگا' ان کے چہروں کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی' اور دوسرا گروہ آسمان میں درخشاں حسین ترین ستارے کی مثل ہوگا' ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی' ہر بیوی پر ستر پوشاکیں ہوں گی' جن کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا۔ (ترمذی)

حورِ عین کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی کی حورِ عین سے دو بیویاں ہوں گی۔ حور' حوراء کی جمع ہے' یہ اسے کہا جاتا ہے' جس کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی شدید ہو اور عین' عیناء کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: کشادہ آنکھ والی' لہٰذا حورِ عین بڑی بڑی سخت سیاہ آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں۔ حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر جنتی کی اس صفت والی دو بیویاں ہوں گی' اس کے علاوہ مزید بیویاں بھی ہو سکتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں تثنیہ تکرار کے لیے ہے' تعیین کے لیے نہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: "اِرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" (الملک: ۴) "بار بار نظر کرو" (یہ معنی نہیں کہ دو بار ہی نظر کرو' اسی طرح یہاں بھی یہ معنی نہیں کہ صرف دو بیویاں ہوں گی' بلکہ یہ معنی ہے کہ متعدد بیویاں ہوں گی) کیونکہ ایک جنتی کو کثیر تعداد میں حوریں عطا ہوں گی۔

حوروں کی تعداد کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور اس کے بعد حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی۔ بہ ظاہر دونوں احادیث میں تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ ہر جنتی کی ایسی صفت والی دو بیویاں ہوں گی' جن کے اندر سے ان کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا' اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ انہیں کثیر تعداد میں حورِ عین عطا کی جائیں جو اس صفت کی حامل نہ ہوں' اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ دنیاوی عورتوں سے دو بیویاں ہوں گی اور ادنیٰ جنتی کو بہتر بیویاں ملیں گی' دو دنیاوی عورتیں ہوں گی اور ستر حورِ عین ہوں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٨٥ - وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِيْنَ مَسْنَدًا قَبْلَ اَنْ يَّتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِيْهِ اِمْرَاَةٌ فَتَضْرِبُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ فَيَنْظُرُ وَجْهَهٗ فِيْ خَدِّهَا اَصْفٰى مِنَ الْمِرْاٰةِ وَاِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ عَلَيْهَا تُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ السَّلَامَ وَيَسْاَلُهَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِيْدِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ عَلَيْهَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهٗ حَتّٰى يَرٰى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِكَ وَاِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التِّيْجَانِ اِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آدمی پہلو بدلنے سے پہلے ستر تکیوں سے ٹیک لگائے گا' پھر اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور (اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے) اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی' وہ اس کے رخسار میں آئینے سے زیادہ صاف اپنا چہرہ دیکھے گا' اور اس عورت پر جو ادنیٰ موتی ہوگا' وہ مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کر دے گا' وہ عورت اسے سلام کرے گی' یہ شخص اس کے سلام کا جواب دے کر اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں زائد نعمت ہوں اور بے شک اس عورت پر ستر کپڑے ہوں گے اور آدمی کی نگاہ ان کپڑوں سے پار گزر جائے گی' حتیٰ کہ وہ ان کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دیکھے گا' اور بے شک اس عورت پر تاج ہوں گے' جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کر دے گا۔ (مسند احمد)

٨٤٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَّتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِّنْ لُّؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ بَنِيْ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا وَّكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ بِهٖ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادنیٰ جنتی کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے مروارید' زمرد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جائے گا' جس کی وسعت جابیہ اور صنعاء کی درمیانی مسافت جتنی ہوگی' اور اسی سند سے روایت ہے کہ فرمایا: جو جنتی شخص جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کر دے گا۔ فوت ہوا' چاہے وہ چھوٹا یا بڑا ہو' جنت میں اسے تیس سال کا بنا دیا جائے گا' اور جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کر دے گا۔

٨٤٨٧ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی لوگ اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے' جس طرح تم مشرق ومغرب کے کنارے پر دور سے روشن ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ بلندی ان کے مراتب کے فرق کی بناء پر ہوگی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا' آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں

الْمُرْسَلِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

کی تصدیق کی۔(بخاری و مسلم)

٨٤٨٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَّا بَیْنَ كُلِّ دَرَجَتَیْنِ مِائَةَ عَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔(ترمذی)

٨٤٨٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعَالَمِیْنَ اِجْتَمَعُوْا فِیْ اِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں' اگر تمام جہان والے ایک درجے میں اکٹھے ہو جائیں تو وہ سب اس میں سما جائیں گے۔(ترمذی)

جنتی درجات کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں سو درجات ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا ہے کہ یہاں سو سے کثرت مراد ہے اور درجہ سے مراد سیڑھی ہے کہ جنت میں کثیر سیڑھیاں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ درجات سے بلند مراتب مراد ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ'' (آل عمران:١٦٣) ''ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف مراتب ہیں'' یعنی ان کے نیک اعمال کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات ہیں' جس طرح جہنمیوں کے ان کے کفر کی شدت کے اعتبار سے مختلف نچلے طبقات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے: ''اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ'' ''بے شک منافقین سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٩٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (الواقعہ: ٣٤) قَالَ اِرْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ مَسِیْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وفرش مرفوعة'' کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہوگی جتنی زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے یعنی پانچ سو سال کی مسافت۔ (ترمذی)

٨٤٩١ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَیْنَ كُلِّ دَرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً مِّنْهَا تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا یَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ كِتَابِ الْجِهَادِ وَفِیْ بَابِ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ مَعَ تَفَاوُتٍ یَّسِیْرٍ وَاَیْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ بَابِ فَضْلِ الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں' ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے' اور فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے' جس سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں' اس کے اوپر عرش ہے' جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ (ترمذی) امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب الجہاد میں بہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور باب ''كان عرشه على الماء'' میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت باب ''فضل الجهاد فی سبیل اللّٰه'' میں ذکر فرمائی ہے۔

٨٤٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللّٰهُ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ فِيهِ طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عُمَرُ إِنَّ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں قربانی کے لیے پالے ہوئے اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ پرندے تو بڑے خوش حال ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوش حال ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٩٣ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ الْمَاءِ وَبَحْرُ الْعَسَلِ وَبَحْرُ اللَّبَنِ وَبَحْرُ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُّعَاوِيَةَ.

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ (ترمذی دارمی نے اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

٨٤٩٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِيْحَانُ وَّجِيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیحان جیحان فرات اور نیل یہ سب جنت کی نہریں ہیں۔ (مسلم)

سیحان جیحان فرات اور نیل کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیحان جیحان فرات اور نیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

بالاتفاق فرات کوفہ کی نہر اور نیل مصر کی نہر کا نام ہے البتہ سیحان اور جیحان کی تعیین میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ سیحان شام کی ایک نہر اور جیحان بلخ کی ایک نہر ہے بعض نے کہا: سیحون ترک کی نہر ہے اور جیحون بلخ کی نہر ہے اور سیحان و جیحان اور نہریں ہیں جو ارمن کے علاقہ میں ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جوہری کا یہ کہنا غلط ہے کہ جیحان شام کی نہر ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ جیحون خراسان کی نہر ہے۔ بعض نے کہا: سیحون سندھ کی نہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۴ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

ان چاروں نہروں کو جنتی انہار کیوں فرمایا گیا؟ اس کی توجیہ میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

ان چاروں انہار کو جنتی انہار اس لیے فرمایا گیا کیونکہ ان کا پانی شیریں اور زود ہضم ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں اور انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور ان کا پانی نوش فرماتے رہے جس طرح نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی عجوہ نامی کھجور کے متعلق فرمایا کہ وہ جنتی پھل ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنتی انہار کی اصول کے یہ نام ہوں تا کہ پتا چلے کہ ان چار دنیاوی انہار کے بدلے یہ جنتی نہریں ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دنیاوی نہروں اور جنتی نہروں کے یہ مشترک اسماء ہوں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان چاروں نہروں کے پانی کی مٹھاس اور ان کے کثیر منافع کی بناء پر انہیں یہ نام دیئے گئے ہیں گویا کہ یہ جنتی نہریں ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں نہروں سے مراد جنتی نہروں کی اصول ہوں اور ان چاروں نہروں کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہو کہ اہل عرب کے ہاں دنیاوی نہروں میں سب سے بڑی اور سب سے مشہور اور سب سے زیادہ میٹھی اور سب سے زیادہ

مفید یہی نہریں ہیں' لہٰذا تشبیہ و تمثیل کے طور پر یہ نام دیئے گئے ہیں تا کہ پتا چلے کہ ان نہروں کے بدلے جنت میں یہ انہار ہیں' اور دنیا میں جتنے منافع اور انعامات کی اقسام ہیں' وہ اخروی انعامات و منافع کے نمونے ہیں' اسی طرح دنیا میں تمام تکالیف اور موذی چیزیں اخروی عذاب کا نمونہ ہیں' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان انہار کے جنت میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان نہروں کے علاقے میں رہنے والے لوگ مؤمن ہیں اور ان نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والے لوگ جنتی ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کلمات کا ظاہری معنی مراد ہے اور یہ نہریں جنت کے مادہ سے تخلیق ہوئی ہیں' کیونکہ اہل سنت کے نزدیک جنت آج بھی موجود ہے اور مسلم شریف کی کتاب الایمان میں حدیث اسراء میں ہے کہ فرات اور نیل جنت سے جاری ہوتی ہیں اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہٰی کی جڑ سے جاری ہوتی ہیں اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے سب سے نچلے درجے میں ایک جنتی چشمے سے اس نہر کو حضرت جبریل علیہ السلام کے پروں پر اتارا' انہوں نے ان نہروں کو پہاڑوں میں بطورِ ودیعت رکھا اور زمین میں جاری کر دیا اور اس میں لوگوں کے لیے منافع رکھے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ'' ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے کے مطابق''۔ یاجوج ماجوج کے ظہور کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام زمین سے قرآن' علم' حجر اسود' مقامِ ابراہیم' تابوتِ موسیٰ اور ان نہروں کو اٹھالیں گے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ O'' (المؤمنون:۱۸) ''اور ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں O''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۹۵ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِىْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَّا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عتبہ بن غزوان بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ اگر جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے تو وہ جہنم میں ستر سال تک نیچے جاتا رہے گا اور اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا' بہ خدا! جہنم ضرور بالضرور بھر دی جائے گی' اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ (مسلم)

۸۴۹۶ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اُمَّتِىَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيُضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت کے جس دروازے سے میری امت داخل ہوگی' اس کی چوڑائی تیز رفتار گھڑ سوار کے تین دن یا تین سال کی مسافت کے برابر ہے' اس کشادگی کے باوجود اس میں لوگ ایک دوسرے پر گریں گے' حتیٰ کہ قریب ہوگا کہ ان کے کندھے نکل جائیں۔ (ترمذی)

۸۴۹۷ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلَ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

۸۴۹۸ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: ہم تیری فرماں برداری کے لیے حاضر ہیں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہاتھ

وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ اَلَا اُعْطِيكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں' تو نے ہمیں وہ انعامات عطا فرمائے ہیں' جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ عطا فرماؤں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تم پر اپنی رضا نازل فرما دی ہے' اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٩٩ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَّقُولَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُولُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے ادنیٰ مرتبے والے شخص سے فرمائے گا: تمنا کر! وہ تمنا کرے گا اور تمنا کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو نے تمنا کر لی ہے؟ وہ عرض کرے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے جو تمنا کی ہے' وہ بھی تجھے ملے گا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ملے گا۔ (مسلم)

٨٥٠٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی' جن میں اس امت کی اسی صفیں ہوں گی' اور باقی امتوں کی چالیس صفیں ہوں گی۔

(ترمذی' دارمی' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

٨٥٠١ - عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَيَانًا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ (طٰہٰ: ١٣٠) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً عنقریب تم اپنے رب کو بلا حجاب دیکھو گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: یقیناً تم عنقریب اپنے رب کا اس طرح دیدار کرو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اور اس کے دیکھنے میں تم کسی قسم کی تنگی محسوس نہیں کرو گے' اگر تم سے ہو سکے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے والی نمازیں فوت نہ ہوں تو پھر ایسا کرو اور یہ نمازیں فوت نہ ہونے دو' پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو' طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے (طٰہٰ: ١٣٠)۔ (بخاری و مسلم)

٨٥٠٢ - وَعَنْ اَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّنَا يَرٰى

حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم میں سے ہر شخص قیامت کے دن خلوت میں اپنے رب کا

رَبَّـهُ مُخْلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ قَالَ يَا اَبَا رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهٖ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

دیدار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے عرض کیا: مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر شخص چودھویں رات کا چاند خلوت میں نہیں دیکھتا' عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: چاند بھی تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی بزرگی اور عظمت والا ہے۔ (ابوداؤد)

٨٥٠٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌOاِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌO﴾ (القیامہ:٢٢-٢٣) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ادنیٰ مرتبے والا شخص اپنے باغات' بیویوں' انعامات' خدام اور اپنے تختوں کی طرف دیکھے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت تک پھیلے ہوئے ہوں گے' اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا شخص صبح شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی: کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گےO اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوئےO (القیامہ: ٢٢-٢٣) (مسند احمد' ترمذی)

٨٥٠٤ - وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌO (یونس:٣٦) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم مزید کوئی اور نعمت چاہتے ہو' جو میں تمہیں عطا فرماؤں' تو وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے سفید اور روشن نہیں بنائے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا اور جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ پھر حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کریں گے اور انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوگی' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: نیکی والوں کے لیے نیکی ہے اور مزید انعام (یونس:٣٦)۔ (مسلم)

٨٥٠٥ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍO﴾ (یٰسٓ:٥٨) قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنتی' جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر بلندی سے ایک نور ظاہر ہوگا' وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو ان کے اوپر ان کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرمائے گا: اے جنتیو! تم پر سلامتی ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد یہی ہے: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہواO (یٰسٓ:٥٨) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرمائے گا' وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک اس کا دیدار کرتے رہیں گے' کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب فرمالے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامۃ:۲۳) فَقِيْلَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ اِلٰی ثَوَابِهٖ فَقَالَ مَالِكٌ كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ۝﴾ (المطففین:۱۵) قَالَ مَالِكٌ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ۝﴾ (المطففین:۱۵) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الی ربها ناظرة" کے متعلق سوال کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف دیکھیں گے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بے خبر ہیں' ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں۝ (المطففین: ۱۵)۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے' اور فرمایا: اگر مؤمنین قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو حجاب پر عار نہ دلاتا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں۝ (المطففین: ۱۵)۔

(شرح السنہ)

٨٥٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۝﴾ (النجم:۱۱) ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی۝﴾ (النجم:۱۳) قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۝ (النجم: ۱۱) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۝ (النجم: ۱۳) کے متعلق فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا۔

(مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قَالَ عِكْرِمَةُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام:۱۰۳) ﴿وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (الانعام:۱۰۳) قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰی بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں: آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں' (الانعام: ۱۰۳) انہوں نے جواب دیا: تم پر افسوس! یہ تو اس وقت ہے جب وہ اپنے خاص نور کے ساتھ جلوہ فرما ہو' جو اس کا ذاتی نور ہے' اور آپ نے اپنے رب تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا ہے۔

٨٥٠٧ - وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰی جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَّمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰی فَكَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ ﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی۝﴾ (النجم:۱۸) فَقَالَتْ اَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ مَنْ

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن (مقام عرفات میں) ملاقات کی اور ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے تکبیر کہی حتیٰ کہ اس سے پہاڑ گونج اٹھے' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو مرتبہ کلام کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا' اور میں نے عرض کیا: کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے

أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا أُمِرَ بِهٖ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ٣٤) فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَمْ يَرَهٗ فِيْ صُوْرَتِهٖ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِيْ أَجْيَادٍ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَّاخْتِلَافٍ وَّفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ○ (النجم: ٨-٩) قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهٗ أَتَاهُ بِهٰذِهِ الْمَرَّةِ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْأُفُقَ.

ایسی بات کہی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں' میں نے عرض کیا: ٹھہریئے! پھر میں نے آیہ مبارکہ تلاوت کی: بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں○ (النجم:۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم کہاں پھر رہے ہو؟ وہ تو حضرت جبریل علیہ السلام تھے' جس نے تمہیں بتایا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا آپ کو جو احکامات دیئے گئے ہیں' ان میں سے کسی حکم کو چھپایا ہے یا آپ ان پانچ چیزوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل فرماتا ہے' (لقمان:۳۴) تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا ہے' البتہ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے' آپ نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے' ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ مقام اجیاد میں' ان کے چھ سو پَر تھے' جن سے آسمان کے کنارے بھر گئے تھے۔ (ترمذی) اور امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے کچھ اضافے اور اختلاف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم ہے؟ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا' پھر خوب اتر آیا○ تو اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان کمان کے دو سروں کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم○ (النجم:۸-۹)۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے' جو آپ کی بارگاہ میں انسانی صورت میں آئے تھے اور اس دفعہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے تو آسمان کے کناروں کو بھر دیا۔

٨٥٠٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ○ (النجم: ٩) وَفِيْ قَوْلِهٖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ (النجم: ١١) وَفِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ○ (النجم: ١٨) قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فکان قاب قوسین او ادنیٰ○" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ما کذب الفواد ما رای○" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد رای من آیات ربہ الکبری○" کے متعلق فرمایا کہ ان سب میں آپ نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا' جن کے چھ سو پَر تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ (النجم: ١١) قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ کہا: "ما کذب الفواد ما رای○" (دل نے اسے نہ جھٹلایا جو کچھ دیکھا○) اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو سبز ریشمی جوڑے میں دیکھا' انہوں نے زمین و آسمان کی درمیانی جگہ کو بھر دیا تھا' اور ترمذی و بخاری کی روایت میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد رای

وَلَــهٗ وَلِلْبُخَارِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَآءِ.

من آيات ربه الكبرٰیO'' کی تفسیر میں ہے کہ فرمایا: آپ نے باریک سبز ریشم دیکھا' جس نے آسمان کا کنارہ بھر دیا۔

۸۵۰۹ ـ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اِنِّيْ اَرَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ نور ہے' بلاشبہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ (مسلم)

دیدارِ الٰہی کا بیان

اس باب کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان ہے' اس سلسلہ میں چند باتیں قابلِ غور ہیں کہ آیا اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً ممکن ہے یا نہیں؟ اور دیدارِ الٰہی ممکن ہونے کی صورت میں دنیا میں کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ثابت ہے یا نہیں؟ نیز نبی کریم ﷺ نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور شرفِ دیدار کی صورت میں آپ نے بہ چشم سر اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا دل کی آنکھوں سے؟ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور دنیا میں بھی دیدارِ الٰہی ممکن ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کے لیے اس کا وقوع ثابت نہیں' البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا' دنیا میں خواب کے اندر اللہ تعالیٰ کا دیدار اولیائے کاملین کے لیے ثابت ہے اور شبِ معراج نبی کریم ﷺ کے دیدارِ الٰہی کرنے کے مسئلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ اس کا انکار فرماتی ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ اس کا اس اثبات فرماتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کا نظریہ ہی راجح ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ کے نظریہ کا مدار کسی حدیث پر نہیں' بلکہ انہوں نے قرآن مجید کی آیت سے استدلال کیا ہے' اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کے قول کا مدار قیاس پر نہیں اور ایسا مسئلہ جو عقل سے مستنبط نہ ہو سکے' اس میں صحابی کا قول سماع پر محمول ہوتا ہے کہ صحابی نے نبی کریم ﷺ سے سن کر بیان کیا ہے' لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ کی روایات دیدار کا اثبات کرتی ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ کی روایات اس کی نفی کرتی ہیں اور مثبت و نافی روایات میں تعارض کے وقت ضابطہ یہی ہے کہ مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے' لہٰذا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کا قول ہی راجح ہے اور اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شبِ معراج سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا' اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی کسی کو حاصل نہیں اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کے افضل المرسلین اور افضل الخلق ہونے کی ایک دلیل ہے۔ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی گواہی دی لیکن سب نے سن کر گواہی دی تھی جب کہ کامل گواہی یہ ہوتی ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے۔ نبی کریم ﷺ کامل گواہ بن کر تشریف لائے اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی گواہی کو مکمل فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اس کے وجود کی گواہی دی' اور یہ آپ کی وہ عظیم الشان فضیلت و خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی' نیز اس سے حضور نبی کریم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے علم غیب ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات غیب الغیب ہے' جب اللہ تعالیٰ نے غیب الغیب ذات کو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخفی نہیں رکھا تو اور کوئی غیب آپ سے کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ اسی حقیقت کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ رؤیت باری تعالیٰ کے جواز پر دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی رؤیت عقلاً جائز ہے' عقلاً جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر عقل کو خالی چھوڑ دیا جائے تو جب تک رؤیت باری کے

ممتنع ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو' عقل اس کے ممتنع ہونے کا حکم نہیں لگائے گی اور اصل یہی ہے کہ امتناع پر کوئی دلیل قائم نہیں اور جائز ہونے کے لیے اتنی بات ہی ضروری ہے' لہٰذا جو کوئی رؤیت باری تعالیٰ کے ممتنع ہونے کا دعویٰ کرے گا' اس کے ذمہ دلیل لازم ہے۔ اہلِ حق نے رؤیت کے امکان پر دو دلیلیں پیش کی ہیں' ایک دلیلِ عقلی اور دوسری دلیلِ نقلی۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم یہ بات قطعی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اعیان (یعنی اجسام وغیرہ) اور اعراض (یعنی رنگ وغیرہ) کی رؤیت ثابت ہے کیونکہ ہم دیکھنے کے ذریعے دو جسموں میں اور دو عرضوں (دو رنگوں وغیرہ) میں فرق کرتے ہیں (اگر یہ چیزیں دیکھی نہ جاتیں تو دیکھنے کے ساتھ ان میں فرق نہ ہو سکتا' لہٰذا ثابت ہوا کہ عین اور عرض کا ایک مشترک حکم ہے کہ دونوں کو دیکھا جا سکتا ہے) اور مشترک حکم کے لیے مشترک علت اور سبب بھی ضروری ہے' اور ان کی مشترکہ علت یا وجود ہوگی یا ان کا حادث ہونا علت ہوگی یا ان کا ممکن ہونا علت ہوگی' کیونکہ کوئی اور چیز ان دونوں میں مشترک نہیں۔ حدوث کہتے ہیں عدم کے بعد وجود کو (یعنی جو چیز پہلے معدوم ہو' موجود نہ ہو بعد میں اس کا وجود آئے' وہ حادث ہوتی ہے) اور امکان کا معنیٰ وجود کی ضرورت کا عدم (یعنی جس کا وجود ضروری نہ ہو' لہٰذا حدوث اور امکان دونوں کے معنی میں عدم ہے) اور عدم علت نہیں ہو سکتی' لہٰذا وجود ہی علت بن سکتا ہے (لہٰذا رؤیت کی علت وجود ہوا) اور وجود اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہے (کہ اللہ تعالیٰ بھی موجود ہے اور اس کا غیر بھی موجود ہے) جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں رؤیت کی علت پائی گئی تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے اور نقلی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے رؤیت کا سوال کیا: ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ'' اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کروا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں' اگر اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن نہ ہوتی تو رؤیت کی طلب سے لازم آتا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ کون سی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے اور کون سی چیز جائز نہیں؟ یا رؤیت کی طلب بے وقوفی ہوتی یا عبث ہوتی یا محال چیز کی طلب ہوتی اور انبیاء کرام علیہم السلام ان سب چیزوں سے پاک ہیں' لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کے سوال سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے' نیز اللہ تعالیٰ نے رؤیت کو پہاڑ کے استقرار پر معلق فرمادیا کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو دیدار ہو جائے گا اور پہاڑ کا استقرار ممکن ہے اور ممکن چیز پر جو معلق ہو' وہ بھی ممکن ہوتا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی ممکن ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور وقوع میں اختلاف' ممکن ہونے کی دلیل ہے۔

(شرح العقائد ص ۶۹' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

مؤمنین کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا' اس پر دلائل پیش کرتے ہوئے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونے پر (کتاب' حدیث متواتر اور اجماع سے) دلیل سمعی وارد ہے۔

کتاب اللہ سے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ کچھ چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے ۝ اپنے رب کو دیکھتے ہوئے ۝

(القیامہ: ۲۲۔ ۲۳)

اور حدیث پاک سے دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر. بے شک تم اپنے رب کا ایسے دیدار کرو گے جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو۔

یہ حدیث مشہور ہے اور اسے اکیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے اور اجماع سے بھی دلیل قائم ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور اس پر اجماع ہے کہ اس سلسلہ میں وارد آیات اپنے ظاہری معانی پر محمول ہیں۔

(شرح العقائد ص ۲۷، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی)

خواب میں سلف صالحین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا، اس کے متعلق شرح عقائد اور شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے:

خواب میں دیدار الٰہی بہت سے سلف صالحین سے منقول ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات پائے گا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ افضل عبادت کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تلاوتِ قرآن۔ حمزہ قاری سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اوّل سے لے کر آخر تک سارے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۲۶۰، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی ہونے کے مسئلہ میں مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی ہونے کے مسئلہ میں سلف وخلف کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ اس کا انکار کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ مسروق نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، تم سے جو آدمی حدیث بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔ مسروق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی○فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی○" (النجم: ۸-۹) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں انسانی صورت میں حاضر ہوتے تھے، اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے اور آسمان کے کناروں کو بھر دیا، جیسا کہ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ دل سے دیدار ہوا، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث ہے: میں نے اسے آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دوبار دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ آنکھ سے رؤیت ثابت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مشہور روایت یہی ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور شرح نووی میں ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک تیسرا قول راجح ہے، اور چوتھا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کیا جائے گا۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۲۷۴، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

سلف کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رؤیت کا انکار کیا ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں مختلف روایات ہیں، اور ایک جماعت نے اس کا اثبات کیا ہے۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھا کر کہا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، اور ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات کا قول ذکر کیا ہے، جب ان کے پاس سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے انکار کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے سختی کے ساتھ رؤیت کا اثبات کیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب بھی اسی کے قائل ہیں۔ کعب احبار، زہری، معمر اور دوسرے حضرات نے اسی پر

جزم کیا ہے۔امام اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے اکثر متبعین کا یہی قول ہے' پھر قائلین رؤیت کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا ہے یا دل سے؟ امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مسئلہ میں مطلق روایات بھی ہیں کہ آپ نے رب کو دیکھا اور مقید روایات بھی ہیں کہ دل سے دیکھا اور مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا واجب ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصحیح کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خلت ہو اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کلام ہو اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رؤیت ہو۔

ابن خزیمہ نے بھی اسے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا' اور ابن اسحٰق نے روایت کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کسی کو بھیجا اور سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ہاں! اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیO'' (النجم:١١) ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیO'' (النجم:١٣) کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ نے دوبارا اپنے رب کا دل سے دیدار کیا۔ ابن مردویہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو آنکھوں سے نہیں دیکھا' اپنے دل سے دیکھا ہے' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کو جمع کرنا ممکن ہے کہ نفی کی روایات رؤیت بصری پر محمول ہیں اور اثبات کی روایات رؤیت قلبی پر محمول ہیں اور رؤیت قلبی سے دل کا دیکھنا مراد ہے' محض علم مراد نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا علم تو دائمی طور پر تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسی طرح رؤیت پیدا فرما دی جس طرح آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ عادت جاریہ یہ ہے کہ رؤیت آنکھ میں پیدا ہوتی ہے لیکن عقلاً رؤیت کے لیے کوئی مخصوص چیز شرط نہیں۔

(فتح الباری ج ٨ ص ٤٩٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات میں موافقت کیسے ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کو رؤیت بصری پر محمول کیا جائے گا اور اثبات کو رؤیت قلبی پر محمول کیا جائے گا۔ اس پر دلیل مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔ ابن مردویہ کی روایت میں زیادہ صراحت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا' محض دل سے دیکھا ہے۔ قرطبی نے اس مسئلہ میں توقف کو ترجیح دی ہے اور اسے محققین کی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے اور قوی قرار دیا ہے' کیونکہ اس باب میں کوئی قطعی دلیل نہیں' دونوں گروہوں کے دلائل متعارض ہیں' تاویل کو قبول کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ عملیات سے متعلق نہیں کہ اس میں ظنی دلائل کافی ہوں بلکہ یہ اعتقادیات سے ہے اور اس میں دلیل قطعی ہی کافی ہو سکتی ہے۔ ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں اثبات کی طرف میلان کیا ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ دلائل پیش کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اس پر محمول کیا ہے کہ رؤیت دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ آنکھ کے ساتھ' ایک مرتبہ دل کے ساتھ۔ واللہ اعلم۔ (عمدۃ القاری ج ١٩ ص ١٩٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو شب اسراء سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ اس پر دلیل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث ہے' اور اس کا اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی حدیث کی بناء پر رؤیت کا انکار نہیں فرمایا' اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اسے ضرور پیش کرتیں۔ انہوں نے محض آیات

سے استنباط پر اعتماد کیا ہے۔ہم ان آیات کے جواب کی وضاحت کرتے ہیں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال اس آیت سے ہے:
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ. (الانعام:۱۰۳) آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔

اس کا جواب ظاہر ہے کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔جب آیۂ مبارکہ میں احاطہ کی نفی ہے تو اس احاطہ کے بغیر رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔

دوسری دلیل یہ آیۂ مبارکہ ہے:
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا. (الشوریٰ:۵۱) کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ۔

اس کے کئی جوابات ہیں:
(۱) دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیکھنے کے وقت کلام بھی کیا ہو ہو سکتا ہے کہ بغیر کلام کے رؤیت پائی جائے۔
(۲) یہ آیت عام مخصوص البعض ہے مخصص گزشتہ دلائل ہیں۔
(۳) یہاں وحی سے بلا واسطہ کلام مراد ہے۔

جمہور مفسرین کا نظریہ ہے کہ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O" (النجم:۱۱) سے مراد ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے پھر ان قائلین کا آپس میں اختلاف ہے۔ایک جماعت نے کہا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔امام ابوالحسن واحدی نے کہا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے۔ابن عباس ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپ نے دل سے دیدار کیا ہے اس کے مطابق آپ نے رب کو رؤیت صحیحہ کے ساتھ دیکھا ہے اس طرح کہ اللہ عزوجل نے آپ کے دل میں آنکھ رکھ دی یا آپ کے دل کے لیے آنکھ پیدا فرما دی حتیٰ کہ آپ نے صحیح رؤیت کے ساتھ دیدار الٰہی کیا جس طرح آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور مفسرین کی ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔حضرت عکرمہ حسن اور ربیع کا یہی قول ہے۔(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

جہنم کی وجہ تسمیہ

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:
جہنم آخرت کی آگ کا نام ہے یہ جہامت سے ماخوذ ہے اور جہامت ناپسندیدہ منظر کو کہتے ہیں بعض نے کہا: جہنم فارسی زبان کا لفظ ہے اصل میں جہنام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اہل عرب کے قول "بئر جهنام" سے ماخوذ ہے۔"بئر جهنام" انتہائی گہرے کنویں کو کہتے ہیں آخرت کی آگ کو انتہائی گہرائی کی بناء پر جہنم کا نام دیا گیا ہے۔
(اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین ج ۱۴ ص ۵۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۵۱۸۰ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اگر یہی ہوتی تو کافی تھی آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد

كَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْأً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِيْهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ.

ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ (بخاری ومسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم شریف کی روایت میں ہے: تمہاری وہ آگ جس کو انسان روشن کرتے ہیں اور مسلم شریف میں ''علیھن'' اور ''کلھن'' کی بجائے ''علیھا'' اور ''کلھا'' کے الفاظ ہیں۔

جہنم کی آگ کی شدت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگر یہی ہوتی تو کافی تھی' آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم کی آگ صرف کافی نہیں بلکہ حکمت کے پیش نظر اس آگ کا دنیاوی آگ سے زیادہ سخت ہونا ضروری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب' لوگوں کے عذاب سے زیادہ شدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں اکثر مقام پر باقی اقسام عذاب کی بجائے آگ کا ذکر زیادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ○ (البقرہ:۱۷۵) تو انہیں آگ پر کتنا صبر ہے○

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (البقرہ:۲۴) تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور نمونہ آخرت کی آگ کا ایک حصہ ظاہر فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: روزِ قیامت سب سے ہلکے عذاب والے جہنمی کو آگ کی دو جوتیاں پہنادی جائیں گی' جوتیوں کی حرارت سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ اب غور کرو کہ ہلکے عذاب والے شخص کی یہ حالت ہے تو سخت عذاب والے کی کیا حالت ہوگی' جب تمہیں جہنم کی آگ میں شک ہو تو اپنی انگلی آگ کے قریب کرو اور اندازہ لگاؤ اور یہ بات جان لو کہ تمہارا اندازہ غلط ہوگا کیونکہ دنیا کی آگ کو جہنم کی آگ سے کوئی مناسبت نہیں' لیکن چونکہ دنیا میں سب سے سخت عذاب آگ کا ہے' اس لیے جہنم کی آگ کی پہچان دنیاوی آگ کے ذریعے کروائی گئی ہے' اگر اہل جہنم کو دنیاوی آگ ملے تو وہ جہنم کی آگ سے بھاگ کر خوشی خوشی دنیاوی آگ میں چھلانگ لگادیں۔ (احیاء علوم الدین ج ۱۴ ص ۵۴۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

۵۱۱ ۸ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِبْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی' پس وہ آگ سیاہ تاریک ہے۔ (ترمذی)

جہنم پیدا ہو چکی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم کی آگ پیدا ہو چکی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا یہی نظریہ ہے۔ معتزلہ اور اہل بدعت کی ایک جماعت اس کے خلاف ہے' ہماری تائید اس آیت سے ہوتی ہے:
''اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَO'' (البقرہ:۲۴) ''آگ کافروں کے لیے تیار کر دی گئی ہےO''۔ ''اعدت'' ماضی مجہول کا صیغہ ہے (جو اس بات کی دلیل ہے کہ آگ پیدا ہو گئی ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۱۲ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِّثْلُ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَهِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَّاْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے برابر سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑا جائے' جب کہ زمین و آسمان کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کا سفر ہے تو یہ سیسہ رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا' اور اگر اسے زنجیر کے کنارے سے نیچے کی طرف چھوڑا جائے تو وہ اس کی جڑ یا اس کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال شب و روز چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۳ ـ وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُّقَالُ لَهٗ هَبْهَبٌ يَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جسے ''ہبہب'' کہا جاتا ہے' اس میں ہر جبار و سرکش شخص ٹھہرے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۴ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَّتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَيَهْوِيْ بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صعود' آگ کا ایک پہاڑ ہے' جس پر (جہنمی) ستر سال تک چڑھتا رہے گا' اور ستر سال تک نیچے گرتا رہے گا' یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۸۵۱۵ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثْفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً جہنم کے احاطہ کی چار دیواریں ہیں' ان میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (ترمذی)

۸۵۱۶ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں بختی اونٹوں جیسے سانپ ہیں' وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈسیں گے' تو وہ جہنمی چالیس سال تک اس کا درد محسوس کرتا رہے گا' اور بے شک جہنم میں پالان والے خچروں کی طرح بچھو ہیں' وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈس لیں گے تو وہ چالیس سال تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد)

۸۵۱۷ ـ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُکَوَّرَانِ فِی النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُہُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَکَتَ الْحَسَنُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

حدیث پاک بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن چاند اور سورج کو پنیر کے ٹکڑوں کی صورت میں لپیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک بیان کرتا ہوں' اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ چاند اور سورج کا کیا گناہ ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں حدیثِ رسول سنا رہا ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ تم واضح نص کے مقابلہ میں قیاس پیش کر رہے ہو اور عمل کو جہنم میں داخل ہونے کا سبب قرار دے رہے ہو' اللہ جو چاہے فرماتا ہے اور جو ارادہ کرے اس کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سورج اور چاند تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع ہیں اور جہنم تو کفار اور نافرمانوں کی سزا کا گھر ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کا معنی یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا' وہ تمہیں بتا دیا' اس سے زائد مجھے علم نہیں۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ سوال بھی اچھا تھا اور جواب بھی مستحسن تھا' نیز چاند اور سورج کو جہنم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ انہیں عذاب ہو گا' جس طرح جہنم کے خازن فرشتے جہنم میں ہوں گے مگر انہیں عذاب نہیں ہو گا۔ بعض علماء نے کہا کہ چاند اور سورج کی پوجا کی جاتی ہے' لہٰذا ان کے پرستاروں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے سورج اور چاند کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ کَالْمُہْلِ. (المعارج: ۸) اَیْ کَعَکَرِ الزَّیْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰی وَجْہِہٖ سَقَطَتْ فَرْوَۃُ وَجْہِہٖ فِیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کالمہل'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد زیتون کے تیل کی تلچھٹ ہے' جب اسے جہنمی کے چہرے کے قریب کیا جائے گا' تو جہنمی کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

۸۵۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍO یَتَجَرَّعُہٗ. (ابراہیم: ۱۶-۱۷) قَالَ یُقَرَّبُ اِلٰی فِیْہِ فَیَکْرَہُہٗ فَاِذَا اُدْنِیَ مِنْہُ شَوٰی وَجْہَہٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَۃُ رَاْسِہٖ فَاِذَا شَرِبَہٗ قَطَّعَ اَمْعَآءَہٗ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ دُبُرِہٖ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَہُمْ﴾ (محمد: ۱۵) وَیَقُوْلُ ﴿وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُہْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾ (الکہف: ۲۹) رَوَاہُ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''یسقی من ماء صدیدO'' ''اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گاO'' کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ جہنمی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو جہنمی اسے ناپسند کرے گا اور جب اس کے قریب ہو گا تو جہنمی کا چہرہ بھون ڈالے گا' اور اس کے سر کی کھال اس پانی میں گر پڑے گی' اور جب جہنمی اسے پیئے گا' تو وہ اس کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' حتیٰ کہ اس کے پچھلے مقام سے باہر نکل جائے گا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' (محمد: ۱۵) اور ارشاد فرماتا ہے: اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے ہو گی' جو کھولتے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان

التِّرْمِذِيُّ.

کے منہ بھون دے گا' کیا ہی برا اپینا ہے (الکہف:۲۹)۔ (ترمذی)

٨٥٢٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ کھولتا ہوا پانی گزر کر جہنمی کے پیٹ تک جا پہنچے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے' اسے کاٹ کر رکھ دے گا' یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا' اور یہی صہر ہے' پھر اسے دوبارہ پہلی والی حالت میں کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

٨٥٢١ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جہنمیوں کے جسموں سے بہنے والی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو پوری دنیا میں بدبو اور تعفن پھیل جائے۔ (ترمذی)

٨٥٢٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾ (آل عمران:۱۰۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَّكُوْنُ طَعَامُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا' مگر مسلمان ہو کر ۝ (آل عمران:۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام زمین والوں کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی' پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا' جس کا کھانا ہی یہی ہوگا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٥٢٣ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُّجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ اُدْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿اَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اور وہ انہیں جہنم میں ہونے والے باقی عذاب کے برابر ہوگی' تو وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے انہیں آگ کے کانٹوں والا کھانا دیا جائے گا' جو کھانا نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا' پھر وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا' انہیں یاد آئے گا کہ دنیا میں کھانے کا پھندا لگ جانے کی صورت میں پانی کے ذریعہ وہ کھانا نگلتے تھے' لہٰذا وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے کنڈوں کے ذریعے کھولتا ہوا پانی انہیں پیش کیا جائے گا' جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب ہوگا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا' اور جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو پیٹوں کے اندر جو کچھ ہوگا' اسے کاٹ ڈالے گا' وہ کہیں گے: جہنم کے خازنوں (منتظمین) کو بلاؤ' خازن کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر تشریف نہیں لائے تھے' وہ کہیں گے:

فَادْعُوْا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍO﴾ (المؤمن:٥٠) قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ اُدْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَاءِهِمْ وَاِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفُ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَO رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَO﴾ (المؤمنون:١٠٦-١٠٧) قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ ﴿اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَO﴾ (المؤمنون:١٠٨) قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِي الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَلْ يَجْعَلُوْنَهٗ مَوْقُوْفًا عَلٰى اَبِي الدَّرْدَاءِ لٰكِنَّهٗ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ فَاِنَّ اَمْثَالَ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا يُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ مِنْ قِبَلِ الرَّاْيِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَيْ مَرْفُوْعًا كَمَا يُفْهَمُ مِنْ صَدْرِ الْحَدِيْثِ.

کیوں نہیں! خازن کہیں گے: پکارتے رہو! کفار کی پکار ضائع ہی جائے گیO (المؤمن:٥٠) فرمایا کہ پھر کہیں گے: مالک کو پکارو، وہ کہیں گے: اے مالک! تمہارا رب تو ہمارا فیصلہ ہی فرما دے، فرمایا کہ مالک انہیں جواب دے گا: تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ اعمش کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمیوں کی پکار اور مالک کے انہیں جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ ہوگا، فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے: اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں، تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھےO اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ سے نکال دے، پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیںO (المؤمنون:١٠٦-١٠٧) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا: جہنم میں ہی خائب و خاسر پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کروO (المؤمنون:١٠٨) فرمایا کہ اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اس وقت وہ شور کرنے لگیں گے، اور حسرت و ندامت میں مشغول ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمان نے کہا کہ لوگ اس حدیث پاک کو مرفوع قرار نہیں دیتے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: بلکہ اسے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث قرار دیتے ہیں، لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس طرح کی باتیں رائے سے بیان نہیں کی جاتیں، اور ترمذی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حدیث پاک کے آغاز سے سمجھا جاتا ہے۔

٨٥٢٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس روز جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے، جو انہیں کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٥٢٥ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَّنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَّغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يُرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا، جس کو آگ کی دو جوتیاں اور تسمے پہنائے جائیں گے، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا، جس طرح دیگ میں پانی جوش سے کھولتا ہے، وہ خیال کرے گا کہ مجھ سے زیادہ سخت عذاب کسی شخص کو نہیں دیا گیا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٨٥٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، انہیں آگ کی دو جوتیاں

عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (بخاری)

ایمان ابی طالب کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ ابوطالب نبی کریم ﷺ کے چچا تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بہت خدمت کی لیکن ان کا ایمان ثابت نہیں۔ اگرچہ بعض علمائے کرام نے ایمان ابی طالب پر دلائل پیش کیے ہیں مگر تحقیق یہی ہے اور جمہور علمائے اہل سنت کا نظریہ یہی ہے اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ وہ آخر وقت تک ایمان نہیں لائے۔ متعدد احادیث صحیحہ سے یہ نظریہ ثابت ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! ایک بار کہو: لا الہ الا اللہ میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لیے اس کی گواہی دوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل ابوطالب پر کلمہ پیش کرتے رہے اور اپنا ارشاد دہراتے رہے حتیٰ کہ ابوطالب نے جو آخری کلام کیا وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس سے منع نہ فرما دے۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ○ (التوبہ:۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں معلوم ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں○

اور ابوطالب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اور نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ○ (القصص:۵۶)

یقیناً ایسا نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت کر دو ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو○

(صحیح مسلم ج ۱ رقم الحدیث: ۱۳۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

کفر کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی حکمت

اس حدیث میں ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کا بیان ہے کہ انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ کافر ہونے کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف اس بناء پر ہوگی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی نبی کریم ﷺ کی خدمت کے طفیل اور آپ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی خاطر لوگوں پر غضب ناک ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کے بالائی طبقہ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو

وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' جب کہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ ہو رہا تھا' آپ نے فرمایا: روزِ قیامت میری شفاعت سے ابوطالب کو نفع پہنچے گا' انہیں جہنم کے اوپر والے طبقہ میں لایا جائے گا' آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی' جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس پر اشکال ہے کہ ابوطالب کی وفات حالتِ کفر میں ہوئی اور قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ کفار کو ان کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے:

(۱) لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ. (آل عمران: ۸۸) — نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

(۲) وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (المائدہ: ۵) — جو شخص مسلمان سے کافر ہوا' اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہے۔

(۳) وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا. (الفرقان: ۲۳) — اور جو اعمال انہوں نے کیے ہم نے انہیں غبار کے باریک بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کفار کے دائمی عذاب میں تخفیف کی نفی ہے کہ ان کے عذاب کی مدت میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا۔ اور حدیث میں عذاب کی شدت میں کمی کا ذکر ہے کہ انہیں دائمی عذاب ہوگا لیکن دوسروں کی بہ نسبت ہلکا عذاب ہوگا۔ نیز قانون تو یہی ہے کہ کفار کے اعمال انہیں فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی محبت میں کیے گئے اعمال کفار کو بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اگرچہ ان کے عذاب کی مدت میں کمی نہیں ہوگی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا' جس طرح ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری سن کر انگلی کے اشارہ سے اپنی لونڈی ثُوَیبہ کو آزاد کیا تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ صحیح البخاری میں ہے:

جب ابولہب مرگیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو خواب میں نظر آیا کہ اس کی بُری حالت ہے' دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا: کیا معاملہ پیش آیا؟ ابولہب نے کہا: میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی صرف ایک بات ہے کہ میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں) اسے (ثُوَیبہ کو) آزاد کر دیا تھا' اس کی وجہ سے مجھے اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری' کتاب النکاح' رقم الحدیث: ۵۱۰۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا استدلال

اس حدیث میں ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے ایمان پر اس حدیث سے استدلال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے' اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یاری وغم خواری و پاسداری و خدمت گزاری کے باعث یا اس لیے کہ سیّد المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی؟ حضور کو ان کی رعایت منظور تھی' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "عم الرجل صنو ابیه" آدمی کا

چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

رواہ الترمذی بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہم۔

اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے جب کہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

شق اوّل باطل ہے۔ قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:)

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰـهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا O (الفرقان: ۲۳)

اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے' ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا O

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں' لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد' ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس ﷺ نے سراپا آگ میں غرق پایا' عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا' پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا' میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں (نچلے طبقہ) میں ہوتا۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب ﷺ کا پاسِ خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے۔ اور بالبداہت واضح کہ محبوب ﷺ کی خاطرِ اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہو سکتا' جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ' نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں' نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں' تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے و بوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہو سکتی ہے؟ کون سی خدمت حمل ووضع کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق' حقِ والدین کے برابر ہو سکتا ہے' جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَيْكَ. (لقمٰن: ۱۴)

حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں خدمت کی' چلتے وقت رنج بھی وہ دیا' جس کا جواب نہیں۔ ہر چند حضور اقدس ﷺ نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا' نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا' جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں' عمر بھر معجزات دیکھنا' احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا' بہ خلاف ابوین کریمین کہ نہ انہیں دعوت دی گئی' نہ انکار کیا تو ہر وجہ' ہر لحاظ' ہر حیثیت سے یقیناً انہیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یوں ہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۳۰ ص ۲۷۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نسبت سے ابوطالب کو سب جہنمیوں سے ہلکا عذاب ہوگا' اگر العیاذ باللہ والدین کریمین کافر اور جہنمی ہوتے تو ان کا زیادہ حق تھا' لہٰذا انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوتا لیکن نبی کریم ﷺ کا ارشادِ اقدس ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا تو واضح ہوا کہ والدین کریمین رضی اللہ عنہما مؤمنین اور جنتی ہیں۔

۸۵۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم میں جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا' اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تیرے پاس زمین کے سارے خزانے ہوں' کیا تو وہ سارا مال اس عذاب سے نجات کے لیے فدیہ میں دے دے گا؟ وہ عرض کرے

اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِىْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِىْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس وقت تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا' اس وقت میں نے تجھ سے اس کی بہ نسبت آسان کام کا ارادہ کیا تھا' اور وہ کام یہ تھا کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا' تو نے اس عہد سے انکار کیا اور میرا شریک بنالیا۔ (بخاری و مسلم)

۸۵۲۸ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِى النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِى الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِى الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّبِىْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ خوش حال تھا' اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا تیرے قریب سے کبھی نعمت کا گزر ہوا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور جنتیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ تنگی میں مبتلا رہا تھا' اسے اس کو لا کر جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھے کبھی کوئی سختی لاحق ہوئی ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! بہ خدا! اے میرے رب! میرے پاس سے کبھی کسی تکلیف کا گزر نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی سختی کا سامنا کیا ہے۔ (مسلم)

۸۵۲۹ ـ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعض جہنمی وہ ہوں گے جنہیں آگ ٹخنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گھٹنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ کمر تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گردن تک پکڑ لے گی۔ (مسلم)

۸۵۳۰ ـ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَىِ الْكَافِرِ فِى النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَّغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن تک چلنے کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد تین دن کی مسافت کے برابر موٹی ہوگی۔

۸۵۳۱ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْظُمُ اَهْلُ النَّارِ فِى النَّارِ حَتّٰى اَنَّ بَيْنَ شَحْمَتَىْ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ وَاَنَّ غِلَظَ جِلْدِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کو جہنم میں بڑا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لو وں اور کندھے کے درمیان سات سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور بے شک اس کی جلد کی موٹائی ستر گز ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسند احمد)

۸۵۳۲ ـ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ اُحُدٍ وَّفَخِذُهُ مِثْلَ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلَ الرَّبَذَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

قیامت کے دن کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران کوہِ بیضاء کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی جتنی ربذہ کی (مدینہ منورہ سے) مسافت ہے۔ (ترمذی)

٨٥٣٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اِثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَاِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ اُحُدٍ وَّاِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کی جلد بیالیس گز موٹی ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

٨٥٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّاُهُ النَّاسُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کافر اپنی زبان ایک فرسخ (تین میل) اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا' لوگ اسے اپنے قدموں سے روندیں گے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨٥٣٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَاْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وھم فیھا کالحون" (اور وہ کفار جہنم میں منہ چڑا رہے ہوں گے) کی تفسیر میں فرمایا: آگ انہیں بھون ڈالے گی اور ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر نصف سر تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

٨٥٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَتَبَاكُوْا فَاِنَّ اَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ كَاَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِيْلُ الدِّمَاءُ فَتُقَرِّحُ الْعُيُوْنُ فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُزْجِيَتْ فِيْهَا لَجَرَتْ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! روؤ! اگر رونہ سکو تو رونے والے بن جاؤ' کیونکہ جہنمی جہنم میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے چہروں پر آنسو نالیوں کی طرح جاری ہو جائیں گے' یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنے لگے گا اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی' اور اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگیں گی۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨٥٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ لَهُ بِمَعْصِيَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں صرف بدبخت شخص ہی داخل ہوگا' عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! بدبخت کون ہے؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت نہ کرے اور اس کی رضا کی خاطر نافرمانی ترک نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

۵۵۳۸ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى لَوْ كَانَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا سَمِعَهُ اَهْلُ السُّوْقِ وَحَتّٰى سَقَطَتْ خَمِيْصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' آپ مسلسل یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ اگر آپ میری اس جگہ تشریف فرما ہوتے تو بازار والے اسے سن لیتے' یہاں تک کہ آپ کے اوپر جو چادر تھی' وہ آپ کے مبارک قدموں میں گر پڑی۔ (داری)

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان

۵۵۳۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت و دوزخ میں مباحثہ ہوا' جہنم نے کہا: مجھے متکبرین اور جبارین کے لیے اختیار کیا گیا ہے' اور جنت نے کہا: میرا کیا ہے مجھ میں تو کمزور' گرے پڑے اور سادہ دل لوگ ہی داخل ہوں گے' اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو تو میری رحمت کا مظہر ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا' رحم فرماؤں گا اور جہنم سے فرمایا: تو تو میرا عذاب ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا' عذاب دوں گا' اور تم دونوں میں سے ہر ایک نے پُر ہونا ہے' لیکن جہنم پُر نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو وہ کہے گی: بس بس بس! پھر وہ پُر ہو جائے گی اور اس کے حصے آپس میں ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا' رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمادے گا۔

(بخاری ومسلم)

جنت ودوزخ کا مباحثہ

اس حدیث میں جنت وجہنم کے درمیان مباحثہ کا ذکر ہے' ان کے درمیان یا تو ظاہراً مکالمہ ہوگا یا ان کی حالت سے اس مضمون کا اظہار ہوگا۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جنت و دوزخ کے درمیان یہ مباحثہ حقیقتاً جاری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں تمیز اور خطاب کی قوت پیدا فرمادے یا پھر حدیث میں تمثیلاً ان کا مباحثہ بیان فرمایا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلا قول زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ جمادات اور عقلاء کے علاوہ باقی حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہے' جس کی حقیقت کو خدا ہی جانتا ہے اور ان چیزوں میں صلوٰۃ' تسبیح اور خشیت الٰہی ثابت ہوتی ہے' لہٰذا آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے حقیقی علم کو اللہ پر چھوڑ دے۔

اس حدیث میں ہے کہ جنت نے کہا کہ مجھ میں گرے پڑے لوگ ہوں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ جنتی اکثر لوگوں کے نزدیک حقیر اور گرے پڑے ہوتے ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں' اور دوسرے مقام پر فرمایا: لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں' لیکن اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ عظیم ہے۔ اسی طرح علماء وصلحاء حضرات جنہیں پہچان حاصل ہے' ان کے نزدیک بھی ان کا مرتبہ

عظیم ہے' یا مراد یہ ہے کہ مجھ میں غالب اکثریت ایسے حضرات کی ہے (جو عام لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہیں) اور جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کو غِرّہ فرمایا یعنی وہ لوگ جنہیں تجربہ نہیں ہے' مراد یہ ہے کہ ان حضرات کو دنیاوی تجربہ نہیں ہوتا اور دنیاوی اُمور کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے' یا مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کے اُمور سے غافل ہو کر آخرت کی فکر میں مشغول رہنے والے لوگ ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اکثر اہل جنت (دنیاوی معاملات میں) سمجھدار نہیں ہوتے جب کہ کفار اس طرح نہیں ہوتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
یہ لوگ ظاہری دنیاوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہوتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۰ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِىْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِى الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِىءَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلُ الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں لوگ مسلسل ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی: کیا کوئی اور بھی ہے؟ حتیٰ کہ اللہ رب العزت جہنم میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو اس کے حصے ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور وہ کہے گی: بس بس بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت رہے گی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمادے گا' وہ جنت کے فاضل حصے میں رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کو بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا (جس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے' اس پر ایمان لانا ضروری ہے' اس کی حقیقت کے درپے ہونا ہمارا کام نہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ جہنم کو بھرنے کے لیے کوئی اور مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی اور مخلوق پیدا فرما کر اسے جہنم میں داخل فرماتا تو یہ اگرچہ حقیقۃً ظلم نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف فرمائے' یہ ظلم نہیں۔ لیکن ظاہراً اور صورت کے اعتبار سے یہ ظلم ہوتا۔ اس لیے جہنم کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' لیکن جنت کے لیے مخلوق پیدا فرمائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا کہ اس مخلوق کو بلا عمل جنت میں داخل فرمائے گا اور جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کا نئی مخلوق پیدا فرمانا مذہب اہل سنت کی دلیل ہے کہ ثواب اعمال پر موقوف نہیں کہ انہیں بلا عمل جنت میں داخل فرما دیا جائے گا۔ لیکن معتزلہ کی طرف سے اعتراض ہے کہ جنہوں نے گناہ نہیں کیا (انہیں عذاب نہ دے کر) ظلم کی نفی کرنا' اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم ہوتا' اور یہی ہم معتزلہ کا مذہب ہے۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ (گناہ کے بغیر) انہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر کی ملک میں تصرف نہیں فرمایا' البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں عذاب نہیں دے گا۔ لہٰذا اس صورت میں ظلم کی نفی کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے کرم کو ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ وہ گناہ کے بغیر کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۱ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا' تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ! اور جنت کی طرف دیکھو' حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا اور جنت میں اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں' ان کی طرف

27

اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جوکوئی بھی جنت کے بارے میں سنے گا' وہ اس میں داخل ہو جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو مشقتوں کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! جنت کی طرف دیکھو فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا' تو ارشاد فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جہنم کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جوکوئی جہنم کے متعلق سنے گا' وہ اس میں داخل نہیں ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خواہشاتِ نفسانیہ کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام گئے اور جہنم کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ ہر کوئی اس میں داخل ہو جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

٥٤٢٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِیْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا' اور فرمایا: ابھی تمہیں نماز پڑھانے کے دوران مجھے اس دیوار کی جانب جنت و دوزخ اجمالی صورت میں دکھائی گئیں ہیں' اور میں نے خیر اور شر میں کوئی چیز آج کی طرح نہیں دیکھی۔ (بخاری)

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

پیدائش کی ابتداء اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

٥٤٣٨ - عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مقام پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے آفرینش کے متعلق ہمیں خبر دی' حتیٰ کہ جنتی اپنے مکانات میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو جائیں گے' اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جو بھول گیا۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ اور آپ کا علم غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے ایک ہی مجلس میں ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک جنت اور جہنم میں دخول تک کے تمام واقعات کو بیان فرمادیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ابتداء سے لے کر جنت و جہنم میں مستقر ہونے تک کی ایک ایک چیز کی خبر دے دی اور آپ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں یہ تمام اُمور بیان فرما دینا خلافِ عادت ایک عظیم امر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷ ۲۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو یہ عطائے الٰہی ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک تمام چیزوں کا علم ہے کیونکہ بیان وہی کر سکتا ہے جسے علم ہو' اسی کو علم کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل:۸۹)
اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اور یہ تمام چیزیں غیب ہیں' لہٰذا آپ نے غیب کا بیان فرمایا' جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ. (النحل:۸۹)
اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور غیب وہی بیان کر سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو' لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عطا سے علم غیب بھی حاصل ہے۔ البتہ اس کے باوجود آپ کو عالم الغیب کہنا ہمارے نزدیک جائز نہیں' جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

۸۵۴۴ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِي تَمِيْمٍ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْئَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں بنوتمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا: اے بنوتمیم! تم بشارت قبول کرو' انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں بشارت دے دی' ہمیں کچھ عطا بھی فرمایئے' پھر یمن کے کچھ لوگ حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کر لو کیونکہ بنوتمیم نے تو بشارت قبول نہیں کی' انہوں نے عرض کیا: ہم نے بشارت قبول کی' ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں' تاکہ ہم دین سیکھیں اور آپ سے تخلیق کی ابتداء کے متعلق سوال کریں کہ پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی' اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔ (حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) پھر میرے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: اے عمران! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی ہے' اسے جا کر تلاش کرو' اور میں اس کی تلاش میں نکل گیا' اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری اونٹنی چلی جاتی مگر میں اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہوتا۔ (بخاری)

۸۵۴۵ - وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَّا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا رب اپنی مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ ہلکے بادل میں تھا' نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر ہوا تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا۔ (ترمذی) یزید بن ہارون نے کہا کہ عماء سے مراد

يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ الْعَمَاءُ اَىْ لَيْسَ مَعَهُ شَىْءٌ.

ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

٨٥٤٦ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِىْ سَبَقَتْ غَضَبِىْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور یہ تحریر اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٤٧ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِى الْبَطْحَاءِ فِىْ عَصَابَةٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهٖ قَالُوا السَّحَابُ قَالَ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِىْ قَالَ اِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَّاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِىْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَوَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بطحاء کے مقام پر ایک جماعت کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان لوگوں میں تشریف فرما تھے' ایک بادل گزرا تو لوگوں نے اس کی طرف دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: سحاب' آپ نے فرمایا: اور مزن بھی کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اور مزن بھی' آپ نے فرمایا: اور عنان بھی کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اور عنان بھی' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین و آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے' آپ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی مسافت ہے' اور اس کے اوپر والا آسمان بھی اتنی ہی مسافت پر ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے' فرمایا کہ پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے' اس کے اوپر والے اور نیچے والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں' جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے' اس کے نیچے والے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٥٤٨ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَاَصْحَابُهٗ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهِ الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ان کے اوپر سے ایک بادل گزرا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ بادل ہیں' یہ زمین کو سیراب کرتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ایسی قوم کی طرف لے جاتا ہے' جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں نہ اس سے دعا مانگتے ہیں' پھر آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان

وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَّكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ سَمَاءَانِ بُعْدُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرْضَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ (الحدید:۳) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ اَرَادَ لَهَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَّهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِيْ كِتَابِهٖ.

نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: وہ آسمان ہے جو محفوظ چھت اور رکی ہوئی موج کی طرح ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ان کے اوپر دو آسمان ہیں جن کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر اسی طرح فرمایا' یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے اور فرمایا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنی آسمان وزمین کے درمیان مسافت ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: اس کے اوپر عرش ہے اور عرش اور آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: بے شک وہ زمین ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں شمار فرمائیں' اور فرمایا کہ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! اگر تم نچلی زمین کی طرف ایک رسّی لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ (کے علم) پر گرے گی' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: وہی اوّل ہے' وہی آخر ہے' وہی ظاہر ہے' وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے O (الحدید:۳) (مسند احمد' ترمذی) ترمذی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس آیہ مبارکہ کو تلاوت فرمانا' اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ رسّی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت اور سلطنت میں ہی گرے گی' اور اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر ہے' جس طرح کہ خود اس نے اپنی کتاب میں اپنی صفت ذکر فرمائی ہے۔

٨٥٤٩ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِيْ اَنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے عرش اٹھانے والے ملائکہ میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتانے کی

أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اِلٰى عَاتِقَيْهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اجازت دی گئی ہے' اس کے دونوں کانوں کی لَووں اور دونوں کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے۔ (ابوداؤد)

۸۵۵۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنَهِكَتِ الْاَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اَنَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمَاوَاتِهٖ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ اَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا: جانیں مشقت میں پڑ چکی ہیں' اہل وعیال بھوکے ہیں' مالوں میں کمی آ چکی ہے' چار پائے ہلاک ہو رہے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے' ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! اور آپ مسلسل تسبیح بیان فرماتے رہے' حتیٰ کہ آپ کی شدتِ غضب کا اثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہروں میں ظاہر ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی بارگاہ میں شفیع نہیں بنایا جاتا' اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے' کیا تجھے پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے اور آپ نے اپنی نورانی انگلیوں کو اپنی مبارک ہتھیلی پر گنبد کی طرح بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور بے شک وہ اس طرح چر چراتا ہے' جیسے سوار کی وجہ سے کجاوہ چر چراتا ہے۔ (ابوداؤد)

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَتَوَضَّاَ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جس کی بینائی درست نہیں تھی' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے' آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر اور صبر کرنا تیرے لیے زیادہ بہتر ہے' اس نے عرض کیا: دعا کر دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' جو نبیٔ رحمت ہیں' (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری فرما دی جائے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَرَوٰى نَحْوَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَذَكَرَ فِيْ اَوَّلِهٖ قِصَّةً وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى

اور نسائی' ابن ماجہ اور طبرانی نے اس کی مثل روایت ذکر کی ہے' اور اس کی ابتداء میں ایک قصہ ذکر کیا ہے' اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے ذکر کیا ہے اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر

شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَصَحَّحَهُ اَيْضًا الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُ النَّسَائِيِّ اِنَّ اَعْمٰى اَتٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ قَالَ اَوْ اَدْعُكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ ذِهَابُ بَصَرِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلٰى رَبِّيْ بِكَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَرَجَعَ وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ.

صحیح ہے اور بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ میری آنکھیں درست فرما دے' آپ نے فرمایا: یا میں رہنے دوں' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بینائی کا ختم ہو جانا میرے لیے دشوار ہے' آپ نے فرمایا: جا! اور وضو کر' پھر دو رکعت نماز ادا کر' پھر یہ دعا کر: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی' نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد ﷺ! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری بینائی درست فرما دے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما اور میرے حق میں میری دعا قبول فرما' وہ واپس ہوا اور اللہ نے اس کی بینائی درست فرما دی۔

نبی کریم ﷺ سے توسل کا ثبوت

مذکورہ روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا ثبوت ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ نے کتاب الدعوات میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث: ۳۵۷۸)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی سنن میں ''کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها' باب ما جاء في صلوٰة الحاجة'' میں اسے روایت کیا' جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَّاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۸۵)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بینائی عطا فرما دے' آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کر دوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو میں دعا کر دوں' اس نے عرض کیا: آپ دعا کر دیں۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اور یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ ابواسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے' بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے اس کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہ وقتِ مصیبت نبی کریم ﷺ کو پکارنا اور اپنی حاجت روائی کے لیے آپ کی

بارگاہ کی جانب متوجہ ہونا بھی آپ کی تعلیم سے ثابت ہے' نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام محبوبیت واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ رب العزت کے فضل وکرم پر اعتماد ہے کہ میرے وسیلہ سے یہ صحابی اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو وہ دعا ضرور مستجاب ہوگی اور آپ کی شانِ اختیار بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ فرما رہے ہیں: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کردوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کردوں اور یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اختیار وتصرف حاصل ہو۔

صاحب انجاح الحاجہ شیخ عبدالغنی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ' اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام نسائی نے اور امام ترمذی نے کتاب الدعوات میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ نابینا صحابی کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں درست ہو گئیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے ایسا کیا تو اسے نظر آنے لگا۔ ہمارے شیخ عابد سندھی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے' یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ کی ذاتِ مکرم سے توسل اور طلبِ شفاعت کے جواز پر دلالت کرتی ہے' اور وصال کے بعد توسل کے ثبوت میں وہ روایت ہے جسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے کسی کام کے لیے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آتا تھا' آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے' وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس بات کی شکایت کی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم وضو کی جگہ جا کر وضو کرو' پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر یوں کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد ﷺ نبیِّ رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کردی جائے' اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا' وہ آدمی چلا گیا' اور جس طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا تھا' اس آدمی نے اسی طرح کیا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا' دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھ نشست پر بٹھایا اور پوچھا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا تو آپ نے وہ کام پورا کردیا' اور فرمایا: تم نے اب تک اپنے کام کا ذکر ہی نہیں کیا' اور فرمایا: تمہیں جو بھی کام ہو بتا دیا کرنا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میری جانب التفات نہیں فرماتے تھے' حتیٰ کہ آپ نے ان کے پاس میری سفارش کردی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا! میں نے تو ان سے کوئی بات نہیں کی' لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی بینائی کی آپ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم صبر کرلو گے؟ اس نے عرض کیا: مجھے کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں اور مجھے بڑی دشواری پیش آتی ہے' آپ نے فرمایا: تم وضو کی جگہ جاؤ اور وضو کرو' پھر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر اللہ سے ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے اور ہمارے درمیان کوئی لمبی چوڑی گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ وہ آدمی ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ گویا اسے بینائی کی شکایت ہی نہیں تھی' اور بیہقی نے اسے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر اور متوسط میں اسے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے' جس میں روح بن صلاح ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اس میں ضعف ہے'۔ اور اس کے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں' اور ہمارے شیخ مذکور نے اس میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے' جس میں تفصیل ہے۔ جس کا ارادہ ہو وہ اس رسالہ کی طرف رجوع کرے۔ اس میں بیہقی وابن شیبہ کی مالک الدار سے روایت مذکور ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو ایک آدمی نے نبی کریم کی ﷺ کی قبر انور کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش کی

دعا مانگیں کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خواب میں اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام پیش کرو۔ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ (انجاح الحاجہ علیٰ حاشیہ سنن ابن ماجہ ص ۹۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ندائے یا محمد ﷺ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابی کو دعا تعلیم فرمائی' جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں' جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو پکارنا جائز ہے اور دوسری روایت کے مطابق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہی دعا تعلیم فرمائی' جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں' جس سے واضح ہوا کہ سرکارِ اقدس ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو نداء کرنا جائز سمجھتے تھے' البتہ یہاں یہ مسئلہ قابلِ غور ہے کہ آیا نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک محمد کے ساتھ یا محمد کہہ کر آپ کو پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود لفظ محمد سے اس کا معنی علمی نہ ہو بلکہ صفتی معنی مقصود ہو کہ اسم رسالت ''محمد'' کا معنی ہے: ''الذی یحمد حمدا بعد حمدٍ'' وہ ذات جس کی بار بار تعریف کی جائے' اور یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود ہو: اے وہ ہستی جس کی بار بار تعریف کی جاتی ہے! اس صورت میں یا محمد کہہ کر نداء کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود اظہارِ محبت ہو اور وہ عالمِ وارفتگی میں یا محمداہ کے نعرے لگا رہا ہو یا اسم رسالت محمد کے ذکر سے اسے لطف حاصل رہا ہو اور اسم اقدس کے ذکر سے لذت حاصل کرنے کے لیے اور لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد پکار رہا ہو' اس کے جواز میں بھی کوئی شک نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کا ثبوت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقع پر مدینہ منورہ کے رہنے والوں نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عالمِ وارفتگی میں اظہارِ مسرت کرتے ہوئے یا محمد' یا رسول اللہ کے نعرے لگائے۔ امام مسلم بن حجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یامحمد! یا رسول اللّٰہ! یا محمد! یا رسول اللّٰہ!

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور خدام گلیوں میں پھیل گئے' وہ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد! یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ!

(صحیح مسلم' کتاب الزہد والرقائق' رقم الحدیث: ۷۴۳۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

عشق ومحبت کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے لفظ یا محمد کے ساتھ آپ کو نداء کرنا بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمد.

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا' ایک آدمی نے انہیں کہا: اسے یاد کرو جو تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو' تو انہوں نے کہا: یا محمد!

(الادب المفرد ص ۳۳۵' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

نوٹ: وہابی ناشر نے خبث باطنی کا اظہار کرتے ہوئے مذکورہ حدیث سے لفظ یا نکال دیا ہے اور صرف محمد لکھا ہے۔ اگر کوئی آدمی آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں جس طرح ہم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں' آپ کو بھی نام لے کر پکارے' یہ حرام ہے۔ اس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا. (النور:٦٣) — رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس آیۂ مبارکہ سے یہ نتیجہ صرف امامِ اہلِ سنت سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ہی اخذ نہیں کیا کہ آپ کو نشانۂ اعتراض بنایا جائے بلکہ جلیل القدر مفسرین کرام نے اس آیۂ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دیا اور ان کا مقصود یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ بلایا جائے بلکہ آپ کے اوصافِ جلیلہ کے ساتھ اور بارگاہِ رسالت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو پکارا جائے' کیونکہ ان ائمہ کی عبارات کا متبادر الی الفہم یہی معنی ہے کہ آپ کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر نہ پکارا جائے۔ ان کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ اظہارِ محبت کے لیے عالم وارفتگی میں یا محمد کا نعرہ لگانا جائز نہیں اور آپ کے نامِ اقدس سے لذت حاصل کرتے ہوئے یا محمد کہنا جائز نہیں۔

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ متوفی ٨٦٤ھ لکھتے ہیں:

لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللّٰہ یا رسول اللّٰہ فی لین و تواضع و خفض صوت.

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے' بایں طور کہ تم یا محمد کہہ کر پکارو بلکہ تم نرمی' عاجزی اور آہستہ آواز کے ساتھ عرض کرو: یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!

(تفسیر جلالین ص ٣٠٢' مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی' کراچی)

علامہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ١٢٢٣ھ لکھتے ہیں:

''لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا'' (النور:٦٣) سے مراد یہ ہے کہ آپ کو نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ پکارو اور نہ ہی آپ کی کنیت کے ساتھ یا ابا القاسم کہہ کر پکارو' بلکہ آپ کو تعظیم و توقیر کے ساتھ نداء کرو اور خطاب کرو اور یوں کہو: یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! یا امام المرسلین! یا رسول رب العالمین! یا خاتم النبیین! وغیرہ۔ آیۂ مبارکہ سے مستفاد ہوا کہ جو کلمات تعظیم کا فائدہ نہ دیں' ان کے ساتھ آپ کو نداء کرنا جائز نہیں' نہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں اور نہ آپ کے وصالِ اقدس کے بعد' اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کی توہین کرے' وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔

(تفسیر صاوی جز ٣ ص ١٢٤' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

جس طرح یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دینے والے ائمہ کا مقصود یہی ہے کہ تعظیم و محبت کا قصد کیے بغیر محض آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں نام لے کر یا محمد کے ساتھ نداء کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا مقصود بھی یہی ہے کہ عام انداز میں محض نام لے کر آپ کو بلانا جائز نہیں' ورنہ عالم وارفتگی میں اظہارِ محبت کے لیے اور آپ کے نامِ اقدس کے ذکر سے تبرک حاصل کرنے کے لیے اور نامِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد اور یا احمد کے ساتھ نداء کو سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی جائز سمجھتے ہیں' بلکہ آپ کے کلام میں اس کی مثالیں موجود ہیں' ایک جگہ جذبہ وارفتگی کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر — محمد محمد' خدائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش ص ٦٩' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

جس کی آرزو یہ ہے کہ دمِ نزع بھی وہ اپنے جذبہ عشق کا اظہار کرتے ہوئے محمد محمد کہہ کر اپنے آقا ﷺ کو پکارتا ہوا رخصت ہو'

اس عاشق صادق کے متعلق یہ فیصلہ سنا دینا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ مطلقاً یا محمد کی نداء کو نا جائز سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے یہ تو لکھا ہے کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور آپ نے کہیں یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اظہار محبت کے لیے یا عالم وارفتگی میں نعرہ لگاتے ہوئے یا نام اقدس کے ذکر سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا معنی وصفی کا لحاظ کرتے ہوئے ادب واحترام کے ساتھ یا محمد کہنا حرام ہے' تو پھر خواہ مخواہ آپ کے کلام کا یہ مفہوم بیان کرنا "توجیه الکلام بمالا یرضی به القائل" کہلائے گا۔

نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ نظریہ اپنی طرف سے پیش نہیں فرمایا بلکہ صحابہ وتابعین علیہم الرضوان سے منقول تفسیر کو بطور دلیل پیش کیا۔ آپ رسالہ تجلی الیقین میں لکھتے ہیں:

ابو نعیم' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی ہیں:

قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنهھم الله عن ذلك اعظاما لنبیه ﷺ فقالوا یا نبی الله یا رسول الله. یعنی پہلے حضور کو یا محمد! یا ابا القاسم! کہا جاتا' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہا کرتے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم' الفصل الاول' الجزء الاول' ص ۷' مطبوعہ عالم الکتب' بیروت)

بیہقی' امام علقمہ وامام اسود اور ابو نعیم' امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول الله یا نبی الله. یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہو۔

(تفسیر الحسن البصری ج ۲ ص ۱۶۴' مطبوعہ المکتبۃ التجاریہ' مکہ المکرمہ)

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی' رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

اگر صحابہ' تابعین اور ائمہ تفسیر کے اقوال کا وہ مفہوم ہوسکتا ہے جو معترضین کے نزدیک بھی درست ہو تو پھر امام اہل سنت رضی اللہ عنہ جو انہی ائمہ کے قول کی تشریح کررہے ہیں' ان کے کلام کو غلط رنگ دینا کہاں کا انصاف ہے؟

حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اپنی تصنیف لطیف تجلی الیقین میں متعدد آیات ذکر کیں' جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا گیا۔ اس کے بعد آپ نے لکھا:

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں رسول اللہ ﷺ سے خطاب فرمایا ہے' حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے: "یا ایها النبی انا ارسلنك"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

اس عبارت کے بعد اس مسئلہ کی تفصیل فرمانے کے بعد آخر میں اس کا حاصل ذکر کیا:

ولہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے' اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۷' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

آپ نے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۳ سے لے کر ص ۱۵۷ تک جو بحث ذکر کی' اس میں سرکار اقدس ﷺ کی یہ خصوصیت

ذکر کی کہ قرآن مجید میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر مخاطب کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو القاب و اوصاف کے ساتھ خطاب فرمایا' لہٰذا آخر میں آپ نے جو نتیجہ نکالا کہ جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے' غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ آپ قرآن مجید کے متعلق ہی کلام فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نام لے کر نہیں پکارا۔ احادیث کے متعلق آپ کی گفتگو نہیں۔ جب آپ کی عبارت میں واضح الفاظ میں قرآن مجید کے محاورہ کا ذکر ہے تو یقینی بات ہے کہ آپ کی اس بحث کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' احادیث قدسیہ مراد نہیں' لہٰذا محض حضور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تعارض و تضاد ثابت کرنے کے لیے غیر یقینی انداز میں یہ کہنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے قرآن مجید میں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا' وگرنہ احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ کثرت یا محمد کے ساتھ خطاب کیا ہے اور نداء کی ہے' اور ہمارے نزدیک احادیث بھی حجت ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تجلی الیقین کی مذکورہ بالا عبارت کے آغاز میں صراحۃً ذکر کر دیا کہ اس کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' لہٰذا یہ تو واضح ہے کہ اس مقام پر آپ کی مراد یہی ہے کہ قرآن مجید میں آپ کو یا محمد کہہ کر نداء نہیں کی گئی اور یہ واقعی آپ کی عظیم خصوصیت ہے۔ باقی رہا احادیث قدسیہ میں آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کرنا' اس کی آپ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ اسی رسالہ تجلی الیقین میں ہی ایسی روایات کا ذکر کرنا' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کی ہے' اور حدائق بخشش میں آپ کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قصیدہ معراجیہ میں لکھتے ہیں:

بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد' قریب آ سرورِ مجد　　نثار جاؤں یہ کیا نداء تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

(حدائق بخشش ص ۲۰۱' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلہ میں حضور فاضل بریلوی کے نظریہ کی وضاحت کے لیے ان شاء اللہ العزیز یہ مختصر سی تقریر کافی ہے۔ آپ کی عبارات کے سیاق و سباق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے' ان کا غلط مفہوم پیش کر کے بیس کیا ہزار حوالہ جات بھی پیش کر دیئے جائیں' ان سے آپ کے نظریہ پر کوئی اعتراض نہیں آئے گا بلکہ وہ تو آپ کے مؤقف کے مؤید ہوں گے۔ اللہ رب العزت محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

۸۵۵۱ - وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ هٰكَذَا فِي الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ.

حضرت زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیبت سے کانپ اٹھے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک میرے اور اللہ کے درمیان ستر ہزار نور کے حجاب ہیں' اگر میں ان میں سے کسی کے قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ مصابیح میں اسی طرح ہے اور اسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے' لیکن "فانتفض جبریل" (جبریل کانپ اٹھے) کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

رؤیت الٰہی کے ممکن ہونے پر دلیل

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال کیا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟
علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ دارالبقاء میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ اگر دیدار الٰہی محال ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ سوال نہ فرماتے' لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ چونکہ دیدار عموماً قربت کا پتا دیتا ہے (کہ جسے دیکھا جائے' دیکھنے والا اس کے قریب ہوتا ہے) اس لیے حضرت جبریل علیہ السلام ہیبت سے لرز اٹھے اور شارح علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرے اور اللہ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' اس سے اللہ تعالیٰ کا کمال اور حضرت جبریل علیہ السلام کا نقصان مراد ہے اور حجاب جبریل علیہ السلام کی جانب سے ہے اور معنی یہ ہے کہ محجوب مغلوب ہے اور یہ مخلوق کی صفت ہے' جو وصف نقصان کے ساتھ متصف ہے اور اللہ رب ذوالجلال تو وصف کمال کے ساتھ موصوف ہے اور کوئی چیز اس کے سامنے حجاب نہیں بن سکتی خواہ وہ انوار جمال ہی کیوں نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۵۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيْلَ مُنْذُ يَوْمِ خَلَقَهٗ صَآفًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَّا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْا مِنْهُ اِلَّا اِحْتَرَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا' جب سے انہیں پیدا فرمایا ہے' وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے ہیں' اپنی نگاہ اوپر نہیں اٹھاتے' ان کے اور رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' ان میں سے جس نورانی حجاب کے بھی وہ قریب ہوں تو جل جائیں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے)

۸۵۵۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا فرمائے اور پیر کے دن درخت پیدا فرمائے اور ناپسندیدہ چیزیں منگل کے دن پیدا فرمائیں اور بدھ کے روز نور کو پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن زمین میں چار پائے پھیلائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا' مخلوق کے آخر میں اور دن کی آخری گھڑی میں' عصر سے رات تک کے درمیانی وقت میں۔ (مسلم)

ف: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۝ (ق:۳۸)

اور بے شک ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تھکاوٹ نے ہمیں نہیں چھوا۝

قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ میں صراحت ہے کہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں' ان کی تخلیق چھ ایام میں ہوئی اور اس حدیث میں ہفتہ سے لے کر جمعہ تک سات ایام کا ذکر ہے' بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حدیث میں ہفتہ کے دن سے مراد ہفتہ کی شام ہے' جو اتوار کی رات کہلاتی ہے' لہٰذا اتوار سے لے کر جمعہ تک چھ ایام ہی بنتے ہیں اور آیت وحدیث میں کوئی منافات نہیں۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٥٥٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخَلَقَ اٰدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کیا گئے ہیں جو تم سے بیان کی گئی ہے۔ (مسلم)

٨٥٥٥ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِىْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے تھے۔ (مسند احمد)

٨٥٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتَهٗ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدَىَّ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے انہیں پیدا فرمایا ہے' یہ کھائیں گے' پئیں گے' نکاح کریں گے اور سواری کریں گے' لہٰذا ان کے لیے دنیا مقرر فرما دے اور ہمارے لیے آخرت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور جس میں اپنی خاص روح پھونکی ہے' اسے میں اس مخلوق کی طرح نہیں کروں گا' جسے میں نے فرمایا: کن (ہو جا)' اور وہ ہو گئی۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٥٥٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ (ابن ماجہ)

افضلیت ملائکہ کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مؤمن سے عام مؤمنین مراد ہیں اور بعض ملائکہ سے بھی عام ملائکہ مراد ہیں اور محی السنہ رحمہ اللہ نے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ" (بنی اسرائیل:٧٠) کی تفسیر میں کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ عوام مؤمنین' عوام ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص مؤمنین' خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝" (البینہ:٧) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے' وہ بہترین مخلوق ہیں۝

اس سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام' ملائکہ کرام سے افضل ہیں' اور یہ بات واضح ہے کہ خواص مؤمنین سے رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خواص ملائکہ سے جبریل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کی مثل ملائکہ مراد ہیں اور عوام مؤمنین سے کامل اولیاء' مثلاً خلفاء و علماء وغیرہم مراد ہیں اور عوام ملائکہ سے باقی ملائکہ مراد ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٣٥٣' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ٧٩٢ھ لکھتے ہیں:

رسل بشر' رسل ملائکہ سے افضل ہیں (رسل ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی حاصل کر کے باقی ملائکہ

تک احکام پہنچاتے ہیں۔ ۱۲ نبراس)

اور رُسل ملائکہ عوام بشر (یعنی اولیاء و صلحاء) سے افضل ہیں۔ رُسل ملائکہ کی عام بشر پر فضیلت اجماع سے ثابت ہے بلکہ بداہۃً ثابت ہے (کہ اس کے ثبوت کے لیے دین اسلام میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں) اور رُسل بشر کی رُسل ملائکہ پر فضیلت چند دلائل سے ثابت ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو تعظیم و تکریم کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور سجدہ کے طور پر تعظیم و تکریم ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَرَاَیْتَکُمْ هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ'' (بنی اسرائیل: ۶۲) ''اس نے کہا: مجھے بتا کہ یہ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟)''۔

اور سجدہ کے بطور تعظیم ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ شیطان نے کہا: ''اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍO'' (الاعراف: ۱۲) ''میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا'' O اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ کو سجدہ کرے اس کا عکس نہیں ہوتا۔

(۲) ہر اہل لسان اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا'' (البقرہ: ۳۱) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی' سے یہی سمجھے گا کہ اس سے مقصود ملائکہ پر سیدنا آدم علیہ السلام کی فضیلت اور ان کے مستحق تعظیم و تکریم ہونے کا بیان کرنا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَO (آل عمران: ۳۳)

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں سے O

ملائکہ بھی عالمین سے ہیں' لہٰذا ملائکہ پر ان حضرات کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (ظاہر آیت کا تقاضا تو یہی ہے کہ تمام آل ابراہیم و آل عمران کو خواہ رسول ہوں یا غیر رسول' سب ملائکہ پر فضیلت ہے' لیکن ابراہیم و عمران کی عام اولاد کا رُسل ملائکہ پر افضل ہونا خلاف اجماع ہے' لہٰذا انہیں آیت کے عموم سے خاص کر لیا جائے گا اور ان کے علاوہ باقی میں حکم ثابت رہے گا کہ رُسل بشر' رُسل ملائکہ اور عوام بشر' عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ۱۲ نبراس) (شرح العقائد ص ۱۵۷' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

۸۵۵۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّةِ تَرَکَهٗ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَتْرُکَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یَطِیْفُ بِهٖ یَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خَلْقٌ خَلْقًا لَا یَتَمَالَكُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی تو جب تک چاہا' اسے چھوڑے رکھا' ابلیس ان کے اردگرد غور و فکر کرتے ہوئے گھومنے لگا کہ یہ کیا چیز ہیں؟ جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو اندر سے خالی دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے' جو خود پر قابو نہیں پا سکے گی۔ (مسلم)

حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں اس حدیث کو انتہائی مشکل خیال کرتا ہوں کیونکہ کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین کے اجزاء سے پیدا کیے گئے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تو وہ بشر تھے

اور زندہ تھے۔ نصِ کتاب سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" (البقرہ:۳۵) "ہم نے حکم دیا: اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں ٹھہرو" اور شارح نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حدیث میں "فی الجنۃ" کے کلمات بعض راویوں کا سہو ہوں۔ قاضی رحمہ اللہ نے کہا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور اس مٹی کو گوندھا حتیٰ کہ وہ گارا ہو گئی' پھر اسے پڑا رہنے دیا حتیٰ کہ وہ کھنکتی ہوئی مٹی ہو گئی' اور مکہ و طائف کے درمیان بطن نعمان میں رکھ دی گئی جو کہ عرفات کی ایک وادی ہے' لیکن یہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر بنانے کے منافی نہیں' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی مٹی کو زمین میں گوندھا گیا ہو اور زمین میں رکھا گیا ہو' جب اس پر کئی ادوار گزر گئے اور اس میں صورتِ انسانیہ قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوئی تو اسے جنت کی طرف اٹھایا گیا ہو اور تصویر بنائی گئی ہو' اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ روح پھونکنے کے بعد انہیں جنت میں داخل کیا گیا تھا' کیونکہ سکون سے مراد استقرار ہے' اور استقرار کا حکم ضروری نہیں کہ جنت میں حصول سے پہلے ہو' یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ روایات اس پر متفق ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کی گئیں اور انہیں بھی جنت میں سکونت کا حکم دیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ یعنی بدن عالم سفلی سے تھا اور آپ کی صورت جس کی بناء پر آپ باقی حیوانات سے ممتاز ہیں اور ملائکہ کے مشابہ ہیں' اس کا تعلق عالم علوی سے تھا' اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مادہ یعنی بدن کے بننے کی نسبت زمین کی طرف فرمائی کیونکہ وہ زمین سے ہی پیدا ہوا تھا' اور آپ کی صورت کی جنت کی طرف نسبت فرمائی کیونکہ صورتِ آدم جنت میں ہی واقع ہوئی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٥٥٩ ۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلُ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَبِيٌّ كَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّبِضْعَةُ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ نبی تھے' جن سے کلام فرمایا گیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو دس سے کچھ زائد ایک کثیر جماعت ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور ایک روایت میں ہے: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! انبیاء کرام علیہم السلام کی مکمل تعداد کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں' جن میں سے تین سو پندرہ رسولوں کی ایک کثیر جماعت ہے۔ (مسند احمد)

٨٥٦٠ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

٨٥٦١ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ اِثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَّعَهُ اِمْرَاَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَّعْلَمْ اَنَّكِ اِمْرَاَتِيْ يَغْلِبْنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اِنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاَتٰى بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین ظاہری جھوٹوں کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا' ان میں سے دو ظاہری جھوٹ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے' ایک ان کا یہ قول تھا: میں بیمار ہوں' اور دوسرا ان کا یہ قول تھا: بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسرے ظاہری جھوٹ کے بیان میں) فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (ملک شام کی طرف ہجرت کے دوران) جب ایک ظالم بادشاہ کے پاس سے گزرے اور اسے بتایا گیا کہ یہاں ایک مرد ہے' جس کے ساتھ حسین ترین عورت ہے' بادشاہ نے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بہن ہے' پھر آپ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کہ اگر اس ظالم بادشاہ کو علم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ ظلماً تم کو مجھ سے چھین لے گا' اگر یہ تم سے سوال کرے تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو' کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو' روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مومن نہیں' پھر بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلوا لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے' جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس بادشاہ کے پاس پہنچیں تو اس نے انہیں پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا' اور وہ خود پکڑ لیا گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا گلا پکڑ لیا گیا (اور گلے سے خراٹے کی طرح آوازیں نکلنے لگیں)' حتیٰ کہ وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بادشاہ کو نجات مل گئی' پھر دوسری بار اس نے دست درازی کی کوشش کی تو پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ پکڑ لیا گیا اور اس نے کہا: اللہ سے میرے لیے دعا کرو' میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' انہوں نے دعا کی تو اس کو نجات مل گئی' پھر اس نے اپنے ایک دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس انسان نہیں بلکہ کوئی جنی لے کر آئے ہو' پھر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بطور خادمہ دے دیں' حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں' آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے سوال کیا: کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کافر کا مکر اس کے گلے میں ہی لوٹا دیا' اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ رضی اللہ عنہا دی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: یہ تمہاری ماں ہیں' اے بارش کے بیٹو! (بخاری ومسلم)

28

ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم میری اسلامی بہن ہو روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
اس پر اشکال ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی موجود تھے اور مؤمن تھے جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: ''فَـاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ'' (العنکبوت: ۲۶) لہٰذا آپ کا یہ کہنا کیسے درست ہے کہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روئے زمین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد وہ علاقہ تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا اور اس سرزمین میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود نہیں تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ص ۲۳۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ

اس جابر بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ وہ صرف خاوند والی عورتوں کے ہی درپے ہوتا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ خاوند والی عورت نے جب اپنے خاوند کو اختیار کرلیا ہے تو بادشاہ کو بھی نہیں روک سکتی بلکہ بادشاہ تو خاوند کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے' لیکن جو عورتیں خاوند والی نہیں ہیں' ان کے قریب جانے کے لیے ان کی رضامندی ضروری ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ اگر میں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا اپنی بیوی ہونا ظاہر کردیا تو بادشاہ مجھے طلاق پر مجبور کرے گا یا میرے قتل کا ارادہ کرے گا' ایک قول یہ ہے کہ اس بادشاہ کے دین میں انبیاء کرام علیہم السلام کی رشتہ دار خواتین کے ساتھ شادی کرنا یا ان سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں تھا' اس لیے آپ نے انہیں اپنی بہن کہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''اے بارش کے بیٹو!'' کا مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہاری ماں ہیں' اے بارش کے بیٹو! اس سے مراد کیا ہے؟ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:
یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو خطاب ہے اور آسمانی پانی سے ان کی طہارت و پاکیزگی کی طرف اشارہ ہے۔ طہارت کے بیان میں آسمانی پانی کی مثال دی جاتی ہے' کہتے ہیں کہ فلاں آدمی آسمان کے پانی سے زیادہ پاک ہے۔ بعض نے کہا کہ اس طرف اشارہ ہے کہ آبِ زم زم کا چشمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے جاری ہوا' اور زم زم کا پانی آسمان قدس وطہارت سے نازل ہوا۔ جو فیض بھی زمین میں پیدا ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے آسمان سے نازل فرماتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ انصار کو خطاب ہے کیونکہ وہ عامر بن حارثہ ازدی کی اولاد ہیں' ان کا لقب ''ماء السماء'' تھا کہ لوگ اس کے سبب سے بارش طلب کیا کرتے تھے' بعض نے کہا کہ مراد تمام عرب ہیں اور انہیں یہ نام اس لیے دیا کہ وہ بارش کی پیروی کرتے ہیں' جہاں بارش ہو وہیں سکونت اختیار کرتے ہیں۔
(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۴۴ مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۶۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے' وہ ایک مضبوط رکن کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی بات قبول کرلیتا۔ (بخاری ومسلم)

28/28

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کوئی شک نہیں کیا بلکہ انہوں نے علم میں اضافہ طلب کیا ہے اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا O'' (طٰہٰ:۱۱۴) ''اے محبوب! تم کہو: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما O'' اور علم میں اضافہ کی طلب کو بطور مشاکلت شک فرمایا' اور امام مزی نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوسکتا تو میں اس کا زیادہ حق دار تھا اور تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں نے شک نہیں کیا تو جان لو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا' اور نبی کریم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی ذات پر تواضعاً ترجیح دی یا ابھی آپ کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ اولادِ آدم میں سب سے افضل ہیں' اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ انہیں علم الیقین سے عین الیقین کے مرتبہ پر ترقی حاصل ہو (کسی چیز کا یقینی علم ہو لیکن مشاہدہ اور تجربہ نہ ہو تو وہ علم الیقین ہے اور اگر مشاہدہ بھی ہو جائے تو عین الیقین ہے اور اگر مشاہدہ کے ساتھ تجربہ بھی حاصل ہو جائے تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) یا ان کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ جب انہوں نے مشرکین پر دلیل قائم کی کہ میرا رب زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے' تو پھر آپ نے یہ سوال کیا تا کہ اپنی دلیل کو عیاناً ظاہر فرمائیں۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں ''نحن'' کا کلمہ تعظیم کے لیے نہیں' ورنہ یہ سوال ہوگا کہ آپ نے تو یہ کلمہ بطور تواضع فرمایا تھا (پھر تعظیم کا کلمہ ''نحن'' کیوں ذکر فرمایا؟) بلکہ معنی یہ ہے کہ اپنی امت سمیت ہم سب مردوں کے زندہ کرنے پر اللہ کی قدرت میں شک نہیں کرتے' بلکہ عموماً تمام امتوں میں سے ہماری جماعت احیاءِ موتی پر اللہ کی قدرت پر اعتقاد رکھتی ہے' اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو انبیاء کرام میں سے مرتبہ توحید میں کامل ترین ہیں' حتیٰ کہ ہماری امت کو ان کے سیدھے اور مضبوط راستے کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے تو پھر وہ کیسے شک کر سکتے ہیں' اگر وہ شک کر سکتے حالانکہ وہ معصوم اور متبوع ہیں' تو ہماری امت تو ان کے ساتھ لاحق اور ان کے طریقہ کی تابع ہے تو پھر ہم شک کے زیادہ حق دار تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ اگر میں اتنی طویل مدت قید میں ٹھہرتا تو بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس کا واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نو سال تک قید میں رہے' جب مصر کے بادشاہ نے آپ کو طلب کیا تا کہ آپ کو رہا کر کے اپنا مقرب بنالے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیل سے باہر آنے میں توقف فرمایا اور جلدی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ پہلے ان عورتوں سے میری عصمت وعزت کی تحقیق کی جائے جنہوں نے مجھے دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے' اس کے بعد میں جیل سے باہر آؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اتنی طویل مدت جیل میں گزارتا اور کوئی مجھے رہائی دلوانا چاہتا تو میں جلدی قبول کر لیتا اور تحقیق حال کی انتظار نہ کرتا۔ بعض نے نبی کریم ﷺ کا یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر' ثابت قدمی اور استقامت

کی تعریف پر محمول کیا ہے کہ اتنی طویل مدت جیل میں مشقت برداشت کرنے کے بعد اس سے زیادہ استقامت کیسے متصور ہو سکتی ہے 'اگر میں بھی وہاں ہوتا تو جلدی رہائی کو قبول کر لیتا' اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان حضرت یوسف علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ کے لیے بطور تواضع ہے۔ ورنہ نبی کریم ﷺ تمام اولوالعزم انبیاء کرام سے زیادہ استقامت والے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کلام میں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقصیر کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے جیل سے باہر آنے میں جلدی کیوں نہیں کی حالانکہ ان کا جیل سے باہر آ کر لوگوں میں تشریف لانا ان کی ہدایت کا سبب تھا' بلکہ وہ تو ان لوگوں کی جانب مبعوث رسول تھے۔ اسی لیے انہوں نے قیدیوں کو دعوتِ توحید دی اور فرمایا: ''یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُO'' (یوسف:۳۹) ''اے میرے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک ہی رب اللہ واحد و قہار بہتر ہےO'' لہٰذا انہیں چاہیے تھا کہ وہ جلدی باہر تشریف لاتے اور انہیں دعوتِ توحید دیتے اور اپنے نفس کی براءت کے لیے توقف نہ فرماتے' لیکن اس کلام پر اعتراض ہے کیونکہ پہلے نفس کی براءت ثابت کرنے سے دعوت و تبلیغ زیادہ مؤثر ہوتی تھی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۴۸' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۵۶۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَاءُ فَاِذَا مُوْسٰی ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شُنُوْءَۃٍ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَیْتُ بِہٖ شِبْھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَیْتُ بِہٖ شِبْھًا صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ وَرَاَیْتُ جِبْرِیْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَیْتُ بِہٖ شِبْھًا دِحْیَۃُ بْنُ خَلِیْفَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام پیش کیے گئے' میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' جن اشخاص کو میں نے دیکھا ہے ان میں وہ عروہ بن مسعود کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' وہ تمہارے صاحب کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' نبی کریم ﷺ کی مراد خود اپنی ذات تھی' اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا' میرے دیکھے ہوئے اشخاص میں وہ دحیہ کلبی کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ (مسلم)

۵۶۴ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَہٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُّضْطَرِبٌ رَجِلُ الشَّعْرِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شُنُوْءَۃَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی رَبْعَۃً اَحْمَرَ کَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ وَاَنَا اَشْبَہُ وَلَدِہٖ بِہٖ قَالَ فَاُتِیْتُ بِاِنَاءَیْنِ اَحَدُھُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِیْہِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّھُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُہٗ فَقِیْلَ لِیْ ھُدِیْتَ الْفِطْرَۃَ اَمَا اَنَّکَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میری موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی' وہ سیدھے بلند و بالا قامت والے مرد ہیں' ان کے بال سیدھے ہیں' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی' وہ درمیانی قامت کے سرخ رنگ والے مرد ہیں گویا کہ وہ حمام سے نکل کر آئے ہیں' اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی اولاد میں' میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ ہوں' آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک برتن میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی' مجھے کہا گیا کہ دونوں میں سے جو چاہے لے لو' میں نے دودھ لے کر پی لیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کی دینِ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے' اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری و مسلم)

۵۶۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ

مُوْسٰى رَجُلًا اٰدَمَ طِوَالًا جَعْدًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گندمی رنگ والے' دراز قامت' گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ درمیانی قامت والے' سرخ وسفید رنگ کی طرف مائل' سیدھے بالوں والے مرد ہیں' اور میں نے مالک' جہنم کے خازن کو دیکھا' اور میں نے دجال کو دیکھا' آپ نے انہیں ان نشانیوں میں ملاحظہ فرمایا' جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلائی تھیں' لہٰذا تم ان کے ساتھ آپ کی ملاقات میں شک نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَّاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْلَفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: وادی ازرق' آپ نے فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اور آپ نے ان کے بالوں اور رنگ کے متعلق کچھ ذکر فرمایا (اور فرمایا کہ) وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند آواز سے آہ وزاری کرتے ہوئے اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں' پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گھاٹی پر پہنچے' آپ نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہرشیٰ یا لفت۔ آپ نے فرمایا: گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں' انہوں نے اُونی جبہ پہنا ہوا ہے' ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کی چھال کی ہے' وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔

(مسلم)

٨٥٦٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان مرد اور یہودی کے درمیان لڑائی ہوگئی' مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام وتمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا' اس یہودی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس واقعہ کی خبر دی جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا' نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو بلا کر اس واقعہ کے متعلق استفسار فرمایا' مسلمان نے آپ سے یہ ماجرا عرض کیا' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا' سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا' میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے

الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ کَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ کَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ.

تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہیں یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَۃِ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں از خود نہیں جانتا کہ طور والے دن کی بے ہوشی سے ان کا حساب کر لیا گیا ہے یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے ہیں' اور میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متّٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ مُتَّفَقٌ علیہ.

اور ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہونے والی حدیث پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ روزِ قیامت لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا' سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا' میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا تو وصال ہو چکا ہے' انہیں بے ہوشی کیسے لاحق ہوگی' بے ہوش تو زندہ حضرات ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہاں گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی مراد ہو کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد جب زمین و آسمان پھٹ جائیں تو گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو' اس کی تائید لفظ ''یفیق'' اور لفظ ''افاق'' سے ہوتی ہے' کیونکہ افاقہ غشی سے ہوتا ہے اور موت سے اٹھنے کے لیے افاقہ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ بعث کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا کہ انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوگا' ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اس وقت کا ہو جب آپ کو یہ علم نہ ہو کہ میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمانے کی توجیہات

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو' حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں تو پھر فضیلت دینے سے منع کیوں فرمایا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اس شخص کو فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو اپنی رائے سے فضیلت دے اور جو دلیل سے فضیلت بیان کرے' اسے منع نہیں فرمایا۔

(۲) اس طرح کی فضیلت سے منع فرمایا ہے جس سے مفضول کی توہین لازم آئے۔

(۳) ایسی فضیلت سے منع فرمایا ہے جو جھگڑے کا باعث بنے۔

(۴) آپ کی مراد یہ ہے کہ مجھے تمام انواع فضائل کے ساتھ فضیلت نہ دو کہ مفضول کے لیے کوئی فضیلت باقی نہ رہے' مثلاً جب امام کہے کہ ہم مؤذن سے افضل ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان کی نسبت سے مؤذن کی فضیلت کم ہے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ'' (البقرہ:

۲۸۵)''ہم ایمان لانے میں اس کے کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے'' اور بعض انبیاء کرام کی بعض پر فضیلت سے منع نہیں فرمایا کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ''(البقرہ: ۲۵۳)''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی''۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۴۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کی پانچ توجیہات ہیں:

(۱) آپ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

(۲) آپ نے یہ ادب اور تواضع کے طور پر فرمایا۔

(۳) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو دوسرے نبی کی توہین کا باعث بنے۔

(۴) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو جھگڑے اور فتنے کا باعث بنے جیسا کہ حدیث کے سبب سے معلوم ہوتا ہے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت سے منع فرمایا کہ نفسِ نبوت میں کوئی فضیلت نہیں' دیگر فضائل و خصائص کی بناء پر فضیلت ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ''(البقرہ: ۲۵۳)''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی''۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۴۰ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:) انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔

۸۵۶۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں' اس نے جھوٹ بولا ہے۔

۸۵۶۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَقَدْ فَقَاَعَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرِهٖ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت' حضرت موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا: اپنے رب کے پاس چلیے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی' ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس حاضر ہو کر عرض کیا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا' اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ واپس لوٹا دی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ' اور عرض کرو: آپ زندگی چاہتے ہیں! اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیے' آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے' اتنے سال آپ زندگی گزاریں گے' فرمایا: پھر کیا ہوگا؟ عرض کیا: پھر آپ کا وصال ہو جائے گا' فرمایا: پھر میں ابھی وصال اختیار کرتا ہوں' اے میرے رب! مجھے

رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں اس جگہ ہوتا تو تمہیں راستے کے ایک جانب سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر انور دکھاتا۔ (بخاری و مسلم)

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی توجیہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ ملک الموت کی آنکھ نکال دیں۔ علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں:

(۱) ہوسکتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تھپڑ مارنے کی اجازت دی ہو اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے فرماتا ہے اور جس طرح چاہے ان کا امتحان لیتا ہے۔

(۲) یہ حدیث مجازی معنی پر محمول ہے اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت سے مناظرہ کیا اور دلائل میں ان پر غالب آگئے جس طرح کوئی آدمی دلیل میں کسی پر غالب آجائے تو کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی، لیکن یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹا دی۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ یہ اللہ کی جانب سے کوئی فرشتہ آیا ہے، انہوں نے گمان کیا کہ یہ کوئی مرد ہے جو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے، انہوں نے دفاع کیا جس کے نتیجہ میں ملک الموت کی آنکھ نکل گئی، انہوں نے قصداً آنکھ نہیں نکالی۔ یہ جواب امام ابوبکر بن خزیمہ وغیرہ متقدمین نے دیا ہے۔ علامہ مازری اور قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار فرمایا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حدیث میں کوئی تصریح نہیں کہ انہوں نے عمداً آنکھ نکالی تھی۔ اگر یہ سوال ہو کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری بار وہ ایسی علامت کے ساتھ آئے تھے، جس سے پتا چل گیا کہ وہ ملک الموت ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات مان لی، لیکن پہلی مرتبہ ایسی کوئی علامت نہیں تھی جس سے پہچان حاصل ہوتی۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۲۸، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

صالحین کے مزارات کے قریب دفن کا استحباب

اس حدیث میں کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! مجھے ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارضِ مقدس سے قریب ہونے کا سوال ارضِ مقدس کی شرافت اور وہاں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کی فضیلت کی بناء پر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ آپ نے محض قرب کا سوال کیا، بعینہٖ بیت المقدس کا سوال نہ کیا تاکہ کہیں آپ کی قبر انور مشہور نہ ہو جائے اور لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت و برکت والے مقامات میں اور صالحین کے مزارات کے قرب میں دفن مستحب ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۲۷، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

۵۷۰ ۸ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی، بے شک موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بچھڑے

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يَلْقَ الْأَلْوَاحَ لَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

کے متعلق جو معاملہ کیا' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی خبر دے دی' مگر انہوں نے تختیاں نہیں گرائیں' اور جب قوم کی حرکت کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو تختیاں گرادیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔ (مسند احمد)

٨٥٧١ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ إِسْتِحْيَاءً فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ أَمَّا بَرَصٌ أَوْ أُدْرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّأَهُ فَخَلَا يَوْمًا وَّحْدَهُ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ أَثْرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى إِنْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدْبًا مِّنْ أَثْرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام باحیاء' پردہ دار مرد تھے' شرم وحیاء کی بناء پر آپ کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا' بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے ان کو ایذاء پہنچائی اور بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ اتنا پردہ محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کے خصیوں میں سوزش ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس الزام سے بَری فرمانا چاہا' تو ایک روز وہ تنہائی میں غسل کرنے لگے' اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے' پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا' موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگے: اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے' حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے' انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑھ کر حسین ہیں' وہ کہنے لگے: بہ خدا! موسیٰ علیہ السلام میں تو کوئی عیب نہیں' آپ نے اپنے کپڑے پکڑ لیے' اور پتھر کو مارنے لگے' اللہ کی قسم! پتھر میں آپ کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لیے ان کی شریعت میں لوگوں کے سامنے ننگے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت حیاء والے تھے اور پردے کو پسند فرماتے تھے' اس لیے آپ تنہائی میں غسل فرماتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر برہنہ چلنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مثلاً علاج وغیرہ کے لیے شرم گاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نقائص اور ظاہری و باطنی عیوب سے پاک تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی نبی کی طرف جسمانی عیوب کی نسبت کرنا' اس نبی کی ایذاء رسانی کا باعث ہے اور ایسے شخص پر کفر کا خدشہ ہے۔ اس حدیث میں سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ظاہر معجزہ ہے' خصوصاً یہ کہ آپ کے عصا مارنے کا پتھر میں اثر ہوا اور اس میں علم پیدا ہو گیا کہ وہ پتھر اللہ کے حکم سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا۔ (عمدۃ القاری ج ١٥ ص ٣٠٢' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٥٧٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرمارہے تھے کہ اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں' حضرت ایوب علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے' ان کے رب نے انہیں نداء دی: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے

تَرٰی قَالَ بَلٰی وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

پرواہ نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

۸۵۷۳ - وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَیْهِ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جس لڑکے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا' اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا' اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا۔ (بخاری' مسلم)

۸۵۷٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ وہ سفید چٹیل زمین پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ (بخاری)

حضرت خضر علیہ السلام کا نام ونسب

اس حدیث میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر ہے' آپ کے نام ونسب میں مختلف اقوال ہیں۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مجاہد نے کہا کہ ان کا نام یسع بن ملکان بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے' اور مقاتل نے کہا: ان کا نام بلیا بن ملکان بن یقطن بن فالغ ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ایلیا بن ملکان ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام خضرون بن عمائیل بن لیفر بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے' یہ کعب کا قول ہے' اور ابن اسحاق نے کہا کہ آپ ارمیا بن حلقیا ہیں اور ہارون بن عمران کی اولاد سے ہیں' اور طبری نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ارمیا تو بخت نصر کے زمانہ میں تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بخت نصر کے درمیان طویل زمانہ ہے' ایک قول یہ ہے کہ وہ خضرون بن قابیل بن آدم ہیں۔

(عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کا لقب خضر تھا' اسے دو طرح سے پڑھا گیا ہے' خاء کے کسرہ اور ضاد کے سکون کے ساتھ خِضْر اور خا کے فتح اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ خَضِر۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۲۲' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

انہیں خضر کہنے کی وجہ حدیث پاک میں بیان فرمائی گئی کہ وہ فروہ بیضاء پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ فروہ بیضاء سے مراد سفید چٹیل زمین ہے کہ وہ صاف اور چٹیل زمین پر بیٹھتے تو وہ سرسبز وشاداب ہو جاتی' لہٰذا انہیں خضر کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ خشک گھاس پر بیٹھتے تو وہ تر وتازہ اور ہرا بھرا ہو جاتا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے تو ان کا اردگرد سبز ہو جاتا' اس لیے انہیں خضر کہا گیا۔

(عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

سیّدنا خضر علیہ السلام کی نبوت کی بحث

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی؟ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نبی تھے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حمری مفسر اور ابوعمرو نے کہا ہے کہ وہ نبی ہیں اور ان کے مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور قشیری اور کثیر علماء نے کہا کہ وہ ولی ہیں اور ماوردی نے اپنی تفسیر میں تین اقوال نقل کیے: (۱) وہ نبی ہیں (۲) وہ ولی ہیں (۳) وہ فرشتہ ہیں' اور یہ تیسرا قول غریب اور باطل

ہے۔ مازری نے کہا کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا ولی؟ ان کی نبوت کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا: ''مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ'' (الکہف: ۸۲) ''اور یہ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی ہیں اور ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ علم تھا اور ولی کا نبی سے اعلم ہونا بعید ہے دوسرے حضرات نے جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی فرمائی ہو کہ وہ خضر علیہ السلام کو یہ حکم دیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور کا یہی نظریہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ ان کے واقعہ میں ایسی چیزیں ہیں جو ان کی نبوت کی دلیل ہیں اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نبی ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نیک بندے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فرشتہ تھے اور یہ انتہائی غریب قول ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بیان

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات میں بھی اختلاف ہے لیکن جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ اکابر اولیاء کاملین کی ان سے ملاقات ثابت ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام معمر نبی ہیں لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر رہتے ہیں دنیا کے آخر تک باقی رہیں گے ایک جماعت نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے جن میں سے امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ بھی ہیں اور صدرالدین قونوی صوفی نے کہا ہے کہ ان کا وجود عالم مثال میں ہے لیکن ان حضرات کے پاس کوئی قوی حجت نہیں اور یہ حدیث کہ اگر خضر زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے یہ صحیح نہیں۔ ان کے وجود پر یہ دلیل ہے کہ تواتر سے اولیاء و صالحین کے ساتھ ان کی ملاقات ثابت ہے۔

(نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۲۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ آپ پیغمبر ہیں لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور آب حیات پینے کی وجہ سے قیامت تک زندہ ہیں۔ جمہور علماء صوفیاء اور بہت سے صالحین کا یہی نظریہ ہے بعض کبار محدثین مثلاً امام بخاری و ابن مبارک اور بعض دوسرے لوگ مثلاً حربی اور ابن جوزی نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے۔ شرح قصیدہ امالیہ میں اسی طرح منقول ہے۔ مشائخ کے کلام میں ان کا ذکر اس قدر کثرت سے ہے کہ شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ حضور سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ہے کہ ایک دفعہ ان کے خطاب کے دوران حضرت خضر علیہ السلام ہوا سے گزرے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اسرائیلی! رک جاؤ! اور محمدی کا کلام سنو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے مشائخ کو وصیت فرمائی کہ تم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس کو لازم پکڑ لو کہ وہاں برکات کا نزول ہوتا ہے اور سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ بات صوفیاء کرام اور اہل معرفت و صلاح کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اولیائے کاملین کے ان کی زیارت کرنے ان کی مجلس میں شریک ہونے ان سے علم حاصل کرنے ان سے سوال و جواب کرنے

اور متعدد مقاماتِ شریفہ پر ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار حکایات ہیں۔ شیخ ابوعمرو بن صلاح نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں' اور صالحین بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہیں' بعض محدثین کا اس مسئلہ میں انکار شاذ ہے۔
(منہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور علمائے کرام خصوصاً مشائخ طریقت و حقیقت اور اربابِ مجاہدات و مکاشفات کا نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے' بیابانوں میں ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز' ابراہیم بن ادھم' بشر حافی' معروف کرخی' سری سقطی' جنید اور ابراہیم خواص وغیرہم رضی اللہ عنہم نے ان کی زیارت کی۔ ان کی حیات کے دلائل ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیے ہیں۔ امام بخاری' ابراہیم حربی' ابن جوزی اور ابوالحسین منادی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ان کا وصال ہو گیا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ'' (الانبیاء: ۳۴) ''ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام ثابت نہیں کیا''۔

اور دوسری دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے یا ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی آج کے روز زندہ ہے' اس پر سو برس نہیں گزریں گے۔ جمہور نے آیہ مبارکہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے بلکہ وہ دنیا کے ختم ہونے تک باقی رہیں گے اور جب صور پھونکا جائے تو وہ فوت ہو جائیں گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' (الانبیاء: ۳۵) ''ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے''۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کا ظاہر مراد نہیں کیونکہ ایک جماعت سو سال سے زائد زندہ رہی' جن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں' ان کی زندگی تین سو برس ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ایک سو برس زندہ رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اسی زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا' قیامِ قیامت تک کے وقت کی طرف اشارہ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں اس کے بعد کثیر مخلوق سو برس سے زائد زندہ رہی۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ خضر علیہ السلام اس وقت زمین پر نہیں تھے' وہ سمندر میں تھے۔ بعض نے کہا: حضرت خضر علیہ السلام اس حکم سے مخصوص ہیں' جس طرح بالاتفاق ابلیس اس حکم سے مخصوص ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۳۰۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق جمہور علمائے اسلام کا یہی نظریہ ہے کہ وہ زندہ ہیں' نیز بعض روایات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ان کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کی حیات کے منکرین زمانہ اقدس میں بھی ان کی حیات کے قائل نہیں' لہٰذا یہ احادیث بھی حیاتِ خضر علیہ السلام کے قائلین کے لیے دلیل ہوں گی۔ حیاتِ خضر کے خلاف جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں' ادنیٰ تامل سے ان کے جوابات واضح ہو جاتے ہیں۔ محض چند کمزور عقلی خدشات کے پیش نظر جمہور علماء کرام' جلیل القدر محدثین اور اکابر اولیائے امت کے نظریات اور مکاشفات کو رد کرنا سلامتی کا طریقہ نہیں۔ اللہ رب العزت حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

۸۵۷۵ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی' آپ اپنی سواری کے جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسنے سے پہلے پہلے زبور کی تلاوت کر لیتے اور آپ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔ (بخاری)

سیّدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن (زبور) آسان فرمادیا گیا تھا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن سے زبور مراد ہے اور زبور کو قرآن اس لیے فرمایا کیونکہ قراءت کے طریقے سے اس کا اعجاز بیان کرنا مقصود تھا اور حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے زمانہ لپیٹ دے جس طرح ان کے لیے مکان لپیٹ دیا جاتا ہے' اور اس کا ادراک صرف فیض ربانی سے ہی ہوسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ معجزہ خلافِ عادت ہے اور اختلاف یہ ہے کہ اس میں زمانہ کو وسیع کیا گیا تھا یا کلام کو لپیٹ دیا گیا تھا۔ پہلی بات زیادہ ظاہر ہے کہ زمانہ کشادہ کر دیا گیا تھا' اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے شب معراج زمانہ بھی وسیع کر دیا گیا اور مکان بھی لپیٹ دیا گیا۔ آپ کے متبعین کو بھی یہ شان حاصل ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ سوار ہوتے وقت الفاظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ اور معانی کو سمجھتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسری زین میں قدم رکھنے تک مکمل قرآن مجید ختم فرمالیتے۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانفس میں بعض مشائخ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت قرآن مجید شروع کیا اور بابِ کعبہ کے سامنے پہنچنے تک قرآن مجید ختم فرمالیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے اوّل سے لے کر آخر تک ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف سنا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۷۶ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ اِمْرَاَتَانِ مَعَهُمَا اِبْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوُدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو عورتوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے بیٹے تھے' بھیڑیا آ کر ان میں سے ایک عورت کا بیٹا اٹھا کر لے گیا' اس کے ساتھ والی عورت نے کہا: بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے' اور دوسری عورت نے کہا: نہیں! تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے' دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا' آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' وہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی' انہوں نے فرمایا: چھری لاؤ! میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں' چھوٹی عورت نے کہا: ایسا نہ کیجئے! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ اسی کا بیٹا ہے' آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا داؤد و سیّدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے فیصلوں میں اختلاف کا قصہ

اس حدیث میں سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی دو عورتوں کا قصہ بیان فرمایا گیا' دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے تھے بھیڑیا آ کر ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا تو ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے۔ سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اس کے بعد سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ دونوں بچے ہم شکل تھے یا پھر ایک عورت

چھوٹی تھی' لیکن اس نے جان بوجھ کر یہ دعویٰ کیا تا کہ مفقود بچے کی بجائے موجود بچے سے ہی انس حاصل کرے یا کسی اور فاسد غرض کی بناء پر اس نے جھوٹ بولا۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا کیونکہ وہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور شرعی قاعدہ کے مطابق قبضے والے کے حق میں فیصلہ کیا جاتا ہے' یا پھر علم قیافہ کے اعتبار سے وہ بچہ بڑی عورت کے مشابہ تھا' اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کیا' کیونکہ تفتیش سے صورتِ حال واضح ہو گئی کہ چھوٹی عورت کے دل میں بچے کے لیے جذبہ شفقت و رحمت ہے اور بڑی عورت بچے کے معاملہ میں سنگ دل ثابت ہوئی' بلکہ اس نے بچے کے ساتھ عداوت والا معاملہ کیا' اس قرینہ کی بناء پر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ شارح علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سیّدنا داؤد و سیّدنا سلیمان علیہما السلام میں سے دونوں کا فیصلہ حق تھا کیونکہ دونوں مجتہد تھے اور اس معاملہ میں دونوں کے فیصلے کی مدار قرینہ پر تھی' البتہ جس قرینہ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا' وہ ظاہر کے اعتبار سے قوی تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی شریعت میں قرینہ حالیہ گواہ کے قائم مقام ہو' یعنی اگر چہ بچہ ایک عورت کے قبضہ میں تھا مگر قرینہ حالیہ کو گواہ کے قائم مقام کرتے ہوئے دوسری عورت کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے بچے میں بڑی عورت کے ساتھ مشابہت دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرمایا ہو یا ان کی شریعت میں بڑے کو ترجیح ہو یا بڑی کے حق میں اس بناء پر فیصلہ فرمایا ہو کہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور ان کی شریعت میں قبضہ والے کو ترجیح تھی' اور حضرت سلیمان علیہ السلام حیلہ اختیار فرما کر اصل صورتِ حال تک پہنچ گئے' آپ نے دونوں عورتوں کو یہ وہم ڈالا کہ بچے کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں تا کہ جو اصل ماں ہو' اس پر یہ بات دشوار گزرے' بڑی عورت ٹکڑے کرنے پر راضی ہو گئی' جس سے واضح ہو گیا کہ وہ بچے کی ماں نہیں اور چھوٹی عورت اس پر راضی نہ ہوئی' جس سے پتا چل گیا کہ وہ بچے کی ماں ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام حقیقۃً بچے کے ٹکڑے کرنا نہیں چاہتے تھے' اور یہ بھی ممکن ہے کہ بڑی عورت سے اقرار کروایا ہو اور اس نے اقرار کر لیا ہو کہ یہ چھوٹی عورت کا بچہ ہے' لہٰذا اقرار کی بناء پر چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا ہو' محض اس کی شفقت مادری کی بناء پر فیصلہ نہ کیا ہو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حکام بھی معاملات کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ایک واقعہ میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے خلاف فیصلہ کیسے فرمایا' حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فیصلہ کو نہیں توڑتا۔ اس کے متعدد جواب ہیں:

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام نے یقینی فیصلہ نہیں فرمایا تھا۔

(۲) یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فتویٰ تھا' ان کا فیصلہ نہیں تھا۔

(۳) ان کی شریعت میں جب ایک فریق فیصلہ کے بعد مقدمہ دوسرے حاکم کے پاس لے جاتا اور دوسرا حاکم پہلے فیصلہ کے خلاف درست دیکھتا تو پہلے فیصلہ کو فسخ کر سکتا تھا۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اظہارِ حق کے لیے حیلہ فرمایا اور جب بڑی عورت نے اقرار کر لیا تو اس کے اقرار پر عمل کیا' جس طرح فیصلہ کے بعد محکوم لہ (جس کے حق میں فیصلہ ہو) اقرار کر لے کہ حق دوسرے فریق کا ہے تو فیصلہ کے بعد بھی دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۲۴۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۸۵۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات نوے بیویوں کے پاس جاؤں

عَلٰی تِسْعِیْنَ اِمْرَاَۃً. گا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِمِائَۃِ اِمْرَاَۃٍ کُلُّھُنَّ تَاْتِیْ بِفَارِسٍ یُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَہُ الْمَلَکُ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَطَافَ عَلَیْھِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْھُنَّ اِلَّا اِمْرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ جَاءَ تْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّاَیْمُ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں کے پاس جاؤں گا' ہر بیوی کے شہ سوار بیٹا پیدا ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا' فرشتے نے ان سے کہا: ان شاء اللہ کہیے! وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے' پھر وہ سب بیویوں کے پاس گئے' اور ان میں سے صرف ایک زوجہ حاملہ ہوئیں اور ان کے ہاں بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔ (بخاری' مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کوئی کام کرنا چاہے تو یوں کہے: ان شاء اللہ میں یہ کام کروں گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ○ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ. (الکہف: ۲۳۔۲۴)

اور ہرگز کسی بات کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا ○ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

۸۵۷۸ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں۔

۸۵۷۹ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَدِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَّلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (بخاری' مسلم)

۸۵۸۰ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَنْبَیْہِ بِاِصْبَعَیْہِ حِیْنَ یُوْلَدُ غَیْرَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں اپنی انگلیوں سے کچوکے لگاتا ہے' سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے' شیطان ان کو کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ جو بھی انسان پیدا ہوا' اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے' شیطان انہیں کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

پردے سے مراد وہ جلد ہے جس میں پیدا ہونے والا بچہ ہوتا ہے اور اس جلد کو مشیمہ کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ پردے سے مراد وہ کپڑا ہے جس میں بچہ لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی فضیلت ظاہر ہے۔ شیطان نے سیّدہ مریم علیہا السلام پر تسلط کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ حنہ بن فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان

کورو ک دیا' کیونکہ انہوں نے دعا کی تھی:

اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO (آل عمران:۳۶)

میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوںO

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہب بن منبہ نے کہا: جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہا: بت اوندھے ہوکر گر پڑے ہیں' ابلیس نے کہا: کوئی واقعہ رونما ہوا ہے' وہ اُڑا اور زمین کے دونوں کناروں تک گیا مگر کوئی چیز نہ پائی' پھر سمندروں میں گیا اور کوئی چیز نہ پائی' پھر اُڑا تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں اور ملائکہ نے انہیں ڈھانپ رکھا ہے' پھر شیطان نے واپس آ کر بتایا کہ گزشتہ رات اللہ کے نبی پیدا ہوئے ہیں تو شیاطین اس شہر میں بتوں کی عبادت سے مایوس ہو گئے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حکم سے خارج اور مستثنیٰ ہیں' بلکہ آپ اپنے علاوہ باقی اولادِ آدم کے احوال کی حکایت فرما رہے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۵۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَّلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَآئِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَآئِرِ الطَّعَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے بہت سے مرد کامل ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور فرعون کی زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا کامل ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے' جس طرح ثرید کو کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری' مسلم)

حدیث مذکور سے سیّدہ مریم وسیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہما کی نبوت پر استدلال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون رضی اللہ عنہما کامل ہیں۔ اس سے بعض حضرات نے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حصر سے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ انسانوں میں کامل ترین انبیاء کرام علیہم السلام ہیں' پھر اولیاء اور صدیقین اور شہداء ہیں' اگر یہ دونوں نبیہ نہ ہوں تو لازم آئے گا کہ عورتوں میں ان دونوں کے علاوہ نہ کوئی ولیہ ہو نہ صدیقہ' نہ شہیدہ' اور علامہ کرمانی نے کہا کہ لفظ کمال سے ان دونوں کی نبوت کا ثبوت لازم نہیں آتا' کیونکہ لفظ کمال اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو اپنے باب میں انتہاء کو پہنچی ہو' اور حدیث میں مراد یہ ہے کہ یہ دونوں عورتوں میں پائے جانے والے جمیع فضائل میں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس گفتگو سے یہ اشکال ختم نہیں ہوتا' البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت کے کامل ہونے سے اس کا اکمل ہونا لازم نہیں آتا' حتیٰ کہ ان کا نبی ہونا لازم آئے بلکہ کمال کے حصول کے لیے ان کا مرتبہ ولایت تک پہنچنا ہی کافی ہے' اور ان دونوں کے بطورِ حصر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ دونوں ایسے کمالات کے ساتھ مختص ہیں' جن کمالات میں ان دونوں کے ساتھ ان کے زمانہ کی کوئی عورت یا سابقہ امتوں کی کوئی عورت یا مطلقاً کوئی عورت شریک نہیں' کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ عورتیں نبی نہیں ہوتیں' نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا. (الانبیاء:۷)

اور ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجے مگر مرد۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی کھانوں پر فضیلت۔ علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ ثرید کی مثال اس لیے دی کہ ثرید عرب کے کھانوں میں افضل کھانا ہے اور اہل عرب ثرید سے بڑھ کر کسی کھانے کو سیر کرنے والا نہیں خیال کرتے تھے اور جو ثرید گوشت ملا کر تیار کیا جاتا ہے اسے اہل عرب بہت پسند کرتے تھے اور گوشت کے متعلق مروی ہے کہ کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ گویا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت دی گئی ہے جس طرح گوشت کو باقی کھانوں پر فضیلت ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جو ثرید گوشت ملا کر تیار ہوتا ہے اس میں غذائیت اور لذت اور قوت ہوتی ہے اسے تناول کرنا آسان ہوتا ہے کم چبانا پڑتا ہے اور زود ہضم ہوتا ہے۔ ثرید کی مثال دے کر اشارہ کیا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حسن صورت حسن سیرت شیریں کلامی کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت جودت طبع وغیرہ صفات سے نوازا گیا ہے اپنے خاوند کی نگاہ میں محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق انہیں ایسی باتوں کا علم ہے جن کا دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو علم نہیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ روایات بیان کیں جو مرد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر فضیلت دی گئی اس سے مراد یا تو تمام عورتیں ہیں یا حدیث میں مذکور عورتیں مراد ہیں یا جنتی خواتین مراد ہیں یا ان کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں یا اس امت کی خواتین مراد ہیں یا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔

سیدہ عائشہ و سیدہ خدیجہ و سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کی باہمی فضیلت میں اختلاف ہے۔ علامہ اکمل نے کہا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جہان کی عورتوں میں سب سے افضل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں سیدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی مساوات کا احتمال ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما سے بالاتفاق افضل ہیں اس کے بعد سیدہ خدیجہ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا افضل ہیں پھر ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بہت سے علماء حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

ابن عبدالبر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

پیاری بیٹی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو انہوں نے عرض کیا: ابا جان! پھر حضرت مریم کہاں گئیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں۔

بہت سے علمائے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ بدرالدین زرکشی اور علامہ تقی الدین مقریزی شامل ہیں انہوں نے تصریح کی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جہان کی تمام عورتوں حتیٰ کہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ ابن ابی داؤد سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔ اس ارشاد کی شرح میں علامہ مناوی نے فرمایا کہ سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا: ہم

29

کسی کو نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتے۔ بعض نے کہا کہ اسی سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی باقی اولاد بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ ازواجِ مطہرات پر نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کی فضیلت پر وہ حدیث دلیل ہے' جسے ابویعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل (یعنی نبی کریم ﷺ) نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے افضل کے ساتھ نکاح کیا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۵۴ 'مطبوعہ مصطفی البابی' مصر)

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ
سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل کا بیان

ف: اس باب میں حضور سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل و کمالات کا بیان ہے۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جن بے شمار اوصاف و کمالات سے سرفراز فرمایا ہے' ان کا بیان احاطۂ تحریر میں نہیں سما سکتا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے فضائل کی تفصیل اور آپ کی شرافت و کرامت غیر محدود ہے بلکہ آپ کے فضائل و کمالات کا شمار ممکن ہی نہیں۔ اس باب میں مؤلفِ کتاب رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے مبارک عادات و خصائل کا کچھ حصہ اور آپ کے فضائل کی تھوڑی سی جھلک پیش کی ہے' جس سے آپ کے باقی خصائل کا پتا چلتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل عدد و شمار کی حد سے باہر ہیں اور اوّلین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے' اور ان کی حقیقت کو پروردگار عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ اولادِ آدم کے سردار اور تمام پیغمبروں سے افضل ترین ہیں۔ آپ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے' اس کے بعد علماء کرام سے کوئی تصریح نہیں ملتی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۵ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

امام بوصیری رحمہ اللہ آپ کی بارگاہ میں یوں عرض پیرا ہیں:

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لايحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہے کیونکہ وہ کسی شمار میں آ ہی نہیں سکتے' ہمارا کلام آپ کے اخلاق و اوصاف کا مکمل بیان کیسے کر سکتا ہے' کیا ڈولوں سے سمندر خالی کیے جا سکتے ہیں؟

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ آپ کے غیر متناہی کمالات کا بیان کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کناں ہیں:

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۝﴾ (الضحیٰ:۱۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۝

نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے

علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس آیہ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

"فحدث" سے مراد ہے کہ نعمت کا بیان کرو کیونکہ اظہار نعمت شکر یہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی نعمت کا بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا مقصود شکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء ہو اور انہیں اپنے متعلق تکبر اور غرور کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم کوئی نیکی کرو تو اپنے بھائیوں کے سامنے بھی اس کا اظہار کرو تا کہ وہ تمہاری پیروی کریں اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھے تو اسے فرمایا کہ کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو تجھے چاہیے کہ تیرے اوپر اس کا اثر ظاہر ہو' اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھنا محبوب ہے۔ (الصادی علی الجلالین ج ۴ ص ۲۷۹' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور احسانِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے اس احسانِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○ (آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے○

نعمت کا اظہار کرنا حکم خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بڑھ کر اور نعمت کون سی ہو سکتی ہے کہ تمام نعمتیں آپ کے وسیلہ سے ہی ملی ہیں اور تمام نعمتوں کے قاسم آپ ہی ہیں' لہٰذا آپ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں بارہ ربیع الاوّل شریف یا کسی بھی دن اظہارِ خوشی کرنا' جشن منانا' محافلِ میلاد کا انعقاد کرنا اور اس نعمتِ عظمیٰ کا خوب چرچا کرنا حکم ربانی کی تعمیل ہے' شرک یا بدعت نہیں۔

۵۸۸۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا رہا حتیٰ کہ میں ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں' میں موجود ہوں۔ (بخاری)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک آباء واجداد کی طرف انتقال

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ہر زمانے میں اولادِ آدم کے بہترین قرن میں مبعوث فرمایا گیا۔ قرن سے ایک زمانے کے لوگ مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ہر دور میں شرافت و نجابت کے حامل بہترین خاندانوں میں منتقل ہوتا رہا اور سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے سارے آباء واجداد خصائل حمیدہ و فضائل شریفہ سے مزین تھے۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امام ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ عز وجل نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا' تو جبریل علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے مقام سے مٹھی بھر سفید مٹی لائے۔ اس مٹی کو تسنیم کے

پانی سے دھویا گیا اور جنتی نہروں میں غوطہ دیا گیا اور آسمانوں میں اسے پھرایا گیا اور فرشتوں نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے پہلے ہی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا' پھر نورِ محمدی سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دکھائی دینے لگا اور ان سے فرمایا گیا: اے آدم! یہ رسولوں میں سے تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور شیث علیہ السلام ان کے شکم میں آئے تو نورِ محمدی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کی طرف منتقل ہو گیا اور حضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر حمل سے حضرت حواء علیہا السلام کے دو بیٹے پیدا ہوتے' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و کرامت کے پیش نظر حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے پیدا ہوئے' پھر یہ نور پاک و طاہر آباء کی طرف منتقل ہوتا رہا' حتیٰ کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ نور منتقل ہوا اور آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۵۸۳ ۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (یوں محسوس ہو رہا تھا) کہ انہوں نے (کفار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں) کوئی نازیبا بات سنی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں' فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر مخلوق میں رکھا' پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر خاندان میں رکھا' پس میری ذات بھی سب سے بہتر ہے اور میرا گھرانہ بھی سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے کیونکہ انہوں نے کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے سنا تھا' جس طرح قرآن مجید میں کفار کے قول کی نقل ہے کہ انہوں نے کہا:

''لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍO'' (الزخرف:۳۱) ''یہ قرآن ان دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیاO''۔ گویا کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک کی تحقیر کی کہ قرآن مجید کے نزول والا یہ عظیم الشان معاملہ ان دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی کے ہی لائق ہے' جس طرح ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاموش کروانے کے لیے اپنی عظمتِ شان کا بیان فرمایا کہ دوسروں کی بہ نسبت میں اس عظیم الشان کام کا زیادہ مستحق ہوں کیونکہ میرا نسب زیادہ معروف ہے اور میں اپنی اصل اور خاندان کے لحاظ سے اعلیٰ و اشرف ہوں' اسی لیے جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواباً عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے ان کے جواب سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ ہوں' اور اس تاویل کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے کہ جب ابوسفیان سے روم کے بادشاہ ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان عظیم نسب والے ہیں' تو ہرقل نے کہا کہ میں نے تم سے اس نبی کے نسب کے متعلق سوال کیا' تم نے کہا کہ وہ اعلیٰ نسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث

ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا نسب بیان فرمانے کے بعد تحدیثِ نعمت کے طور پر اور اپنی امت کو اپنی متابعت کی ترغیب دلانے کے لیے اپنے حسب ونسب کی طہارت و نظافت کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یعنی جن و انس کو پیدا فرمایا (علامہ طیبی نے فرشتوں کو بھی ساتھ داخل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جن وانس اور فرشتوں کو پیدا فرمایا) اور مجھے ان میں سب سے بہتر مخلوق یعنی انسانوں میں رکھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہتر مخلوق کے دو گروہ یعنی عرب وعجم بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ یعنی عرب میں رکھا' پھر عرب کے مختلف قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ یعنی قریش میں رکھا' پھر قبیلہ قریش کے مختلف خاندان بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی خاندانِ بنو ہاشم میں رکھا تو میں ذات کے اعتبار سے اور خاندان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں' اور اللہ تعالیٰ کے قول میں بھی اسی طرف اشارہ ہے' فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ. تحقیق تمہارے پاس عظمتوں والا رسول تشریف لایا تم میں سب سے نفیس تر خاندان سے۔ (التوبہ:۱۲۸)

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفَسِهِمْ. جب ان میں رسول مبعوث فرمایا' ان میں سب سے نفیس ترین خاندان سے۔ (آل عمران:۱۶۴)

یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب دونوں آیتوں میں قراءت شاذہ صحیحہ کے مطابق ''انفسکم'' اور ''انفسھم'' کی فا پر فتحہ پڑھا جائے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں اہل عرب کے چھ طبقات کی طرف اشارہ ہے' وہ چھ طبقات یہ ہیں: (۱) شعب (۲) قبیلہ (۳) عمارۃ (۴) بطن (۵) فخذ (۶) فصیلہ۔ شعب مختلف قبائل کا مجموعہ ہے اور قبیلہ مختلف عمارات کا مجموعہ تھا اور عمارۃ مختلف بطون کا مجموعہ تھا اور بطن مختلف فخوذ کا مجموعہ تھا اور فخذ مختلف فصائل کا مجموعہ تھا۔

خزیمہ شعب ہیں' کنانہ قبیلہ ہیں' قریش عمارۃ ہیں' قصی بطن ہیں' ہاشم فخذ ہیں اور عباس فصیلہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی ملائکہ اور جن وانس کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر یعنی عرب میں رکھا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں اللہ کے فضل سے ذات کے اعتبار سے مخلوق میں سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان بنایا' رسول بنایا' خاتم الرسل بنایا اور رسولوں کا دائرہ مجھ پر مکمل فرما دیا اور مجھے اس دائرہ کا نقطہ بنایا' تمام کے تمام میرے گرد گھومتے ہیں اور میرے محتاج ہیں اور میں خاندان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب و ارحام میں منتقل فرمایا' یہاں تک کہ بہ ذریعہ نکاح اشرف قبیلہ اور اشرف خاندان میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت سے منتقل فرمایا' لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۴ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت عطا فرمائی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت عطا فرمائی اور بنو ہاشم میں سے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَةَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی۔

۵۵۸۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ. وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس محل کی طرح ہے' جس کی عمارت بڑی خوب صورت ہے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی' دیکھنے والے اس محل کے اردگرد چکر لگا رہے تھے اور اس اینٹ کی جگہ کے علاوہ باقی محل کی حسن تعمیر پر خوش ہو رہے تھے تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ کو پُر کیا ہے' مجھ پر عمارت کو مکمل کر دیا گیا ہے اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔ (بخاری' مسلم)

ختم نبوت کا بیان

اس حدیث میں حضور سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کا ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہونے کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا○ (الاحزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں' ہاں! وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ رب العزت ہر چیز کو جاننے والا ہے○

حضور صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

نبوت آپ پر ختم ہو گئی' آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی' حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے' حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بہ کثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں' ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں' جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے' وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۷۶۳' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

کثیر احادیث کریمہ میں ختم نبوت کا صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ فرمایا: ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی'' میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ فرمایا: ''ختم بی النبیون'' مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم فرما دیا گیا۔ فرمایا: ''انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین'' تمام امتوں میں سے صرف تم میرا حصہ ہو اور تمام انبیاء کرام میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ فرمایا: ''لم یبق من النبوۃ الا الرویا الصالحۃ یراھا المسلم'' نبوت سے سچے خوابوں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی جنہیں مسلمان دیکھے گا۔ فرمایا: ''ان

الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی "یقیناً رسالت ونبوت ختم ہوگئی لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔ فرمایا: "لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ الغرض کثیر احادیث شاہد ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور آپ ہی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بعد زمین پر تشریف لائیں گے وہ بھی آپ کے امتی بن کر اور آپ کی شریعت کے متبع ہوکر تشریف لائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جو کوئی آپ کو آخری نبی نہ مانے یا آپ کے بعد اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس اجماعی عقیدہ کے خلاف تحذیر الناس کے مؤلف بانی دار العلوم دیوبند محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کا عقیدہ ونظریہ بھی ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں:

عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۶ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مذکورہ بالا عبارت میں امت کے اجماعی عقیدہ کو عوام کا خیال قرار دے کر مسترد کر دیا گیا، مزید لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس ص ۲۲ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

حاشیہ پر وضاحت کرتے ہیں:

یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

(حاشیہ تحذیر الناس ص ۲۲ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مزید تحریر کرتے ہیں:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۴۲ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مذکورہ بالا عبارات میں مؤلف تحذیر الناس نے جہاں ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی، وہیں حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کے الفاظ لکھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ درود شریف کی جگہ م یا صلعم کہنا یا لکھنا ہرگز کافی نہیں۔ علمائے کرام نے اس پر سخت حکم لگایا ہے اور اسے باعث محرومی قرار دیا ہے۔ طحطاوی میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دلی نہ کی جائے، اگرچہ اصل میں درود شریف نہ بھی مذکور ہو اور اپنی زبان سے بھی درود شریف پڑھے اور تحریر میں درود شریف یا رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ مکمل لکھنا چاہیے، اور تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا، وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تخفیف کسی شک کے بغیر کفر ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۶ مطبوعہ مکتبہ عربیہ کوئٹہ)

۵۸۶ ـ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے اور اچھے اعمال کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ (شرح السنہ)

۵۸۷ ـ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے اس وقت خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا،

إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّامِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور گارے کے درمیان تھے' اور میں تمہیں اپنے (ظہور نبوت والے) معاملہ کی ابتداء سے آگاہ کرتا ہوں' میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں' اور اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں' جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا' ان سے ایک نور ظاہر ہوا' جس سے ان کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (شرح السنہ)

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے ولادت کے وقت دیکھا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ یہاں دونوں احتمال ہیں' خواب میں دیکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اور بیداری میں دیکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے' اگر خواب میں دیکھنا مراد ہو تو وضعت کا معنی ہے: جب ولادت کا وقت قریب ہوا' جس طرح کہ ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے کہ جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ تم یوں کہو کہ میں انہیں ہر حاسد کے شر سے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس سے پہلے جب آپ حاملہ ہوئیں تو دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ تم اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہو' اور اگر یہ عالم بیداری کا واقعہ ہو تو پھر ''رَاَتْ'' فعل کا مفعول بہ محذوف ہوگا' جو بعد والے قول ''قد خرج'' سے سمجھا جا رہا ہے (یعنی پھر ''رَاَتْ'' والے قول کا معنی یہ ہوگا کہ میری والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے) اور یہ دکھائی دینے والے نور کی تعبیر' آپ کی نبوت کا ظہور ہے کہ آپ کی نبوت کا فیضان مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا اور اس سے کفر و گمراہی کی ظلمتیں مٹ گئیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

اوّلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: (میرے لیے نبوت اس وقت ثابت ہوئی) جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح اور جسم کے درمیان تعلق سے پہلے آپ کے لیے نبوت ثابت ہے اور نبوت وصف ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف ہیں اور وصف' موصوف کے بغیر نہیں پایا جاتا' لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے موجود ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت ثابت تھی جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے' یعنی آدم علیہ السلام کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی اور ان کی روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہ ہوا تھا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدم و سابق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالبشر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہیں' لہٰذا آپ

تمام انسانوں سے پہلے ہیں اور اوّل البشر ہیں۔ اسی سے نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے اس لیے کہ اگر آپ محض بشر ہوتے تو ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے مقدم کیسے ہو سکتے تھے کہ بشریت کی ابتداء تو سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہورہی ہے۔ نبی کریم ﷺ شانِ بشریت کے لحاظ سے سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے بعد ہیں لیکن شانِ نورانیت کے لحاظ سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے ہیں۔ بلکہ آپ صرف اوّل البشر ہی نہیں بلکہ اوّل الخلق بھی ہیں۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک میں ہے' جسے امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم رضی اللہ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ امام قسطلانی' علامہ ابن حجر مکی' علامہ فاسی' علامہ زرقانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرھم اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے ائمہ نے اسے اپنی تصنیفات میں ذکر فرمایا اور اس حدیث سے استناد فرمایا۔ حضرت سیدنا جابر بن سیدنا عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ''یا جابر ان اللّٰہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ'' اے جابر! بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۷۱' مطبوعہ المکتب الاسلامی' بیروت' شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۴۶' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کی اوّلیت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۝ (الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

تم فرماؤ: بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے' جو سارے جہان کا رب ہے۝ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۝

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اختیاری یا غیر اختیاری طور پر اسلام لانے والی نہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ۝ (آل عمران: ۸۳)

اور اسی کے لیے اسلام لانے والے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں' خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۝

جب عالمین کا ہر ذرّہ خوشی یا ناخوشی سے اسلام لانے والا اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والا ہے' اور حضور سیّد المرسلین ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والے ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ آپ اوّل الخلق ہیں اور ساری کائنات سے پہلے ہیں' اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت حضور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی ۔۔۔ اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہی جان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو ۔۔۔ جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

عالم ارواح میں نبوتِ مصطفیٰ ﷺ پر حدیث مذکور سے محدث اعظم پاکستان کا استدلال

محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ اس حدیث پر اپنے عربی حاشیہ میں فرماتے ہیں:

نبوۃ نبیّنا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

ہمارے نبی ﷺ کی نبوت اس عالم انسانیت سے پہلے ثابت ہے۔

وصحبہٖ وسلم ثبت قبل ھذا العالم الانسانی.

(قلمی حاشیہ محدث اعظم پاکستان بر مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳ 'مطبوعہ نور محمد' مالک اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب' دہلی)

دوسرے مقام پر مشکوٰۃ المصابیح کے اسی نسخہ پر ص ۱۲۸' حاشیہ: ۴ پر صاحب مرقات کا یہ قول مذکور ہے:

والا ظھر انہ کان قبل الاربعین ولیا ثم بعدھا صار نبیا ثم صار رسولًا.

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے ولی تھے' پھر نبی ہوئے پھر رسول ہوئے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ العزیز نے اس پر یہ حاشیہ تحریر کیا:

لا بل الا ظھر انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان نبیا فی عالم الارواح کما صرح فی الحدیث متی وجبت لك النبوۃ یا رسول اللّٰہ قال و ادم بین الروح والجسد من روایۃ الترمذی بل الا ظھر انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان نبیا بعد الولادۃ و قبل الولادۃ من عالم الارواح ولکن ظھر نبوتہ ورسالتہ عند الناس بعد الاربعین والتحقیق عند المحققین انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان معصوما فی الاحوال کلہ ظاھرہ وباطنہ قبل البعثۃ وبعد البعثۃ کیف ھو صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نور اللّٰہ تعالٰی علی الاطلاق فتدبر.

سردار احمد غفرلہ.

نہیں! بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ عالم ارواح میں نبی تھے جس طرح کہ حدیث میں تصریح ہے کہ (آپ سے سوال کیا گیا:) آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی) بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے' البتہ لوگوں کے سامنے آپ کی نبوت و رسالت بعثت کے بعد چالیس سال کی عمر مبارک کے بعد ظاہر ہوئی' اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ ﷺ ظاہر و باطن' بعثت سے پہلے اور بعد میں تمام احوال میں معصوم تھے' یہ کیسے نہ ہو حالانکہ آپ ﷺ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں' لہٰذا غور و فکر کیجئے۔ سردار احمد غفرلہٗ

۵۸۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِاَهْلِ السَّمَاءِ ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (الانبیاء:۲۹) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۝لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:۱-۲) قَالُوْا وَفَضَّلَهُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے' لوگوں نے عرض کیا: اے ابو عباس! اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان والوں پر کیسے فضیلت عطا فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا: اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے' ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۝ (الانبیاء:۲۹) اور اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد ﷺ سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی۝ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے' تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے' (الفتح:۱-۲) لوگوں نے عرض کیا: انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کو کس طرح فضیلت حاصل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں ہی مبعوث فرمایا ہے' تا کہ وہ انہیں واضح بیان فرمائے'

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (ابراہیم:٤) اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:٢٨) فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

پھر اللہ جسے چاہے گمراہ فرماتا ہے' (ابراہیم:۴) اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو فرمایا: اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے' (سبا:۲۸) پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ (دارمی)

انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل آسمان پر فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان

اس حدیث پاک میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اہل آسمان پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آسمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خطاب رعب و دبدبہ اور جلال پر مبنی ہے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شفقت و رحمت کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہر رسول کسی مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوا مگر محبوبِ کریم ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کا بیان یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ ہر نبی ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہے اور نبی کریم ﷺ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسل کرام علیہم السلام مخلوق کی صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے اور بتوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ رب العزت کی عبادت کی طرف لگانے کے لیے تشریف لاتے ہیں' لہٰذا جو رسول اس (تبلیغ والے) معاملہ میں زیادہ تاثیر والا ہوگا' وہی افضل ہوگا اور نبی کریم ﷺ اس معاملہ میں تمام سے سبقت حاصل فرما گئے کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت کسی قوم اور زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ آپ کا دین زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٥٩٠ ٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: ایک ماہ کی مسافت تک (دشمن پر) میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے اور اس سے تیمم جائز کر دیا گیا ہے' لہٰذا میری امت کا جو شخص نماز کا وقت پائے تو نماز پڑھ لے اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا' اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے اور ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ (بخاری' مسلم)

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے پوری روئے زمین سجدہ گاہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شرح السنہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اہل کتاب کے لیے صرف ان کے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز مباح تھی اور اس امت پر تخفیف و آسانی کے لیے وہ جہاں بھی ہوں' ان کے لیے نماز مباح کر دی گئی ہے' پھر حمام' مقبرہ اور ناپاک جگہ کو مخصوص کر دیا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ سابقہ امتیں صرف اسی جگہ نماز پڑھ سکتی تھیں' جس جگہ کی طہارت کا انہیں یقین ہوتا تھا لیکن اس امت کو خصوصیت عطا فرمائی کہ ان کے لیے تمام روئے زمین پر نماز جائز فرما دی گئی سوائے ان مقامات کے جن کی نجاست یقینی ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

تمام اجزائے زمین سے تیمم کے جواز کا بیان

اس حدیث میں پوری روئے زمین کے طہور ہونے کا ذکر ہے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمم جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس روایت سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہما نے استدلال کیا ہے کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمم جائز ہے اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہما نے دوسری روایت (جس روایت کے الفاظ یہ ہیں کی زمین کی تربت (مٹی) کو ہمارے لیے طہور بنا دیا گیا) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف مٹی کے ساتھ تیمم جائز ہے۔ ان حضرات نے مطلق روایت (جس میں زمین کا ذکر ہے) کو مقید روایت (جس میں تربت کا ذکر ہے) پر محمول کیا ہے (یعنی ان کے نزدیک مطلق روایت میں بھی ''الارض'' سے زمین کے تمام اجزاء مراد نہیں بلکہ صرف مٹی مراد ہے' جس طرح کہ دوسری روایت میں صراحۃً مٹی کا ذکر ہے)۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۷' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف غبار والی مٹی کے ساتھ تیمم جائز ہے' ان کا استدلال مسلم کی حدیثِ حذیفہ سے ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ''وجعلت لنا الارض کلھا مسجدا وجعلت تربتھا لنا طھورا'' اور ہمارے لیے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا اور ہمارے لیے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ (صحیح مسلم' کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ' باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۱۶۵' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت) اس کا جواب اصیلی کے قول سے دیا گیا ہے کہ ابومالک ان الفاظ میں متفرد ہیں اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ روایت اس مطلق روایت کے لیے مخصص ہے' کیونکہ تخصیص تو یہ ہے کہ جن افراد کو عموم شامل ہے' انہیں حکم سے نکال دیا جائے اور اس حدیث نے تو حکم سے کسی چیز کو نہیں نکالا' بلکہ پہلا اسم (لفظِ ارض) جن کو شامل تھا' ان میں سے ایک فرد کو باقی افراد کے ساتھ حکم میں موافق ہونے کی بناء پر متعین کیا ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں ہے:

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ○ (الرحمٰن: ۶۸)

ان میں پھل اور کھجوریں اور انار ہیں ○

دوسرے مقام پر ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ. (البقرہ: ۹۸)

جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے۔

ان آیات میں تعظیم و تشریف کے طور پر بعض افراد کو متعین کیا ہے' اسی طرح حدیثِ حذیفہ میں مٹی کا ذکر ہے (کہ مٹی کو ذکر کر کے متعین کر دیا ہے لیکن باقی اجزائے زمین کی نفی نہیں) نیز حدیث مذکور میں لفظ ''تـراب'' کو مخصوص ہونے کی وجہ سے متعین نہیں کیا بلکہ اس لیے متعین کیا گیا ہے کہ مٹی پر زیادہ قدرت ہوتی ہے اور زمین کے اجزاء میں مٹی زیادہ غالب ہے' نیز ہم جواباً کہتے ہیں کہ ہمارا استدلال لفظ ''صعید'' سے ہے (قرآن مجید میں ہے: ''فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا'' (النساء:۴۳)) اور ''صعید'' روئے زمین کو کہتے ہیں' فقط مٹی کو نہیں' بلکہ ''صعید'' روئے زمین ہے خواہ مٹی ہو یا چٹان وغیرہ ہو' جس پر مٹی نہ ہو۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

مالِ غنیمت کا حلال ہونا خصوصیتِ مصطفیٰ ﷺ ہے

اس حدیث میں ہے کہ میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے مراد یہ ہے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے لیے غنیمت حلال نہ تھی بلکہ ان کی غنیمتوں کو رکھ دیا جاتا تھا اور آگ آ کر انہیں جلا دیتی تھی۔ ہمارے علماء کرام میں سے بعض شراح نے اسی طرح مطلق ذکر کیا ہے اور ابن ملک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم سے پہلے والی امتوں کو جب مالِ غنیمت میں حیوانات ملتے تو وہ غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت ہوتے تھے' انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں ملتے تھے۔ مالِ غنیمت میں سے خمس لینا یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے اور جب حیوانات کے علاوہ دیگر اموالِ غنیمت حاصل ہوتے تو وہ اسے جمع کر کے رکھ دیتے اور آگ آ کر اسے جلا دیتی۔ میں کہتا ہوں کہ مالِ غنیمت جلانے میں حکمت یہ تھی کہ ان کی نیت میں حسن پیدا ہو اور جہاد میں وہ مرتبہ اخلاص پر فائز ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص شفاعت کا بیان

اس حدیث میں شفاعت کو بھی نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں ذکر کیا گیا ہے' اس سے مراد کون سی شفاعت ہے؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس سے شفاعتِ عظمیٰ مراد ہے جو لوگوں کو میدانِ حشر کے ہول سے نجات دینے کے لیے ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے ساتھ مخصوص شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جس میں سوال رد نہیں کیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوا' انہیں آگ سے نکالنے کے لیے جو شفاعت ہوگی وہ مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں بلندئ درجات کے لیے کی جانے والی شفاعت مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی' آپ انہیں جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں لوگوں کو بلا حساب داخل کروانے کے لیے شفاعت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مختص ہوگی۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۵۸۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ چیزوں سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے' مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے' اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے' اور تمام روئے زمین کو میرے لیے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث

وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ. کیا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (مسلم)

ف: علامہ ھروی نے کہا کہ جامع کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی جمع فرما دیئے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا کلام مبارک بھی جامع ہے کہ اس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸ 'مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

خصوصیات کے متعلق وارد احادیث میں اعداد کے اختلاف کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ وجوہ سے فضیلت ہے۔ اس سے پہلی والی حدیث میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے' اس کے علاوہ دیگر روایات میں مختلف اعداد کا ذکر ہے' ان میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے گمان میں یہ تعارض نہیں ہے۔ یہ تعارض محض اس وہم کی وجہ سے پیدا ہوا کہ اعداد کا ذکر حصر پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میرے پاس پانچ دینار ہیں' یہ لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس آدمی کے پاس پانچ کے علاوہ دینار نہیں' اور یہ جائز ہے کہ ایک مرتبہ کہے کہ میرے پاس بیس ہیں اور دوسری مرتبہ کہے کہ میرے پاس تیس ہیں' کیونکہ جس کے پاس تیس ہوں' اس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے پاس بیس ہیں اور دس ہیں اور ان میں کوئی تعارض اور تناقض نہیں' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو تین خصائص کی خبر دی ہو' پھر پانچ کی' پھر چھ کی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی چیز کے صراحۃً عدد کا ذکر کرنے سے اس عدد کے ماسوا کی نفی نہیں ہوتی۔ (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۸ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۵۸۹۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَّاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات عطا کر کے مبعوث کیا گیا ہے اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری' مسلم)

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں' آپ کا یہ فرمانِ اقدس علاماتِ نبوت میں سے ہے کہ آپ نے اس فرمان میں اپنی امت کے شہروں کو فتح کرنے کی خبر دی اور آپ نے جس طرح خبر دی تھی' اسی طرح واقع ہوا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸ 'مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

۵۸۹۳ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَاِنِّيْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور میرے لیے جو زمین سمیٹی گئی تھی' عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی' اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے یہ سوال کیا کہ ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے علاوہ کوئی ایسا دشمن مسلط نہ فرمائے جو انہیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر دے اور بے شک میرے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا' میں نے تمہاری امت کے لیے تمہیں یہ چیز عطا فرما دی ہے کہ

بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِىْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے علاوہ ان پر ایسا کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان کو بالکل تباہ و برباد کر دے' چاہے تمام روئے زمین کے لوگ ان کے خلاف جمع ہو جائیں' البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (مسلم)

نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس فرمانِ اقدس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور اسے اکٹھا کر کے آپ کی نگاہِ مبارک کے آئینہ میں ہتھیلی کی طرح کر دیا' اسی لیے آپ نے فرمایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا یعنی پوری زمین کو دیکھ لیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے لیے زمین کو سمیٹ کر آپ کی نگاہِ مبارک کے سامنے کر دینے کا ذکر ہے۔ زمین کو دوبارہ پھیلا کر نگاہِ مبارک سے اوجھل کرنے کا ذکر نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا نبی کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کے سامنے ہتھیلی کی طرح ہے اور آپ ساری دنیا کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ فضائل میں اس قدر دلیل ہی کافی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰه قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه جلیانا من اللّٰه جلاه لنبیه کما جلاه للنبیین من قبله.

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لیے اٹھا کر رکھ دیا ہے تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے' اسے اس طرح ملاحظہ کر رہا ہوں' جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کے لیے کشف و اظہار ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کے لیے اسے منکشف فرما دیا۔

(کنز العمال علی حاشی مسند الامام احمد بن حنبل بہ حوالہ طبرانی و ابونعیم ج ۴ ص ۳۰۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

اللہ رب العزت نے جنت و دوزخ کو محبوب کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کے سامنے منکشف فرما دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور نمازِ ظہر پڑھائی' پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا اور یہ بیان فرمایا کہ قیامت میں بڑے بڑے اُمور ہوں گے' پھر فرمایا کہ جو شخص مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے' جب تک میں اپنے اس مقام پر کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا' آپ بار بار فرما رہے تھے: مجھ سے سوال کرو۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے' پھر آپ بار بار فرماتے رہے: مجھ سے سوال کرو۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور سیّدنا محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں' تو آپ خاموش ہو گئے' پھر فرمایا: مجھ پر ابھی اس دیوار کی چوڑائی میں جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں

دیکھا۔(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الظہر عند الزوال رقم الحدیث:۵۴۰)

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہ مبارک کو یہ وسعت بخشی کہ آپ جس طرح سامنے دیکھتے ہیں اسی طرح پس پشت بھی ملاحظہ فرماتے ہیں بلکہ دلوں میں پیدا ہونے والی خشوع وخضوع کی کیفیت بھی آپ کی نگاہ مبارک سے مخفی نہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے نہ تمہارا خشوع' یقیناً میں تمہیں پس پشت بھی ملاحظہ فرماتا ہوں۔(صحیح البخاری کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ رقم الحدیث:۷۴۱)

اس حدیث میں ماضی کا صیغہ نہیں کہ اسے ایک دفعہ کا واقعہ قرار دیا جائے بلکہ مضارع کے صیغے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عطائے الٰہی آپ کی نگاہ مبارک کو یہ اعجاز وقوت بخش دی گئی ہے اور سینوں کے مخفی امور بھی آپ کی نظر مبارک سے مخفی نہیں۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب میں عرض پیرا ہیں: ؎

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

قضاء مبرم اور قضاء معلق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا۔علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر رحمہ اللہ نے کہا کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضاء مبرم (۲) قضاء معلق۔قضاء معلق وہ ہے جو کسی فعل پر موقوف ہو مثلاً کہے کہ اگر فلاں کام ہوا تو ایسا ایسا ہوگا اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو ایسا ایسا نہیں ہوگا اور قضاء معلق میں تبدیلی آسکتی ہے جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: "یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ" (الرعد:۳۹) "اللہ تعالیٰ جسے چاہے مٹا دے اور جسے چاہے ثابت رکھے"۔اور قضاء مبرم اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں مقدر فرما دیا ہے اور اسے کسی فعل پر معلق نہیں فرمایا۔قضاء کی یہ قسم مکمل طور پر نافذ ہوتی ہے اور یہ کسی چیز پر موقوف نہیں ہوتی کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کا خلاف ناممکن ہے اور قضاء کی اس قسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ" (الرعد:۴۱) "اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے: اس کی قضاء اور حکم کو کوئی ردّ کرنے والا نہیں لہٰذا یہ ارشاد کہ جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا' اس کا تعلق قضاء مبرم سے ہے اس لیے اسے قبول نہیں فرمایا گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ قضائے مبرم کے علاوہ میں انبیاء کرام علیہم السلام مستجاب الدعوات ہیں (قضاء مبرم کا چونکہ خلاف ممکن نہیں لہٰذا قضاء مبرم کے متعلق دعا سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منع فرمادیا جاتا ہے۔۱۲ رضوی غفرلہٗ)۔(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص ۳۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۵۸۹۴ - وَعَنۡ سَعۡدٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسۡجِدِ بَنِیۡ مُعَاوِیَۃَ دَخَلَ فَرَکَعَ فِیۡہِ رَکۡعَتَیۡنِ وَصَلَّیۡنَا مَعَہٗ وَدَعَا رَبَّہٗ طَوِیۡلًا ثُمَّ انۡصَرَفَ فَقَالَ سَاَلۡتُ رَبِّیۡ ثَلَاثًا فَاَعۡطَانِیۡ ثِنۡتَیۡنِ وَمَنَعَنِیۡ وَاحِدَۃً سَاَلۡتُ رَبِّیۡ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' بنو معاویہ کی مسجد کے قریب سے گزرے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرمائی' ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی' آپ نے اپنے رب سے طویل دعا مانگی' پھر آپ نے مڑ کر فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا' میں نے اپنے رب سے سوال

أَنْ لَّا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُ أَنْ لَّا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے عطا فرما دی اور میں نے سوال کیا کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی' اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کے درمیان آپس میں لڑائی نہ ہو' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرما دیا۔ (مسلم)

٨٥٩٥ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَأَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَّمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ أَجَلْ إِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِيْ اِثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کو طویل فرمایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ اس طرح کی نماز پہلے نہیں پڑھائی تھی' آپ نے فرمایا: ہاں! بے شک یہ رغبت اور خوف والی نماز ہے' میں نے اس نماز میں اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو سوال عطا فرما دیے ہیں اور ایک سوال سے مجھے روک دیا ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا فرما دیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت پر ان کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی پوری فرما دی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرما دیا۔ (ترمذی' نسائی)

٨٥٩٦ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَسَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی اپنی تلوار' اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔ (ابوداؤد)

امت پر دو تلواریں جمع نہ ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا: ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے ان دونوں میں سے آسان چیز کو اختیار فرمایا کہ ان کی اپنی تلوار چلے گی (باہمی جنگ و جدال ہوگا) اور دشمن کی تلوار ان پر اس انداز سے نہیں چلے گی کہ انہیں بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے ورنہ تو بعض احوال میں دونوں تلواریں اکٹھی جمع ہو جاتی ہیں اور اس فرمان میں اس ملت کی بقاء کی طرف اشارہ ہے اور قیامت تک اس امت کی حفاظت کی بشارت ہے' جس طرح کہ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور قاضی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں اور ان کے دشمنوں کی تلواریں اس طرح جمع نہیں ہوں گی کہ وہ انہیں مکمل ہلاکت تک پہنچا دیں بلکہ جب ان کے درمیان باہمی لڑائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمن مسلط فرما دے گا اور وہ باہمی لڑائی چھوڑ کر ان کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو جائیں گے۔

30

یہی شیخ تورپشتی رحمہ اللہ کا قول ہے اور علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت پر دو جنگیں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ اور دوسری کفار کی ان کے ساتھ جنگ اور جب ایک جنگ ہوگی تو دوسری جنگ نہیں ہوگی' کیونکہ سابقہ احادیث کے یہی معنی موافق ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ان پر ان کے غیر دشمن کو مسلط نہیں فرمائے گا' جو انہیں جڑ سے ہی اکھاڑ کر رکھ دے اور یہ سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے تو پہلے سوال کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور دوسرے سے منع فرما دیا' دونوں سے اکٹھا منع نہیں فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۹۷ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِيْعًا وَّاَنْ لَّا يَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے' تمہارے خلاف تمہارا نبی دعا نہیں فرمائے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ' اور اہل باطل' اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے اور تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہو گے۔ (ابوداؤد)

حق ہمیشہ غالب رہے گا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل باطل' اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ اگرچہ اہلِ باطل کے مددگار کثیر اور اہلِ حق کے اعوان و انصار قلیل بھی ہوں' تب بھی اہلِ باطل غالب نہیں ہوں گے جس طرح کہ حاکم کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے غالب رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی' اور ابن ماجہ کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی' انہیں ان کا مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ فرمانِ اقدس اللہ تعالیٰ کے قول سے مقتبس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○'' (التوبہ: ۳۲) ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کیے بغیر ماننے والا نہیں' چاہے کافر بُرا مانیں○''۔

اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس فرمانِ اقدس سے مراد یہ ہے کہ اہل باطل کے انصار و مددگار اگرچہ کثیر بھی ہوں لیکن وہ حق پر اس طرح غالب نہیں آ سکیں گے کہ حق کو مٹا ڈالیں اور اس کا نور بجھا ڈالیں اور بحمد للہ ایسا معاملہ نہیں ہوا' حالانکہ دشمنوں کو ہم پر مسلط کر کے ہمیں بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا۔ حق روشن ہے اور شریعت قائم ہے' اس کی آگ نہیں بجھی اور اس کے روشن آثار نہیں مٹے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اجماع حجت ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہو گے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ تم کسی باطل چیز پر متفق نہیں ہو گے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امت کا اجماع حجت ہے' اور جو کام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی حسن ہے' اور اس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا○ (النساء:۱۱۵)

اور جو شخص حق راستہ واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے سے الگ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کتنا بُرا ٹھکانا ہے○

فقہاء کرام کا یہ قول کہ اجماع حجت ہے اس کا یہ بہترین ماخذ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے کتاب اللہ سے مستنبط فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

محافلِ میلاد کا اہتمام ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کا انعقاد ندائیہ کلمات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ اور درود وسلام اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام ایصالِ ثواب کی محافل کا اہتمام مدارسِ دینیہ کا قیام مروّجہ علومِ دینیہ کی ترویج واشاعت مساجد کی تزئین وآرائش اولیائے کاملین کی عظمت کے اظہار کے لیے ان کے مزارات پر قبے بنانا اور اس طرح کے دیگر معمولات صدیوں سے اہلِ اسلام میں رائج ہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کی امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی جب یہ امور امت کے نزدیک مستحسن ہیں تو اللہ کے نزدیک ان کے مستحسن ہونے میں شبہ کرنا اور ان اُمور پر اہل سنت وجماعت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا فرمانِ رسالت کو جھٹلانا ہے نیز زمانہ رسالت میں مساجد اس صورت پر نہ تھیں موجودہ دور کی طرح مدارسِ دینیہ نہ تھے مروّجہ علوم وفنون کا اہتمام نہ تھا وعظ وتبلیغ کے لیے اس دور کی طرح جلسوں کا اہتمام نہ تھا تبلیغی چلوں کا تصور نہ تھا۔

اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان مذکورہ اُمور کو عین اسلام قرار دیا جائے اور معمولاتِ اہل سنت وجماعت کو بدعت اور حرام قرار دینے کے لیے یہ عذر لنگ تراشا جائے کہ عہدِ رسالت میں یہ رائج نہ تھے لہٰذا بدعت اور حرام ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ چشمِ بینا عطا فرمائے اور راہِ ہدایت پر گامزن فرمائے۔

۸۵۹۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن پہلے ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے بغیر کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں اور روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے متعلق وعدہ فرمایا ہے اور انہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے انہیں قحط سالی سے ہلاک نہیں فرمائے گا اور ان کا دشمن انہیں مکمل طور پر تباہ وبرباد نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ (داری)

۸۵۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَّقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے اور قریب ہو کر ان کی گفتگو سننے لگے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے ایک اور صحابی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی خاص روح ہیں ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اِلَّا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيْ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام اور تمہارا اظہارِ تعجب سنا' یقیناً حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 'اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور وہ اسی طرح ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کا مقام یہی ہے' سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا' جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا ہوں گے اور اس پر فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اسے میری خاطر کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین کی جماعت ہوگی' اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اوّلین و آخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

(ترمذی' دارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اوّلاً انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر کردہ فضائل و کمالات کی توثیق فرمائی اور ہر مذکور نبی کے متعلق فرمایا: ''وهو كذلك'' کہ وہ واقعی اس مذکور فضیلت و کمال کے حامل ہیں اور پھر اپنے افضل و اکمل ہونے پر تنبیہ فرمائی کہ جو خوبیاں اور کمالات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر تھیں' میں اکیلا ان تمام کمالات کا جامع ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور حبیب وہی ہوتا ہے جو خلیل بھی ہو' کلیم بھی ہو اور ان جمیع کمالات کے ساتھ مشرف ہو ؎

حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خلیل و حبیب میں فرق

(۱) خلیل' خلت سے ماخوذ ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونے کی بناء پر مقامِ خلت سے سرفراز فرمایا اور خلیل اللہ قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ بھی اللہ رب العزت کے محتاج ہیں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونا آپ کے لیے بھی باعث افتخار ہے' مگر آپ حبیب اللہ بھی ہیں اور حبیب فعیل کے وزن پر ہے' جو فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں اور محبوب ہیں۔ خلیل اپنی حاجت کی بناء پر محبوب سے محبت کرتا ہے لیکن حبیب بغیر غرض کے محبوب سے محبت کرتا ہے۔ خلیل محبوب کا مرید ہوتا ہے اور حبیب محبوب کی مراد ہوتا ہے' خلیل طالب کے درجہ میں ہوتا ہے اور حبیب مطلوب کے مقامِ رفیع پر فائز ہوتا ہے۔

(۲) خلیل وہ ہوتا ہے جس کا فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل جس کی رضا کے مطابق ہو' اللہ رب العزت نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا کو چاہا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرہ:۱۴۴) اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری رضا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى○ (طٰہٰ:۱۳۰) اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کے حصوں میں اس کی تسبیح بیان کرو اس امید پر کہ تم راضی ہو جاؤ○

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○ (الضحیٰ:۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے○

(۳) اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول نقل فرمایا:

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ○ (الشعراء:۸۲) اور جس سے مجھے امید ہے کہ وہ روزِ جزاء میری خطائیں معاف فرمائے گا○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خود ارشاد فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا○ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا○ (الفتح:۱۔۲) بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی○ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے○

سورۃ الفتح کی مذکورہ بالا آیات کا اگر یہی ترجمہ کیا جائے جو کنز الایمان میں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا تو پھر مقامِ خلیل و مقامِ حبیب میں امتیاز واضح ہے کہ سیّدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مغفرت کی طمع کر رہے ہیں اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ اعزاز عطا فرمایا جا رہا ہے کہ اے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم! انبیاء کرام علیہم السلام تو مغفرت کی طمع کر رہے ہیں مگر تمہاری شانِ رفیع یہ ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کو نوید مغفرت سنائی جا رہی ہے' اور اگر آیۂ مبارکہ کی دیگر توجیہات کی جائیں کہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے تحت جن اُمور کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہیں' ان کی مغفرت کا مژدہ سنایا گیا یا آپ کے مقام و مرتبہ کے اظہار کے لیے یہ کلمات ارشاد فرمائے گئے یا آپ کے گناہوں سے معصوم ہونے کے بیان کے لیے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ان تمام توجیہات کی صورت میں بھی مقامِ حبیب کی رفعت واضح ہے کہ سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت میں طمع کا بیان فرمایا جا رہا ہے اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت کا یقینی انداز میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔

(۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں' جو عرض کرتے ہیں:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ○ (الشعراء:۸۷) اور جس دن سب لوگ اٹھائے جائیں گے اس روز مجھے رسوا نہ کرنا○

اور حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں' جن کے لیے خود ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ. (التحریم:۸) جس دن اللہ تعالیٰ رسوا نہیں فرمائے گا نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو۔

(۵) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا کہ فرشتے ان کے معزز مہمان بنے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی○

الْمُكْرَمِيْنَO (الذاریات:۲۴)

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے فرمایا کہ فرشتے ان کے سپاہی اور لشکری بن کر آئے:

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا. (التوبہ:۴۰) اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آئیں۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَO (آل عمران:۱۲۵) تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے پانچ ہزار نشان والے فرشتے بھیجے گاO

(۶) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہدایت کی آرزو کر رہے ہیں:

سَيَهْدِيْنِO (الصّٰفٰت:۹۹) عنقریب وہ میری راہنمائی فرمائے گاO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود ارشاد فرمایا جا رہا ہے:

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًاO (الفتح:۲) اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے گاO

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰىO (الضحیٰ:۷) اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دیO

(۷) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وصال کی تمنا کر رہے ہیں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا شوق و محبت سے ذکر کر رہے ہیں:

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِO (الصّٰفٰت:۹۹) بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ میری راہنمائی فرمائے گاO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود بلا کر وصال سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا. (بنی اسرائیل:۱) پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی۔

(۸) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا قبول ہونے کی آرزو کر رہے ہیں:

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِO (ابراہیم:۴۰) اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لےO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے غلاموں کو خود قبولیتِ دعا کا مژدہ جاں فزا سنایا جا رہا ہے:

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ. (المؤمن:۶۰) اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(۹) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کر رہے ہیں:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَO (الشعراء:۸۴) اور بعد میں آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل باقی رکھO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذکر کی بلندی کا خود بیان فرمایا جا رہا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَO (الم نشرح:۴) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیاO

بلکہ آخرت میں اوّلین و آخرین کے سامنے ان کے ذکر کے جھنڈے لہرانے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO (بنی اسرائیل:۷۹) عنقریب تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں گےO

(۱۰) سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کی بارگاہ میں سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے عذاب دور ہونے کے لیے عرض کرتے ہیں:

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ○ (ھود:۷۴) وہ قومِ لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگا○

انہیں اس سے منع فرمادیا جاتا ہے:

یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا. (ھود:۷۶) اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو۔

وہ عرض کرتے ہیں:

اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا. (العنکبوت:۳۲) اس میں تو لوط ہے۔

انہیں جواب دیا جاتا ہے:

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا. (العنکبوت:۳۲) ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے۔

مگر مقامِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ملاحظہ ہو کہ ان کے متعلق خود ارشاد فرمایا جاتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ. (الانفال:۳۳) اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

کلیم وحبیب میں فرق

(۱) سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رضائے الٰہی کی طلب میں جلدی کر رہے ہیں:

عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی○ (طٰہٰ:۸۴) اے میرے رب! میں تیری طرف جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا پوری فرمانے میں اللہ تعالیٰ جلدی فرماتا ہے کہ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا رخ انور آسمان کی جانب اٹھتا ہے تو فوراً ان کی رضا کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا. (البقرہ:۱۴۴) ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری رضا ہے۔

(۲) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مصر سے تشریف لے جاتے ہیں تو اس کا ذکر لفظ فرار اور خوف سے فرمایا جاتا ہے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ. (الشعراء:۲۱) تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب مجھے تم سے خوف محسوس ہوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ سے تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں محبوب کی ہجرت کو خوف وفرار کے الفاظ سے ذکر نہیں فرمایا جاتا بلکہ اس کے اسباب میں آپ کے دشمنوں کے مکر کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا. (الانفال:۳۰) اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(۳) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شرف ہم کلامی سے مشرف فرمایا جاتا ہے تو سب کے سامنے اس کا اظہار فرمادیا جاتا ہے:

اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی○ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ○ (طٰہٰ:۱۴) میں نے تمہیں پسند کر لیا اب تمہاری طرف جو وحی کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سن لو○ بے شک میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام محبت ہوتا ہے تو محب و محبوب کے راز و نیاز پر مبنی کلام کو دوسروں سے پوشیدہ کرلیا جاتا ہے:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰیO (النجم:۱۰) — وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائیO

(۴) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دنیاوی درخت کے قریب معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ. (القصص:۳۰) — میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے نداء کی گئی۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سدرۃ المنتہٰی اور جنت الماویٰ کی بلندیوں پر معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰیO عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰیO (النجم:۱۴۔۱۵) — سدرۃ المنتہٰی کے پاسO اس کے پاس جنت الماویٰ ہےO

(۵) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کرتے ہیں:

وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْO (الشعراء:۱۳) — اور میرے سینہ میں تنگی ہے اور میری زبان نہیں چلتیO

اور تمنا کرتے ہیں کہ انہیں شرحِ صدر کی دولت سے نوازا جائے:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْO (طٰہٰ:۲۵) — اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دےO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود شرح صدر کی دولت سے سرفراز فرمانے کا بیان فرمایا جارہا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَO (الم نشرح:۱) — کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیاO

مسیح و حبیب میں فرق

(۱) سیدنا عیسیٰ روح اللہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرتا ہے تو خطاب میں شانِ جلال کا اظہار ہے:

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ. (المائدہ:۱۱۶) — اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو دو خدا بنالو خدا کے سوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سوال ہوتا ہے تو اندازِ خطاب میں لطف و محبت کے جلوے نمایاں نظر آتے ہیں:

عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ. (التوبہ:۴۳) — اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔

(۲) سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے امتیوں سے امداد و نصرت کی طلب کرتے ہیں، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ. (آل عمران:۵۲) — تو جب عیسیٰ نے ان میں کفر پایا تو کہا: کون میرے مددگار ہیں اللہ کی طرف۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود خالق کائنات جل مجدہ الکریم انبیاء کرام علیہم السلام کو تاکید کے ساتھ ان پر ایمان لانے اور ان کی امداد و نصرت کا حکم ارشاد فرماتا ہے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ. (آل عمران:۸۱) — تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

(۳) سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک دامن والدہ ماجدہ پر تہمت لگائی جاتی ہے تو عالمِ شیرخوارگی میں خود سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دیتے ہیں:

بَرًّاۢ بِوَالِدَتِیْ. (مریم:۳۲) مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفیقۂ حیات، محبوبۂ محبوبِ خدا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی جاتی ہے تو خالقِ کائنات خود جواب ارشاد فرماتا ہے:

هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ○ (النور:۱۲) یہ کھلا بہتان ہے○

الغرض یہ ایک طویل عنوانِ محبت ہے۔ قاضی عیاض مالکی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام ابونعیم اور سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے اپنے اپنے انداز میں ان نشاناتِ محبت کو ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں اس موضوع پر دلائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے، جن کا نگاہِ محبت سے مطالعہ کرنے والا بے ساختہ یہی کہتا ہوا نظر آئے گا:

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

٨٦٠٠ - وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِیّٖنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

٨٦٠١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصِتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارَمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں (مزارِ اقدس سے) باہر تشریف لاؤں گا اور جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب (میدانِ محشر میں) انہیں روک دیا جائے گا تو میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں خوش خبری سناؤں گا اور عزت اور ساری چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور حمد کا جھنڈا اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اولادِ آدم سے زیادہ معزز ہوں گا، میرے اردگرد ایک ہزار خادم گھوم رہے ہوں گے جیسے وہ چھپے ہوئے انڈے ہوں یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔

(ترمذی، داری)

٨٦٠٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے، اس روز حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا تمام نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی (اور میں سب سے پہلے مزارِ انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے ارشاد ''لافخر'' کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ آپ کے اس فرمان کی مختلف توجیہات ذکر فرماتے ہوئے علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آپ کے اس فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہہ رہا بلکہ اپنی فضیلت کا بیان فرمانے کے لیے اور تحدیثِ نعمت کے لیے اور اللہ رب العزت کی طرف سے مجھے جو حکم دیا گیا' اس کی تبلیغ کے لیے یہ بیان کر رہا ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ میں اس سیادت پر فخر نہیں کرتا بلکہ مجھے تو اس ذات پر فخر ہے جس نے مجھے اس مقامِ رفیع پر فائز فرمایا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس فرمان کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ مجھے اس سیادت پر کوئی فخر نہیں بلکہ میرے لیے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت باعثِ فخر ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان کی دو توجیہات ہیں: (۱) آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O'' (الضحیٰ:۱۱) ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو O'' (۲) آپ پر واجب تھا کہ اپنی امت کے سامنے اس مقام کا بیان فرمائیں تاکہ وہ آپ کے مقام کو پہچانیں اور اس کا اعتقاد رکھیں اور آپ کی تعظیم و توقیر کے تقاضاؤں کو بجالائیں۔ اس واجب کی ادائیگی کے لیے آپ نے یہ بیان فرمایا۔

امام راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آدمی کا خود اپنی تعریف کرنا کیسے مستحسن ہو سکتا ہے جب کہ خود اپنی مدح کرنا ناپسندیدہ امر ہے' حتیٰ کہ حکیم سے سوال ہوا کہ ایسی کون سی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود پسندیدہ نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ آدمی کا اپنی تعریف خود کرنا ایسی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود ناپسندیدہ ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب مخاطب پر حقیقتِ حال واضح نہ ہو تو اسے آگاہ کرنے کے لیے اپنی تعریف کرنا بعض اوقات مستحسن ہوتا ہے' مثلاً استاد شاگرد سے کہے کہ میری بات توجہ سے سنو کیونکہ تمہیں میرے جیسا استاد نہیں ملے گا' اسی طرح سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقتِ حال سے آگاہ فرمانے کے لیے خود اپنے مقام کا بیان فرماتے ہوئے کہا: ''اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ O'' (یوسف:۵۵) ''مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں O''۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم ﷺ کی سیادت کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی سرداری کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید فرمایا گیا' حالانکہ آپ دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزِ قیامت آپ کی سرداری کسی جھگڑے اور مخالفت کے بغیر واضح اور ظاہر ہوگی جب کہ دنیا میں کفار و مشرکین کے بادشاہ اور لیڈر بھی اپنی سرداری اور بادشاہت چمکائے بیٹھے ہیں' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ O'' (المؤمن:۱۶) ''آج کس کی بادشاہی ہے' ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہے O''۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو روزِ قیامت سے پہلے بھی بادشاہ ہے لیکن دنیا میں چونکہ بادشاہت کے مدعی موجود ہیں اور دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مجازاً ملک کہا جاتا ہے اور آخرت میں ایسا کوئی آدمی نہ ہوگا' لہٰذا آخرت کے روز اللہ تعالیٰ ہی کو ملک فرمایا گیا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

جس حدیث میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمایا گیا ہے' اس کے جوابات

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمی ملائکہ سے

افضل ہیں اور اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ تمام آدمیوں سے افضل ہیں (لہٰذا آپ ملائکہ سے بھی افضل ہوئے اور ملائکہ باقی مخلوق سے افضل ہیں لہٰذا آپ تمام مخلوق سے افضل ہوئے)۔

لیکن اس پر سوال ہوگا کہ دوسری حدیث میں آپ کا یہ فرمانِ اقدس ہے: ''لاتفضلونی بین الانبیاء'' مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ اس کے پانچ جواب ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو یہ علم بعد میں ہوا کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ نے ادب اور تواضع کے طور پر یہ فرمایا کہ مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہ دو۔

(۳) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص ہو۔

(۴) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے جھگڑا اور فتنہ کی نوبت آئے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان نفسِ نبوت میں فرق نہیں' محض دوسرے خصائص و فضائل میں ایک دوسرے پر فضیلت ہے' اور تفصیل کا اعتقاد رکھنا لازمی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. (البقرہ:۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ. (بنی اسرائیل:۵۵)

اور بے شک ہم نے انبیاء کرام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٠٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میرے لیے قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

٨٦٠٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں آخری نبی ہوں' اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (داری)

٨٦٠٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَّا صَدَّقَهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جنت کے لیے میں شفاعت کروں گا' کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی ہے' حتیٰ کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی امت کے صرف ایک فرد نے تصدیق کی ہے۔ (مسلم)

٨٦٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو اس قدر معجزات عطا فرمائے گئے' جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لاسکیں' صرف

نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوا أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ وحی عطا فرمائی ہے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ کی شانِ امتیاز

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ وحی اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کردہ معجزات میں امتیاز بیان فرمایا گیا ہے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطا کیے گئے' جب لوگ ان کا مشاہدہ کرتے اور ان پر مطلع ہوتے تو دیکھنے والوں کے لیے ایمان لائے بغیر چارۂ کار نہ ہوتا' صرف ہٹ دھرم' ضدی اور ازلی بدنصیب ہی ان معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ایمان سے محروم رہتے لیکن جب ان انبیاء کرام علیہم السلام کا زمانہ گزر جاتا تو وہ معجزات بھی گزر جاتے لیکن نبی کریم ﷺ کو دیگر معجزات کے علاوہ وحی یعنی قرآن مجید بطورِ معجزہ عطا ہوا' جو آپ کی حیاتِ ظاہری کے زمانہ کے بعد ختم نہیں ہوا' بلکہ قیامت تک باقی رہے گا' لہٰذا نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکاروں سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو اسی طرح کا معجزہ عطا کیا جاتا' جس چیز کا اس زمانہ میں غلبہ ہوتا' مثلاً سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں جادو کا بہت چرچا تھا تو آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پھینکتے تو وہ ایک خوفناک اور بہت بڑا اژدھا بن جاتا' آپ گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو آپ کا ہاتھ روشن اور چمک دار ہو جاتا کہ سورج کی روشنی بھی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی اور آپ کے یہ معجزات اس زمانہ کے جادوگروں کے کمالات پر غالب آ گئے' حتیٰ کہ اس دور کے ماہر ترین جادوگر بھی آپ کا عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بے ساختہ سجدے میں گر پڑے اور ایمان لے آئے۔ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں طب اور حکمت کا عروج تھا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسیحائی کا معجزہ عطا فرمایا' مادرزاد اندھے اور برص کے لاعلاج مریض آپ کی مسیحائی سے شفاء یاب ہو گئے' آپ نے مُردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا' آپ کے ان عظیم الشان معجزات کے سامنے ماہر ترین اطباء بھی عاجز ہو کر رہ گئے اور ہمارے آقا و مولا سید المرسلین ﷺ کے زمانہ اقدس میں فصاحت و بلاغت کا عروج تھا' اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی صورت میں ایسا بے مثل فصیح و بلیغ کلام بطورِ معجزہ عطا فرمایا کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء جس کی نظیر لانے سے عاجز رہ گئے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ظہور تو ان کے زمانہ تک محدود رہا' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ' فصاحت و بلاغت کا بے مثل شاہکار قرآن مجید آج بھی موجود ہے' قیامت تک باقی رہے گا بلکہ جنت میں بھی اس کی تلاوت ہوگی اور قرآن مجید کا چیلنج ہے: ''فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ'' (البقرہ:۲۳) ''قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل ہی بنا کر لے آؤ''۔ اور یہ چیلنج قیامت تک باقی رہے گا مگر جن و انس میں سے نہ آج تک کوئی اس کا مقابلہ کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی اس کی مثل لانے پر قادر ہوگا۔ لہٰذا جس طرح نبی کریم ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے' آپ کے معجزہ کا ظہور اور غلبہ بھی قیامت تک کے لیے ہے' اس لیے آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی' دیگر امتوں کے مؤمنین سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کی تقریر یوں بھی ہو سکتی ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تو ان کا زمانہ گزرنے کے ساتھ ختم ہو گئے' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ قرآن کی ایک شانِ اعجاز یہ بھی ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کا یہ اعلان ہے: ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُونَ O'' (الحجر:۹) ''اس کا نازل کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے اس کی حفاظت کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہےO''۔ اور آج تک پوری کوشش کے باوجود کفار و منکرین قرآن مجید میں ایک زیر زبر کی تبدیلی

نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک اپنی سازش میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔'' الفضل ما شهدت به الاعداء '' منکرین کو بھی یہ اعتراف ہے کہ کوئی آسمانی کتاب آج اپنی صورت میں محفوظ نہیں مگر قرآن مجید آج بھی اسی صورت میں موجود ہے' جس صورت میں نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی امت تک پہنچایا' چونکہ آپ کے معجزہ کے ظہور کا زمانہ قیامت تک ہے' لہٰذا آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے متعلق جادو وغیرہ کا گمان کیا جا سکتا تھا' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ قرآن مجید کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا یہ معجزہ عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے زیادہ مؤثر ہے' اس لیے آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

٨٦٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (مسلم)

٨٦٠٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آ کر دستک دوں گا تو خازنِ جنت مجھے کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ)' وہ کہے گا: مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ (مسلم)

٨٦٠٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا' پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا' اس مقام پر مخلوق میں سے میرے سوا کوئی فرد نہیں کھڑا ہوگا۔ (ترمذی)

وَفِیْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى.

اور جامع الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے میں قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور مجھے لباس پہنایا جائے گا۔

٨٦١٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک مقام ہے' جو صرف ایک مرد کو ہی حاصل ہوگا' اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ نے اپنی امت سے مطالبہ فرمایا کہ وہ آپ کے لیے طلب وسیلہ کی دعا کریں' اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم ﷺ بارگاہِ الٰہی میں اپنی احتیاج کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور کسرِ نفسی اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے یہ مطالبہ فرمایا' یا آپ کی اس سے غرض یہ ہے کہ امت کو نفع حاصل ہو اور وہ آپ کے لیے دعا کر کے ثواب حاصل کریں یا آپ امت کی راہنمائی فرمارہے ہیں کہ ہر امتی کو چاہیے کہ اپنے نبی کریم ﷺ کے لیے دعا کریں (اور ہر حالت میں اپنے آقا ﷺ کو یاد رکھیں)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷ ۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا　　　یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے تواضع کا اظہار فرماتے ہوئے اور بارگاہِ الٰہی کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ورنہ یہ متعین ہے (اور یقینی بات ہے) کہ اس مقام پر نبی کریم ﷺ ہی فائز ہوں گے اور آپ ہی سب سے منفرد اور ممتاز ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۷ ۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

لفظ "لَعَلّ" یا لفظ "اَرْجُوْا" وغیرہ کلمات امید ورجاء کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں' لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ یا کسی بڑے آدمی کے کلام میں یہ لفظ آئیں تو وہاں یقین والے معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

سیدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ فرماتے ہیں:

واعلم ان کلمة لعل معناها للترجی الا اذا اوردت عن اللّٰه او رسوله او اوليائه فان معناها التحقيق.

جان لو کہ لفظ "لعل" کا معنی "ترجی" ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ یا اولیائے کاملین کے کلام میں آئے تو اس کا معنی تحقیق ہوتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں: "والرجاء من النبی ﷺ واجب نبه علیه ابن التین وغیره" نبی کریم ﷺ کی جانب سے امید واجب ہے' علامہ ابن تین وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ نیز علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: "الترجی فی کلام اللّٰه ورسوله للوقوع" اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام میں "ترجی" وقوع کے لیے آتی ہے۔

(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۱۹۲۔ ۱۴۴' مطبوعہ محلہ لطیف شاہ غازی' کھاریاں' گجرات)

۸۶۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُّلَاةً مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَاَ ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ (آل عمران:۶۸) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خاص دوست ہے اور میرے خاص دوست میرے والد ماجد اور میرے رب کے خلیل ہیں' پھر نبی کریم ﷺ نے آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بے شک لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ حق دار وہ تھے' جو ان کے پیروکار ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا اللہ مددگار ہے۝ (آل عمران:۶۸) (ترمذی)

۸۶۱۲ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے

عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهٗ.

تورات میں نبی کریم ﷺ کے ذکر کردہ اوصاف سے آگاہ فرمائیں' انہوں نے فرمایا: ہاں! بہ خدا! تورات میں نبی کریم ﷺ کی بعض ایسی صفات مذکور ہیں' جن کا بیان قرآن مجید میں بھی ہے' (تورات میں یہ مذکور ہے:) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اَن پڑھ عرب لوگوں کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے' تم میرے بندے اور رسول ہو' میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے' وہ نہ سخت مزاج ہیں' نہ بداخلاق' اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں' البتہ معاف فرما دیتے ہیں اور (بُرائی کرنے والے کے لیے) دعائے مغفرت فرماتے ہیں اور اس وقت تک ان کا وصال مبارک نہیں ہوگا جب تک ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گم راہ قوم کو راہِ راست پر نہیں لے آئے گا' اور جب تک لوگ یہ نہ کہنے لگیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جب تک اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی نابینا آنکھیں اور بہرے کان اور بند دل کھول نہیں دے گا۔ (بخاری) دارمی نے یہ روایت عطاء عن ابن سلام' اس کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے۔

اُمیوں کے لیے حرز اور جائے پناہ ہونے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ تورات میں آپ کا یہ وصف مذکور ہے کہ آپ کو امیوں کے لیے ''حرز'' (پناہ) بنا کر بھیجا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قاضی نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عرب والوں کے لیے قلعہ اور جائے پناہ ہیں اور وہ آپ کے ذریعہ شیطان کے شر یا عجم کے غلبہ سے محفوظ رہتے ہیں اور اہل عرب کو اُمیین اس لیے کہا کہ اکثر اہل عرب لکھے پڑھے نہیں تھے' یا اس لیے کہ وہ ام القریٰ کی طرف منسوب تھے اور اُم القریٰ' مکہ مکرمہ کا نام ہے یا ان کو اس لیے اُمیین کہا گیا کہ ان کے نبی اُمی تھے۔ (نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں نبی اُمی فرمایا گیا کہ آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ آپ کی شانِ اعجاز ہے کہ آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر ایسا کلام پیش کیا جس کی مثل لانے سے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عاجز ہو گئے۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)

اور یہ آخری توجیہ عمدہ ترین ہے کیونکہ اس توجیہ کی صورت میں یہ لفظ آپ کی تمام امت کو شامل ہوگا اور یہود کا یہ اعتراض ختم ہو جائے گا کہ وہ اپنے باطل گمان کے مطابق کہتے تھے کہ آپ تو صرف عرب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں' کیونکہ عرب کے ذکر سے عرب کے علاوہ کی نفی نہیں ہوتی' بالخصوص جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا'' (سباء:۲۸) ''اور ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا''۔

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لو کان موسی حیا لما وسعه الا اتباعی'' اگر موسیٰ علیہ السلام (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ ابن ملک نے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرز سے مراد یہ ہے کہ آپ کی قوم مکمل طور پر ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گئی یا جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہیں' وہ عذاب سے محفوظ ہو گئی' جس طرح کہ اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" (الانفال:۳۳) "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۶۱۳ - وَعَنْ كَعْبٍ يَّحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُّحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِى الْمُخْتَارُ لَافَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِىْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْا وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةٍ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَّيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِىْ فِىْ جَوِّ السَّمَاءِ صَفُّهُمْ فِى الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِى الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِىٌّ كَدَوِىِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت کعب رضی اللہ تورات سے نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ لکھا ہوا پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' میرے برگزیدہ بندے ہیں' نہ سخت مزاج ہیں' نہ بداخلاق' اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں' البتہ وہ معاف فرما دیتے ہیں اور پردہ پوشی فرماتے ہیں' ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہوگی' ان کی بادشاہی ملک شام تک ہوگی' ان کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد وثناء کرنے والی ہوگی' وہ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' وہ ہر پست جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' اور ہر بلند مکان میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہتے ہیں' وہ (اپنی عبادتوں کے اوقات کے لیے) سورج (کے طلوع وغروب) کا لحاظ کرتے ہیں' جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں' وہ اپنی تہہ بند نصف پنڈلیوں تک باندھتے ہیں' وہ اپنے اعضاء پر وضو کا پانی بہاتے ہیں' ان کا مؤذن آسمان کی فضاء میں اذان کی آواز بلند کرتا ہے' میدانِ جنگ میں اور نماز میں ان کی صف ایک جیسی ہوگی' رات کے وقت (تسبیح وتہلیل کی وجہ سے) ان کی آواز شہد کی مکھی کے بھنبھنانے جیسی ہوگی۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور دارمی نے اسے معمولی سی تبدیلی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

احناف پر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا یہ وصف مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے' جب کہ احناف کے نزدیک نمازِ فجر' فجر روشن ہونے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے' جسے امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ نے روایت کیا ہے:

عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ فجر روشن کر کے ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۲' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

اور گرمیوں میں نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے' اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے جسے امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن ابی هريرة انه قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قال اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم.

جب گرمی کی شدت ہو تو نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۲۲۴ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور نمازِ عصر میں احناف کے نزدیک اس وقت تک تاخیر مستحب ہے' جب تک سورج متغیر نہ ہو' اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ نے روایت کیا ہے:

عن علی بن شیبان قال قدمنا علی رسول اللہ ﷺ المدینۃ فکان یوخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیۃ.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' آپ اس وقت تک نمازِ عصر میں تاخیر فرماتے جب تک سورج سفید چمک دار رہتا۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۶۵ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ اس پر دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن عائشۃ قالت اعتم النبی ﷺ ذات لیلۃ حتی ذھب عامۃ اللیل وحتی نام اھل المسجد ثم خرج فصلی فقال انہ لوقتھا لولا اشق علی امتی.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء میں اتنی تاخیر کی حتیٰ کہ اکثر حصۂ شب گزر گیا حتیٰ کہ نمازی حضرات سو گئے' پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہی نمازِ عشاء کا وقت ہوتا اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۲۲۹ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ان مذکورہ بالا نمازوں کی تاخیر کے استحباب پر مذکورہ روایت سے وارد ہونے والے اشکال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کا مذکورہ جملہ "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتھا" (جب نماز کا وقت آئے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں) یہ اس سے پہلے والے جملہ کی علت ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی یہ صفت ہوگی کہ وہ سورج کے طلوع وغروب کا مشاہدہ کرتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور وقت آنے پر نماز ادا کرسکیں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے' وہ لکھتے ہیں: "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتھا" والا جملہ مستأنفہ ہے اور پہلے کلام کی علت ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ سورج کی نگرانی کریں گے اور اس کے چلنے کو دیکھتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۳ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے گا تو وہ نماز ادا کرلیں گے' نماز کی ادائیگی ترک نہیں کریں گے اور یہاں ایسا کوئی لفظ نہیں' جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ وقت آنے پر فوراً نماز ادا کریں گے اور مستحب وقت تک تاخیر نہیں کریں گے' اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس وقت نماز ادا کریں گے' جب نماز کا وقت آئے گا یعنی نماز کو اپنے اوقات میں ادا کریں گے' اوقات سے پہلے نہیں' لہٰذا وقت مستحب تک تاخیر کرنا' اس روایت کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۸۶۱۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَّعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں سیدنا محمد ﷺ کی صفت مذکور ہے اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابومودود کا بیان ہے کہ حجرۂ

الْبَیْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. 31

عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔(ترمذی)

سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مدفون ہوں گے اور یہ قول ادب کے زیادہ قریب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد والی جگہ میں مدفون ہوں گے اور یہ قول زیادہ ظاہر ہے۔ شیخ جزری رحمہ اللہ نے کہا کہ حجرۂ انور میں داخل ہونے والے متعدد حضرات نے بیان کیا کہ انہوں نے تینوں قبور کو اس طرح دیکھا کہ سب سے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور ہے اور اس سے پیچھے ہٹ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے اور ان کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور کے سامنے ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پشت کے سامنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کے سامنے ہے' اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور یہ روایت ہے کہ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر تشریف فرما ہونے کے بعد حج ادا کر کے واپس آ رہے ہوں گے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ان کا وصال ہو جائے گا اور ان کے جسد انور کو مدینہ منورہ لا کر حجرہ انور میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے گا' لہٰذا یہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہما دو عظیم نبیوں علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۵ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرِّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِیٌّ حَتّٰی اِسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَکَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِیْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو اپنے نبی ہونے کا علم اور یقین کیسے ہوا؟ فرمایا: اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے' اس وقت میں بطحائے مکہ کے ایک مقام پر تھا' ان میں سے ایک فرشتہ نیچے زمین پر آیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا' ان میں سے ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں! اس نے کہا: ان کا ایک مرد کے ساتھ وزن کرو' پھر میرا ایک مرد کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ ہوا' پھر اس نے کہا: ان کا دس مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا دس مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا سو مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا سو مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان سو مردوں پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا گویا میں ان ہزار مردوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے میرے اوپر گر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ اگر ان کی ساری امت کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے تو یہ ان پر غالب ہوں گے۔(دارمی)

۸۶۱۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُتِبَ عَلَیَّ النَّحْرُ وَلَمْ یُکْتَبْ عَلَیْکُمْ وَاُمِرْتُ بِصَلٰوۃِ الضُّحٰی وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِھَا رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَرُوِیَ مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰی وَھُوَ ضَعِیْفٌ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

نے فرمایا: مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے اور تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی اور مجھے نمازِ چاشت کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دارقطنی) یہ حدیث دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے اور وہ طریقہ بہرصورت ضعیف ہے۔

وَرَوٰی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ سِعَۃٌ وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا وَاَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَمِثْلُ ھٰذَا الْوَعِیْدِ لَا یَلْحَقُ بِتَرْکِ غَیْرِ الْوَاجِبِ۔

ابن ماجہ میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کی' وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ اسے حاکم نے ذکر کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے' اور اس طرح کی وعید غیر واجب کے ترک پر نہیں آتی۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَۃَ الضُّحٰی وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُھَا۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں نمازِ چاشت ادا کرتی ہوں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ مُّوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّی الضُّحٰی قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَکْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِخَالُہٗ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الْعَیْنِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ قِیْلَ صَلٰوۃُ الضُّحٰی کَانَتْ وَاجِبَۃً عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَرُدُّہٗ حَدِیْثُ عَائِشَۃَ وَمُوَرِّقٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَقِیْلَ کَانَتْ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرُدَّ بِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ بِخَبَرٍ صَحِیْحٍ۔

اور بخاری ہی کی روایت ہے کہ حضرت مورق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کیا آپ نمازِ چاشت ادا کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز چاشت واجب تھی جب کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مورق رضی اللہ عنہ والی حدیثوں سے اس قول کی تردید ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ نمازِ چاشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھی اور یہ قول اس لیے مردود ہے کہ نماز چاشت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہونا خبر صحیح سے ثابت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ چاشت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ نہیں تھی کہ آپ نمازِ چاشت ادا ہی نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کا مقصود مداومت کی نفی تھی کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' جب کہ مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ چاشت کی چار رکعت ادا فرماتے تھے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد مداومت کی نفی ہے کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ جس طرح علامہ نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی اور بعض اوقات یہ نماز ادا

فرماتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے۔ اس طریقہ سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جائے گی۔ اسی لیے درمختار میں ہے کہ چاشت کے وقت چار یا زائد رکعت مستحب ہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ نماز چاشت کا مستحب ہونا ہی راجح ہے۔

بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ
نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کا بیان

نبی کریم ﷺ کے کثیر اسماء مبارکہ آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں

اس باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعدد اسماء مبارکہ مذکور ہیں۔ آپ کے مبارک اسماء کا متعدد ہونا آپ کی عظمت و شرافت کی دلیل ہے، کیونکہ یہ قاعدہ ہے: ''کثرة الاسماء تدل علی عظمة المسمٰی'' کہ ناموں کی کثرت سے نام والے کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ علامہ ابوبکر بن عربی مالکی نے شرح ترمذی میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بھی ہزار اسماء ہیں، اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے الوفاء میں لکھا ہے کہ ابوالحسین بن فارس لغوی نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بائیس اسمائے مبارکہ ہیں۔ علامہ طیبی نے ان کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک مستقل رسالہ البہجۃ السویہ فی الاسماء النبویہ لکھا۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی پانچ سو سے زائد صفات مذکور ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۸۶۱۷ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں، میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں، لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

اسم رسالت محمد کی تحقیق

اسم رسالت محمد، تحمید سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ حمد میں مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے (یعنی محمد کا معنی ہے: جس کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہو)، اگر کسی کے عظیم خصائل و مناقب کا ذکر کر کے اس کی تعریف کی جائے تو اہل عرب کہتے ہیں: ''حمدت فلانا احمده'' اور اگر کوئی شخص محمود اور لائق تعریف ہو تو کہا جاتا ہے: ''احمدته'' یا کہا جاتا ہے: ''هذا الرجل محمود'' اور اگر کوئی شخص انتہائی قابلِ تعریف ہو تو اسے ''محمد'' کہتے ہیں، اور یہ وزن ہمیشہ انتہاء والے معنی کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس طرح انتہائی قابلِ تعریف کو محمد اور انتہائی قابلِ مذمت کو مذمم کہتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وزن کثرت وزن بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے، مثلاً جب دروازہ بار بار کھولیں تو کہتے ہیں: ''فَتَّحْتُ الْبَابَ فَهُوَ مُفَتَّحٌ'' اور نبی کریم ﷺ کا اسم شریف محمد نیک فالی کے طور پر رکھا گیا کہ آپ کی بہت زیادہ تعریف ہوگی، اس بناء پر آپ کو محمد کا نام دیا گیا۔ لواء الحمد کے نیچے اوّلین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اسم مبارک احمد کی تحقیق

لفظ احمد، حمد سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور مبالغہ کے لیے ہے، اس کا معنی ہے: ''احمد من کل حامد'' ہر تعریف کرنے والے

سے زیادہ تعریف کرنے والا' یا اس کا معنیٰ محمود ہے (زیادہ تعریف کیا ہوا) کیونکہ افعل کا وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے' لیکن پہلا معنیٰ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس کا معنیٰ ''زیادہ تعریف کیا ہوا'' ہو اور محمد کا بھی یہی معنیٰ ہے تو اس سے تکرار لازم آئے گا' اور احمد کا معنیٰ سب سے زیادہ تعریف کرنے والا' اس بناء پر بھی ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو ایسی محامد کا الہام فرمائے گا کہ اوّلین وآخرین میں سے کسی کو ان محامد کا الہام نہیں ہوگا' لہٰذا نبی کریم ﷺ حامدیت اور محمودیت والے دونوں اوصاف کے جامع ہیں' جس طرح آپ محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی' مرید بھی ہیں اور مراد بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک ماحی کی تشریح

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ماحی ہوں' میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو دنیا میں کفر وشرک کا غلبہ تھا اور چار دانگ عالم میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نورِ مبین وسراجِ منیر بن کر طلوع ہوئے اور کفر کی تاریکیوں کو ختم فرما کر اسلام کا اُجالا بکھیر دیا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دلیل وحجت کے ذریعہ غلبہ وظہور مراد ہو' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ'' (الصف:۹) ''تا کہ اللہ تعالیٰ اسے تمام دینوں پر غالب فرما دے۔ اور دوسری حدیث میں اس اسم کی آپ نے یوں تفسیر فرمائی کہ میں نے اپنے پیروکاروں کی خطائیں مٹا دی ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ'' (الانفال:۳۸) ''اے محبوبِ کریم ﷺ! تم کفار سے فرماؤ: اگر تم باز آ جاؤ تو تمہاری گزشتہ خطائیں معاف فرما دی جائیں گی''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۸ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اپنے متعدد اسماء مبارکہ بیان فرمائے' آپ نے فرمایا: میں محمد اور احمد اور مقفی اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (مسلم)

اسم مبارک مقفی کی تشریح

مقفی کا معنیٰ ہے: متبع' اتباع کرنے والا۔ آپ مقفی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخر میں تشریف لائے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے مقفی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی پیروی فرمانے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا: ''فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ'' (الانعام:۹۰) ''تم انہی کی راہ اختیار کرو''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ کی تشریح

آپ نبی التوبہ ہیں کیونکہ آپ بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ رجوع کرنے والے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے: میں دن میں ستر مرتبہ یا سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض استغفار سے آپ کی امت کی توبہ قبول فرما لیتا ہے' جب کہ دوسری امتوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا○ (النساء:۶۴)

اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں○

اور یہ شان صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی خاص ہے اسی وجہ سے آپ کا نام نبی التوبہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نبی الرحمۃ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○" (الانبیاء:۱۰۷) "اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر○"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انما انا رحمة مهداة" میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطورِ ہدیہ عطا فرمایا گیا ہوں۔ رحمت کا معنی مہربانی اور شفقت ہے (اور آپ بھی رحمت ہیں) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین پر رؤف و رحیم ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۷۷۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۶۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطورِ ہدیہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (دارمی، بیہقی، شعب الایمان)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انما انا رحمة مهداة" آپ کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ میں تو تمام کائنات کے لیے رحمت بنا کر تشریف لایا ہوں اور جہان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوں لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس ہدیہ کو قبول کرے گا وہ کامیاب و کامران ہوگا اور جس نے یہ ہدیہ قبول نہ کیا وہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○" (الانبیاء:۱۰۷) "اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر○"۔

۸۶۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنتوں کو کس طرح مجھ سے پھیر دیتا ہے وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔ (بخاری)

۸۶۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِیَ كَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاهُ رَوَاهُ الدارمی.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانتوں میں کشادگی تھی جب آپ محوِ کلام ہوتے تو آپ کے سامنے والے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (دارمی)

۸۶۲۲ - وَعَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور جگمگا اٹھتا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی اس حالت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۲۳ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف نظر کرتا، آپ نے سرخ جوڑا زیبِ تن فرمایا ہوا تھا، میں

وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِيْ مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَمِيُّ.

نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ (ترمذی، داری)

٨٦٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھی، گویا سورج آپ کے چہرۂ انور میں تیر رہا ہوتا تھا اور میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار نہیں دیکھا گویا کہ آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی تھی، ہم مشقت برداشت کر کے چلتے اور آپ بلا تکلف عام انداز میں چل رہے ہوتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِيْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَاَيْتَهٗ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کا وصف بیان فرمایئے، انہوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو یوں محسوس کرتے، جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ (داری)

٨٦٢٦ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَّجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَّرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے اگلے حصے اور آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ بال واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفید بال نظر آتے، آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی، ایک شخص نے کہا: آپ کا چہرۂ انور تلوار کی طرح تھا، انہوں نے فرمایا: نہیں! بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور گولائی مائل تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتری کے انڈے کی طرح مہر نبوت دیکھی، جس کا رنگ آپ کے جسم انور کے رنگ سے ملتا جلتا تھا۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ اس کی شرح میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

تیل لگانے کی صورت میں بال مبارک اکٹھے ہو جاتے اور چونکہ سفید بال کم تھے، لہٰذا ظاہر نہیں ہوتے تھے اور بکھرے ہونے کی صورت میں بال الگ الگ ہو جاتے، لہٰذا سفید بال سیاہ بالوں سے واضح اور جدا نظر آتے یا پھر تیل لگانے کی صورت میں سفید بال چمک دار ہو جاتے اور جدا نظر آتے۔ آخری عمر مبارک میں آپ کی نورانی ریش اور سر مبارک میں بیس سے زائد (سفید) بال نہ تھے اور بعض روایات میں اس سے بھی کم تعداد کا ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۳ ۴، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال کثیر تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بعض روایات میں "کث اللحیۃ" کے الفاظ ہیں کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اور ریش مبارک کی لمبائی کتنی تھی؟ اس کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ڈاڑھی کا لمبا ہونا منقول ہے' اور امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق منقول ہے کہ ان کی ریش مبارک پورے سینے کو بھر دیتی تھی' اور سلف صالحین کی اس بارے میں عادات مختلف رہی ہیں۔ سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ کی ریش مبارک طویل و عریض تھی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک مشت سے زائد ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنا جائز نہیں اور زائد کے متعلق مختلف روایات و آثار ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۳' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٦٢٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا' پھر میں گھوم کر آپ کے پیچھے آیا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی' جس پر چھوٹے چھوٹے دانوں کی طرح تلوں کا مجموعہ تھا۔ (مسلم)

٨٦٢٨ - وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهٗ وَهِيَ بِالْحَبْشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں چند کپڑے پیش کیے گئے' جن میں ایک چھوٹی سیاہ چادر بھی تھی' آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ! مجھے گود میں اٹھا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا' آپ نے اپنے دستِ اقدس سے چادر پکڑ کر مجھے اوڑھا دی اور فرمایا: اسے پرانی اور بوسیدہ کرو' پھر اسے پرانی اور بوسیدہ کرو (مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے) اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے نقوش تھے' آپ نے فرمایا: اے ام خالد! یہ نقوش سناء ہیں اور سناء حبشی زبان میں خوب صورت کو کہا جاتا ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی' میرے والد ماجد نے مجھے جھڑکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ (بخاری)

٨٦٢٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد اور آپ کا رنگ نہ بالکل خالص سفید تھا' اور نہ ہی بالکل گندمی اور آپ کے بال نہ تو بہت گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمایا' آپ مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے اور ساٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ کا وصال مبارک ہوا' اور آپ کے سر انور اور ڈاڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ قوم میں درمیانے قد کے مالک تھے' نہ بہت دراز قد نہ ہی پست قامت' آپ کا رنگ چمک دار تھا اور رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ سَبْطَ الْكَفَّيْنِ.

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور قدم بھرے ہوئے تھے' میں نے آپ کے بعد اور آپ سے پہلے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا اور آپ کشادہ ہتھیلیوں والے تھے۔

وَفِىْ اُخْرٰى لَهٗ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

اور بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے قدم مبارک اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

۵۶۳۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهٗ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ کے بال مبارک کانوں کی لَووں تک تھے' میں نے آپ کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا اور کبھی کسی کو آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

قد مبارک کا اعجاز

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ تو بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ کا قد مبارک درمیانہ مگر لمبائی کی طرف مائل تھا' کیونکہ آپ کے قد مبارک کے لمبا ہونے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادہ لمبا ہونے کی نفی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کا قد مبارک لمبا تو تھا مگر زیادہ لمبا نہیں' اسی لیے فرمایا کہ نہ بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے' اور اس مفہوم کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے' جس میں '' ربعة الى الطول '' کے الفاظ ہیں کہ آپ لمبائی کی جانب مائل' درمیانی قامت والے تھے' اور آپ کا میانہ قامت ہونا بھی ذاتی طور پر ہے ورنہ دوسروں کے لحاظ سے آپ کی شانِ مبارک یہ تھی کہ جب کوئی طویل قامت آپ کے ساتھ چلتا تو آپ اس سے زیادہ طویل نظر آتے اور یہ آپ کا اعجاز تھا۔ اس سے بارگاہ خداوندی میں آپ کی عظمتِ شان کا پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی ظاہری قد وقامت میں آپ سے بڑا یا آپ کے برابر نظر آئے' پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے پسند ہو سکتا ہے کہ علمی وعملی کمالات میں کوئی آپ کا مثل ہو یا آپ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا   تیری خَلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا   تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں دراز

ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

گیسوؤں والا کوئی شخص آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا' آپ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ نہ بہت طویل قامت تھے نہ کوتاہ قامت۔

٨٦٣١ - وَعَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ سفید' ملیح اور درمیانہ قامت کے تھے۔ (مسلم)

٨٦٣٢ - وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن' بڑی بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''ضلیع الفم'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: فراخ دہن والے' پوچھا: ''اشکل العینین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آنکھوں کے بڑے بڑے شگاف والے' پوچھا: ''منهوش العقبین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جن کی ایڑیوں پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

٨٦٣٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَّكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں ذرا باریک تھیں اور آپ ہنستے نہیں تھے' صرف تبسم فرماتے تھے' میں جب آپ کی طرف نظر کرتا تو خیال کرتا کہ آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے' حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

٨٦٣٤ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَّلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِی الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کا وصف بیان فرماتے تو کہتے: آپ نہ بہت طویل قامت تھے' نہ انتہائی پست قد بلکہ آپ قوم میں درمیانہ قامت کے مالک تھے' آپ کے بال مبارک بہت زیادہ گھونگھریالے نہیں تھے نہ بالکل سیدھے' آپ ہلکے گھونگھریالے بالوں والے تھے' آپ بہت زیادہ بھرے ہوئے چہرے والے نہیں تھے نہ بالکل چھوٹے چہرے والے' بلکہ آپ کا چہرۂ انور گولائی مائل تھا' آپ سرخی مائل سفید رنگ والے تھے' دراز پلکوں' مضبوط جوڑوں اور مضبوط کندھوں کے مالک تھے' صاف جسم والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک ڈوری تھی' آپ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے پُر تھے اور آپ جب چلتے تو طاقت سے چلتے جیسے گہرائی میں اتر رہے ہوں اور جب (کسی طرف) متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی' آپ سب

وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَّنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً اَحَبَّهُ يَقُوْلُ نَاعِتُهُ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سے آخری نبی ہیں' آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی دل' سب لوگوں سے زیادہ سچی گفتگو فرمانے والے' تمام لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت والے' سب سے زیادہ حسن سلوک فرمانے والے تھے' جو شخص آپ کو اچانک دیکھ لیتا' اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو جان پہچان کے ساتھ گھل مل جاتا' وہ آپ سے محبت کرنے لگتا' آپ کا نعت خواں یہی کہتا ہے کہ آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا' نہ آپ کے بعد۔ (ترمذی)

٨٦٣٥ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہی بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت طویل قامت اور نہ بہت کوتاہ قد تھے' آپ کا سر مبارک بڑا اور ڈاڑھی مبارک گھنی تھی' دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے' آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل تھا' مضبوط ہڈیوں والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی لمبی ڈوری تھی' جب چلتے تو مضبوطی سے چلتے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد' اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے عجز کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ میں نے نہ آپ کے وصال سے پہلے کوئی آپ کی مثل دیکھا اور نہ آپ کے وصال کے بعد کوئی آپ جیسا دیکھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے پہلے والا زمانہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں پایا' اور بعض اوقات یہ کلام بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بعد یا پہلے والے زمانہ سے قطع نظر ان کا ہم مثل کوئی نظر ہی نہیں آیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور اوصاف کے بیان میں عجز کا اظہار ہے (کہ ہم آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہیں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا:

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لا يحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہے کیونکہ آپ کے کمالات کو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا' ہمارا کلام آپ کی بلند شانوں کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے' کیا ڈول سے سمندروں کو خالی کر سکتے ہیں؟

اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

٨٦٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ مَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمک دار رنگ والے تھے' آپ کے پسینہ مبارک کے قطرات موتیوں جیسے تھے' جب آپ چلتے تو مضبوطی سے چلتے (نوجوانوں کی طرح قدم اٹھا اٹھا کر چلتے تھے' پاؤں گھسیٹ گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے)' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ کسی دیباج و ریشم کو نرم و ملائم نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ کسی مشک یا عنبر کو خوشبودار پایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٣٧ - وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْا بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ان کے ہاں تشریف لا کر آرام فرماتے تو وہ آپ کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں' جس پر آپ آرام فرما ہوتے' آپ کو پسینہ بہت آتا تھا' وہ آپ کا پسینہ جمع کر کے اپنی خوشبو میں ملا لیتیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے' اسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں اور یہ سب سے بہترین خوشبو ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں ہمیں اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید ہے' آپ نے فرمایا: تم نے درست کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ (دوپہر کو آرام) فرماتے۔ اس پر سوال ہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اجنبی عورت کے ہاں خلوت میں تشریف فرما رہتے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ وہ آپ کے خادم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اور اس میں بے پردگی یا خلوت کا کوئی ذکر نہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اُم حرام اور اُم سلیم رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالائیں تھیں اور رضاعت یا نسب کے لحاظ سے محارم میں سے تھیں' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا خلوت میں تشریف فرما رہنا جائز تھا اور آپ صرف انہی دونوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کسی دوسری عورت کے ہاں اس طرح تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے اور یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ یہ رضاعت کے رشتہ سے آپ کے محارم سے تھیں' ورنہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکامِ پردہ نازل ہونے کے بعد صرف حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے تھے' کسی دوسری انصاری عورت کے ہاں تشریف نہیں لے جاتے تھے' اور یہ تو ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں (مدتِ رضاعت کے دوران) دودھ نوش نہیں فرمایا' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا رشتہ آپ کے والد

ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہی تھا کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ بعض کتب حدیث میں ہے کہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اجنبیہ عورت کے ہاں قیلولہ نہیں فرماتے تھے اور جب اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں تھا تو اس سے واضح ہوا کہ رضاعت کا رشتہ ہوگا' لیکن یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ رضاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ نہیں لایا گیا' لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے رشتہ ہے' کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہو کر مدینہ منورہ آئے اور وہاں بنونجار میں شادی کی اور اُم حرام و اُم سلیم رضی اللہ عنہما ملحان کی بیٹیاں تھیں اور بنونجار سے تھیں' ان سب باتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے درمیان حرمتِ رضاعت کا رشتہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' مواہب اللدنیہ کے حوالہ سے ذکر فرماتے ہیں:

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا رضاعت یا نسب کے رشتہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنا اور ان کے ساتھ خلوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائز تھی اور یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے آثار سے برکت اور قرب حاصل کرنا مستحب ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک والی یہ خوشبو وصال کے بعد انہیں لگائی جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۳۸ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَّاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی' پھر آپ اپنے گھر کی طرف تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا' آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ایک ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرنے لگے' میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا' میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک یا خوشبو اس طرح محسوس کی' جیسے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے ڈبے سے باہر نکالا ہے۔ (مسلم)

۸۶۳۹ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرَقِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی راستے پر چلتے تو آپ کے بعد آنے والا پہچان لیا کرتا تھا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ (دارمی)

۸۶۴۰ - وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ.

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خضاب لگانے کی عمر کو نہیں پہنچتے تھے' اگر میں آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ کُنَّ فِیْ رَاْسِہٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں آپ کے سر مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِہٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَفِی الرَّاْسِ نَبْذٌ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ صرف آپ کے ہونٹوں کے نچلے حصے اور کنپٹیوں اور سر میں کچھ سفید بال تھے۔

۵۶۴۱ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا یَھُوْدِیًّا کَانَ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَوَجَدَ اَبَاہُ عِنْدَ رَاْسِہٖ یَقْرَاُ التَّوْرَاۃَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا یَھُوْدِیُّ اَنْشُدُکَ بِاللّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاۃَ عَلٰی مُوْسٰی ھَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرَاۃِ نَعْتِیْ وَصِفَتِیْ وَمَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰی بَلٰی وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَجِدُ لَکَ فِی التَّوْرَاۃِ نَعْتَکَ وَصِفَتَکَ وَمَخْرَجَکَ وَاِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ اَقِیْمُوْا ھٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِہٖ وَلُوْا اَخَاکُمْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے' آپ نے اس لڑکے کے باپ کو اس کے سرہانے تورات کی تلاوت کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے یہودی! تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی ہے' کیا تورات میں میری تعریف اور میرا وصف اور میری جائے بعثت کا ذکر موجود ہے' اس نے کہا: نہیں! اس نوجوان نے کہا: کیوں نہیں! بہ خدا! یا رسول اللہ! ہم تورات میں آپ کی تعریف' آپ کا وصف اور آپ کی جائے بعثت کا ذکر موجود پاتے ہیں اور بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اس یہودی کو اس نوجوان کے سرہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (کی تجہیز و تکفین وغیرہ) کا انتظام کرو۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

ف: یہ یہودی نوجوان آخری وقت مشرف بہ اسلام ہوا' اور صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہوا' اس نے زندگی میں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ کوئی عمل صالح نہیں کیا۔ صرف ایک نیکی کی تھی کہ بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور ایمان پر خاتمہ ہوا اور صحابی وہی ہوتا ہے جو بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوا اور اسے ایمان پر ہی خاتمہ کی سعادت حاصل ہو۔ بعد میں آنے والا شخص ساری زندگی عبادت میں صرف کر دے' تب بھی شرفِ صحابیت حاصل نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت والی سعادت وہ عظیم عبادت ہے کہ دیگر اعمالِ صالحہ اس کے مقام کو نہیں پا سکتے۔

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِہٖ وَشَمَائِلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

۵۶۴۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَھُوَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے' ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس آواز کی طرف گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سامنے سے آتے ہوئے ملے' آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف گئے تھے' آپ فرما رہے تھے: مت گھبراؤ! مت گھبراؤ! آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے' جس پر زین نہیں تھی اور آپ کی

عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَّا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَّفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

گردن میں تلوار تھی اور آپ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(۱) اس حدیث میں ان عظیم الشان صفات کا بیان ہے' جن سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا۔

(۲) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا جسے آپ کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا' پہلے سست رفتار تھا' مگر نبی کریم ﷺ کے سوار ہونے کی برکت سے اس کی حالت میں تبدیلی آ گئی کہ وہ تیز رفتار بن گیا۔

(۳) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے لیے عظیم بشارت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نسبت ایک چار پائے کی حالت میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے' پھر آپ کا وہ غلام جس کا سینہ آپ کے عشق کے نور سے منور ہے' وہ کیسے محروم رہ سکتا ہے:

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

(۴) اس حدیث میں قائدین اور سرداروں کے لیے راہنمائی ہے کہ نازک حالات میں قوم کے سردار کو قوت وشجاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے' اس سے قوم کا حوصلہ بلند ہوگا۔

(۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کے حالات کی تفتیش کے لیے آدمی تنہا آگے جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر اکیلا جانے میں ہلاکت ہے تو پھر احتراز ضروری ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریۃً (مانگ کر) کوئی چیز لینا جائز ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا عاریۃً لیا تھا۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستعار گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کرنا جائز ہے۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کی طرف جاتے وقت گلے میں تلوار لٹکانا مستحب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ آج کے دور کے مطابق دشمن کی طرف جاتے ہوئے جدید اسلحہ ساتھ لے کر جانا چاہیے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب خطرہ دور ہو جائے تو امیر کو چاہیے کہ لوگوں کو اطمینان دلائے' نیز دشمن کی طرف سے خطرہ ہو اور عوام میں بے چینی پھیل جائے تو سربراہِ مملکت کو چاہیے کہ مناسب اقدامات کے بعد عوام سے خطاب کر کے انہیں مطمئن کرے۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ یا دیگر ناگزیر حالات میں ملکی حفاظت کے لیے عوام میں سے کسی کی مملوکہ چیز کی ضرورت درپیش ہو تو عوام کو ملک وملت سے محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے' خوش دلی سے اجازت دینی چاہیے۔

۸٦٤٣ - وَعَنْہُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَكَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے اوپر موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی' ایک دیہاتی آیا اور چادر سے پکڑ کر آپ کو سختی سے کھینچنے لگا' نبی کریم ﷺ اعرابی کے سینے سے لگ گئے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ کی گردن کے کنارے پر چادر کے نشانات پڑ گئے' پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے' مجھے بھی اس میں سے کچھ دینے کا حکم

قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِئُ وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ فَلِذٰلِكَ فَعَلَ مَا فَعَلَهٗ ثُمَّ خَاطَبَهٗ بِاِسْمِهٖ فَاَتِلًا عَلٰى وَجْهِ الْعُنْفِ مُقَابِلًا لِّبَحْرِ اللُّطْفِ.

فرمایئے! نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے' پھر مسکرا پڑے' پھر آپ نے اسے عطا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اعرابی مؤلفۃ القلوب سے تھا' اسی لیے اس نے ایسی حرکت کی' پھر اس نے لطف ومہربانی کے سمندر کے سامنے سختی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا نام لے کر مخاطب کیا۔

٨٦٤٤ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَّقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاةِ نَعَمٌ لَّقَسَّمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے' اور آپ سے سوال کرنے لگے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک خاردار درخت کے پاس پہنچا دیا اور آپ کی چادر مبارک اس درخت میں اُلجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر تو دے دو' اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے نہ بخیل پاتے' نہ جھوٹ بولنے والا' نہ بزدل۔ (بخاری)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی حقیقتِ حال سے آگاہ نہیں تو اسے اعتماد میں لینے کے لیے اس کے سامنے اپنی تعریف کرنا اور اپنے اچھے اوصاف کا بیان کرنا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو' اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کے لفظ ''نہیں'' نہ فرمانے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں! اس سے مراد یہ ہے کہ آپ سائل کو انکار فرماتے ہوئے ''نہیں'' کے ساتھ جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اگر وہ چیز موجود ہوتی تو اسے عطا فرما دیتے ورنہ خاموشی اختیار فرماتے یا احسن انداز میں معذرت فرما دیا کرتے تھے۔ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اسی مضمون کو حسین انداز میں بیان فرمایا:

واہ کیا جود وکرم ہے شہِ بطحا تیرا ''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

امام النحو علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ذکر کردہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ سائل سے ''نہیں'' نہ فرماتے

تھے حالانکہ ایک روایت سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت نے حاضر ہو کر سواری طلب کی تو جواباً ارشاد فرمایا تھا: ''واللہ لا احملکم'' بہ خدا! میں تم کو سواری نہ دوں گا۔

جواب: بے شک عادت کریمہ یہی تھی کہ سائل جو چیز طلب کرتا' عطا فرما دیتے اور اگر وہ چیز نہ ہوتی تو سکوت اختیار فرماتے یا حسن گفتار کے ساتھ دل جوئی کر کے معذرت فرمادیا کرتے تھے اور کبھی فرمادیتے کہ قرض لے کر کام چلالو' ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ عطا فرمانے سے صراحتاً انکار کرنے کی عادت نہ تھی۔ باقی رہی پیش کردہ روایت جیسے عمر بھر کے دو ایک واقعات' تو وہ از قبیل نوادر ہیں (یعنی ایسے واقعات کبھی کبھار ہوئے ہیں)' جن کا استثناء عادت پر اثر انداز نہیں ہوا کرتا۔ اسی نظریہ کے ماتحت فرزدق شاعر نے بھی مگر مبالغہ کرتے ہوئے نعت میں یہ شعر عرض کیا:

ما قال لا قط الا فی تشهده لو لا التشهد کانت لائه نعم

(آپ نے تشہد کے علاوہ کبھی لفظ ''لا'' نہیں فرمایا' اگر تشہد نہ ہوتی تو آپ کا ''لا'' بھی ''نعم'' (ہاں) ہوتا)

جس کا فارسی ترجمہ اس شعر سے ہو سکتا ہے:

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز مگر باشهد ان لا اله الا اللّٰه

(آپ کی زبان مبارک پر ''اشهد ان لا اله الا اللّٰه'' کے علاوہ ہرگز لفظ ''لا'' نہیں آیا)

اور اگر مبالغہ سے پاک کر کے واقع کے مطابق اس مضمون کو محبت بھری زبان سے سننا چاہتے ہیں تو آیئے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ایمان افروز شعر جھوم جھوم کر پڑھیے:

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ ہاں نہیں

(بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۰۷' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

٨٦٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِیْ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَّيُعْطِیْ عَطَاءً مَّا يَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں تو آپ نے اسے وہ بکریاں عطا فرمادیں' وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ! بہ خدا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف ہی نہیں رہتا۔ (مسلم)

٨٦٤٧ - وَعَنْهُ قَالَ خَدِمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا' آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی کام پر اعتراض نہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا؟ یا فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ اس پر سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کے لائق یہ تھا کہ اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی فرض کو ترک کرتے یا کسی حرام کا ارتکاب کرتے تو آپ انہیں تنبیہ فرماتے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے حکم کی مخالفت کرنے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہ کرنا' اس صورت میں تھا جب ان سے خدمت و آداب میں کوتاہی ہو جاتی۔ اس کا تعلق احکام شرعیہ کی مخالفت کی صورت سے نہیں تھا اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی ہے

32 کہ ان سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منصب نبوت کے مطابق) اس پر اعتراض فرماتے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۸۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٦٤٨ - وَعَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهُ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدِيْ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آٹھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور دس برس آپ کی خدمت اقدس میں رہا' اگر میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جاتی تو آپ نے اس پر کبھی مجھے ملامت نہیں فرمائی' اگر آپ کے گھر والوں سے کوئی مجھے برا بھلا کہتا تو آپ فرماتے: اسے چھوڑ دو کیونکہ اگر کسی چیز کا ضائع ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا ہوا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔ (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسے معمولی سے فرق کے ساتھ روایت کیا ہے)

٨٦٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قَوْلُ اَنَسٍ لَا اَذْهَبُ صَدَرَ عَنْ اَنَسٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَهُوَ غَيْرُ مُكَلَّفٍ مَعَ اَنَّهٗ كَانَ صَادِرًا عَنْهُ فِي الظَّاهِرِ وَفِيْ نَفْسِهٖ اَنْ يَّذْهَبَ لِلْاَمْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے' ایک روز آپ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تو میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جس کام کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے' میں وہ کام کرنے جاؤں گا' میں باہر نکلا' حتیٰ کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے قریب سے گزرا' اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر پیچھے سے میری گردن پکڑ لی' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے انیس! میں نے تمہیں جہاں جانے کا حکم دیا تھا تم وہاں گئے تھے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں جا رہا ہوں' یا رسول اللہ! (مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میں نہیں جاؤں گا' بچپن کی حالت میں صادر ہوا تھا اور اس وقت وہ مکلف نہیں تھے' نیز یہ بات انہوں نے ظاہراً کہی تھی' اور ان کے دل میں یہ تھا کہ میں اس کام کے لیے جاؤں گا۔

٨٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر حاضر ہو جاتے' آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے' بسا اوقات وہ انتہاء کی ٹھنڈی صبح کو حاضر ہوتے تو آپ برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔

(مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(ا) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے منسوب چیزیں باعث برکت ہوا کرتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے تبرکات سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

(۲) دینی پیشوا' شیخ طریقت اور عالم دین کو اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ کمال شفقت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں اسے تکلیف بھی لاحق ہو تو خندہ پیشانی سے سامنا کرے۔

(۳) نبی کریم ﷺ امام الانبیاء اور افضل الخلق ہونے کے باوجود پیکر تواضع تھے۔ خدام اور غلاموں کے ساتھ بھی آپ شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ دینی یا دنیاوی حیثیت سے معزز افراد کے لیے آپ کے اس عمل میں درس موجود ہے۔

٨٦٥١ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ اگر (بالفرض) مدینہ منورہ کی کوئی لونڈی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

٨٦٥٢ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ اِمْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے' آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہتی ہے کھڑی ہو جا! میں تیرا کام پورا کروں گا' پھر آپ اس کے ساتھ ایک گلی میں علیحدہ تشریف لے گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔ (مسلم)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کا حکم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہ وقتِ ضرورت حسنِ نیت کے ساتھ اجنبی عورت کے ساتھ سڑک وغیرہ پر علیحدہ کھڑا ہو جانا جائز ہے' بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہاں تو یہ احتمال بھی ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں سے کچھ دور کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں' لہٰذا اس حدیث سے استدلال کر کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مکان کے اندر اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی جائز ہے۔

(ملخصاً وموضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٥٣ ۔ وَعَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے' جنازہ کے ساتھ جاتے تھے' غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے' میں نے خیبر کے روز آپ کو دراز گوش پر سوار دیکھا' جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

٨٦٥٤ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہ کثرت ذکر فرماتے تھے' فضول کلام نہیں فرماتے تھے' لمبی نماز ادا فرماتے تھے' خطبہ مختصر ارشاد فرماتے تھے اور بیوگان اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے اور ان کی حاجت پوری فرماتے تھے۔ (نسائی' دارمی)

٨٦٥٥ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اس وقت تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہیں

يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزِعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهٖ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتے تھے' جب تک وہ خود اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کر لیتا اور اس وقت تک اس کی طرف سے اپنا چہرۂ انور نہیں پھیرتے تھے' جب تک وہ خود اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور آپ کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھنے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا' یہاں گھٹنوں سے قدم مراد ہے اور مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ متکبرین کی طرح مجلس میں اپنے گھٹنے ہم نشینوں سے آگے کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صف میں ان کے برابر بیٹھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ مجلس میں ہم نشینوں کے سامنے گھٹنے بلند کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اصحاب مجلس کی تعظیم کے لیے گھٹنے نیچے کر کے تشریف فرما ہوتے تھے' اور یہ تمام باتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعلیم کے لیے تھیں اور اس سے نبی کریم ﷺ کا کمالِ ادب واضح ہوتا ہے' لیکن اس پر سوال ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ احتباء فرماتے تھے (یعنی دونوں زانوؤں پر کپڑا باندھ کر تشریف فرما ہوتے تھے)' اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے عام مجلس کے علاوہ تنہائی میں یا بعض بے تکلف اصحاب کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہو۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۴۰)

۸٦۵٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانُ حِبْرٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهُ وَيَتَوَعَّدُوْنَهُ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ ایک شخص جسے یہودیوں کا عالم کہا جاتا تھا' اس کے کچھ دینار رسول اللہ ﷺ کے ذمہ قرض تھے' اس نے نبی کریم ﷺ سے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا' آپ نے اسے فرمایا: اے یہودی! میرے پاس ادائیگی کے لیے کوئی چیز نہیں' اس نے کہا: اے محمد ﷺ! جب تک آپ میرا قرض ادا نہیں فرما دیتے' میں یہاں سے نہیں جاؤں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تو مجھے تیرے ساتھ ہی بیٹھنا پڑے گا اور آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے' رسول اللہ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز ادا فرمائی' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس یہودی کو ڈراتے' دھمکاتے تھے' رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں' (آپ نے صحابہ کرام کو منع فرمانا چاہا تو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے کسی ذمی کافر وغیرہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے' جب دن نکل آیا تو یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور میرا نصف مال اللہ کی راہ میں وقف ہے' اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ محض اس لیے کیا تھا کہ میں تورات میں مذکور آپ کی صفات دیکھنا چاہتا تھا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کی جائے ولادت مکہ میں اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ میں اور آپ کی سلطنت

فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِى التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

ملک شام میں ہے' آپ سخت مزاج بدگو نہیں اور بازاروں میں چلا چلا کر بات کرنے والے نہیں اور فحش اور بے ہودہ کلام فرمانے والے نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال ہے' آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق اس میں فیصلہ فرمائیں اور وہ یہودی بہت مال دار تھے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٦٥٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْا وَيَصْفَحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طبعاً فحش کلامی فرماتے تھے نہ تکلفاً' نہ بازاروں میں چلا چلا کر گفتگو فرماتے تھے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٥٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو' لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے' اظہارِ ناراضگی کے وقت آپ فرماتے تھے: اسے کیا ہوا' اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ لعان تھے اور نہ سباب تھے۔ اس پر سوال ہے کہ لعان اور سباب مبالغہ کے صیغے ہیں' جن کا معنی ہے: بہت زیادہ لعنت کرنے والا اور بہت زیادہ گالیاں دینے والا' لہٰذا الفاظِ حدیث کا معنی ہوا کہ آپ بہت زیادہ لعنت نہیں فرماتے تھے اور بہت زیادہ گالیاں نہیں دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ یہ افعال فرماتے تو تھے مگر زیادہ نہیں' بلکہ کم اور اس میں تو آپ کی مدح نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں لعنت اور گالی کی نفی مقصود ہے' مبالغہ کی نفی مقصود نہیں اور معنی یہ ہے کہ آپ لعنت نہیں فرماتے تھے اور گالی نہیں دیتے تھے۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ O" (الحج:١٠) "اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا O"۔ "ظلّام" بھی مبالغہ کا صیغہ ہے' جس کا معنی ہے: زیادہ ظلم کرنے والا' اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ ظالم نہیں' یعنی معاذ اللہ وہ ظالم تو ہے مگر زیادہ ظالم نہیں اور یہ معنی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے' لہٰذا آیہ مبارکہ میں ظلم کی نفی ہے' ظلم کے مبالغہ کی نفی نہیں اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظالم نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لعان اور سباب فعال کے وزن پر ہیں اور بعض اوقات فعال کا وزن نسبت کے لیے آتا ہے۔

علامہ عنایت احمد کاکوروی رحمہ اللہ متوفی ١٢٧٧ھ لکھتے ہیں:

فاعل کا صیغہ نسبت کے لیے بھی آتا ہے اور اسے فاعل "ذی کذا" کہتے ہیں' جیسے "تَامِرٌ" کا معنی کھجور والا اور "لَابِنٌ" کا معنی دودھ والا' اسی طرح "تَمَّارٌ" اور "لَبَّانٌ" (بروزن فَعَّال) ہیں (کہ ان کا معنی بھی کھجور والا اور دودھ والا ہے' مبالغہ والا معنی مراد نہیں)۔

(علم الصیغہ ص ١٦' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ' لاہور)

لہٰذا "لعان" کا معنی لعنت والا "سباب" کا معنی گالی والا اور "ظلام" کا معنی ظلم والا ہے۔ اب معنی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والا نہیں ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

۸٦۵۹ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ مشرکین کے خلاف دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں ہوا' میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت مؤمنین وکافرین سب کے لیے ہے

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مؤمنین کے لیے رحمت ہونا تو واضح ہے اور کفار کے لیے بھی آپ رحمت ہیں' دنیا میں آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے ان سے عذاب دور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" (الانفال:۳۳) "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو"۔ جب کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائے ہلاکت کے نتیجہ میں بالکل تباہ و برباد ہو جایا کرتی تھیں' البتہ بعض مشرکین کا جب وقت آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ حکم الٰہی ان کے خلاف دعا فرمائی اور وہ ہلاک ہو گئے' جس طرح جنگ بدر میں مشرکین آپ کی دعا سے ہلاک ہوئے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷ ۔ ۵۰ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے — کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۸٦٦۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۝﴾ (الانعام:۳۳) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی: بے شک یہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں۝ (الانعام:۳۳) (ترمذی)

۸٦٦۱ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِىْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِىْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے' جب آپ کسی چیز کو دیکھ کرنا پسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء قرار دیا گیا ہے۔ اس سے آپ کی حیاء کے بیان میں مبالغہ مقصود ہے' کیونکہ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی باہر رہنے والی سے زیادہ باحیاء ہوتی ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھ کرنا پسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب آپ

کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اس کی طرف چہرۂ انور نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ تبدیل ہو جاتا' جس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہو جاتا۔ (ملخصا عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۱۳' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٨٦٦٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو مبارک نظر آنے لگتا' آپ تو صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

٨٦٦٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

٨٦٦٤ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل خاموشی والے تھے۔ (مسند احمد' بغوی' شرح السنہ)

٨٦٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَّرْفَعَ طَرْفَهٗ إِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھے ہوئے گفتگو فرما رہے ہوتے تو اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ (ابوداؤد)

٨٦٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَّسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے' آپ اس طرح (ٹھہر ٹھہر کر) گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٦٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَةٍ فَصْلٍ يَّحْفَظُهٗ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ واضح اور جدا جدا کلام فرماتے کہ جو مجلس میں حاضر ہوتا' وہ اسے محفوظ کر لیتا۔ (ترمذی)

٨٦٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَّتَرْسِيْلٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام آرام سے اور ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

٨٦٦٩ - وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا:

بَيْتِهٖ فَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

آپ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مصروف رہا کرتے تھے' جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

۸۶۷۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا مبارک خود ہی درست فرمالیا کرتے تھے' اپنے کپڑے سی لیتے تھے' جس طرح تم اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہو' اسی طرح آپ بھی اپنے گھر میں کام کاج فرمایا کرتے تھے' آپ ایک عام انسان کی طرح سادہ زندگی بسر فرماتے تھے' اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے' اور اپنی بکری کا دودھ خود ہی دھو لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی فرماتے تھے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوئیں تلاش فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: ''یفلی ثوبه'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کپڑوں میں جوئیں ہوتی تھیں اور یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ نظافت سے بعید ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کی تاویل میں لکھتے ہیں:

''فلی'' کا اصلی معنی جوئیں تلاش کرنا ہے' لیکن مواہب اللدنیہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک اور لباس مبارک میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں' اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور مچھر وغیرہ آپ کو ایذاء نہیں دیتے تھے اور جوئیں تلاش کرنے سے لازم آتا ہے کہ یہ موذی چیزیں موجود تھیں' لہٰذا یہاں تاویل کرنا پڑے گی کہ ان چیزوں کا تعلق لباس شریف کے ساتھ بیرونی جانب سے تھا' بدن کی جانب سے نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۹۹' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں نظر فرماتے تھے کہ کہیں اس میں کوئی جوں وغیرہ تو نہیں اور یہ مفہوم اس روایت کے خلاف نہیں' جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوئیں ایذاء نہیں دیتی تھیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس کی بہترین توجیہ یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک جوؤں وغیرہ سے پاک ہوتا تھا لیکن چونکہ آپ کی طبیعت مبارکہ انتہائی نفیس تھی' اس لیے آپ صفائی کی غرض سے اپنے کپڑوں میں اس طرح نظر کیا کرتے تھے' جس طرح جوئیں تلاش کرنے والا آدمی کرتا ہے تاکہ کپڑوں میں کوئی ایسی چیز نہ رہ جائے' جو آپ کی نفاستِ طبع کے لیے گراں ہو۔

۸۶۷۰ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيْ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَ نِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے' میرے پاس ایک فرشتہ آیا' جس کی کمر کعبہ شریف کے برابر تھی' اس نے کہا: بے شک آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو عبودیت والے نبی بن جائیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں' میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیں۔

فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ.

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرِيْلُ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضِعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف اس طرح متوجہ ہوئے' جیسے آپ ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں' حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ تواضع اختیار فرمائیں' تو میں نے کہا: میں عبودیت والا نبی بننا پسند کرتا ہوں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: میں اسی طرح کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور میں اسی طرح بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ لکھتے ہیں:

''اتــکـــاء'' کا معنی ہے: ایک جانب جھکنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے کیونکہ اس طریقہ سے کھانا کھانے والے کو ضرر لاحق ہوتا ہے اور یہ حالت کھانا گزرنے کی جگہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں محققین سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد چار زانو ہو کر اپنے نیچے رکھے ہوئے تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا مراد ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح کھانا کھاؤں گا جس طرح بندہ کھانا کھاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی ادنیٰ کھانا میسر ہوا وہی تناول کر لوں گا۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ اس سے نماز کی طرح دوزانو ہو کر بیٹھنا مراد ہے اور یہ سب سے افضل طریقہ ہے' یا کھانے وغیرہ کی حالت میں ایک گھٹنا کھڑا کر کے بیٹھنا مراد ہے یا دونوں گھٹنے اٹھا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا مراد ہے۔ نماز کے علاوہ عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھنے کا یہی طریقہ تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کھانے کے چند آداب

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

کھانے کے آداب وسنن یہ ہیں: کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا' کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھیں نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھے' اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آ جائے یہ کہے: ''بسم اللّٰہ فی اوّلہ و آخرہ'' تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے' بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھا لینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے' ہاں! اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں' اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ روٹی دسترخوان پر آ گئی تو کھانا شروع کر دے' سالن کا انتظار نہ کرے' داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔ کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ گرم کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے پر پھونکے' نہ کھانے کو سونگھے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے' ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے۔ برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں' اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد دوم ص ۶۳۶ - ۶۳۷' مطبوعہ مشتاق بک کارنر اُردو بازار لاہور)

۸۶۷۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بیان فرمایا: میں نے کسی کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ اپنی اولاد پر مہربان نہیں دیکھا' آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' مدینہ منورہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے' آپ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے' آپ گھر میں داخل ہو جاتے' حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی والد لوہار تھا' آپ اپنے فرزند کو اٹھا کر بوسہ دیتے' پھر واپس لوٹ آتے' جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوا ہے' اس کے لیے دو دائیاں مقرر ہیں' جو جنت میں مدتِ رضاعت مکمل ہونے تک اسے دودھ پلائیں گی۔ (مسلم)

٨٦٧٢ - وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهُ حَدِّثْنَا أَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ فَكَانَ إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سنائیں' انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا اپڑوسی تھا' جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلوا لیتے اور میں وحی لکھنے کی خدمت سرانجام دیتا' جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ دنیا کا تذکرہ فرماتے' جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے کی باتیں فرماتے اور میں تمہارے سامنے یہ ساری باتیں رسول اللہ ﷺ کی بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

٨٦٧٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان تر چیز کو اختیار فرماتے' بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتی' اگر وہ چیز گناہ ہوتی تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا انتقام لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٧٤ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو' مگر آپ راہِ خدا میں جہاد فرماتے تھے اور جب بھی آپ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا' لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی جاتی تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

عورت اور خادم کو نہ مارنے کا خصوصی ذکر کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔
علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
نبی کریم ﷺ نے اہتمام کی غرض سے عورت اور خادم کا ذکر خصوصی طور پر فرمایا' نیز عورت اور خادم کو مارنے کا وقوع اکثر ہوتا ہے' لہٰذا ان کا الگ ذکر کیا۔ عورت اور خادم کو اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ مارنا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ مارا جائے' جب کہ اولاد کے بارے میں بہتر یہی ہے کہ انہیں تادیب کی جائے' کیونکہ آدمی اولاد کو تربیت کے لیے مارتا ہے' لہٰذا وہاں معافی بہتر نہیں' لیکن عورت اور غلام کو عموماً حظِ نفس کے لیے مارا جاتا ہے' لہٰذا نفسانی خواہش کی مخالفت کرنے اور غصہ پی جانے کے لیے انہیں معاف کرنا بہتر ہے اور اس حدیث میں استثناء کیا گیا ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ نہیں مارتے تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن خلف کو قتل کیا اور جہاد سے صرف کفار کے ساتھ لڑائی ہی مراد نہیں بلکہ حدود اور تعزیرات وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٧٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ

بعثت مبارکہ اور ابتدائے وحی کا بیان

وحی کا لغوی و شرعی معنی

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:
وحی کا لغوی معنی ہے: خفیہ طور پر خبر دینا' کتابت' مکتوب' الہام' امر' رمز' اشارہ اور آواز دینا' یہ سب وحی کے معانی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وحی کا اصلی معنی ہے: تفہیم (سمجھانا)' اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے راہنمائی کی جائے' مثلاً کلام' کتابت' خط اور اشارہ' اور اصطلاحِ شرع میں وحی کا معنی ہے: شریعت کی خبر دینا اور بعض اوقات اس سے وہ کلام مراد ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱ ص ۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:
وحی اصل میں خفیہ طور پر خبر دینے کو کہتے ہیں اور اشارہ' کتابت' رسالہ' الہام اور ہر وہ چیز جسے تم دوسرے کی طرف القاء کرو' وحی کہلاتی ہے۔ بعض اوقات وحی سے اسم مفعول والا معنی مراد ہوتا ہے یعنی وہ کلام وغیرہ جو وحی کیا گیا ہو' اور اصطلاحِ شریعت میں وحی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو کسی نبی پر نازل کیا گیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٦٧٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمائے گئے' آپ مکہ مکرمہ میں تیرہ برس رہے' آپ پر وحی آتی تھی' پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا' آپ نے ہجرت فرمائی اور دار الہجرت میں دس سال مقیم رہے اور تریسٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٧٧ - وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مکہ مکرمہ میں پندرہ سال مقیم رہے سات سال تک آپ آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور کوئی چیز نہیں دیکھتے تھے اور آٹھ سال آپ پر وحی آتی رہی اور مدینہ منورہ میں آپ دس سال مقیم رہے اور پینسٹھ برس کی عمر شریف میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (مسلم)

٨٦٧٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلَاثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال بھی تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ (مسلم) امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تریسٹھ برس والی روایات زیادہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کے متعلق تین روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ پینسٹھ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا۔ اور تیسری روایت میں ہے کہ وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور تیسری روایت ہی زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت عائشہ' حضرت انس' حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ تریسٹھ برس والی روایت کے زیادہ صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔ ساٹھ سال والی روایات میں یہ تاویل ہے کہ اس میں صرف دہائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پینسٹھ سال والی روایت اس کے خلاف ہے' اور عروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پینسٹھ سال والی روایات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ابتدائے نبوت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان جتنی صحبت انہیں حاصل ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ٢ ص ٢٦٠' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

خلفائے اربعہ کی عمروں کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمریں بھی نبوی عمر کے مطابق تریسٹھ برس تھیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بلا اختلاف تریسٹھ برس تھی اور آپ کی مدت خلافت دو سال چار ماہ تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک میں ایک قول یہی ہے کہ تریسٹھ برس تھی' دوسرا قول یہ ہے کہ انسٹھ برس تھی' تیسرا قول یہ ہے کہ اٹھاون برس تھی' چوتھا قول یہ ہے کہ چھپن برس تھی' پانچواں قول یہ ہے کہ اکیاون برس تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے مدینہ منورہ میں بدھ کے روز

چھبیس ذوالحج ۲۳ھ کو آپ کے نیزہ مارا (جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی) اور بہ روز ہفتہ محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ دفن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور یہی زیادہ صحیح قول ہے' آپ کی مدتِ خلافت دس برس تھی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہفتہ کی شب جنت البقیع میں مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر مبارک بیاسی سال تھی' ایک قول کے مطابق اٹھاسی برس تھی۔ دیگر اقوال بھی ہیں' ان کی مدتِ خلافت بارہ برس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ۱۸ ذوالحج بہ روز جمعہ ۳۵ھ کو مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کوفہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح کو آپ پر حملہ کیا اور تین راتوں کے بعد آپ کی شہادت ہوئی اور صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ پینسٹھ برس تھی' ایک قول کے مطابق ستر برس اور ایک قول کے مطابق اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدتِ خلافت چار برس نو ماہ اور چند دن تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ صحیح روایت کے مطابق آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ہوسکتا ہے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جریر سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا اور میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ برس ہے' امید ہے کہ ان کی موافقت میں میرا انتقال بھی اسی سال ہو جائے گا' اور جامع الاصول میں ہے کہ یہ بیان کرتے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس ہی تھی لیکن اس سال آپ کا وصال نہیں ہوا' بلکہ اٹھہتر یا چھیاسی برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ میرک نے کہا کہ آپ نے تمنا کی مگر مطلوب حاصل نہیں ہوا بلکہ آپ کا وصال اسی سال کی عمر کے قریب ہوا' لیکن انہیں مطلوبہ ثواب حاصل ہو گیا کیونکہ آپ کی عمر میں موافقت والا سن بھی موجود تھا اور اس سے زائد عمر بھی تھی اور مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٥٦٨٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا' آپ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتی' پھر آپ کے قلب اقدس میں تنہائی کی محبت پیدا کر دی گئی' آپ غار حراء میں خلوت نشین ہو کر عبادت فرمانے لگے۔ ''تحنث'' کا معنی ہے: اپنے گھر واپس آنے سے پہلے متعدد راتیں عبادت میں گزارنا' اور آپ اس کے لیے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے' پھر واپس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر اتنی مدت کے لیے مزید سامان لے جاتے' اسی دوران غار حراء میں آپ پر وحی نازل ہوئی' آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے! آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر دوسری بار دبایا حتیٰ کہ اپنی پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر تیسری مرتبہ دبایا' حتیٰ کہ پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! اپنے رب کے نام سے جس

الَّذِیْ خَلَقَ○خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ○اِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ○الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ○﴾ (العلق: ۱-۵) فَرَجَعَ
بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ
فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ
زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ
فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى
نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ
اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ
وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِيْ
الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ
بِهٖ خَدِيْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ اِبْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ
فَقَالَتْ لَهٗ يَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ
لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ
وَرَقَةُ هٰذَا هُوَ النَّامُوْسُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
مُوْسٰى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا
اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ
يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ
وَاِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ
لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا
كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا
اَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰى
لَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا
فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاْشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ قَالَ صَاحِبُ
الدُّرِّ الْمُخْتَارِ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعِ اَحَدٍ الْمُخْتَارُ

نے پیدا کیا○ انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا○ پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے○ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا○ آدمی کو وہ باتیں سکھلائیں جو وہ نہیں جانتا تھا○ (العلق: ۱-۵)۔ پھر نبی کریم ﷺ وہاں سے اس حالت میں واپس تشریف لائے کہ آپ کے قلب اقدس پر کپکپی طاری تھی' آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا' حتیٰ کہ آپ کا خوف جاتا رہا' آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں فرمائے گا' بے شک آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں اور سچ بولتے ہیں' ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور محتاجوں کو کمائی کر کے مال دیتے ہیں اور مہمان نوازی فرماتے ہیں اور تقدیر الٰہی سے حوادثات میں مبتلا لوگوں کی مدد فرماتے ہیں' پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں اور انہیں کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنئے! ورقہ بن نوفل نے آپ سے عرض کیا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سارا واقعہ سنایا' ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا تھا' اے کاش! اس وقت میں مضبوط جوان ہوتا' کاش! اس وقت میں زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکالیں گے' ورقہ نے کہا: ہاں! جو مرد بھی آپ کی طرح نبوت و شریعت لے کر آیا' اسے ایذاء پہنچائی گئی' اگر مجھے آپ کا زمانہ اقدس مل گیا تو میں آپ کی انتہائی مضبوط مدد کروں گا' پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ورقہ فوت ہو گئے' اور وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ (بخاری ومسلم)

اور بخاری شریف میں اتنا اضافہ ہے: حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے' اور جو روایات ہم تک پہنچیں ان میں ہے: حتیٰ کہ آپ شدید غمگین ہو گئے کئی بار صبح کے وقت آپ گئے تاکہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں' جب بھی خود کو نیچے گرانے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تو جبریل آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور عرض کرتے: اے محمد ﷺ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں' اس سے آپ کا دلی اضطراب ختم ہو جاتا اور آپ کے دل مبارک کو سکون آ جاتا۔ صاحب درمختار نے فرمایا کہ کیا نبی کریم ﷺ بعثت سے پہلے کسی شریعت کے مکلف تھے' ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے بلکہ کشف صادق کے ذریعے شریعت ابراہیمی وغیرہ

عِنْدَنَا لَا بَلْ كَانَ يَعْمَلُ بِمَا ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْكَشْفِ الصَّادِقِ مِنْ شَرِيْعَةِ إِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرِهٖ وَصَحَّ تَعَبُّدُهٗ فِيْ حِرَاءَ بَحْرٌ وَفِي الْمِرْقَاتِ إِسْتَدَلَّ الْحَنَفِيَّةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَيْسَتْ بِقُرْاٰنٍ فِيْ أَوَائِلِ السُّوَرِ لِكَوْنِهَا لَمْ تُذْكَرْ هٰهُنَا.

کا جو حکم آپ کے سامنے ظاہر ہوتا' آپ اس پر عمل فرماتے تھے اور غارِ حراء میں آپ کا عبادت فرمانا صحیح ہے' بحر اور مرقات میں ہے کہ احناف نے اس حدیث پاک سے استدلال کیا ہے کہ سورتوں کے آغاز میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے' وہ قرآن پاک کا جز نہیں' کیونکہ یہاں بسم اللہ شریف مذکور نہیں۔

وحی کی اقسام

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' وحی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں وحی کی تین اقسام ہیں:

(۱) کلامِ قدیم سننا' جس طرح سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلامِ الٰہی سننا نصِ قرآن سے ثابت ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلامِ الٰہی سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۲) فرشتے کے ذریعہ وحی آنا۔

(۳) دل میں القاء کرنا' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں الہام کیا۔ ایک قول کے مطابق سیّدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب اسی طرح وحی ہوتی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے غیر کی طرف وحی' الہام کے معنی میں ہوتی ہے' جس طرح شہد کی مکھی کی طرف وحی کی گئی۔

سہیلی نے وحی کی سات صورتیں ذکر کی ہیں:

(۱) بہ ذریعہ خواب وحی آنا' جس طرح حدیث پاک میں ہے۔

(۲) گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی آنا' اس کا ذکر بھی حدیث میں ہے۔

(۳) آپ کے دل میں کلام کا القاء کیا جائے۔

(۴) فرشتہ انسانی صورت میں آئے۔ بعض اوقات حضرت جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے' خصوصاً حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنے کی حکمت یہ تھی کہ وہ حسین تر تھے' اسی لیے عورتوں کے فتنہ کے اندیشہ سے وہ نقاب اوڑھ کر چلتے تھے۔

(۵) حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نظر آئیں' ان کے چھ سو پر ہیں' جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ پردے کے پیچھے ہم کلام ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں' پہلی صورت یہ ہے کہ بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو' جس طرح شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا' دوسری صورت یہ ہے کہ نیند میں اللہ تعالیٰ ہم کلام ہو' جس طرح ترمذی شریف میں مرفوع روایت ہے کہ میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ملأ اعلیٰ کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں۔

(۷) حضرت اسرافیل علیہ السلام وحی لے کر آئیں' جس طرح شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو موکل کیا گیا اور تین سال تک وہ وحی لے کر آتے رہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

سچے خوابوں کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز نیند میں سچے خوابوں سے ہوا' سچے خواب کیا ہیں؟ اس کی تحقیق میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

سچے خوابوں کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں یا اس کے حواس میں ایسی چیزیں پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح ان چیزوں کو بیداری میں پیدا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے فرماتا ہے' نیند وغیرہ اس کے لیے رکاوٹ نہیں۔ بسا اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' وہ دوسرے اُمور کی علامت ہوتا ہے' جس طرح بادل کو اللہ تعالیٰ نے بارش کی علامت بنایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۰۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

رؤیا صالحہ یا صادقہ اس خواب کو کہتے ہیں جو انتشار اور شیطانی دخل سے پاک ہو' یا اس خواب کو کہتے ہیں جو اپنی تعبیر خود ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں رؤیا صالحہ اور صادقہ آخرت کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن دنیوی اعتبار سے ان میں فرق ہے کہ ان حضرات کے خواب دنیوی اعتبار سے تو سارے صادقہ ہوتے ہیں لیکن سارے صالحہ نہیں ہوتے' جس طرح یوم اُحد کا خواب دنیوی اعتبار سے صالحہ نہیں تھا۔

نبی کریم ﷺ کے اس رؤیا کی کل مدت بیہقی کی روایت کے مطابق چھ ماہ تھی' پھر ماہِ رمضان المبارک میں سورۂ اقراء کا نزول شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ بہ ذریعہ خواب ظہورِ نبوت کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا تھا' جو ماہِ ولادت بھی ہے اور ماہِ وصال بھی ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خواب کو نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ ظہورِ نبوت کی کل مدت تیئس برس ہے اور تیئس کے چھیالیس حصے کیے جائیں تو ہر حصہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔

(ملخصاً بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۹۲۔۹۱' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ظہورِ نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خوابوں سے ابتداء نہ ہوتی اور اچانک فرشتہ آپ کے پاس صریح نبوت لے کر آ جاتا تو قوائے بشریہ اس کا تحمل نہ کرتے' لہٰذا ابتداءً آپ کو خصائلِ نبوت اور بشارات سے نوازا گیا' سچے خواب دکھائے گئے' غیبی آوازیں سنائی گئیں' شجر و حجر نے آپ کو سلام کیا' روشنی دکھائی گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے بیداری میں فرشتہ بھیج کر آپ کے لیے نبوت کو مکمل فرما دیا اور حقیقت سے پردہ اٹھا دیا۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کے دل میں تنہائی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟

تنہائی کے ساتھ فراغت قلبی حاصل ہوتی ہے' غور و فکر کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ انسان اپنی طبیعت سے ریاضت و مشقت کے بغیر منتقل نہیں ہو سکتا' لہٰذا تنہائی کی محبت پیدا کی گئی تاکہ لوگوں کے میل جول سے منقطع ہوں' مانوس عادات فراموش ہوں اور مخلوق سے منقطع ہو کر خالق کی طرف کامل توجہ ہو' وحی کا حصول سہل اور آسان ہو۔ (ملخصاً و موضحاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت کا بیان

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

بعثت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی عبادت کسی شریعت کے تابع تھی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کے دو قول ہیں۔ دوسرا قول جمہور کی طرف منسوب ہے کہ آپ کی عبادت کسی شریعت کے تابع نہیں تھی بلکہ نور معرفت سے آپ کی طرف جو کچھ القاء کیا جاتا' اسی کے مطابق آپ عبادت فرمایا کرتے تھے۔ علامہ ابن حاجب اور علامہ بیضاوی رحمہما اللہ کا مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف تھے' کسی شریعت کے مکلف ہونے کی آپ سے نفی عقلاً ہے نہ نقلاً' اس میں جمہور کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کے لیے کسی شریعت کا مکلف ہونا عقلاً درست نہیں کیونکہ یہ بعید ہے کہ جو متبوع ہے وہ تابع بن جائے' لیکن ماہر علماء کے نزدیک نقلاً یہ ثابت ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے کیونکہ اگر آپ کسی شریعت کے مکلف ہوتے تو اسے نقل کیا جاتا اور اس شریعت والے لوگ اس پر فخر کرتے اور جن حضرات کے نزدیک آپ کسی شریعت کے مکلف تھے' ان کا آپس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی شریعت تھی؟ اس میں آٹھ اقوال ہیں:

(۱) شریعتِ ابراہیمی (۲) شریعتِ موسیٰ (۳) شریعتِ عیسیٰ (۴) شریعتِ نوح (۵) شریعتِ آدم (۶) بغیر تعیین کے کسی شریعت پر عمل پیرا ہوتے (۷) تمام شرائع آپ کی شریعت تھیں (۸) اس میں توقف ہے۔

بعثت سے پہلے آپ کون سی عبادت کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ غور و فکر فرمایا کرتے تھے' جس طرح حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔

کیا اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپ کسی شریعت کے مکلف تھے؟ اصولیین کا اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا نظریہ یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے۔ امام رازی و آمدی وغیرہ کا یہی مختار ہے' بعض کا نظریہ یہ ہے کہ آپ سابقہ کتب سے احکام حاصل کرنے کے مکلف تھے اور پہلی شریعتیں بھی ہماری شریعت تھیں' علامہ ابن حاجب کا یہی مختار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے اور جمہور کا مختار یہی ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

وحی کا آغاز کب ہوا؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ابن سعد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سترہ رمضان المبارک بہ روز پیر غارِ حراء میں فرشتہ آپ کے پاس آیا' اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

عبید بن عمیر کی مرسل روایت ہے کہ بیداری سے پہلے خواب میں آپ کی طرف وحی کی گئی' یہ بھی ممکن ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد بیداری کی حالت میں فرشتہ آپ کے پاس آیا ہو اور اسے حق فرمایا گیا (یعنی فرمایا: حتیٰ کہ آپ کے پاس حق آیا)' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی تھی' اور ابوالاسود نے حضرت عروہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابتداء میں خواب دیکھتے تھے اور جبریل علیہ السلام کو آپ نے سب سے پہلے اجیاد میں دیکھا' جبریل علیہ السلام نے چلا کر کہا: اے محمد! آپ نے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا' آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو افق پر جبریل نظر آئے: انہوں نے کہا: اے محمد! جبریل! جبریل! آپ دوڑ کر لوگوں میں چلے گئے' پھر آپ نے کچھ نہ دیکھا' پھر جب باہر نکلے تو جبریل نے آپ کو پکارا' آپ پھر بھاگ کر چلے گئے' پھر جبریل حراء کی جانب سے آپ کے سامنے آئے' اس کے بعد اقراء والا قصہ ذکر کیا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

33

"ما انا بقارئٍ" کی تشریح

اس حدیث میں ہے کہ فرشتہ نے آ کر عرض کیا: "اقرأ" پڑھیے! آپ نے فرمایا: "ما انا بقارئٍ" میں پڑھنے والا نہیں۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں اور مجھ سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ ممکن ہے فرشتے کو دیکھنے اور مقامِ وحی کی ہیبت کی بناء پر آپ کو انتہائی دہشت اور خوف لاحق ہو گیا ہو اس بناء پر آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں' اور آپ نے اُمّی ہونے کی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کیونکہ دوسرے کے پڑھانے اور تعلیم دینے سے پڑھ لینا اُمّی ہونے کے منافی نہیں۔ بالخصوص نبی کریم ﷺ تو انتہائی درجہ کے فصیح و بلیغ تھے' البتہ لکھنا اور لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر پڑھنا اُمّی ہونے کے منافی ہے۔ قاموس میں ہے کہ اُمّی وہ ہے جو لکھنا نہ جانتا ہو اور نہ لکھے ہوئے کو پڑھ سکتا ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جواہر سے مزین ریشمی صحیفہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں دے کر کہا: پڑھیے! آپ نے فرمایا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نامہ میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں دیکھ رہا تو کیسے پڑھوں۔ یہ معنی زیادہ مناسب اور زیادہ ظاہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

سیّدِ عالم ﷺ غارِ حراء میں ذکرِ الٰہی سے لذت اندوز ہو رہے تھے' قلبِ مبارک پر عالمِ کیف طاری تھا' اچانک جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مژدہ باد (خوش خبری ہو)! میں جبریل ہوں' مجھ کو خدمتِ والا میں یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ حضور اس امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' پھر وہ نوشتہ دستِ مبارک میں دے کر (کما فی سفر السعادۃ) اس کے پڑھنے کی استدعا کرتے ہوئے عرض کیا: "اقرأ" اس کو پڑھیے! آپ چونکہ محبوبِ حقیقی کی یاد سے سرشار تھے' یہ گوارا نہ ہوا کہ دوسرے کی جانب توجہ مبذول کی جائے۔ اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: "ما انا بقارئٍ" میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ حلاوتِ ذکر کا غلبہ دوسرے کی جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس غلبہ کو فرو کر کے اپنی جانب متوجہ کرنے کی غرض سے پوری طاقت کے ساتھ دبوچ کر چھوڑ دیا اور پھر اس نوشتہ کو پڑھنے کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: "اقرأ" اس کو پڑھیے! جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القویٰ فرشتے کے اپنی پوری طاقت کے ساتھ دبوچنے سے اگرچہ وہ استغراقی کیفیت جاتی رہی' مگر قلبی اقتضاء یہی تھا کہ ذکرِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے پھر اسی طرف متوجہ ہو جائیں' اس لیے ایک ظاہری عذر کے پیشِ نظر قراتِ مکتوب سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: "ما انا بقارئٍ" میں تو نہیں پڑھتا' اس لیے کہ اُمّی ہوں اور اُمّی کو نہ لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جسمِ مبارک میں مخصوص انوار داخل کرنے کے لیے دوبارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور چھوڑ کر پھر اس نوشتے کو پڑھنے کی درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کیا: "اقرأ" اس کو پڑھیے' اس مرتبہ آپ نے اس نوشتے کو پڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر مولیٰ تعالیٰ نے مشاہدہ ملکوت عطا کرنے کے باوجود اس نوشتے کے نقوش نظرِ مبارک سے اس وقت پوشیدہ فرما دیئے تاکہ اظہارِ عجز اور حول وقوت سے تبری حاصل ہو' جو شانِ عبدیت کے واسطے زیبا ہے (کما فی سفر السعادۃ) اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: "ما انا بقارئٍ" میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ اس نوشتے کے نقوش ہی نظر نہیں آتے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بہ غرضِ موانست سہ بارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور پھر چھوڑ کر سورۂ اقرأ کی ابتدائی آیتوں کو "مالم یعلم" تک پڑھا' جو سیدِ عالم ﷺ کو محفوظ ہو گئیں۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۰۹' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

نبوی طاقت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ فرشتے نے مجھے پکڑا اور گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری طاقت صرف کر ڈالی۔ اس کی

شرح میں سیدی واستاذی المکرم شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

سوال یہ ہوتا ہے کہ صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ فرشتہ نے آپ کو دبانے میں پوری ہمت اور قوت صرف کردی' حتیٰ کہ جبرائیل میں باقی طاقت نہ رہی تو انسان کا بدن ملکی قوت کی انتہاء کو کیسے برداشت کرسکتا ہے' حالانکہ جبریل علیہ السلام کی منجملہ طاقت یہ ہے کہ انہوں نے کوہ طور کو ہاتھوں پر اٹھالیا' قوم لوط کی زمین کو اٹھا کر آسمانوں پر لے گئے اور نمرود کے مقابلہ میں ابراہیم علیہ السلام کی مدد کو جب آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا: اگر نمرود کہے کہ وہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو ابراہیم مغرب سے لائے تو تم اپنے ہاتھ سے فلک میں تصرف کرو (مشرق کو مغرب میں لے جاؤ) حالانکہ دنیا میں ان تینوں اجسام سے بڑھ کر کوئی ضخیم مخلوق نہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ'' (الاحزاب:۷۲) ''ہم نے آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی''۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ان تینوں سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں تو اتنی قوت والے شخص کے سخت سے سخت دباؤ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے برداشت کرلیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے دبایا تھا' اس وقت وہ اپنی حقیقی صورت میں نہیں تھے' جس صورت میں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ظاہر ہوئے تھے کہ ان کے چھ سو پر تھے اور تمام افقِ سماء کو روکے ہوئے تھے' چونکہ جبرائیل غارِ حراء میں بشری حالت میں آئے تھے اور اسی حالت میں آپ کو دبایا تھا' اس لیے ملکی قوت کو بشری بدن کا برداشت کرنا اس اعتبار سے ممکن ہے' بعید نہیں۔ (تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۹' مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی پوری ملکی طاقت سے دبوچا تھا' اس لیے کہ بشری صورت میں آنے سے ملکی طاقت فنا نہیں ہوجاتی اور اس میں اصلاً استبعاد بھی نہیں' چہ جائیکہ نادرست ٹھہرایا جائے کیونکہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ زبردست طاقت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی طاقت کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کے مقابل وہی نسبت ہے جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرّہ کو آفتاب سے۔ دیکھئے نبوی جسم پاک کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے گزرتا عرش بریں پر پہنچا اور جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود شدید القوی ہونے کے سدرۃ المنتہیٰ پر یوں عرض کرتے رہ گئے:

اگر یک سرِ موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

جبریل امین تو جبریل امین تمام عالم کی طاقتیں نبوی طاقت کے سامنے ہیچ ہیں۔ قرآن شاہد ہے کہ اللہ عزوجل نے صفت ربوبیت کے ساتھ تجلی فرمائی تھی' جس سے پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہوکر گر پڑے' مگر اللہ اکبر کبیرًا' سارے عالم میں صرف ایک یہی وہ طاقت ور جسم ہے جس کی آنکھوں نے عینِ ذات کا اس طرح مشاہدہ فرمایا کہ چکاچوند بھی پیدا نہ ہونے پائی۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات — تو عین ذات می نگری در تبسمے

یہ دوسری بات ہے کہ اس خدائی طاقت کا ظہور کبھی ہوتا' کبھی نہیں' لیکن اس سے ملکی طاقت کی نبوی طاقت سے فزونی تو در کنار مساوات بھی لازم نہیں آتی' پھر ظاہر معنی ترک کرکے خلافِ ظاہر اختیار کرنے کی کیا ضرورت؟

پس ظاہر ہوا کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اپنی پوری ملکی طاقت کے ساتھ دبوچنے میں کوئی قباحت نہیں' بلکہ ایسا ہی ہوا تھا' اور اس طریقے پر وحی کا آغاز آپ کی خصوصیات سے ہے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اوّلاً بروقت استخلافِ آدم علیہ السلام (آدم علیہ السلام کے خلیفہ بننے کے وقت) مشاہدہ کیا تھا کہ حاملِ خلافت بشریت' علم جیسی قوتِ روحانی کے اعتبار سے ملکیت پر غالب ہے۔ یہاں تک کہ ''سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ O'' (البقرہ:۳۲) کہتے

ہوئے انہیں اور ان کی ساری جماعت کو اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا تھا' پس مشیت الٰہی مقتضی ہوئی کہ آخر ان کو اس امر کا بھی مشاہدہ کرا دیا جائے کہ خلافت الٰہی کی حامل بشریت کا تفوق ملکیت پر اوصاف روحانی تک محدود نہیں بلکہ بشریت قوتِ جسمانی کے اعتبار سے بھی فائق ہے تا کہ خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں حیثیت سے یکتائی کا اعتراف ابتداء ہی سے حاصل ہو جائے............ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملکی قوت کا تحمل کسی بشری جسم سے ممکن نہیں' تب بھی مسلکِ ارباب قلوب کے مطابق ایک بہترین جواب ہو سکتا ہے............ کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حاضری کے وقت مؤحد اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القویٰ فرشتے نے اگرچہ تین مرتبہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا مگر جسم پاک پر مطلقاً اثر نہ ہوا' کیوں؟ اس لیے کہ لذتِ شہود غالب تھی' جو شدید ترین قوتوں کو جسم مؤحد پر اثر کرنے سے روک دیا کرتی ہے اور جب تک موجود رہتی ہے' مؤحد جسمانی نقصانات سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اسے سخت ترین آلام کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۱۳' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت و ہمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کلام کا آپ کے قلبِ اقدس پر نزول ہوا۔ اگر کلام الٰہی پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ اس کی ہیبت سے پاش پاش ہو جاتے۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (الحشر: ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو یقیناً تم اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھکا ہوا اور ریزہ ریزہ ہوا دیکھتے۔

مگر قلبِ اقدس کی خداداد ہمت ہے کہ کلام الٰہی کو محفوظ بھی کیا اور امت کو اس کی تبلیغ بھی فرمائی۔

۸۶۸۱ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ○ قُمْ فَاَنْذِرْ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ○﴾ (المدثر: ۱-۵) ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلسلۂ وحی رک جانے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی' میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو جو فرشتہ غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا' اسے زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا' اس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا حتیٰ کہ میں زمین پر لیٹ گیا' پھر میں گھر آیا اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں: اے بالاپوش اوڑھنے والے!○ کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤ○ اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کرو○ اور اپنے کپڑے پاک رکھو○ اور بتوں سے دور رہو○ (المدثر: ۱-۵)' پھر وحی کا سلسلہ گرم ہو گیا اور لگاتار وحی آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۸۲ - وَعَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے کون سی آیت نازل ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: "یا ایها المدثر" میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے "اقرأ باسم ربك" نازل ہوئی' ابوسلمہ نے فرمایا: میں نے بھی تمہاری طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی دریافت کیا تھا تو انہوں نے

جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ (المدثر:۱-۵) قَالَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ الظَّاهِرُ اَنَّ اِقْرَاْ اَوَّلُهُ الْحَقِيْقِيُّ وَيٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اَوَّلُهُ الْاِضَافِيُّ وَهُوَ بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ الْاِلٰهِيِّ.

مجھے فرمایا کہ میں تمہیں وہی بات بیان کر رہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمائی ہے' آپ نے فرمایا: میں ایک ماہ غارِ حراء میں خلوت نشین رہا' جب میری گوشہ نشینی کی مدت پوری ہو گئی تو میں نیچے وادی میں آ گیا' مجھے کسی نے آواز دی' میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنے پیچھے نظر دوڑائی ' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی' میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو مجھے ایک چیز نظر آئی' میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے چادر اوڑھاؤ! تو انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالا' پھر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں: اے بالاپوش اوڑھنے والے! ۝ کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤ ۝ اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کرو ۝ اور اپنے کپڑے پاک رکھو ۝ اور بتوں سے دور رہو ۝ (المدثر: ۱-۵)' فرمایا کہ یہ واقعہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ''اقرأ'' اولِ حقیقی ہے (کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے یہی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں) اور ''یا ایھا المدثر'' اوّلِ اضافی ہے کہ وحی کا سلسلہ رُک جانے کے بعد سب سے پہلے ان آیات کا نزول ہوا۔

٨٦٨٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَّتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ صورت مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے اور پھر یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو فرشتے نے جو کہا ہے وہ میں یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے لیے انسانی شکل میں متشکل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کلام کرتا ہے' میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سرد ترین دن میں رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کی حالت دیکھی' وہ کیفیت ختم ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا ہوتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٨٤ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر حالتِ کرب طاری ہو جاتی اور چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهُ وَنَكَسَ اَصْحَابُهُ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهُ رَوَاهُ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سر جھکا لیتے' جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ اپنا سر

مُسْلِمٌ.

مبارک اوپر اٹھاتے۔ (مسلم)

٨٦٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ○ (الشعراء:٢١٤) خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اِجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِّيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ ''وانذر عشیرتك الاقربین○'' (اے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنایئے○) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے قبیلوں کو پکارنے لگے: اے بنوفہر! اے بنوعدی! حتیٰ کہ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے' اگر کوئی آدمی خود نہ آ سکا تو اس نے قاصد بھیج دیا کہ دیکھ کر آئے' کیا ماجرا ہے؟ ابولہب بھی آ گیا اور قریش بھی آ گئے تو آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے ایک لشکر نکلے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وادی سے ایک لشکر نکلے گا اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا کہ ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور ہمیشہ سچا ہی پایا ہے' آپ نے فرمایا: تو میں تمہیں آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں' ابولہب نے کہا: تم ہلاک ہو جاؤ! کیا ہمیں اسی لیے اکٹھا کیا تھا؟ پھر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی: ''تبت یدا ابی لھب وتب''۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمَعَ قُرَيْشٌ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمَدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمَهِّلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور قریش کی جماعت مجلس لگائے ہوئے بیٹھی تھی' اچانک ایک شخص نے کہا: تم میں سے کوئی شخص جا کر فلاں قبیلہ کے ذبح شدہ اونٹ کا گوبر' خون اور اوجھڑی لے کر آئے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی مہلت دے کہ آپ سجدہ میں چلے جائیں تو اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے' ان میں سب سے بدبخت شخص کھڑا ہوا' جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس نے وہ اوجھڑی آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے' وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے' پھر ایک شخص سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا (اور انہیں خبر دی)' وہ دوڑتی ہوئی آئیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کی پشت اقدس سے اوجھڑی ہٹائی اور کفار کو بُرا بھلا کہنے لگیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کو پکڑ لے' آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا' آپ جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ دعا مانگتے اور جب سوال فرماتے تو تین مرتبہ سوال فرماتے۔

وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي الْمِرْقَاتِ فَاِنْ قِيْلَ كَيْفَ اِسْتَمَرَّ فِي الصَّلٰوةِ مَعَ وُجُوْدِ النَّجَاسَةِ عَلٰى ظَهْرِهٖ قُلْنَا كَانَ هٰذَا الصَّنِيْعُ مِنْهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْاَشْيَاءِ مِنَ الْفَرْثِ وَالدَّمِ وَذَبِيْحَةِ اَهْلِ الشِّرْكِ فَلَمْ تَكُنْ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِهَا كَالْخَمْرِ كَانَتْ تُصِيْبُ ثِيَابُهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

(فرمایا:) اے اللہ! عمرو بن ہشام کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بدر کے دن انہیں ہلاک ہوتے دیکھا، پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کنویں والوں پر لعنت ڈال دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مرقات میں ہے کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پشت پر نجاست کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کیسے جاری رکھی؟ تو ہم جواباً کہیں گے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر، خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی حرمت سے پہلے تھی، لہٰذا اس کے ساتھ نماز باطل نہیں ہوتی، جس طرح حرمت سے پہلے شراب کپڑوں پر لگ جاتی تھی۔

دورانِ نماز پشتِ اقدس پر اوجھڑی ہونے کے باوجود نماز جاری رکھنے کے اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ کفار نے دورانِ نماز سجدہ کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان اوجھڑی رکھ دی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ پشت اقدس پر نجاست رکھ دینے کے باوجود آپ نے نماز کس طرح جاری رکھی؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اقدس پر نجاست موجود تھی، اس کے باوجود آپ نے نماز کیسے جاری رکھی؟ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ نجس نہیں تھی کیونکہ گوبر اور بدن کی رطوبت دونوں پاک ہیں، ناپاک تو صرف خون ہے۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں کہ) یہ جواب صرف امام مالک اور ان کے موافقین کے مذہب کے مطابق درست ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، ان کا گوبر بھی پاک ہے۔ ہم شوافع اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ ناپاک ہے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ذکر کردہ جواب ضعیف ہے کیونکہ اوجھڑی میں نجاست ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عموماً وہ خون کے بغیر نہیں ہوتی، نیز بت پرستوں کا ذبیحہ ہونے کی وجہ سے بھی وہ نجس تھی۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اگر اونٹ ذبح شدہ ہو، پھر تو یہ توجیہ درست ہے ورنہ مردار تو بالاتفاق ناپاک ہے اور علامہ نووی رحمہ اللہ حدیث میں خون کے ذکر کی صراحت سے غافل رہے، اس لیے انہوں نے یہ کہا کہ اوجھڑی عموماً خون سے خالی نہیں ہوتی، پھر علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پسندیدہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت اقدس پر نجاست کے موجود ہونے کا علم نہیں تھا، لہٰذا آپ نے سابقہ طہارت کے حکم کو باقی رکھتے ہوئے سجدہ جاری رکھا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب بھی درست نہیں کیونکہ اگر یہی بات ہوتی تو جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر آپ کو اطلاع دے دیتے کیونکہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں ہوتی، لہٰذا درست جواب وہی ہے جو شرح السنۃ میں مذکور ہے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر، خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی نجاست کے حکم سے پہلے تھی،

لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے نماز باطل نہیں ہوئی، جس طرح حرمت سے پہلے شراب آپ کے کپڑوں کو لگ جاتی تھی۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٨٦٨٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَّوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَا لِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ پر یوم اُحد سے زیادہ کوئی سخت دن آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بہت تکلیف پہنچی ہے اور ان کی طرف سے سب سے شدید تکلیف عقبہ کے روز پہنچی تھی، جب میں نے خود کو ابن عبد یا لیل بن کلال پر پیش کیا اور اس نے وہ چیز قبول نہیں کی جو میں چاہتا تھا، میں غمگین حالت میں اپنے رخ پر چلنے لگا اور مجھے قرن ثعالب کے مقام پر جا کر افاقہ ہوا، اچانک میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اپنے اوپر مجھے ایک بادل سایہ فگن نظر آیا، میں نے دیکھا کہ اس میں جبریل امین تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور انہوں نے آپ کو جو جواب دیا ہے، وہ بھی سن لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کے متعلق اسے جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام کیا، پھر عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے حکم فرمائیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان کفار پر دو پہاڑوں کو ملا دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا، آپ سر سے خون پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کا سامنے کا دانت توڑ دیا۔ (مسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والا نچلا دایاں دانت شہید ہوا اور ہونٹ مبارک بھی زخمی ہوا، دانت کے ٹوٹ جانے سے مراد جڑ سے اکھڑ جانا نہیں بلکہ دانت کا کچھ ٹکڑا ٹوٹ جانے کی بناء پر درمیان میں رخنہ پیدا ہو گیا تھا اور یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے اسلام لانے اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کی اولاد میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا، بالغ ہونے پر اس کے سامنے والا دانت گر جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۵ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٦٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رُبَاعِيَتِهٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا' جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور آپ اپنے سامنے کے دانت کی طرف اشارہ فرمارہے تھے' (اور فرمایا:) اس شخص پر اللہ کا غضب ہوگا' جسے اللہ کا رسول' اللہ کی راہ میں قتل کر دے۔ (بخاری و مسلم)

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ
علاماتِ نبوت کا بیان

ف: علامت' مَعلم اور عَلَم دراصل اس نشان کو کہتے ہیں جو راستے کے کنارے پر ہوتا ہے اور اس مقام پر وہ نشانات مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں' مثلاً آپ کی صفات' اخلاق' شمائل' فضائل' افعال اور احوال ہیں کہ کوئی بھی گہری نظر رکھنے والا عقل مند شخص ان میں غور و فکر کرے تو ان علامات سے آپ کی نبوت پر استدلال حاصل ہوگا۔ سابقہ آسمانی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن صفات و احوال کا ذکر ہے' وہ بھی اسی قسم کے ہیں۔ یقیناً آپ کے تمام معجزات نبوت کی علامات ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے دو باب ذکر کیے ہیں' ایک میں علاماتِ نبوت کا بیان ہے اور دوسرے میں معجزات کا ذکر ہے۔ علامات و معجزات دونوں ہی خلافِ عادت اُمور سے ہیں' ان میں فرق کرنے کی وجہ واضح نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٦٩٠ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاءَمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمُخِيْطِ فِيْ صَدْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ قَوْلُهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ لَا يُنَافِيْهِ حُرْمَةَ اِسْتِعْمَالِهٖ فِي الشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ اِمَّا لِكَوْنِ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ مُكَلَّفِيْنَ بِاَفْعَالِنَا اَوْ لِوُقُوْعِهٖ قَبْلَ تَقْرِيْرِ الْاَحْكَامِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایامِ طفولیت میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے' انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹایا اور آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا' پھر دل مبارک کو سونے کے تھال میں رکھ کر آبِ زم زم سے دھویا' پھر اسے جوڑ کر اپنی جگہ رکھ دیا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے ہیں' سب دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے تو آپ کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ مبارک میں سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ حدیث پاک کے کلمات کہ دل مبارک سونے کے تھال میں رکھا گیا' یہ شریعت مطہرہ میں سونے کے استعمال کی حرمت کے منافی نہیں' یا تو اس لیے کہ ملائکہ کرام ہمارے افعال کے مکلف نہیں یا اس لیے کہ یہ واقعہ تقریرِ احکام سے پہلے کا ہے۔

شقِ صدر کتنی دفعہ ہوا؟

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شق صدر چار مرتبہ واقع ہوا۔ ایک مرتبہ بچپن میں سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس' دوسری مرتبہ دس سال کی عمر مبارک میں' تیسری مرتبہ اعلانِ نبوت کے وقت' چوتھی مرتبہ معراج کی رات' جب حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو لینے آئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شق صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بھی واقع ہوا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تابوتِ سکینہ کے واقعہ کے متعلق مذکور ہے کہ اس میں ایک تھال تھا' جس میں انبیاء کرام علیہم السلام

کے قلوب مبارک کو دھویا جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

شقِ صدر کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شقِ صدر اس لیے ہوا تا کہ اس سے قلبِ اقدس منور ہو جائے اور قلبِ اقدس میں وحی قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے اور نفسانی وسوسے قلبِ اقدس کی طرف راستہ نہ پا سکیں اور شیطان کی امید ختم ہو جائے اور وہ آپ کو غافل کرنے سے مایوس ہو جائے۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شقِ صدر نورانیت کے منافی نہیں

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شقِ صدر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے ان کی عبارت یہ ہے: ''**وکونہ مخلوقا من النور لاینافیہ کما توھم**'' (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۴۸) اقول وباللہ التوفیق جو بشریت عیوب و نقائص بشریت سے پاک ہو اس کا بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شقِ صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ اقدس چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔ ''**فلم یکن الشق بالۃ ولم یسل الدم**'' شقِ صدر کسی آلہ سے نہیں تھا نہ اس شگاف سے خون بہا۔ (روح البیان ج ۵ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ القدس کوئٹہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوالِ بشریہ پر غلبہ دے دے اور بشریت نہ ہوتی تو شق کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا۔ جب کبھی خون بہا (جیسے غزوۂ احد میں) تو وہاں احوالِ بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شقِ صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔ (مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۸۵ مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم ملتان)

''ھذا حظ الشیطان منک'' کی توضیح

اس حدیث میں ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: آپ کے اندر شیطان کا ایک حصہ تھا۔ غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں خون کا لوتھڑا پیدا فرمایا ہے اس کا کام یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ڈالتا ہے یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے (جس طرح قوتِ سامعہ آواز کو اور قوتِ باصرہ مبصرات کی صورتوں کو اور قوتِ شامہ خوشبو اور بدبو کو اور قوتِ ذائقہ ترشی اور تلخی وغیرہ کو اور قوتِ لامسہ گرمی اور سردی وغیرہ کی کیفیات کو قبول کرتی ہے اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے) یہ لوتھڑا جب حضور ﷺ کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جو القائے شیطانی کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہی مراد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی میں شیطان کا کوئی بھی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں اس خون کے لوتھڑے کو کیوں پیدا فرمایا کیونکہ یہ ممکن تھا کہ پہلے ہی ذاتِ مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیہ میں سے ہے لہٰذا اس کا پیدا کیا جانا خلقت انسانی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور اس کا نکال دینا یہ

ایک امر آخر ہے جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انتہیٰ)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی نظیر بدنِ انسانی میں اشیاء زائدہ کی تخلیق ہے جیسے قلفہ کا ہونا (ختنہ کے وقت جو زائد کھال کاٹی جاتی ہے اسے قلفہ کہتے ہیں) اور ناخنوں اور مونچھوں کی درازی اور اسی طرح بعض دیگر زائد چیزیں (جن کا پیدا ہونا بدنِ انسانی کی تکمیل کا موجب ہے اور ان کا ازالہ طہارت و نظافت کے لیے ضروری ہے)' مختصر یہ کہ ان اشیاء زائدہ کی تخلیق اجزائے بدنِ انسانی کا تکملہ ہے اور ان کا زائل کرنا کمال تطہیر و تنظیف کا متقضی ہے۔ (شرح شفاء للملا علی قاری' ج ا ص ۳۷۴) اقول و باللہ التوفیق' چونکہ ذاتِ مقدسہ میں حظ شیطانی باقی ہی نہ تھا' اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمزاد مسلمان ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ" ولکن اسلم فلا یامرنی الا بخیر" "میرا ہمزاد مسلمان ہو گیا' لہٰذا سوائے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ قلب بہ منزلہ میوہ کے ہے' جس کا دانہ اپنے اندر کے تخم اور گٹھلی پر قائم ہوتا ہے اور اسی سے پختگی اور رنگینی حاصل کرتا ہے' اسی طرح وہ منجمد خون قلبِ انسانی کے لیے ایسا ہے جیسے چھوہارے کے لیے گٹھلی' اگر ابتداءً اس میں گٹھلی نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا' لیکن پختہ ہو جانے کے بعد اس گٹھلی کو باقی نہیں رکھا جاتا بلکہ نکال کے پھینک دیا جاتا ہے۔ چھوہارے کی گٹھلی یا دانۂ انگور سے بیج نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو چیز پھینکنے کے قابل تھی' وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی؟ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ قلب اطہر میں خون کا وہ لوتھڑا اسی طرح تھا' جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے دانہ میں گٹھلی ہوتی ہے اور قلبِ اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا جیسے کھجور اور انگور سے گٹھلی اور بیج کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے' تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو گا کہ اس لوتھڑے کو قلبِ اطہر میں ابتداءً کیوں پیدا کیا گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء' قاضی عیاض' ص ۳۴۹)

رہا یہ امر کہ فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کیوں کہا کہ" ھذہ حظك من الشیطان"؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذاتِ پاک میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے' نہیں اور یقیناً نہیں! یہ حقیقت ہے کہ ذاتِ پاک' شیطانی اثر سے پاک اور طیب و طاہر ہے' بلکہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک میں شیطان کے تعلق کی کوئی جگہ ہو سکتی ہے تو وہ یہی خون کا لوتھڑا تھا۔ جب اس کو آپ کے قلب مبارک سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا تو اس کے بعد آپ کی ذاتِ مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی' جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔ الفاظِ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا' مگر جب یہ بھی نہ رہا تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذاتِ مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ ان عیوب سے پاک ہے' جو اس لوتھڑے کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ج ا ص ۸۸' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

فقیر رضوی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ ولادت باسعادت سے لے کر وصال مبارک تک ہر لحہ شیطانی اثر سے محفوظ رہے اور کسی ادنیٰ لمحہ میں بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکا' اس میں آپ کی عظیم فضیلت ہے۔ اگر ابتداءً ہی خون کا وہ لوتھڑا آپ کے قلبِ اقدس میں نہ رکھا جاتا تو کسی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی تھی کہ آپ کے قلب اقدس میں تو وہ حصہ ہی موجود نہیں جس سے شیطان اثر انداز ہو سکتا ہے' اگر وہ حصہ ہوتا تو شاید شیطان اثر انداز ہو جاتا' لہٰذا آپ ﷺ کی عظمتِ شان کا اظہار فرمانے کے لیے پہلے وہ حصہ آپ کے اندر رکھا گیا' اس کے باوجود آپ شیطان کی اثر اندازی سے محفوظ رہے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ اس حصہ کے موجود ہوتے ہوئے بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا' پھر آپ کی عظمتِ شان کے مزید اظہار کے لیے وہ حصہ بھی نکال دیا

گیا اور واضح فرمادیا گیا کہ جب وہ حصہ موجود تھا' جس کے ذریعہ شیطان اثر انداز ہوسکتا تھا' اس کے باوجود شیطان ناکام رہا اور اثر انداز نہ ہوسکا' اب تو وہ حصہ ہی باقی نہیں رہا' لہٰذا اب شیطان کیسے اثر انداز ہوسکتا ہے' لہٰذا واضح ہوا کہ اس خون کے لوتھڑے کا آپ کے دل میں پیدا کیا جانا بھی آپ کے لیے کمال تھا اور اس کا نکال دینا بھی کمال ہے۔ والحمد للہ رب العالمین!

نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آبِ زم زم کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ آپ کے دل مبارک کو آبِ زم زم سے دھویا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آبِ زم زم جہان کے تمام پانیوں سے حتیٰ کہ آبِ کوثر سے بھی افضل ہے' البتہ جو پانی نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا' وہ مطلقاً تمام پانیوں سے افضل ہے کیونکہ وہ پانی نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ کا اثر ہے اور آبِ زم زم سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدم کا اثر ہے اور ان دونوں کے درمیان عظیم فرق ہے' نیز نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس پر ظاہر ہونے والا معجزہ سب سے افضل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک منہ کا پانی سب سے زیادہ کامل ہے' اگرچہ وہ دوسرے پانی میں ملا ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

قلبِ اطہر کا زم زم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ حضور سیّد عالم ﷺ سیّد الطیبین والطاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاہر کہ ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور سیّد عالم ﷺ کو غسل نہیں دیا گیا' لہٰذا قلبِ اقدس کا زم زم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زم زم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں' بلکہ قلبِ اطہر کے ساتھ ماءِ زم زم کو مَس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۸۳' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان)

٨٦٩١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوا' ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ! (بخاری و مسلم)

٨٦٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی نشانی دکھلائیں تو آپ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا' حتیٰ کہ انہوں نے حراء کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

معجزہ شق القمر کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ چاند کا شق ہو جانا ہمارے نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے' متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو روایت کیا ہے' نیز آیۂ کریمہ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ القمر:۱) کے ظاہر اور سیاق سے بھی اس کا پتا چلتا ہے۔ زجاج نے کہا کہ بعض مبتدعین نے اس معجزہ کا انکار کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے۔ عقل کے لیے اس میں انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف فرما سکتا ہے' جس طرح روزِ قیامت اللہ تعالیٰ چاند کو فنا کر

دے گا اور اسے لپیٹ دے گا' بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ معجزہ واقع ہوتا تو تواتر کے ساتھ منقول ہوتا اور صرف اہل مکہ ہی اسے نہ دیکھتے بلکہ پوری روئے زمین والے اس کا مشاہدہ کرتے۔ علماء کرام نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ شق القمر کا معجزہ رات کے وقت ہوا۔ اس وقت اکثر لوگ غافل ہو کر' دروازے بند کر کے' کپڑے اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے۔ جس طرح چاند گرہن اور شہاب ثاقب وغیرہ گرنے کے واقعات آسمان پر رونما ہوتے ہیں اور چند افراد کے سوا کسی کو ان کا علم نہیں ہوتا۔ شق قمر کا واقعہ بھی رات کے وقت قوم کے مطالبہ پر وقوع پذیر ہوا' لہٰذا دوسرے لوگ اس پر مطلع نہ ہو سکے' نیز چاند اس وقت بعض مقامات پر نظر آتا تھا' باقی دنیا میں اس وقت دن تھا' اس بناء پر وہاں نظر نہ آ سکا۔ جس طرح چاند گرہن بعض مقامات پر نظر آتا ہے اور دوسرے مقامات پر نظر نہیں آتا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۳۷۳ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا' بے شک میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

شانِ نبوت کے اظہار کے لیے پتھروں میں شعور پیدا کیا گیا

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض پتھروں میں اللہ تعالیٰ شعور پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح پتھروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ'' (البقرہ: ۷۴) ''اور ان میں بعض وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ'' (بنی اسرائیل: ۴۴) ''اور کوئی چیز نہیں جو اللہ کی حمد کرتے ہوئے اس کی تسبیح بیان نہ کرے''۔ (بنی اسرائیل: ۴۴)

اس آیہ مبارکہ میں مشہور اختلاف ہے اور صحیح یہی کہ حقیقتاً تسبیح مراد ہے اور اللہ تعالیٰ اس چیز میں اس کے حسبِ حال تمیز اور شعور پیدا فرما دیتا ہے' اسی طرح پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگا' بکری کے زہر آلود بازو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر ایک درخت دوسرے درخت کی طرف چل کر گیا' ان سب میں اللہ تعالیٰ نے شعور پیدا فرمایا تھا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَّجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّیْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِیْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَارٍ وَّهَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّیْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ خاک آلود کرتے ہیں (یعنی سجدہ کرتے ہیں)' اسے بتایا گیا کہ ہاں! وہ ایسا کرتے ہیں تو اس نے کہا: مجھے لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' درآں حالیکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے' اس نے آپ کی گردن کو پاؤں سے روندنا چاہا تو کفار یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا ہے' اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: بے شک میرے اور آپ کے درمیان آگ کی خندق اور خوف اور پَر حائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب ہو جاتا تو فرشتے اچک کر اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے۔

(مسلم)

٨٦٩٥ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَّطْلُبُ مَنْ يَّقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغُكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت کی' پھر دوسرے آدمی نے حاضر ہوکر راہ زنی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے' اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک کجاوہ نشین عورت دیکھو گے جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر' اسے لینے والے شخص کی تلاش میں نکلے گا اور اسے قبول کرنے والا کوئی شخص نہیں ملے گا اور تم میں ضرور ایک شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا جو تجھے تبلیغ کرتا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا اور تجھ پر فضل وانعام نہیں فرمایا تھا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی' اور وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی (فرمایا:) تم آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی بچو' جسے یہ میسر نہ ہو تو وہ اچھی بات کہہ کے (آگ سے بچے)۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کجاوہ نشین عورت کو دیکھا جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ پہنچ کر طواف کرتی تھی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا تھا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کے مطابق ایسا شخص بھی دیکھ لو گے جو مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا۔ (بخاری)

٨٦٩٦ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَّجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما تھے' ہم نے اس وقت آپ کی بارگاہ میں شکایت کی اور اس وقت ہمیں کافروں کی طرف سے سخت تکلیف پہنچی تھی' ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ بیٹھ گئے اور (شدتِ غضب کی وجہ سے) آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا' آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اسے گڑھے میں ڈال دیا جاتا تھا' پھر اس کے سر پر آرہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر

ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دیئے جاتے تھے اور یہ بات اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھی اور اس کے گوشت کے نیچے تک ہڈیوں اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتی تھیں اور یہ عذاب اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتا تھا' اللہ کی قسم! یہ دین ضرور پورا ہو کر رہے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا تو اس کو صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا یا اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

٨٦٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے' انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر بیٹھ کر آپ کے سر میں جوئیں دیکھنے لگیں (سر سہلانے لگیں)' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے' پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' وہ اس سمندر کی پشت پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں' (راوی کو شک ہے کہ آپ نے "ملوکا علی الاسرة" فرمایا یا "مثل الملوك على الاسرة" فرمایا' دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں سے بنا دے' تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے' پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے پہلے کی طرح فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان سے بنا دے' آپ نے فرمایا: تم تو پہلے گروہ سے ہو۔ پھر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر کا سفر کیا اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا آپ کی محرم تھیں' لیکن محرم کس لحاظ سے تھیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابن عبد البر وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اور دوسرے حضرات نے کہا کہ وہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا

جان کی خالہ تھیں کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی والدہ بنونجار کے قبیلہ سے تھیں۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۱ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے' آپ نے غیبی خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت باقی رہے گی' انہیں شوکت وقوت اور کثرت حاصل ہوگی اور وہ جہاد کریں گے اور سمندر کا سفر کریں گے اور اُم حرام اس دور تک زندہ رہیں گی اور ان کے ساتھ شامل ہوں گی' اور بحمدہٖ تعالیٰ جس طرح آپ نے خبریں دیں' اسی طرح واقعات پیش آئے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۲ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ قُلْتُ وَتَحْقِيْقُهٗ فِي الْمِرْقَاتِ فَلْيُرَاجِعْ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ نَفِيْسٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ میں آیا' وہ قبیلہ ازدشنوءہ سے تعلق رکھتا تھا اور جنات کے اثر کا دم کرتا تھا' اس نے مکہ مکرمہ کے بے وقوف لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں' ضماد نے کہا: کاش! میں اس شخص کو دیکھ لیتا' شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے شفاء عطا فرما دے' پھر اس کی آپ سے ملاقات ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آسیبی اثر کا دم کرتا ہوں' آپ کا کیا ارادہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں' ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں' جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' امابعد! اس نے کہا: ان کلمات کو دوبارہ ارشاد فرمایئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے تو وہ کہنے لگا: میں نے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کا کلام سنا ہے لیکن آپ کے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سنے' ان کلمات میں تو سمندر جیسی گہرائی ہے' اپنا دستِ اقدس بڑھایئے' میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر اس نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں "بلغنا ناعوس البحر" کے الفاظ ہیں' وہ کتابت کی غلطی ہے' اس کی تحقیق مرقات میں ہے' اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ نفیس تحقیق ہے۔

٨٦٩٩ - وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے روبرو یہ واقعہ بیان کیا کہ جس زمانہ میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَّهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ لَا مَخَافَةَ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَيَّ الْكِذْبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاءُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ

کے درمیان معاہدہ تھا' اس دوران میں نے ملک شام کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران ہرقل بادشاہ کے نام نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہ مکتوب لے کر آئے تھے' انہوں نے یہ مکتوب بصریٰ کے حاکم تک پہنچایا اور حاکم بصری نے وہ خط ہرقل کو پہنچایا۔ ہرقل نے کہا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کی قوم کا کوئی شخص یہاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! پھر مجھے قریش کی جماعت کے ساتھ بلایا گیا' ہم ہرقل کے دربار میں گئے اور ہمیں اس کے سامنے بٹھا دیا گیا' اس نے کہا: جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے' تم میں سے اس شخص کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں ہوں! انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' پھر اپنے مترجم کو بلا کر کہا: ان کو بتاؤ کہ میں اس سے اس شخص کے متعلق سوال کر رہا ہوں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اگر یہ جھوٹ بولے تو تم بتا دینا کہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے' ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا' پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس سے پوچھو کہ تم میں ان کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں' اس نے کہا: کیا ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: ان کے پیروکار اعلیٰ طبقے کے لوگ ہیں یا نچلے طبقے کے؟ میں نے کہا: نچلے طبقے کے لوگ' اس نے کہا: ان کے ماننے والے زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا: بلکہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے' اس نے کہا: کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے برگشتہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا ان سے کبھی تمہاری جنگ ہوئی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: جنگ کا نتیجہ کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی ایک ڈول کی طرح ہے کبھی وہ حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی ہم حاصل کر لیتے ہیں' اس نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! لیکن اس دوران ہمارا ان سے معاہدۂ صلح ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں وہ کیا کریں گے' ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس ایک جملہ کے علاوہ میں کوئی اور بات اپنی کلام میں شامل نہیں کر سکا' اس نے کہا: کیا ان سے پہلے بھی کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس کو بتاؤ کہ میں نے تم سے ان کے حسب کے متعلق سوال کیا' تم نے

قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ 34
فِیْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِیْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَكَذٰلِكَ
الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ
هَلْ كَانَ فِیْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ
لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ
اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ
فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ
وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ
يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ
يَكُنْ لِيَدَعَ الْكِذْبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ
فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ
مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سُخْطَةً لَّهٗ
فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ
بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ
يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ
الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ
فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَيَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ
كَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ
وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ
هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ
كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ
ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ
قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ
قَالَ اِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ وَّقَدْ كُنْتُ
اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ
اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ
كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ
مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ

کہا کہ وہ اعلیٰ حسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں' میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! میں نے خیال کیا کہ اگر ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے آباء واجداد کی حکومت حاصل کرنا چاہتے ہیں' میں نے تم سے ان کے پیروکاروں کے متعلق سوال کیا کہ وہ کمزور لوگ ہیں یا اونچے طبقے کے؟ تم نے کہا کہ وہ کمزور لوگ ہیں اور رسولوں کے پیروکار اسی طرح کے لوگ ہی ہوتے ہیں' میں نے تم سے کہا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے پہچان لیا کہ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں اور اللہ پر جھوٹ بولنے لگیں' میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان سے ناراض ہو کر دین سے پھر گیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! اور ایمان کی حلاوت دلوں میں رچ بس جائے تو اس کی یہی شان ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جاتا ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا تمہاری ان سے کوئی جنگ ہوئی ہے؟ تم نے بتایا کہ تمہاری ان سے جنگ ہوئی ہے اور لڑائی تمہارے اور ان کے درمیان ڈول کی طرح رہی ہے' کبھی وہ اسے حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی تم حاصل کر لیتے ہو اور رسولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے' پھر انجامِ کار ان کی ہی فتح ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا کہ نہیں! اور رسولوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے سوچا کہ اگر ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ انہوں نے پہلے شخص کی پیروی کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر بادشاہ نے پوچھا: وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں' اس نے کہا: اگر تم نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ سچ ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں' میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میرا یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے' اگر میں جانتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان کی ملاقات کو پسند کرتا' اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدم دھوتا' اور ضرور بالضرور ان کی حکومت میرے قدموں کے نیچے تک (پایہ تخت تک) پہنچ جائے گی' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا

34/34

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مکتوبِ گرامی منگوایا اوراسے پڑھا۔ (بخاری ومسلم) یہ مکمل حدیث پاک "باب
وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِیْثِ فِیْ بَابِ الْکِتَابِ الکتاب الی الکفار" میں گزر چکی ہے۔
اِلَی الْکُفَّارِ۔

حدیثِ ہرقل سے مستنبط فوائد

اس حدیث سے بہت سے احکام وفوائد مستنبط ہوتے ہیں۔عمدۃ القاری اور شرح مسلم للنووی کی روشنی میں بعض کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد وقتال سے پہلے کفار کو دعوتِ اسلام دینا واجب ہے اور دعوتِ اسلام سے پہلے ان کے ساتھ قتال کرنا حرام ہے۔اگر انہیں پہلے دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو تو دوبارہ دعوتِ اسلام دینا مستحب ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ اسلام دیتے وقت اور تبلیغ کے وقت نرمی اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ یہ طریقۂ تبلیغ زیادہ بلیغ اور مؤثر ہے' قرآن مجید میں ہے: "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ" (النحل:۱۲۵) "اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ' حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ"۔ نبی کریم ﷺ نے نرمی اور مہربانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ہرقل کو "عظیم الروم" کہا' البتہ "ملک الروم" نہیں کہا کیونکہ حکومت وسلطنت تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے' دین اسلام کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ ملکِ روم کہلانے کا مستحق نہیں تھا۔

(۳) اس حدیث میں دلیل ہے کہ خبرِ واحد پر عمل کرنا واجب ہے۔اگر خبرِ واحد پر عمل واجب نہ ہوتا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مکتوب بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکتوب کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا مستحب ہے خواہ مکتوب الیہ کافر ہی ہو۔

(۵) ایک حدیث میں ہے کہ جس عظمت والے کام کے آغاز میں الحمدللہ مذکور نہ ہو' وہ ناقص و بے برکت ہوتا ہے اور یہ خط بھی عظیم الشان اور اہم تھا۔اس کے آغاز میں آپ نے بسم اللہ لکھی' الحمدللہ نہیں لکھی۔اس سے معلوم ہوا کہ اُس حدیث میں الحمدللہ سے اللہ کا ذکر مراد ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دو آیاتِ قرآنیہ ساتھ لے کر کفار کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز ہے اور جس حدیث میں کفار کی سرزمین کی طرف قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک ساتھ لے کر ارضِ کفار کی طرف سفر کرنا اس وقت منع ہے' جب قرآن پاک کفار کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خوف ہو۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر اور بے وضو ایسے مکتوب کو چھو سکتا ہے' جس میں بعض آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی ہوں۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خط لکھنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ لکھنے والا ابتداء میں اپنا نام لکھے' مثلاً شروع میں لکھے کہ یہ خط زید کی جانب سے عمرو کے نام ہے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کو ابتداءً سلام نہیں کرنا چاہیے۔نبی کریم ﷺ نے "السلام علیك" کی بجائے "سلام علٰی مَنْ اتبع الھدی" لکھا۔صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "لا تبدؤ الیھود والنصاری بالسلام" یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسل کرام اعلیٰ نسب والے ہوتے ہیں۔

(۱۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطوط میں فصاحت وبلاغت کی رعایت اور اختصار و جامعیت کو مدنظر رکھنا مستحب ہے' آپ نے

فرمایا: "اسلم تسلم" اسلام قبول کرلو دنیا و آخرت میں سلامت رہو گے۔ اس کلام میں نہایت اختصار و جامعیت اور فصاحت و بلاغت ہے۔

(۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ہر ملت میں عیب خیال کیا جاتا تھا۔

(۱۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے' اسے دو اجر حاصل ہوں گے۔

(۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا قطعی علم تھا مگر حسد و عناد کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۸ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

بَابٌ فِي الْمِعْرَاجِ

معراج شریف کا بیان

۸۷۰۰ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحَجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مَلَئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَائِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا اِبْنَا خَالَةٍ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے' وہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس رات کا واقعہ بیان فرمایا' جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی' آپ نے فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے یہاں سے یہاں تک یعنی آپ کے حلقوم سے لے کر ناف تک سینہ کو چاک کر دیا اور میرا دل باہر نکالا' پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا' اور میرا دل دھویا گیا' پھر اسے (معرفت و حکمت سے) بھر دیا گیا' پھر اسے (اپنی جگہ پر) رکھ دیا گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ پھر پیٹ کو آبِ زم زم سے دھویا گیا' پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا' پھر خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا ایک جانور لایا گیا' جس کا نام براق تھا' اس کا قدم منتہائے نظر تک پڑتا تھا' مجھے اس پر سوار کرایا گیا' پھر جبریل مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ پہلے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے' حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے میری

قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذًا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذًا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذًا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذًا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ

ملاقات ہوئی‘ وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں‘ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں‘ انہیں سلام کیجئے‘ میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا‘ پھر انہوں نے کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر تیسرے آسمان تک لے گئے اور دستک دی‘ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے‘ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا‘ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے‘ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں‘ انہیں سلام کیجئے‘ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا‘ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی‘ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا‘ جب میں وہاں داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی‘ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں‘ انہیں سلام کیجئے‘ میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی‘ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا‘ جب میں داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی‘ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں‘ انہیں سلام کیجئے‘ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا‘ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر گئے‘ حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی‘ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا‘ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی‘ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں‘ انہیں سلام کیجئے‘ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا‘ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! جب میں آگے بڑھا تو وہ رو پڑے‘ ان

أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعَدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا أَبُوْكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ

سے کہا گیا: تم روتے کیوں ہو؟ کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے' پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچے اور جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا بابرکت ہے! جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس کے درخت کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے' وہاں چار نہریں تھیں' دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری تھیں' میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں؟ عرض کیا: یہ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں' پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا' پھر مجھے ایک برتن شراب کا' ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا' میں نے دودھ کا برتن لے لیا' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت ہے' جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہیں' پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کر دی گئیں' پھر میں واپس لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو انہوں نے کہا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بے شک آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی' میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی بہت آزمائش کی ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے اور امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر اسی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے پھر پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں اور مجھے ہر دن دس نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس لوٹا تو انہوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قُلْتُ سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُهٗ اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ الْحَنَفِيَّةِ بِاَنَّ الْحَطِيْمَ هُوَ الْحِجْرُ لِاَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةٌ وَّقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ وَضَعَ عَنِّيْ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ يَجُوْزُ نَسْخُ الشَّيْءِ قَبْلَ وُقُوْعِهٖ كَمَا قَالَ بِهٖ الْاَكْثَرُوْنَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ وَقَالَ الشَّيْخُ اِنَّ الْمُرَادَ بِاِمْضَاءِ فَرِيْضَةِ الْخَمْسِ وَعَدَمِ تَبَدُّلِهَا نَسْخُ فَرْضِيَّتِهَا كُلًّا اَوْ بَعْضًا لَا عَدَمُ الزِّيَادَةِ عَلَيْهَا فَيَجُوْزُ اَنْ يُّوْحٰى بَعْدَ فَرْضِيَّةِ الْخَمْسِ صَلٰوةٍ اُخْرٰى.

میں نے کہا: ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' انہوں نے کہا: بے شک آپ کی امت میں پانچ نمازیں ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے' میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو بہت آزمایا ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں نے کہا: میں نے اپنے رب سے اس قدر سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیاء آتی ہے' لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں' فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا: میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے۔ (بخاری' مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے کلمات: ''میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا: میں حجر میں تھا'' یہ احناف کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ حطیم ہی حجر ہے کیونکہ یہ ایک ہی قصہ ہے' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ آپ کا ارشاد ''وضع عنی'' اس بات کی دلیل ہے کہ وقوع سے پہلے کسی حکم کا نسخ جائز ہے' اکثر کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے اور شیخ کا بیان ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے جاری ہو جانے اور ان میں تبدیلی نہ ہونے سے مراد ان پانچوں نمازوں کی فرضیت کا منسوخ ہونا ہے' ان پر زیادتی نہ ہونا مراد نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد کسی دوسری نماز کی وحی آ جائے۔

معراج کی لغوی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

عروج کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ'' (المعارج: ۴) ''ملائکہ اور جبریل امین اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں''۔ معراج' سیڑھی کے مشابہ ہے اور یہ عروج سے ماخوذ ہے' عروج کا معنی ہے: چڑھنا اور معراج بلندی پر چڑھنے کا آلہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

معراج سیڑھی اور چڑھنے کے آلہ کو کہتے ہیں۔ ''عرج'' ''عروجًا'' کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا' قاموس میں اسی طرح ہے۔ اور معراج سے مطلقاً بلندی کی جانب منتقل ہونا مراد ہے' لہٰذا معراج اسراء کو بھی شامل ہے' کیونکہ بیت المقدس مکہ مکرمہ سے بلندی پر ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج ۱ ص ۲۷۷' مطبوعہ مطبع عامرہ' استنبول)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا بیان

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیداری کی حالت میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک' پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' تشریف لے جانا معراج ہے۔ مسجد حرام' مکہ مکرمہ میں ہے' مسجد حرام سے حرم

پاک مراد ہے کیونکہ اس نے مسجد کا احاطہ کیا ہوا ہے اکثر کا یہی قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے خود مسجد مراد ہے اور یہی ظاہر ہے اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے اسے اقصیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ اقصیٰ کا معنی ہے: بہت زیادہ دور اور یہ مکہ مکرمہ سے دور ہے۔
(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج۱ ص ۲۷۲ مطبوعہ مطبع عامرہ استنبول)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا بیداری کی حالت میں اپنے جسد انور کے ساتھ آسمانوں کی طرف پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کا تشریف لے جانا معراج ہے اور یہ حق ہے۔ خبر مشہور سے ثابت ہے اس کا منکر بدعتی ہے۔ اس کے محال ہونے کا دعویٰ کرنا فلاسفہ کے اصول پر مبنی ہے کہ وہ کہتے ہیں: آسمانوں میں خرق والتیام (پھٹ جانا اور شگاف ہونا) محال ہے۔ آسمانوں میں شگاف ممکن ہے کیونکہ تمام اجسام کی حقیقت ایک ہے۔ جب دوسرے اجسام میں شگاف ممکن ہے تو آسمانوں میں بھی شگاف ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

معراج کی تعریف میں بیداری کی قید ذکر کرنے سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جن کا گمان ہے کہ معراج خواب کی حالت میں ہوئی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے معراج کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ اچھا خواب تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے شب معراج نبی کریم ﷺ کا جسم گم نہیں پایا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ. (بنی اسرائیل:۶۰) ہم نے آپ کو جو رؤیا دکھایا وہ صرف لوگوں کے لیے آزمائش تھا۔

ان کا جواب یہ ہے کہ رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ آپ کا جسم انور روح سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ روح کے ساتھ تھا اور معراج روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کے لیے تھی اور معراج کی تعریف میں یہ قید ذکر کی کہ معراج جسم کے ساتھ ہوا اس قید سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جن کا گمان ہے کہ معراج صرف روح کو ہوئی۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر معراج خواب میں ہوتی یا صرف روح کو معراج ہوتی تو اس کا مکمل انکار نہ کیا جاتا حالانکہ کفار نے معراج کا شدت سے انکار کیا بلکہ بہت سے مسلمان اس وجہ سے مرتد ہو گئے اور آسمانوں تک جانے کی قید ذکر کر کے ان لوگوں کا رد کر دیا جن کا گمان ہے کہ بیداری میں معراج صرف بیت المقدس تک ہوئی۔ جس طرح قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے اور تعریف میں یہ کہا کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اس سے سلف صالحین کے مختلف اقوال کی طرف اشارہ ہے بعض نے کہا: معراج جنت تک ہوئی بعض نے کہا: عرش تک بعض نے کہا: عرش سے اوپر تک بعض نے کہا: طرف العالم تک۔ اسراء یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی ہے کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک جانا خبر مشہور سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر تشریف لے جانا اخبار آحاد سے ثابت ہے پھر صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا سر کی آنکھوں سے نہیں۔
(شرح عقائد نسفی ص ۱۳۱ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

صوفیانہ نکتہ

علماء کرام نے فرمایا کہ ارواح کی چار قسمیں ہیں:

(۱) وہ ارواح جو بشری صفات کے ساتھ ملوث ہیں یہ عوام کی ارواح ہیں جن پر حیوانی قوتیں غالب ہیں یہ بلندی پر جانا قبول نہیں کرتیں۔

(۲) وہ ارواح جن میں علوم کے حصول کی قوتِ نظریہ کامل طور پر ہے' یہ علماء کی ارواح ہیں۔

(۳) وہ ارواح جن میں بدن کو اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ متصف کرنے والی قوتِ مدبرہ کامل طور پر ہے' یہ ان لوگوں کی ارواح ہیں جن کے ابدان ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے قوی ہو جاتے ہیں۔

(۴) وہ ارواح جن میں یہ دونوں قوتیں کامل ہوتی ہیں اور یہ انبیاء وصدیقین کی ارواح ہیں' جب ان کی ارواح میں قوت زیادہ ہوتی ہے تو ان کے ابدان بھی زمین سے زیادہ بلند ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں چونکہ یہ ارواح قوی ہوتی ہیں' لہٰذا انہیں آسمان کی طرف عروج حاصل ہوا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین ہیں' لہٰذا آپ کو مقامِ قابَ قوسین او ادنیٰ تک رسائی حاصل ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۵' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

واقعہ معراج کی تاریخ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ معراج بعثت کے بارہویں سال ربیع الاوّل میں ہوا۔ بعض نے کہا: ستائیس رمضان کو ہوا اور مشہور یہ ہے کہ واقعہ معراج ستائیس رجب کو ہوا۔ اہل مدینہ کا عمل اسی پر ہے کہ وہ رجبی کو مبارک اوقات سے شمار کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ واقعہ پانچ یا چھ سن نبوی کو ہوا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

شب معراج دیدارِ الٰہی کا بیان

شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ الٰہی حاصل ہوا' اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہ ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج کر اس مسئلہ میں استفسار کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے اس مسئلہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ آپ نے اپنی رائے سے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ جب ایک صحابی کوئی قول ذکر کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایات سے ثابت ہے کہ انہوں نے رؤیت کا اثبات کیا ہے' تو اسے قبول کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں جسے عقل سے معلوم کیا جائے یا گمان سے حاصل کیا جائے۔ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کیا جا سکتا ہے' اور کوئی آدمی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں گمان یا اجتہاد سے کام لیا ہے۔ علامہ معمر بن راشد نے کہا کہ اس مسئلہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ عالم نہیں' نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اثبات کیا ہے اور مثبت ونافی روایات میں تعارض کے وقت مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

رؤیت قلبی سے کیا مراد ہے؟

ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کو رؤیت قلبی حاصل ہوئی کہ آپ نے دل سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ رؤیت قلبی سے مراد کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رؤیت قلبی کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے قلب مبارک میں ایک ایسا علم حاصل ہو گیا' جسے رؤیت قلبی سے تعبیر کیا گیا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ایسی تجلی فرمائی' جس تجلی کی وجہ سے قلب مبارک میں رؤیت جیسی حالت پیدا ہوگئی' لیکن اہل حق کے نزدیک رؤیت قلبیہ سے یہ مراد ہے کہ چشم سر کی بینائی قلب مبارک میں رکھ دی گئی' جو بینائی سر اقدس کی مبارک آنکھ کو حاصل تھی' بالکل بلا تفاوت بعینہٖ وہی بینائی قلب مطہر کو حاصل ہوگئی' قلب مبارک ہو بہو چشم ظاہری کی طرح دیکھتا تھا کیونکہ دیکھنے کے لیے عقلاً ظاہری آنکھ کا ہونا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس عضو میں چاہے آنکھ کی طرح بینائی پیدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ عادتِ الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ آنکھ میں ہی بینائی کو پیدا فرماتا ہے' لیکن وہ خرقِ عادت پر بھی قادر ہے اور بلاشبہ اس قادر قیوم نے خرقِ عادت کے طور پر شبِ معراج اپنے حبیب ﷺ کے قلب اطہر میں چشم مبارک کی بینائی پیدا فرما دی اور حبیب ﷺ نے سر مبارک اور قلب اطہر دونوں سے اپنے رب کریم کو یکساں دیکھا۔

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

ثم ان المراد برؤية الفواد رؤية القلب لا مجرد حصول العلم لانه ﷺ كان عالما بالله على الدوام بل مراد من اثبت له انه راه بقلبه ان الرؤية التى حصلت له خلقت له فى قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره والرؤية لا يشترط لها شىء مخصوص عقلا ولو جرت العادة بخلقها فى العين.

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۷)

پھر (مخفی نہ رہے کہ) رؤیت فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے' نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ علی الدوام عالم باللہ ہیں' جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے رؤیت قلبیہ ثابت کی ہے' ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کی جاتی ہے' اسی طرح حضور ﷺ کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے لیے عقلاً کسی خاص جزو بدن کا ہونا یا کسی مخصوص شی کا پایا جانا قطعاً ضروری نہیں' اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ خرقِ عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی یہ تقریر اس امر کی روشن دلیل ہے کہ رؤیت قلبیہ اور رؤیت عینیہ دونوں کا مفاد ایک ہے۔ وللہ الحمد

(مقالات کاظمی ج ا ص ۱۸۳' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان)

براق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ شبِ معراج میرے پاس براق لایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

علمائے لغت نے کہا کہ براق اس چار پائے کا نام ہے' جس پر شبِ معراج نبی کریم ﷺ سوار ہوئے۔ علامہ زبیدی اور صاحبِ تحریر نے کہا کہ براق وہ چار پایہ ہے' جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ ان کے اس قول سے پتا چلا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس قول کے ثبوت کے لیے نقل صحیح کی ضرورت ہے۔ ابن درید نے کہا کہ براق' برق سے مشتق ہے۔ تیز رفتاری کی بناء پر اسے براق کا نام دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے بہت زیادہ صفائی' چمک دمک اور روشن ہونے کی بناء پر براق کہا گیا۔ بعض نے کہا کہ سفید ہونے کی وجہ سے اسے براق کہا گیا' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے براق اس لیے کہا گیا کہ اس کے دو رنگ تھے۔ ''شاۃ برقاء'' اس بکری کو کہتے ہیں' جس کے سفید بالوں میں سیاہ نشانات ہوں' اور حدیث پاک میں براق کو سفید کہا گیا' بعض اوقات

سیاہ وسفید رنگ والی بکری کو بھی سفید شمار کیا جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

متعارض روایات کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے براق پر سوار کرایا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیدھے پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اور آسمانوں پر جانے سے پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف نہیں لے گئے' جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں نماز ادا فرمانے کے بعد آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا' وہ سفید رنگ کا ایک چوپایہ تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' اس کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا' میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا اور جس جگہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے' وہاں میں نے اسے باندھ دیا' پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور باہر آ گیا' پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شراب لے کر آئے' میں نے دودھ لے لیا' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے' پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نیز ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے' جب کہ دوسری روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے لیے نورانی سیڑھی لائی گئی' اس پر چڑھ کر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: پھر میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی' پھر میرے پاس ایک سیڑھی لائی گئی' جس پر اولادِ آدم کی ارواح اس وقت چڑھتی ہیں' جب تم میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی دیکھتے ہو' وہ انتہائی خوب صورت سیڑھی تھی' کسی مخلوق نے ایسی حسین سیڑھی نہیں دیکھی ہوگی۔ میں اور جبریل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھے حتیٰ کہ ہماری ملاقات آسمانِ دنیا کے فرشتے سے ہوئی' جس کا نام اسماعیل تھا۔ الخ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان روایات میں تعارض کی توجیہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہلے براق پیش کیا گیا جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے' اس کے بعد سیڑھی لائی گئی۔ جس طرح بیہقی کی مذکورہ بالا روایت کی ابتداء میں براق کا ذکر ہے' جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تک پہنچے' اختصاراً ہم نے روایت کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں کیا' اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیڑھی پر چڑھے ہوں۔ جن روایات میں بیت المقدس کا ذکر نہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی نے اختصار کی غرض سے اتنے حصے کا ذکر نہیں کیا' نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج متعدد مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے ذکر کیا۔ جس راوی نے جتنا حصہ سنا تھا' اس قدر روایت کر دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مذکورہ روایت کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر چڑھ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے اور جن حضرات کا گمان ہے کہ بیت المقدس تک معراج الگ واقعہ ہے اور آسمانوں کی طرف معراج دوسرا واقعہ ہے' ان کی دلیل بھی یہی حدیث ہے' نیز دوسری روایات میں ہے کہ آپ براق پر نہیں تھے بلکہ سیڑھی پر چڑھ کر تشریف لے گئے' جس طرح علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے صراحۃً ذکر کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں راوی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کا سفر بیت المقدس تک

براق پر ہو پھر آسمانوں کی طرف سفر سیڑھی پر ہو۔ راوی نے روایت کو مختصر کر دیا' لہٰذا اشکال پیدا ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے کی حکمتیں

شبِ معراج پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے' پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف سفر شروع فرمایا' ابتداءً ہی آسمانوں کی طرف سفر شروع نہیں کروایا گیا' اس میں کیا حکمت ہے؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں کی جانب تشریف لے جانے سے پہلے بیت المقدس کی طرف سفر میں یہ حکمت تھی کہ منکرین کے سامنے اظہارِ حق ہو کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف تشریف لے جاتے تو منکرین کے سامنے اظہارِ حق کی کوئی صورت نہ ہوتی اور اس صورت میں آپ نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان فرما کر اور راستے میں سامنے آنے والے قافلوں کے حالات بیان فرما کر منکرین کے سامنے حق واضح فرمایا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ آپ کو بیت المقدس کی طرف سفر کرنے کی فضیلت حاصل ہوگئی کیونکہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ ہے۔ (فقیر رضوی کہتا ہے: بلکہ بیت المقدس کو قدوم میمنت لزوم کی برکت و شرافت حاصل ہوگئی' وہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ تو تھا مگر اب اسے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری سے شرفِ تام حاصل ہوگیا' اس لیے کہ زمانوں' مکانوں اور اشیاء کو آپ کی نسبت سے برکت حاصل ہوتی ہے' آپ حصولِ برکت کے لیے زمان و مکان کے محتاج نہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) تیسری حکمت یہ ہے کہ روایات میں ہے کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کے مقابل ہے' جس کا نام مصعد الملائکہ (فرشتوں کے چڑھنے کی جگہ) ہے' لہٰذا بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تاکہ وہاں سے آسمانوں کی طرف سیدھا سفر شروع ہو۔ اسے علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ آسمانِ دنیا پر پہنچ کر جبریل نے دروازے پر دستک دی تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے تحت لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آسمانوں کے حقیقۃً دروازے ہیں اور وہاں حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں' نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے کو چاہیے کہ وہ اجازت طلب کرے' مثلاً یوں کہے: میں زید ہوں' صرف ''میں'' کہنا کافی نہیں' جس طرح عام طریقہ ہے' کیونکہ حدیث پاک میں ایسا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

آسمانوں پر فرشتوں کے سوال و جواب کی حکمتیں

حضور غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

آسمان اجسامِ لطیفہ ہیں اور ایسے ہی ان کے دروازے بھی لطیف ہیں اور ان سے عزت و کرامت کی وہ راہیں مراد ہیں' جو بہ جز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ اسی لیے جب تک جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نہیں لیا' ساتوں آسمانوں میں سے کسی آسمان کا دروازہ نہیں کھولا گیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ عظمت مصطفویہ کا وہ چمکتا ہوا نشان ہے جو ابدالآباد تک نہیں مٹ سکتا۔

اعتراض: جبریل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے سوال کیا کہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جبریل' فرشتوں نے کہا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم' پھر فرشتوں نے پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں! فرشتوں نے کہا: ''مرحبا به اهلا'' اور دوسری روایت میں ہے: ''نعم المجیء جاء''

ان تمام سوالات وجوابات اور واقعہ کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو معراج کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے سے پہلے کچھ علم نہ تھا۔

جواب: فرشتوں کو معراج شریف سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کا علم نہ ہونا حدیث شریف کے خلاف ہے۔ بخاری شریف میں حدیثِ معراج کے یہ الفاظ موجود ہیں: "فیستبشر به اهل السماء" یعنی حضور ﷺ کی خوش خبری آسمان والے سنتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰)

امام ابن حجر عسقلانی 'فتح الباری میں اس کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

"قوله فاستبشر به اهل السماء كانهم كانوا اعلموا انه سيعرج به فكانوا مترقبين لذلك" گویا فرشتوں کو بتادیا گیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کو عنقریب معراج کرائی جائے گی تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

رہا سوال وجواب کا مسئلہ تو یہ بات دلائل کی روشنی میں آفتاب سے زیادہ روشن ہوچکی ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی حکمت کی بناء پر بھی ہوتا ہے۔ یہاں سوال وجواب میں مندرجہ ذیل دو حکمتیں ہیں:

(۱) یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہفت سماوات میں عزت وکرامت کے مخصوص دروازے بہ جز حضرت محمد ﷺ کے کسی کے لیے نہیں کھولے جاسکتے' خواہ جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر فرشتے یہ نہ پوچھتے کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام "نعم" ہاں کہہ کر اقرار بھی نہ کرتے۔ جبریل علیہ السلام نے جب اس امر کا اقرار کرلیا کہ ہاں! وہ واقعی بلائے گئے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور فضیلت پر دلیل قائم ہوگئی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا ہے۔ اگر یہ سوال وجواب نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا کیسے ثابت ہوتا۔

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۶ 'مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم ملتان)

نبی کریم ﷺ کا انبیاء کرام کو سلام کرنا

اس حدیث میں ہے کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جبریل علیہ السلام عرض کرتے کہ یہ فلاں نبی ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ اس پر سوال ہے کہ مفضول افضل کو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ تو افضل الانبیاء ہیں تو آپ سے سلام میں پہل کیوں کروائی گئی؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام کرنے کا مامور کیا گیا کیونکہ آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے اور کھڑے ہوئے شخص کے حکم میں تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام بیٹھے ہوئے شخص کے حکم میں تھے' اور کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو سلام کرتا ہے' اگرچہ کھڑا ہوا افضل ہی ہو' اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان سے افضل نہ ہوں جب کہ حدیث سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مرتبہ سب سے بلند اور آپ کا حال سب سے قوی ہے اور آپ سب سے زیادہ بلندی پر تشریف لے جانے والے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جبریل علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی کریم ﷺ کا تعارف کروانا

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کے وقت نبی کریم ﷺ سے ان کا تعارف کرواتے رہے۔ بعض لوگ اس سے نبی کریم ﷺ کی لاعلمی ثابت کرتے ہیں۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

جبریل علیہ السلام کے تعارف کرانے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت

المقدس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقی ہو چکے تھے' بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی قبور سے گزرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام کے تعارف کے بغیر جان لیا کہ یہ فلاں نبی کی قبر مبارک ہے' چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کثیب احمر پر موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف سے گزرے تو فرمایا: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱)

لہٰذا جبریل علیہ السلام کا تعارف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم التفات کی وجہ سے ہے یا اپنی خادمانہ شان ظاہر کرنے کے لیے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۸ 'مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اللہ رب العزت کے مقام مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں' اس وقت ماسوی اللہ کی طرف آپ کی بالکل توجہ نہیں ہوتی' بلکہ اپنی ذات کی طرف بھی آپ کی توجہ بعد میں اور اللہ کی ذات کی طرف توجہ پہلے ہوتی ہے' اسی لیے غار میں آپ نے یارِ غار سے فرمایا: ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاO'' (التوبہ: ۴۰) اللہ کا ذکر پہلے اور اپنا ذکر بعد میں فرمایا' جب کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول قرآن مجید میں منقول ہے: ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِO'' (الشعراء: ۶۲) اپنا ذکر پہلے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بعد میں ہے۔ ابتدائے وحی میں بھی آپ کی یہی کیفیت تھی کہ مقام حضور و مشاہدہ میں اتنا مستغرق تھے کہ جبریل امین علیہ السلام بار بار عرض کرتے ہیں: ''اقرأ'' پڑھیے! مگر آپ مقامِ مشاہدہ سے باہر نہیں آتے اور جواباً ''ما انا بقارئ'' فرما دیتے ہیں کہ میں پڑھنے والا نہیں۔ جبریل علیہ السلام اپنی پوری ملکی طاقت صرف کر دیتے ہیں' آپ پر چھ سو پروں کے مالک عظیم الجثہ نوری فرشتہ کی اتنی طاقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور مشاہدہ کی اس کیفیت سے باہر نہیں آتے' جب جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: ''اقرأ باسم ربك'' اپنے رب کے نام سے پڑھیے کہ جس ہستی کے مشاہدہ میں آپ مستغرق ہیں' اسی کے نام سے پڑھیے' تب آپ قراءت فرماتے ہیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: ''لی مع الله وقت لایسعنی فیه ملك مقرب و لا نبی مرسل'' کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا ایک خاص وقتِ قرب ہوتا ہے' جس وقت کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کی وہاں رسائی نہیں ہوتی۔ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مکمل استغراق اور مشاہدہ کی کیفیت میں تھے۔ آپ کی کامل توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف تھی' لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کی ملاقات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو تعارف کا فریضہ سرانجام دینا پڑا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب آپ کو متوجہ کرنا پڑا' ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام سے متعارف نہ ہوں جب کہ بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروا چکے تھے اور ان سے ملاقات فرما چکے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا متعدد جگہ تشریف فرما ہونا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ اس پر سوال ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنی اپنی قبروں میں تشریف فرما تھے' پھر آسمانوں پر آپ نے ان سے ملاقات کیسے فرمائی؟ نیز بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرما چکے تھے' پھر وہ سب انبیاء کرام آپ سے پہلے آسمانوں پر کیسے پہنچ گئے؟ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی میں سرخ ٹیلے کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی) اس پر بھی سوال ہے کہ بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا' پھر مسجد اقصیٰ میں بھی انہیں موجود پایا' پھر چھٹے آسمان پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے موجود پایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کیسے پہنچ گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور اور مزارات میں جلوہ فرما تھے مگر شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعزاز کے لیے وہ ان مقامات پر آپ سے پہلے آپ کے استقبال کے لیے پہنچ گئے' لیکن پھر سوال ہوگا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام

کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتاری عطا فرمائی گئی' اس کا جواب یہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اعزاز کے لیے براق پر سوار کرایا گیا تھا' آپ براق کی رفتار سے سفر فرما رہے تھے رفتار نبوت سے سفر نہیں فرما رہے تھے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام رفتار نبوت سے سفر فرماتے ہوئے پہلے پہنچے لہٰذا رفتار نبوت کا رفتار براق سے زیادہ ہونا لازم آتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا' نیز اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانِ اعجاز عطا فرمائی ہے کہ وہ بہ یک وقت متعدد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں' شب معراج وہ اپنے مزارات میں بھی تھے۔ مسجدِ اقصیٰ میں بھی تھے اور آسمانوں پر بھی موجود تھے' اس میں کوئی بعید بات نہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کرنے پر اشکال ہے کہ ان کے اجسام تو اس وقت قبروں میں موجود تھے تو آسمانوں پر ان سے ملاقات کیسے ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کو ان کے اجساد والی شکل وصورت عطا کر دی گئی یا ان کے اجساد کو ہی نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے لیے حاضر کر دیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے' یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں' روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے' لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بہ قدرت ومشیت حق اور ظاہراً یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا' الگ الگ شکل رکھتا تھا۔ اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا' البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں' ان کو وہاں دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے' لیکن ان کو جو بیت المقدس میں دیکھا وہ مع الجسد نہیں تھا' بلکہ بالمثال تھا کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرقِ عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آ گئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں' اوّل آسمان سے بیت المقدس آ گئے ہوں' پھر یہاں سے وہاں پہنچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے۔

(نشر الطیب ص ۶۵ ۔ ۶۴' مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

مذکورہ بالا عبارت میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی یہ تسلیم کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بہ یک وقت متعدد مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں اور صوفیائے کرام کے نزدیک بھی یہ ثابت ہے' البتہ یہ کہنا کہ جسم اصلی اور جسم مثالی الگ الگ صورت رکھتے تھے' اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا اور جبریل علیہ السلام نے تعارف کروایا' یہ محض تھانوی صاحب کی قیاس آرائی ہے جو کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ الفاظ حدیث میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا بلکہ صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے غزالی زماں رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ جبریل علیہ السلام کا تعارف کروانا یا تو نبی کریم ﷺ کے عدم التفات کی بناء پر تھا یا اپنی خادمانہ حیثیت کے اظہار کے لیے تھا یا پھر نبی کریم ﷺ انوار الٰہیہ کے مشاہدہ میں اس قدر مستغرق تھے کہ کسی طرف بالکل متوجہ نہیں تھے' لہٰذا متوجہ کرانے کے لیے جبریل علیہ السلام کو تعارف کی ضرورت پیش آئی۔

مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص آسمانوں پر ملاقات کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں پر جن انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں' ان کے اختصاص میں کیا حکمت ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ

مشہور یہ ہے کہ درجات کے اعتبار سے مختلف آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے۔ ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر تھے کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی ہیں اور سب سے پہلے باپ ہیں' لہٰذا پہلے آسمان پر موجود تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر تھے کیونکہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان کا زمانہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اس کے بعد تیسرے آسمان پر سیّدنا یوسف علیہ السلام تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پر داخل ہوگی اور حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا○'' (مریم:۵۷) ''اور ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا○'' اور چوتھا آسمان ساتوں آسمانوں کے وسط میں ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام پانچویں آسمان پر تھے تاکہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ان سے افضل ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہے' لہٰذا وہ چھٹے آسمان پر تھے اور سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں' لہٰذا وہ ساتویں آسمان پر تھے' شاید تمام انبیاء کرام علیہم السلام آسمانوں پر اپنے اپنے مناسب مقام پر تشریف فرما تھے لیکن حدیث میں صرف مشہور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا ہے اور انہی کے ذکر پر اکتفاء فرماتے ہوئے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ ذکر نہیں فرمائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رونے کا سبب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ ان سے کہا گیا کہ تم روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس لیے روئے تھے کہ انہیں اپنی قوم کے متعلق غم تھا کہ ان پر ایمان لانے والے تھوڑے تھے اور ان کے دشمن کثیر تعداد میں تھے' لہٰذا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے متعلق اظہارِ غم کے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رشک کرنے کے لیے روئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کثیر تعداد میں ہیں' اور نیکی کے سلسلہ میں رشک کرنا قابل تعریف ہے۔ رشک کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ کاش! مجھ پر ایمان لانے والے بھی اس امت کی طرح ہوتے۔ ان کی یہ تمنا نہیں تھی کہ یہ امت میری پیروکار ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اس طرح کی نہ ہوتی۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا مقصد اپنی قوم پر اظہارِ غم کے لیے اور عظیم فضل وثواب کے فوت ہو جانے پر اظہارِ تاسف کے لیے تھا کیونکہ جو آدمی نیکی کی دعوت دے اور لوگ اس پر عمل کریں تو اس دعوت دینے والے کو بھی ان لوگوں کے برابر اجر حاصل ہوگا' جس طرح کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلام کہنا

اس حدیث میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ غلام (نوجوان) میرے بعد مبعوث ہوئے' الخ۔ اس کی توجیہ میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپ کو غلام کہنا توہین وتنقیص کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظیم کرم کے بیان کے لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑی سی عمر میں ان عظیم کمالات سے نوازا ہے کہ آپ سے پہلے بڑی عمر والوں کو ان کمالات سے نہیں نوازا گیا۔ علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر انعامات فرمائے کہ آپ ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بڑھاپے کی ابتدائی عمر میں داخل ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود آپ کے جسم انور پر بڑھاپے کے آثار نہیں اور نہ ہی آپ کی قوت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غلام کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نبی کریم ﷺ جس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کے قریب سے گزرے اس وقت آپ کی عمر مبارک انبیاء کرام علیہم السلام کی دنیاوی عمروں سے کم تھی' پھر ان انبیاء کرام علیہم السلام پر برزخ کے زمانے بھی گزر چکے تھے' نیز اس اعتبار سے بھی آپ کو غلام کہا گیا کہ بعثت نبوی کی قلیل مدت میں آپ کو بلند مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ زمانہ وحی کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کو معراج حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ معراج کی تاریخ کے متعلق انتہائی قول یہ ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی' لہٰذا اس اعتبار سے آپ کو غلام کہا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سدرۃ المنتہیٰ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دوسرے مفسرین کرام نے کہا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس سے آگے نہیں جا سکتا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسے سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ جو اس سے اوپر ہیں ان کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ نیچے نہیں آ سکتے اور جو اس سے نیچے ہیں' ان کی بھی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ اوپر نہیں جا سکتے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ ھ لکھتے ہیں:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ سدرہ کی المنتہیٰ کی طرف اضافت اس لیے ہے کہ یہ ایسا مکان ہے جہاں بندوں کے اعمال اور مخلوق کے علم کی انتہاء ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی اور فرشتہ یا رسول اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ یہ ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس سے عظمت و شانِ مصطفےٰ ﷺ آشکارا ہوتی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساری مخلوق کے لیے حد اور انتہاء ہے' اوپر والے اس سے نیچے نہیں آ سکتے اور نیچے والے اس سے اوپر نہیں جا سکتے۔ یہ ظاہری حدود و قیود دوسری مخلوق کے لیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ان ظاہری حدود و قیود سے ماوراء ہیں' آپ کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہے تو وہ صرف علمِ الٰہی میں ہے' مخلوق کا علم اس حد تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا کیونکہ تمام مخلوق کے علوم کی حد تو سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات کی سرحدیں تو سدرۃ المنتہیٰ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی وراء الوراء ہیں' لہٰذا آپ ﷺ بھی مخلوق ہیں اور علم الٰہی میں آپ کے کمالات و فضائل بھی محدود اور متناہی ہیں اور اس حد سے آگے شانِ الوہیت ہے لیکن مخلوق کے علم کے اعتبار سے آپ کے فضائل و کمالات غیر متناہی اور غیر محدود ہیں' اسی لیے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری — حیراں ہوں میرے شاہا! میں کیا کیا کہوں تجھے

شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروے بالم نماند

35

اگر یک سرے موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نمازوں میں تخفیف

غزالی علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہوتا کہ میری امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی تو موسیٰ علیہ السلام کے بغیر کہے خود طلبِ تخفیف فرماتے' لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از خود ایسا نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم ہونے کی درخواست کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجربہ کی بناء پر علم تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے پچاس نمازیں فرض فرمائیں اور اوّلاً از خود کوئی تخفیف نہ فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے' اس کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں' اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں حکمت تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاموش رہنے میں بھی وہی حکمت تھی۔ حکمت کو لاعلمی کہنا جہالت ہے۔

اس واقعہ میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاتِ ظاہری کے بعد بھی ہم دنیا والوں کے فائدہ کا وسیلہ بن گئے' جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلِ قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں' دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ان کے اس قول کو رد فرما دیا اور وہ اس طرح کہ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور معاف کروانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معافی حاصل کرنے کے لیے بھیجنے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحبِ قبر ہیں اور غالباً اسی حکمت کو ظاہر فرمانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''**فاذا هو قائم يصلي في قبره**'' کہ جب مسجد اقصیٰ جا رہا تھا تو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہو کر گزرا' وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قبر ارشاد فرمانے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے' اگر سارا جہان بھی زور لگا لے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کرا سکتا' لیکن موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نمازیں معاف کرائیں' اس کے علاوہ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازیں معاف کرانے کے لیے بار بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کریں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۸' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلبِ تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجنا ایک اور حکمت پر بھی مبنی ہے کہ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دیدار کا سوال کیا تو جواب ملا: ''**لن ترانی**'' ''اے موسیٰ! تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے' پھر پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا کہ پہاڑ برقرار رہا تو میرا دیدار کر سکو گے' لیکن پہاڑ اللہ تعالیٰ کے جلووں کے سامنے برقرار نہ رہ سکا' پاش پاش ہو گیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے' آج شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اسی دعا کو قبولیت کا تاج پہنایا جا رہا ہے کہ اے پیارے کلیم! تم بلاواسطہ میرے دیدار کی تاب نہیں لا سکے تھے' آج اپنی تمنا پوری کر لو' میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا دیدار کر کے لوٹیں گے' میرے حسن کے جلووں کو اپنے چہرہ والضحیٰ میں سمو کر واپس تشریف لائیں گے۔ حسن ''لم یزل'' کا آئینہ بن کر آئیں گے' ان کو دیکھنا مجھے دیکھنا ہو گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام! تم نے بار بار میرے دیدار کی تمنا کی تھی' آج بار بار میرا دیدار کر کے آنے والے میرے محبوب کا دیدار کر لو' تمہیں میرے دیدار کا لطف حاصل ہو جائے گا' نیز یہاں سے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور عظیم نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ تو مخلوق کی حد ہے' کوئی اس سے آگے نہیں گزر سکتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بلانے پر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے گئے' کسی کے ذہن میں آ سکتا تھا کہ آپ کو بلایا گیا تو سدرہ سے

آگے گزر گئے ورنہ آپ بھی دوسری مخلوق کی طرح سدرہ سے پار نہیں جا سکتے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر بار بار بغیر بلاوے کے سدرہ سے آگے گزر کر بارگاہِ الوہیت میں حاضر ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام معلوم ہوا کہ آپ کو صرف ایک بار کی اجازت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اذنِ عام عطا فرمایا ہے۔ جبریل علیہ السلام آ کر عرض کریں یا نہ کریں' آپ جب چاہیں' سدرہ کی حدود سے گزر کر بارگاہِ خاص میں حاضر ہو سکتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے آخری مرتبہ عرض کرنے پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب میں حاضر نہیں ہو سکتا اور اب اجازت نہیں' بلکہ یہی فرمایا کہ اب مجھے حیاء آتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں۔

بیت المقدس اٹھا کر سامنے کرنے میں نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا۔ میں قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جب قریش مکہ کے سامنے سفر معراج کے احوال بیان فرمائے اور انہوں نے تکذیب کرنا چاہی تو قریش مکہ چونکہ آسمان' جنت و دوزخ اور سدرہ وغیرہ کے احوال سے واقف نہ تھے' البتہ انہوں نے بیت المقدس دیکھا تھا' لہٰذا کہنے لگے کہ ہم نے آسمان وغیرہ تو نہیں دیکھے البتہ بیت المقدس دیکھا ہے' لہٰذا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمیں بیت المقدس کی مکمل نشانیاں بتاؤ۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہ تھیں' مجھے پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا اور میں نے دیکھ دیکھ کر نشانیاں بیان فرما دیں۔ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کے عدمِ علم کی دلیل بنانا درست نہیں کہ آپ کو علم ہوتا تو فوراً بیان فرما دیتے' کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں تھا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ نشانیاں اس وقت ذہن میں مستحضر نہ تھیں' مثلاً ایک عالم دین ہے' ایک فقہی مسئلہ اس نے پڑھا ہے اور اس کے علم میں ہے بلکہ اپنی تصنیف میں اسے تحریر بھی کر چکا ہے مگر کسی کے استفسار کے وقت بعض اوقات وہ مسئلہ اس کے ذہن میں مستحضر نہیں ہوتا اور وہ کہتا ہے کہ میں یہ مسئلہ کتاب سے دیکھ کر بتاؤں گا تو کوئی بھی اس عالم کو جاہل نہیں کہے گا۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم ﷺ کو علوم ما کان و ما یکون عطا فرمائے' مگر بسا اوقات کسی بات کی طرف آپ کی توجہ نہ رہتی یا وقتی طور پر اسے آپ کے ذہن سے بھلا دیا جاتا تو اس میں اللہ رب العزت کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی تھی۔ قرآن مجید میں ہے: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىۤ ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ'' (الاعلیٰ:٦-٧) ''اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ۝ مگر جو اللہ چاہے''۔ اللہ کی مشیت سے آپ کو بھلایا جانا یہ آپ کے لیے موجبِ نقص نہیں' بلکہ باعثِ کمال ہے کہ آپ کے بھول جانے پر جو حکمتیں اور کمالات مترتب ہوتے ہیں' وہ حکمتیں اور کمالات کسی اور کے علم پر بھی مترتب نہیں ہو سکتے۔ بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ پر نسیان کی جو عارضی کیفیت طاری ہوئی' یہ بھی آپ کا کمال ہے کہ یہ وقتی نسیان آپ کے ایک عظیم معجزہ کے ظہور کا باعث بن گیا اور اللہ رب العزت نے آپ کے اعزاز کے لیے بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا' آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کے جامع ہیں۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے سامنے حاضر کر دیا' اور یہاں اس سے بھی عظیم معجزہ ظاہر ہوا کہ تخت تو چاہے کتنا وزنی ہو' ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے' مگر بیت المقدس جس کی بنیادیں زمین کے اندر قائم و مضبوط ہیں اور وہ دوسری جگہ منتقل نہیں ہو سکتا' اسے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا' اور وہاں جب تختِ بلقیس اٹھایا گیا تو پہلی جگہ سے منتقل ہو کر دربارِ سلیمان علیہ السلام میں آ گیا' مگر یہاں اس سے بھی زیادہ محیر العقول معجزہ ہے کہ بیت المقدس اپنی جگہ سے غائب نہیں ہوا اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھی حاضر کر دیا گیا اور وہاں سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے درباریوں سے مطالبہ فرماتے ہیں کہ تختِ بلقیس کو فوراً حاضر کیا جائے اور آپ کے مطالبہ پر آپ کی امت کا صاحبِ کرامت عالم تختِ بلقیس کو حاضر کرتا ہے اور یہاں نبی کریم ﷺ کسی سے مطالبہ نہیں فرماتے بلکہ ابھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی نہیں فرمائی' صرف

پریشانی لاحق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر درخواست کے فوراً بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا۔ اس لیے کہ آپ اللہ رب العزت کے حبیب ہیں، سارے انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور مقامِ حبیب یہ ہے کہ خود خدا آپ کی رضا کا طالب ہے۔ حدیث قدسی ہے: ''کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یامحمد'' جس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں کیا:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٨٧٠١ - وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَأَوْحٰى إِلَيَّ مَا أَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ سفید رنگ اور لمبے قد کا ایک جانور تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کا قدم نظر کی انتہاء پر پڑتا تھا، میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آیا اور جس حلقے سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے وہاں میں نے اس کو باندھ دیا، پھر میں مسجد حرام میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کر کے باہر آیا تو میرے پاس جبریل علیہ السلام ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لے کر آئے، میں نے دودھ کو پسند کیا، جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے، پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا اور پہلی حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی، فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی، فرمایا کہ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ان کو حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا ہے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا، اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا، پھر جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل مٹکوں کی طرح تھے، جب اس درخت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھانپ دیا گیا تو اس کی رنگت متغیر ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی شخص اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا، اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا مجھ پر وحی فرمائی اور مجھ پر ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، انہوں نے کہا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: ہر دن رات میں پچاس نمازیں، انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے، آپ نے فرمایا: پھر میں

التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما' تو پانچ نمازیں کم کر دی گئیں' پھر میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور میں نے کہا: پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں' انہوں نے کہا: آپ کی امت اتنی نمازیں بھی ادا نہیں کر سکے گی' آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے' فرمایا کہ میں مسلسل اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چکر لگاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہر دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا اجر دس گنا ہے تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوں گی' جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا اور وہ نیک کام نہیں کرے گا' اس کے لیے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ نیک کام کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے گا اور وہ بُرا کام نہیں کرے گا تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اگر وہ بُرا کام کر لے گا تو اس کا ایک گناہ ہی لکھا جائے گا' فرمایا: میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کہا: میں بار بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں' اب مجھے اس سے حیاء آتی ہے۔ (مسلم)

٨٧٠٢ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُّحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ وَّعَلٰى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ

ابن شہاب رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں مکہ مکرمہ میں تھا' میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبریل علیہ السلام نیچے اترے اور میرا سینہ چاک کیا' پھر اس کو آب زم زم سے دھویا' پھر ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے' اور اسے میرے سینے میں انڈیل کر میرا سینہ جوڑ دیا گیا' پھر جبریل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمانوں پر لے گئے' جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! اس نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں' پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی ہیں؟ کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' پوچھا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! جب اس نے دروازہ کھول دیا تو ہم پہلے آسمان کے اوپر پہنچے' وہاں ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا' ان کے دائیں بائیں بہت سے اشخاص تھے' جب وہ دائیں جانب دیکھتے تو مسکرا پڑتے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو رو پڑتے' انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید! میں نے جبریل سے کہا:

ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى اِنْتَهٰى بِيْ اِلٰى

یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جانب بہت سی مخلوق ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں جانب جنتی ہیں اور بائیں جانب جہنمی ہیں، جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنس پڑتے ہیں اور بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو پڑتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچے اور آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! دوسرے آسمان کے دربان سے بھی پہلے آسمان کے دربان کی طرح سوال و جواب ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے ملاقات کا ذکر کیا، لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کس کس مقام پر تھے، البتہ یہ ذکر کیا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابن حزم نے مجھے بتلایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا، حتیٰ کہ میں مقام استواء پر پہنچا، وہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، حضرت ابن حزم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں نمازیں لے کر واپس لوٹا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں ادا کر سکے گی، پھر میں واپس گیا، اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور انہیں بتلایا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں، انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں بھی نہیں ادا کر سکے گی، میں پھر واپس گیا، اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت بھی نہیں ہے، پھر میں واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان کا اجر پچاس نمازوں کے برابر ہی ہے، میرا قول تبدیل نہیں ہوتا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے، میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جس پر ایسے رنگ چھائے

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِىْ مَا هِىَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوئے تھے کہ میں ازخود ان کی حقیقت نہیں جانتا' پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٠٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِىَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِىَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِىَ فِى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِىْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِىْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى O (النجم: ١٦) قَالَ فِرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِىَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَاُعْطِىَ خَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کروائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے' جو چیزیں زمین سے اوپر کی طرف بھیجی جاتی ہیں' وہ وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے' اور جو چیزیں اوپر سے نیچے بھیجی جاتی ہیں' وہ بھی وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا" (النجم:١٦) اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سونے کے پروانے تھے' فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں اور آپ کی امت کا جو شخص کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے' اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

٨٧٠٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ فِى الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْاَلُنِىْ عَنْ مَسْرَاىَ فَسَاَلَتْنِىْ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْاَلُوْنِىْ عَنْ شَىْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ وَقَدْ رَاَيْتُنِىْ فِىْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّىْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّىْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِىُّ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِىْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِىْ قَائِلٌ يَّا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَاَنِىْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور قریش مجھ سے سفر معراج کے متعلق سوال کر رہے تھے' انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا' جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں تھیں' میں اتنا پریشان ہوا کہ کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا' وہ مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرتے میں انہیں بتا دیتا اور میں نے خود کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں پایا' میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح دبلے پتلے' گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں' اور میں نے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' عروہ بن مسعود ثقفی تمام لوگوں سے ان کے زیادہ مشابہ ہیں اور میں نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی تمام لوگوں سے زیادہ ان کے مشابہ ہیں' مراد خود آپ کی ذات تھی' پھر نماز کا وقت ہو گیا اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروائی' جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے مجھے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (مسلم)

٨٧٠٥ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِیْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا' اس وقت میں مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر فرما دیا' میں اسے دیکھ دیکھ کر قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔ (بخاری' مسلم)

بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ — معجزات کا بیان

معجزہ کی تعریف

علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمہ اللہ متوفی ٨١٦ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ چیز ہے جو خلافِ عادت ہو' خیر وسعادت کی طرف بلانے والی ہو اور دعویٰ نبوت کے ساتھ ملی ہوئی ہو' اور اس کے ذریعہ رسالت کے مدعی کی سچائی کا اظہار مقصود ہو۔ (کتاب التعریفات ص ١٥٢' مطبوعہ دار المنار للطباعۃ والنشر)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ٧٩١ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ خلافِ عادت امر ہے جو منکرین کے ساتھ معارضہ کے وقت مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثل لانے سے عاجز ہوں۔ (شرح العقائد ص ٩٨' مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ' ملتان)

خلافِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خرقِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں:

(١) معجزہ: کسی نبی کے ہاتھ پر اعلانِ نبوت کے بعد خلافِ عادت چیز ظاہر ہو۔
(٢) کرامت: کسی ولی کامل کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو۔
(٣) معونت: کسی عام مؤمن کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر کا ظہور ہو' جو مؤمن نہ فاسق ہو' نہ ولی ہو۔
(٤) ارہاص: اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر سلام کرتے تھے۔
(٥) استدراج: کافر اور فاسق کی غرض کے موافق اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر ظاہر ہو۔
(٦) اہانت: کافر اور فاسق کی غرض کے خلاف اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح مسیلمہ کذاب نے پانی میں کلی کی تو وہ پانی میٹھا ہونے کی بجائے کھارا ہو گیا اور ایک کانے شخص کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل نابینا ہو گیا۔
(٧) سحر: شریر اشخاص مخصوص عملیات کرتے ہیں اور شیطانوں کی اعانت سے خلافِ عادت چیزوں کا ظہور ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس ساتویں قسم کو خلافِ عادت اُمور سے شمار نہیں کیا کیونکہ یہ عادت کے موافق ہے کہ جو شخص بھی یہ عملیات کرتا ہے تو عادت کے مطابق ان چیزوں کا ظہور ہو جاتا ہے۔ (نبراس شرح' شرح العقائد ص ٤٣٠' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

٨٧٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں قریش نے آپس میں مشورہ کیا' بعض نے کہا: جب صبح کا وقت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسیوں سے باندھ دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں قتل کر دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں یہاں سے نکال دو' اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرما دیا

بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرِسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اِخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہ رات نبی کریم ﷺ کے بستر پر گزاری' نبی کریم ﷺ وہاں سے نکل کر غار میں پہنچ گئے' مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ گمان کرتے ہوئے رات بھر ان کی نگرانی کرتے رہے' جب صبح ہوئی تو ان پر چڑھ دوڑے' جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو رد فرما دیا' انہوں نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم نہیں ہے' پھر مشرکین آپ کے قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے چل پڑے' جب پہاڑ کے اوپر پہنچے تو قدموں کے نشانات ان پر مشتبہ ہو گئے' وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور غار کے پاس سے گزرے' غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: اگر وہ غار کے اندر داخل ہوتے تو دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا' آپ نے اس غار میں تین رات قیام فرمایا۔ (مسند احمد)

دارالندوہ میں قریش کی مجلس مشاورت

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے خلاف کفارِ مکہ کی باہمی مشاورت کا ذکر ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی اسی سازش کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ. (الانفال:۳۰)

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر لیں یا نکال دیں۔

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب کفارِ مکہ کو علم ہوا کہ انصارِ مدینہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع اختیار کر لی ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور اس معاملہ میں باہمی مشورہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ ابلیس ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نجد سے آیا ہوں۔ میں نے تمہاری اس میٹنگ کی خبر سنی تو میں بھی خیر خواہی کے جذبہ سے اپنی رائے پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ابوالبختری نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کو ایک کمرے میں قید کر دو اور ایک روشن دان سے کھانا اور پانی اندر ڈال دیا کرو اور وہ اندر ہی فوت ہو جائیں گے۔ شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا: تمہاری رائے بہت بُری ہے' اس طرح تو ان کی قوم کے لوگ تمہارے ساتھ لڑائی کرنے آ جائیں گے اور انہیں چھڑوا کر لے جائیں گے۔ ہشام بن عمرو نے کہا کہ انہیں اونٹ پر سوار کر کے اس علاقے سے باہر نکال دو' باہر جا کر وہ جو کچھ کرتے رہیں تمہیں اس کا نقصان نہیں ہو گا۔ ابلیس نے کہا: یہ بہت ناقص رائے ہے' اس طرح تو وہ باہر جا کر دوسری قوم کو اپنا ہم نوا بنا لیں گے اور ان کے ماننے والوں کی جماعت تمہارے ساتھ آ کر لڑائی کرے گی۔ ابوجہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لے کر انہیں تلواریں دے دی جائیں اور وہ یک بارگی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیں' اس طرح سارے قبائل قتل میں شریک ہو جائیں گے اور بنو ہاشم سارے قبائل سے لڑائی نہیں کر سکیں گے اور جب وہ خون بہا کا مطالبہ کریں گے تو ہم خون بہا ادا کر دیں گے۔ ابلیس نے کہا کہ اس نوجوان نے درست رائے پیش کی ہے' لہٰذا اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور ان کی مجلس برخاست ہو گئی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۹ ۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۰۷ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

ف: اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب سے کفار کی توجہ ہٹا دی۔ انہیں یقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں موجود ہیں اس کے باوجود انہوں نے غار کے اندر نہیں دیکھا اور آپ کو وہاں تلاش نہیں کیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۱، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۷۰۸ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِىْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِىْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِىْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِىْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِىْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: جس رات آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تھا مجھے اس کے متعلق بتائیے کہ آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور اگلے روز بھی سفر جاری رہا حتیٰ کہ سورج نصف النہار پر پہنچ گیا اور دوپہر کا وقت ہو گیا راستہ سنسان ہو گیا اور کوئی چلنے والا شخص نہ رہا ہمارے سامنے ایک لمبی سایہ دار چٹان ظاہر ہوئی اس پر ابھی تک دھوپ نہیں آئی تھی ہم اس چٹان کے قریب اتر گئے میں نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو ہموار کیا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سو جائیں پھر میں نے اس پر چمڑے کا ٹکڑا بچھا دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ سو جائیے! میں آپ کے اردگرد نگرانی کرتا رہوں گا آپ سو گئے اور میں اردگرد نگرانی کرتا رہا اچانک مجھے سامنے سے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی دیا میں نے کہا: کیا تمہاری بکریاں دودھ دیتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا: کیا تم دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا: ہاں! پھر اس نے ایک بکری پکڑ کر پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا میرے پاس ایک برتن تھا جسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے اور وضو کے استعمال کے لیے لے کر آیا تھا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اتفاقاً آپ خود بیدار ہوئے میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ برتن کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دودھ نوش فرمائیے! آپ نے دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں ہوا میں نے کہا: کیوں نہیں! فرماتے ہیں کہ پھر سورج ڈھل جانے کے

وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوْا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كَفَيْتُمْ مَا هَاهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قِيْلَ كَانَ الْغَنَمُ لِصِدِّيْقٍ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَيَجُوْزُ لِدَلَالَةِ الرِّضَاءِ وَقِيْلَ كَانَ مِنْ عَادَتِهِمْ اَنْ يَاْذَنُوْا لِرُعَاتِهِمْ اَنْ يَحْلَبُوْا لِمَنْ مَّرَّ بِالطَّرِيْقِ وَيَحْتَاجُ اِلَى اللَّبَنِ وَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ اِسْتَحْلَبَهٗ عَلٰى شَيْءٍ.

بعد ہم نے سفر شروع کیا' سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دشمن ہم تک پہنچ آئے ہیں' آپ نے فرمایا: غم نہ کرو! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے' آپ نے سراقہ کے خلاف دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا' سراقہ نے عرض کیا: میرا خیال ہے کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے' اللہ سے میرے حق میں دعا کرو' میں تلاش کرنے والوں کو واپس کر دوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تو ان کو نجات ملی' پھر جو کافر بھی ان کو ملتا' وہ اس سے یہی کہتے کہ تم کو ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص بھی ملتا وہ اسے واپس لوٹا دیتے۔ (بخاری؛ مسلم) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا: ایک قول یہ ہے کہ وہ بکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوست کی تھیں' اور رضامندی پائے جانے کی وجہ سے دودھ کا استعمال جائز تھا' ایک قول یہ ہے کہ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ بکریوں کے مالک اپنے چرواہوں کو راہ گیروں اور حاجت مندوں کو دودھ پلانے کی اجازت دے دیتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کے عوض دودھ لیا ہو۔

فوائد حدیث

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے درج ذیل فوائد مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم معجزہ کا بیان ہے کہ آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔

(۲) اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو متبوع کی خدمت کرنا چاہیے جس طرح کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ سفر پانی پینے اور وضو وغیرہ کے لیے برتن ساتھ رکھنا مستحب ہے۔

(۵) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

(ملخصاً و موضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۴ ' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۰۹ - وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ ابْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَّكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّمَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے' وہ ان کے دادا اور ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی حبیش بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور رہبر عبداللہ تھے' یہ سب حضرات ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گزرے' گوشت اور کھجوریں خریدنے کی غرض سے ام معبد سے سوال کیا' ان کے پاس کوئی چیز نہ ملی' وہ بے

اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَّتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كَسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَّبَنٍ قَالَتْ هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَتَاْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَاَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَالَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُّرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رُوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرَهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

سازوسامان اور قحط زدہ لوگ تھے' رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کے کنارے میں ایک بکری کھڑی ہوئی دیکھی' فرمایا: اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ناتوانی اور لاغری کی وجہ سے یہ بکری دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے' آپ نے فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے' عرض کیا: یہ دودھ سے بہت دور ہے' آپ نے فرمایا: تمہاری اجازت ہو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں' انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا! اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیں' رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کو بلا کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور ام معبد کے حق میں اس بکری کے متعلق دعا فرمائی' بکری نے ٹانگیں کشادہ کر دیں اور دودھ اتار لیا اور جگالی کرنے لگی' آپ نے ایسا برتن منگوایا جس سے ایک جماعت سیراب ہو سکے' اور اس برتن میں دودھ دوہا' دودھ سیل رواں کی طرح آ رہا تھا حتیٰ کہ برتن کے اوپر دودھ کی جھاگ چھلکنے لگی' پھر آپ نے ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا' حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' پھر آخر میں خود دودھ نوش فرمایا' پھر دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا' حتیٰ کہ برتن بھر گیا' پھر وہ دودھ انہی کے پاس چھوڑ دیا اور ام معبد سے بیعت لی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (بغوی' شرح السنہ' ابن عبد البر' استیعاب' ابن جوزی' کتاب الوفاء) اس حدیث پاک میں ایک عظیم قصہ ہے۔

اُم معبد کا واقعہ

اس حدیث میں اُم مَعْبَد رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ یہ خاتون عاتکہ بن خالد خزاعیہ ہیں۔ ہجرت کے وقت جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' اسی وقت یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ایک قول یہ ہے کہ بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو معبد اپنی لاغر و کمزور بکریوں کو ہانکتے ہوئے گھر آئے اور گھر میں دودھ دیکھا تو پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک بابرکت شخص ہمارے پاس تشریف لائے تھے' پھر انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا اور فصیح و بلیغ انداز میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی۔ ابو معبد نے سن کر کہا کہ بہ خدا! یہ تو صاحبِ قریش ہیں' جن کے اوصاف مکہ مکرمہ میں ہمارے سامنے بیان کیے گئے تھے' میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی صحبت اختیار کروں' اگر ہو سکا تو ضرور بالضرور میں ایسا کروں گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۱۰ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی' اس وقت وہ اپنے باغ میں

وَهُوَ فِىْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِىٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ فَقَالَ اَخْبَرَنِىْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اِشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَّاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدُ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَاِنَّهُمْ اَنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِىْ مِنْ قَبْلُ اَنْ تَسْاَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِىْ فَجَاءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَىُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

پھل اتار رہے تھے تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق سوال کرتا ہوں جن کو صرف نبی ہی جان سکتا ہے' قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہو گا؟ اور کون سی چیز بچے کو اس کے باپ یا ماں کے مشابہ کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی ہے' بہر حال قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے' جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور جنتی سب سے پہلے جو کھانا تناول کریں گے' وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہو گا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' اور عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک یہودی بہتان لگانے والی قوم ہے' اگر آپ کے سوال کرنے سے پہلے انہیں میرے اسلام لانے کے متعلق علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے' پھر یہودی آئے تو آپ نے فرمایا: عبداللہ تم میں کیسے مرد ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم میں سب سے بہتر ہیں اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو تمہارا کیا خیال ہے' انہوں نے کہا: اللہ انہیں اس سے پناہ میں رکھے' پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' تو یہودیوں نے کہا کہ ہم میں سے بدترین شخص ہیں اور بدترین شخص کے بیٹے ہیں اور ان کی بُرائی بیان کرنا شروع کر دی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا' جسے صرف نبی ہی جان سکتا ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بھی ان تین سوالوں کا تفصیلی یا اجمالی جواب معلوم تھا' لہٰذا یہ کہنا کیسے ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم صرف نبی کو ہی ہو سکتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ان تین چیزوں کا علم صرف نبی کو ہو سکتا ہے یا اسے ہو سکتا ہے جس نے نبی سے یا نبی کی کتاب سے یہ علم حاصل کیا ہو (اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو یہ علم کتاب سے حاصل ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیے تھے اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھی تھی' لہٰذا آپ کا جواب دینا معجزہ تھا) اور نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ان چیزوں کی خبر دی ہے' اس فرمان سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ نے کسی اہل کتاب سے

یہ باتیں سنی ہوں تو آپ نے اس وہم کا ازالہ فرمادیا کہ مجھے یہ علم وحی سے حاصل ہوا ہے' کسی اہل کتاب کے بتانے سے نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۱ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧١١ - وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَّعُوْدُهٗ مِنْ مَّرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَّرَضِكَ بَاْسٌ وَّلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

انیسہ بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے' فرمایا: اس بیماری سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا' جب میرے بعد تمہیں لمبی عمر ملے گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے' عرض کیا: میں ثواب کی امید رکھوں گا اور صبر کروں گا' فرمایا: پھر تو تم بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ گے' حضرت انیسہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد وہ نابینا ہو گئے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس فرمادی' پھر ان کا وصال ہوا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم معجزہ اور آپ کے مطلع علی الغیب ہونے کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنے والے اُمور کی خبر دے دی کہ اس مرض میں تمہارا انتقال نہیں ہوگا بلکہ تمہیں لمبی عمر عطا ہوگی اور میرے بعد تم نابینا ہو جاؤ گے۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جہاں یہ مذکور ہے کہ ان اُمور کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے' وہاں علم ذاتی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کسی کو یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ان کے نابینا ہونے کا ذکر فرمایا' یہ نہیں بتایا کہ تمہیں دوبارہ بینائی حاصل ہو جائے گی' اس کا جواب یہ ہے کہ بینائی کا ذکر نہ فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں زیادہ مشقت ہوتا کہ زیادہ مشقت پر صبر کرنے کی صورت میں وہ زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں۔

٨٧١٢ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہوگیا' پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا کی' پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہوگیا' پھر آپ نیچے اترے اور نماز ادا کی' پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا' تو آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی ہمیں خبر دی۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ شخص ہے جس کو وہ واقعات سب سے زیادہ یاد ہیں۔ (مسلم)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام اُمور کو مختصر سے وقت یعنی صرف ایک دن میں بیان فرمادیا' نیز اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز اور آپ کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنے والے تمام اُمور کا علم عطا فرمادیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سے آپ کے غلاموں کو بھی یہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے راوی فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ شخص ہے جس نے ان واقعات کو سب سے زیادہ یاد رکھا ہے۔

٨٧١٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں غنیمتیں ملیں گی اور تمہیں فتح حاصل ہوگی' تم میں سے جو شخص یہ چیزیں پائے' وہ اللہ سے ڈرے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

٨٧١٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتِحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِم.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم عنقریب مصر فتح کرو گے اور وہ ایسا علاقہ ہے جہاں قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے' جب تم اسے فتح کرلو تو وہاں کے باشندگان سے حسنِ سلوک کرنا کیونکہ تم پر ان کا حق اور ان سے رشتہ داری ہے' یا فرمایا: ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم دو مردوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ غیبی خبروں کا ظہور

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم وغیرہ کا ایک جزء ہے۔ اہل مصر اس کا بہ کثرت استعمال کرتے تھے اور اپنی گفتگو میں اس لفظ کا بہت زیادہ استعمال کرتے تھے اور ذمہ سے مراد حق اور حرمت ہے اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ سیدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مصر سے تھا' اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا مصر کی تھیں۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے۔ آپ نے یہ خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو قوت وشوکت حاصل ہوگی اور وہ عجمیوں پر اور بڑے بڑے جابر بادشاہوں پر غالب آئیں گے اور مصر فتح کریں گے اور دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کریں گے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی' تمام واقعات اسی طرح رونما ہوئے۔ وللہ الحمد (شرح صحیح مسلم ج ٢ ص ٣١١' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٧١٥ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِيْ اُمَّتِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَّظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِم.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہوں گے' جو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گے' جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے' ان میں سے آٹھ کو ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا' آگ کا شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں میں اثر کر جائے گا۔ (مسلم)

منافقین پر لفظ ''اصحابی'' کے اطلاق کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

شیخ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وہی صحبت معتبر ہے جو ایمان کی حالت میں ہو اور لفظ صحابی اسی خوش نصیب شخص پر بولا جا سکتا ہے جو صادق الایمان ہو اور اس سے ایمان کی علامات ظاہر ہوں' منافق کو صحابی کہنا درست نہیں' لہٰذا ان منافقین کو مجازاً صحابی کہا گیا ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے تھے اور اپنی حالتِ نفاق کو چھپاتے ہوئے اپنے آپ کو صحابہ کی جماعت میں ہی داخل قرار دیتے تھے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فی اصحابی'' (میرے اصحاب میں) یہ نہیں فرمایا: ''من اصحابی'' (میرے اصحاب سے) جس طرح ابلیس گروہِ ملائکہ میں تھا' اس کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ ملائکہ سے تھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ جنوں سے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خواص صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس راز سے آگاہ فرمایا تھا' تاکہ وہ ان کے ایمان کا اعتبار نہ کریں اور ان کے مکر و فریب میں نہ آئیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے زیادہ ان کا علم تھا' اس لیے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے' گھاٹی میں صرف رسول اللہ ﷺ تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے' جو آپ کی سواری کے آگے آگے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ وادی کے اندر چلے جاؤ' وہاں کافی گنجائش ہے۔ نبی کریم ﷺ نے گھاٹی والا راستہ اختیار فرما لیا۔ منافقین کو پتا چلا تو وہ چہروں پر نقاب ڈال کر بُرے ارادے سے آپ کے پیچھے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے ان کی آہٹ سنی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں بھگا دیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکڑی تھی' اسی سے ان منافقین پر حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب طاری فرما دیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئے اور لوگوں میں جا کر گھل مل گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ان میں سے کسی کو پہچانا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! کیونکہ انہوں نے نقاب ڈالا ہوا تھا' البتہ میں ان کی سواریوں کو پہچانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کی خبر دی ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ! صبح کے وقت میں تمہیں خبر دوں گا' اس کے بعد لوگ منافقین کے معاملہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ وہ چودہ افراد تھے' ان میں سے دو نے توبہ کر لی اور بارہ افراد صادق و مصدوق ﷺ کی خبر کے مطابق نفاق پر برقرار رہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۱۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۱۶ - وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكٍ فَاَتَیْنَا وَادِیَ الْقُرٰی عَلٰی حَدِیْقَةٍ لِاِمْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِیْهَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور وادیٔ قریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ' ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے باغ کے پھلوں کا دس وسق کا اندازہ لگایا' اور عورت سے فرمایا کہ اس اندازے کو یاد رکھنا حتیٰ کہ ہم ان شاء اللہ العزیز تیرے پاس واپس آئیں گے' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ تبوک میں پہنچ گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر آج رات سخت ہوا چلے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے' جس شخص کے پاس اونٹ ہو وہ اس کو مضبوطی سے باندھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے پھر سخت آندھی چلی اور ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اُڑا کر طی کے دو پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا' پھر ہم واپس ہوئے حتیٰ کہ ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس نے عرض کیا: دس وسق۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان ہے:

(۱) نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ سخت ہوا چلے گی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق سخت آندھی چلی۔

(۲) آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کھڑا نہ رہے' ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اٹھا کر پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا۔ جس سے آپ کی بیان کردہ خبر کی تصدیق ہوئی۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باغ کے پھل دس وسق ہیں۔ آپ کا یہ فرمان بھی درست ثابت ہوا کہ اس باغ کے پھل دس وسق ہی ہوئے۔

۸۷۱۷ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَظِيْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے' جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اتنی سخت آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے' آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ وَقَدْ كَانُوْا بِاَرْضٍ يُّقَالُ لَهَا مُؤْتَةُ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِيْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی شہادت کی خبر دی جب کہ وہ موتہ کی سرزمین پر تھے' آپ نے فرمایا کہ جھنڈا زید نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر جعفر نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر ابن رواحہ نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے پکڑا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔ (بخاری)

۸۷۱۹ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے مشورہ فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے

سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے دوڑا دیں گے' اگر آپ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں کہ ہم ان کے جگروں پر برک غماد تک ماریں تو یقیناً ہم ایسا کر ڈالیں گے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ بدر کے مقام پر پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے اور آپ اپنا دستِ انور زمین پر اِدھر اُدھر رکھ رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ کوئی کافر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔ (مسلم)

بالخصوص انصارِ مدینہ سے مشاورت کی حکمت

نبی کریم ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ انصار سے مشورہ طلب فرمایا' اس میں یہ حکمت تھی کہ انصار نے بیعت کرتے وقت صرف یہ عہد کیا تھا کہ جب دشمن حملہ آور ہوں گے تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ ہم آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ آور ہوں گے اور ان کے قافلوں کا تعاقب کریں گے' لہٰذا جب ابوسفیان کے قافلہ کے تعاقب میں جانے کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ نے انصار کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ وہ اس معاملہ میں موافقت کرتے ہیں یا نہیں اور انصارِ مدینہ نے اپنی مکمل موافقت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اصحاب اور تجربہ کار حضرات کے ساتھ مشورہ کرنا مستحسن ہے۔
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر میں کفار کی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو علم عطا فرما دیا تھا کہ کون کہاں مرے گا؟ اور یہ قرآن مجید کی اس آیت کے منافی نہیں' جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ'' (لقمان: ۳۴) کوئی شخص از خود نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی؟ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے ذاتی علم کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں مرے گا اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے لیے عطائی علم کا ثبوت ہے' لہٰذا کوئی منافات نہیں۔

۸۷۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ فَتَرَائَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهٗ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَّزْعُمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِىْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِىْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے' ہم چاند کو دیکھنے لگے اور میں تیز نظر والا شخص تھا' میں نے چاند کو دیکھ لیا' میرے علاوہ کسی کا خیال نہیں تھا کہ اس نے چاند کو دیکھ لیا ہے' میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: کیا آپ کو چاند نظر آ رہا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاند نہ دیکھ سکے' فرمانے لگے: عنقریب میں اسے دیکھ لوں گا' جب میں اپنے بستر پر لیٹا ہوں گا' پھر آپ ہمیں اہل بدر کے واقعات سنانے لگے' فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک روز پہلے

36/36

مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَئُوا الْحُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَكَلَّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ فِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ قَوِيٌّ عَلٰى نَفْيِ سِمَاعِ الْمَيِّتِ لَا مِنَ الْكِتَابِ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ بَلِ السُّنَنُ الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ دَالَّةٌ عَلٰى ثُبُوْتِهٖ لَهٗ اه وَاِنْ شِئْتَ تَفْصِيْلَ هٰذَا الْبَحْثِ فَارْجِعْ اِلٰى كِتَابِ الْجِهَادِ مُنْتَهِيَّاتِ بَابِ حُكْمِ الْاُسَرَاءِ.

اہل بدر کی قتل گاہیں دکھا رہے تھے فرماتے تھے کہ کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی اور کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدود مقرر فرمائیں وہ ان حدود سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے' پھر انہیں ایک دوسرے کے اوپر نیچے کر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اللہ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ فرمایا تھا' تم نے اسے حق پایا ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے حق پایا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان اجسام سے کس طرح کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم) عمدۃ الرعایہ میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے' اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ میت سنتی ہے اور مردے کے سننے کی نفی پر کوئی قوی دلیل نہیں' نہ کتاب اللہ سے' نہ سنت سے بلکہ احادیث صریحہ اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں' اگر تم اس بحث کی تفصیل چاہتے ہو تو "كتاب الجهاد منهيات باب حكم الاسراء" کی طرف رجوع کرو۔

سماعِ موتیٰ کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ ان اجسام سے کیسے کلام فرمارہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں' لیکن یہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ احادیث میں اہلِ قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

نیز امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے آتے ہیں تو وہ آدمی ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ میت سنتی ہے۔ علامہ مازری نے سماع موتی کا انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ حدیث صرف بدر والے کفار کے ساتھ خاص ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا اور کہا کہ بدر والے کفار کا سننا اسی صورت پر محمول ہے جس طرح عذابِ قبر والی احادیث میں سماع موتی کا ذکر ہے' اس کی صورت یہ ہے کہ ان مردوں کو یا ان کے کسی جزء کو زندہ کیا جاتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے وہ سنتے ہیں اور کلام سمجھتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہی ظاہر اور مختار ہے اور جن احادیث میں اہل قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا' ان احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سماع موتی کے منکرین بخاری شریف کی روایت استدلال میں پیش کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا انکار کیا اور یہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ جان رہے ہیں' لیکن ہم کہتے ہیں کہ اوّلاً تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہ تھیں' لہٰذا جن حضرات نے یہ الفاظ خود سنے' ان کی روایت کا اعتبار ہوگا' نیز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کے علم کا اقرار فرمایا ہے' جب وہ جان سکتے ہیں تو سن بھی سکتے ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نظریہ کے استدلال میں یہ آیات پیش کی ہیں:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى. (النمل:۸۰) — بے شک تم مردوں کو نہیں سناتے۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ○ (فاطر:۲۲) — اور تم قبروں میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں○

ان آیات میں اسماع کی نفی ہے کہ آپ مردوں کو سناتے نہیں اور سماع پیدا نہیں فرماتے کیونکہ سنانا اور سماع پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے' لیکن ان سے مردوں کے سننے کی نفی نہیں ہے' لہٰذا ان آیات کو بھی سماع موتی کی نفی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۸۷۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے روز تین سو پندرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی معیت میں تشریف لائے اور دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ ننگے پاؤں ہیں' ان کو سواری عطا فرما' بے شک یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس پہنا' بے شک یہ بھوکے ہیں' انہیں سیر فرما' اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور مسلمانوں میں سے ہر شخص ایک یا دو اونٹ لے کر واپس لوٹا' انہیں لباس بھی مل گئے اور وہ سیر بھی ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۸۷۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ○﴾ (القمر: ۴۵) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے دن خیمہ میں تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں' اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے یہی کافی ہے' آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں بہت دعا کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہنے ہوئے (عالم کیف و مستی میں) تیز تیز چلتے ہوئے آ رہے تھے اور فرما رہے تھے: عنقریب کفار کے لشکر پسپا ہو جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں

گے○(القمر:۴۵)(بخاری)

بدر کے روز نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم حاصل ہے اور آپ کو معلوم تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے وعدہ خلافی نہیں فرمائے گا۔ اس کے باوجود آپ نے دعا کیوں فرمائی؟ تو ہم کہیں گے کہ اصل یہی ہے کہ دعا مانگنے والے کو مطلوب کے حصول کا علم ہو یا نہ ہو بہر صورت دعا مستحب ہے' نیز اللہ تعالیٰ کے علم کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات اور حسنِ انجام کے وعدہ کے باجود انبیاء کرام علیہم السلام کے دل خشیت الٰہی سے خالی نہیں ہوتے۔ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اندیشہ ہو کہ کسی مانع کی وجہ سے مدد روک نہ لی جائے' اور یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا ہو مگر اس کا وقت معین نہ فرمایا ہو اور آپ کو تاخیر کا اندیشہ ہو' لہٰذا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی تاکہ اسی دن وہ وعدہ پورا فرما دیا جائے' لیکن بہترین جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وعدۂ الٰہی پر مکمل اعتماد تھا اور کامل علم تھا' لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حوصلہ دلانے کے لیے اور ان کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے آپ نے سوال میں مبالغہ فرمایا کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ آپ کی دعا ہر حال میں مستجاب ہے' بالخصوص جب آپ دعا میں مبالغہ فرما رہے ہیں تو وہ ضرور مستجاب ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا دعا میں مبالغہ فرمانا اس حکمت پر مبنی تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو اس حالت میں دیکھ لیں اور آپ کی دعا اور گڑگڑانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو تقویت حاصل ہو' نیز دعا کرنا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ کفار کے قافلہ یا لشکر میں سے کسی ایک پر آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ قافلہ تو نکل چکا تھا' لہٰذا آپ کو کفار کے لشکر پر فتح کا یقین تھا' مگر آپ نے اس کے باوجود دعا فرمائی تاکہ یہ وعدہ جلدی پورا ہو اور مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچے بغیر فتح حاصل ہو۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۷۲۳ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اِثْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَّدَدِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل ہیں! انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی ہے' ان پر جنگی ہتھیار ہیں۔ (بخاری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک مسلمان اپنے سامنے والے مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا' اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑے کی آواز سنی اور گھڑ سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے حیزوم! آگے بڑھ' اچانک اس نے سامنے والے مشرک کو گردن کے بل گرا ہوا دیکھا' مسلمان نے اس مشرک کی طرف دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان پڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ اس طرح پھٹ چکا تھا جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو' اور اس کا پورا جسم سبز ہو چکا تھا' اس انصاری نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا' یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی ہے' اس روز مسلمانوں نے ستر کافر قتل کیے اور ستر کو قیدی

السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بنایا۔(مسلم)

٨٧٢٤ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَارَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب اور بائیں جانب دو مردوں کو دیکھا' جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ سخت ترین لڑائی کر رہے تھے' میں نے نہ انہیں پہلے کبھی دیکھا تھا' نہ بعد میں یعنی وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام تھے۔(بخاری و مسلم)

جنگ بدر میں فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کی تحقیق

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ بدر کے روز فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار کے ساتھ قتال کیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی تائید و نصرت کے لیے فرشتوں کو نازل فرمایا۔ جمہور مفسرین اور سیرت نگاروں کا یہی نظریہ ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں نے نازل ہو کر کفار سے قتال کیا۔ بعض علماء کرام نے اس نظریے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کو بشارت دینے اور ان کو تقویت دینے کے لیے اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا' اور فرشتوں نے کفار کے خلاف جنگ میں عملاً حصہ نہیں لیا تھا اور اس نظریہ پر درج ذیل شبہات وارد کیے ہیں:

(۱) انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروانا اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکمت کے خلاف ہے کیونکہ مقابلہ ایک جنس کے افراد سے ہوا کرتا ہے۔

(۲) تمام روئے زمین کو تباہ کرنے کے لیے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا' پھر اتنے زیادہ فرشتوں کے نزول کی کیا ضرورت تھی؟

(۳) قتل کیے جانے والے تمام بڑے بڑے اور مشہور کافر تھے اور یہ معلوم تھا کہ فلاں کافر کو فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر فرشتوں نے کس کو قتل کیا؟

(۴) اگر فرشتے کفار کو انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ سو یا تین ہزار یا اس سے زائد ہو جائے گی' حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کافروں سے کم تھی اور اگر وہ غیر انسانی شکل میں تھے تو کفار پر سخت رعب طاری ہونا چاہیے تھے حالانکہ یہ منقول نہیں۔

(۵) قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل قتال کیا۔

(۶) جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا تھا' وہ احادیث قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض ہیں۔

(۷) اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا حالانکہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

(۸) اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحاب بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

(۹) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (الانفال:۱۷)

تو (اے مسلمانو!) تم نے ان کافروں کو (حقیقۃً) قتل نہیں کیا لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور (اے محبوب!) آپ نے (حقیقۃً خاک) نہیں پھینکی' جس وقت (بہ ظاہر) آپ نے (خاک) پھینکی تھی' وہ خاک اللہ نے پھینکی۔

بہ ظاہر اصحاب بدر نے کافروں کو قتل کیا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے' اگر فرشتوں نے بہ ظاہر قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: ان کو فرشتوں نے حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ نے قتل کیا ہے' اور اگر بہ ظاہر اصحاب بدر نے قتل کیا ہوتا اور حقیقۃً فرشتوں نے قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' ان کو تو درحقیقت فرشتوں نے قتل کیا ہے' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت ظاہراً کی نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے بالترتیب جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) اگر کفار کو چیلنج کیا جاتا کہ یہ فرشتوں کی جماعت ہے' اگر تم میں جرأت ہے تو ان سے مقابلہ کرو' پھر تو اس کے متعلق کہا جا سکتا تھا کہ یہ تو انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروایا جا رہا ہے جو قانون اور حکمت کے خلاف ہے' مگر یہاں ایسی کوئی صورت نہیں بلکہ مقابلہ کفار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان ہی ہے' البتہ اللہ تعالیٰ کفار کو سزا دینے کے لیے اور اپنے ماننے والوں کی تائید و نصرت کے لیے ملائکہ کو ان کے ساتھ شامل فرما رہا ہے اور اس میں کفار کے لیے بھی تنبیہ ہے کہ تم ایسی جماعت کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو' جن کی مدد کے لیے ملائکہ نازل ہوئے ہیں' لہٰذا اسے خلاف قانون و حکمت نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) اگرچہ کفار کو تباہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ ہی کافی تھا مگر کثیر تعداد کے نزول میں حکمت تھی کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعزاز کا اظہار تھا' نیز اگر فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کی تقویت اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا تو اس کے لیے بھی ایک ہی فرشتہ کافی تھا کیونکہ جب مسلمانوں کو علم ہوتا کہ ایک فرشتہ ہماری مدد کے لیے موجود ہے' جس میں اتنی خداداد طاقت ہے کہ وہ پَر مار کر پوری روئے زمین کو تباہ کر سکتا ہے تو انہیں یقیناً تقویت حاصل ہوتی اور دشمنوں پر رعب طاری ہو جاتا' لہٰذا یہ دوسرا اعتراض حکمت اور ضرورت میں فرق نہ کرنے پر مبنی ہے۔ جس طرح شب معراج براق کی ضرورت نہ تھی' صرف جبریل امین علیہ السلام ہی آپ کو لے جانے کے لیے کافی تھے' مگر ضرورت نہ ہونے کے باوجود براق کا بھیجنا مبنی بر حکمت تھا کہ اس میں شانِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اظہار تھا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر تم یہ سوال کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ملائکہ کے قتال کرنے میں کیا حکمت تھی؟ حالانکہ صرف جبریل علیہ السلام ہی اپنے پَر کے ساتھ کفار کو دور کرنے پر قادر تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حکمت تھی کہ ملائکہ کا یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تائید کے لیے واقع ہو' اور آپ کے ساتھ پورے لشکر کی صورت میں ملائکہ کی مدد شامل ہو (اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کے لیے ملائکہ کا لشکر نازل فرمایا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)۔

(عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۰۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی جواب ذکر فرمایا۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(۳) جنگ بدر میں ستر کافر قتل ہوئے' ہر مقتول کافر کے متعلق قطعی اور یقینی دلائل تو نہیں کہ ان کے قاتل فلاں فلاں صحابی ہیں' لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض کو ملائکہ نے قتل کیا ہو اور بعض کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قتل کیا ہو اور اس کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

یونس بن بکیر نے زیادات الغازی میں اور بیہقی نے ربیع بن انس کی روایت سے ذکر کیا کہ بدر کے روز لوگ ملائکہ کے مقتولین

کفار کی گردنوں اور جوڑوں پر آگ کے داغنے کے نشانات سے پہچانتے تھے کہ یہ ملائکہ کے مقتول ہیں اور یہ صحابہ کے مقتول ہیں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور اگر قطعی دلیل نہ ہونے کے باوجود یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ستر مقتولین میں سے ہر ایک کے متعلق قطعی طور پر متعین ہے کہ اسے فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر بھی ملائکہ کی مدد شامل ہونے کے باوجود ان صحابہ کی طرف قتل کرنے کی نسبت درست ہے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی یقیناً قتل کے فعل میں شامل تھے' لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ضرب لگانے سے پہلے ہی فرشتوں نے ضرب لگائی ہو' پھر بھی صحابہ کی طرف قتل کی نسبت درست ہے۔ چند آدمی مل کر کسی شخص پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں تو سب کی طرف قتل کی نسبت کر دی جاتی ہے خواہ مقتول کی موت کسی ایک کی ضرب سے ہی واقع ہوئی ہو۔

(۴) اجماع اسی بات پر ہے کہ فرشتوں کے بغیر مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد سے کم تھی' لہٰذا یہ اعتراض لغو ہے کہ اگر فرشتے انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر اجماع کے خلاف لازم آئے گا کہ مسلمانوں کی تعداد لشکرِ کفار سے زیادہ ہو جائے گی' نیز روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ فرشتوں کے نزول کے وقت مسلمانوں کی تعداد زیادہ نظر آنے لگی۔

(۵) اگرچہ قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل لڑائی میں حصہ لیا مگر قرآن مجید کی نص صریح میں یہ بھی مذکور نہیں کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' کیونکہ عدمِ ذکر سے ذکرِ عدم لازم نہیں آتا۔

(۶) فرشتوں کے قتال میں حصہ لینے والی احادیث کو قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض قرار دینا تب درست ہوتا' اگر قرآن مجید میں یہ بیان ہوتا کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' حالانکہ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں۔ البتہ یہ آیۂ مبارکہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ. (آل عمران:۱۲۶)

اور اللہ تعالیٰ نے اس (نزولِ ملائکہ) کو محض تمہیں خوش خبری دینے کے لیے کیا ہے تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نزولِ ملائکہ صرف اطمینانِ قلبی اور خوش خبری دینے کے لیے تھا' لہٰذا معلوم ہوا کہ ملائکہ کا نزول لڑائی میں حصہ لینے کے لیے نہیں تھا' مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اگر ملائکہ کا نزول صرف اطمینانِ قلبی اور بشارت دینے کے لیے ہو تو اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ انہوں نے عملاً لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا' اگر انہوں نے نازل ہو کر عملاً لڑائی میں حصہ لیا ہو تو پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ نزول (یعنی نازل ہو کر لڑائی میں شریک ہونا) اس لیے ہے کہ تمہیں اطمینان ہو کہ ملائکہ بھی ہمارے ساتھ قتال میں شریک ہیں' لہٰذا کامیابی ہمارا مقدر ہے اور تمہیں خوش خبری حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ اعزاز ہے کہ ملائکہ کو نازل فرما کر تمہارے ساتھ قتال میں شریک کر دیا۔

(۷) جنگ بدر میں نازل ہونے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند تھے' لہٰذا انہوں نے لڑائی میں حصہ لے کر صرف انہی کافروں کو قتل کیا جن کے قتل کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور جن صحابہ کا شہادت سے سرفراز ہونا یا زخمی ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا' انہیں بچانے کا فرشتوں کو حکم نہیں دیا گیا' لہٰذا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا۔

(۸) اصحاب بدر کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر لبیک کہا۔ اپنے سے کئی گنا زائد لشکر سے ٹکرا گئے۔ شکستہ ہتھیاروں سے مسلح کفار پر حملہ کیا' ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' تکالیف برداشت کیں' بعض زخمی ہوئے' بعض نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ فرشتوں کے لڑائی میں عملاً حصہ لینے کی وجہ سے کوئی بھی عقل مند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مذکورہ بالا کمالات کی نفی نہیں کر سکتا' لہٰذا یہ اعتراض بے جا ہے کہ اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحاب بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

(۹) اصحابِ بدر نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا اور ملائکہ نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا کیونکہ حقیقی فاعل تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اصحابِ بدر اور ملائکہ دونوں اسباب تھے' حقیقی فاعل نہیں تھے' اسی حقیقت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے' کیونکہ تم تو اسباب تھے' حقیقی فاعل نہیں تھے۔ جس طرح صحابہ حقیقی فاعل نہیں تھے' اسباب تھے۔ اسی طرح ملائکہ بھی حقیقی فاعل نہیں تھے' اسباب تھے' لہٰذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو صحابہ نے قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو ملائکہ نے قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے' مگر بدر کے میدان میں مقابلہ تو کفار اور صحابہ کے درمیان تھا۔ فرشتوں نے تو مسلمانوں کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہو کر لڑائی میں حصہ لیا تھا' لہٰذا آیہ مبارکہ میں ملائکہ کا ذکر نہیں کیا اور قتل کی ان کی طرف نسبت نہیں کی نہ ظاہراً نہ حقیقۃً' لہٰذا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت نہ ظاہراً کی ہے نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کرنے سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ مذکورہ اعتراضات محض کمزور شبہات ہیں' لہٰذا جب فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کے نظریہ کو قرآن مجید کی آیات کے اشارات کی تائید حاصل ہے' احادیث میں اس کا ذکر ہے اور جمہور مفسرین و علماء کرام کا یہی نظریہ ہے تو اس کے مقابلہ میں کمزور عقلی خدشات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر اجمالی جوابات ذکر کیے ہیں۔ ان میں غور و فکر کرنے سے تفصیل اور مزید جوابات معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین.

٨٧٢٥ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِىْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِىْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِىْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّىْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى اِنْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِىْ فَوَقَعْتُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِىْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِىْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِىْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کی طرف ایک جماعت روانہ کی۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے' وہ سویا ہوا تھا' انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ عبداللہ بن عتیک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی' حتیٰ کہ وہ اس کی پشت سے گزر گئی جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ قتل ہو چکا ہے تو میں دروازہ کھولنے لگا' جب میں سیڑھی تک پہنچا اور اپنا پاؤں (سیڑھی پر) رکھا تو چاندنی رات میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی' میں نے پگڑی سے اس پر پٹی باندھی اور چل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا' پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلا' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا' یوں محسوس ہوتا تھا کہ پنڈلی میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

٨٧٢٦ - وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِىْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا تو میں نے پوچھا: اے ابومسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے خیبر کے روز لگا تھا' لوگ کہنے لگے کہ سلمہ شہید ہو گئے ہیں' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہوا، آپ نے اس پر تین مرتبہ دم فرمایا تو آج تک اس میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

٨٧٢٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْأَلُوْنَ الْأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کو ایک ڈبے میں گھی کا ہدیہ پیش کیا کرتی تھیں، ان کے بیٹے آ کر ان سے سالن مانگتے اور ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو جس ڈبے میں وہ نبی کریم ﷺ کو گھی بھیجا کرتی تھیں اس میں انہیں گھی مل جاتا، انہیں اپنے گھر کا سالن اسی طرح ملتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا، پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا ہے، عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اسی طرح گھی ملتا رہتا۔ (مسلم)

٨٧٢٨ - وَعَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِيْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيْ إِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُدْعُ لِيْ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِيْ أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضٰى أَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعُ إِلٰى إِخْوَتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى أَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد کا وصال ہوا اور وہ مقروض تھے، میں نے قرض خواہوں کو قرض کے عوض کھجوریں پیش کرنا چاہیں، انہوں نے انکار کر دیا، میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے روز شہید ہو گئے ہیں اور ان کے ذمہ بہت سا قرض ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے ملاقات کریں، آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ! اور ہر قسم کی کھجور کا ایک طرف ڈھیر لگا دو، میں نے ایسا کیا، پھر میں آپ کو بلا لایا، جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ اسی وقت مجھ پر گرم ہونے لگے، نبی کریم ﷺ نے ان کے اس انداز کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے کھجوروں کے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے، پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ ان کے لیے مسلسل کھجوریں ماپتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد کا قرض ادا فرما دیا، میں تو اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد ماجد کا قرض اتار دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے تمام ڈھیر سلامت رکھے، کھجوروں کے جس ڈھیر پر نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ (بخاری)

٨٧٢٩ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے لیے ان

اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فِیْہِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّہُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْہِنَّ بِالْبَرَکَۃِ قَالَ خُذْہُنَّ فَاجْعَلْہُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ کُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْہِ یَدَکَ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِکَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ اِنْقَطَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

میں برکت کی دعا فرما دیجئے' آپ نے وہ کھجوریں اکٹھی فرمائیں' پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: انہیں پکڑ لو اور انہیں اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب ان میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لینا لیکن اسے جھاڑنا نہیں' میں نے ان کھجوروں سے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خرچ کیے' ہم ان سے کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور وہ تھیلی میری کمر سے جدا نہیں ہوتی تھی' حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی گم ہوگئی۔(ترمذی)

ف: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز وہ تھیلی گم ہوگئی اور مجھے اس کا شدید غم لاحق ہوا۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب فساد عام ہو جائے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

للناس ہم ولی ہمان بینہم ہم الجراب وہم الشیخ عثمانا

لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں' ایک تھیلی کے گم ہو جانے کا غم ہے اور دوسرا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۷۹۴'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۰ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ رَجُلٌ یَّسْتَطْعِمُہٗ فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْکُلُ مِنْہُ وَامْرَاَتُہٗ وَضَیْفُہُمَا حَتّٰی کَالَہٗ فَفَنِیَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَکِلْہُ لَاَکَلْتُمْ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر کھانا طلب کیا' آپ نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے' وہ شخص' اس کی بیوی اور ان کا مہمان اس سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اس شخص نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہوگئے' پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جو کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔(مسلم)

۸۷۳۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَیْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ اِلٰی تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَیْسًا فَجَعَلَتْہُ فِیْ تَوْرٍ فَقَالَ یَا اَنَسُ اِذْہَبْ بِہٰذَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِہٰذَا اِلَیْکَ اُمِّیْ وَہِیَ تُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ ہٰذَا لَکَ مِنَّا قَلِیْلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَہَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْہُ ثُمَّ قَالَ اِذْہَبْ فَادْعُ لِیْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاہُمْ وَادْعُ لِیْ مَنْ لَقِیْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰی وَمَنْ لَّقِیْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَہْلِہٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور' گھی اور پنیر لے کر ان کا حلوہ بنایا' پھر اسے ایک طباق میں رکھ کر مجھے کہا: اے انس! یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری والدہ نے یہ کھانا آپ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام پیش کرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ! یہ ہماری طرف سے تھوڑا سا نذرانہ ہے' میں نے حاضر ہو کر اسی طرح عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو' پھر فرمایا: جاؤ! اور چند شخصوں کے نام لے کر فرمایا: فلاں' فلاں' فلاں کو بلا لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے اسے بلا لاؤ' آپ نے جن کے نام لیے تھے' میں انہیں بھی بلا لایا اور جو لوگ مجھے ملے انہیں بھی بلا لایا' میں واپس لوٹا تو گھر لوگوں سے بھر چکا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: وہ کتنے لوگ تھے؟ فرمایا: تقریباً تین سو لوگ تھے'

قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءُ ثَلَاثِ مِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشْرَةً عَشْرَةً يَاكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے اس کھانے پر اپنا دست انور رکھا اور جو اللہ نے چاہا' آپ نے پڑھا' پھر آپ دس دس آدمیوں کو بلانے لگے' وہ اس سے کھاتے اور آپ انہیں فرماتے: اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' ایک جماعت نکلتی اور دوسری داخل ہو جاتی حتیٰ کہ سب نے کھا لیا' آپ نے فرمایا: اے انس! اسے اٹھا لو' میں نے اٹھا لیا' مجھے نہیں پتا کہ جب میں نے برتن رکھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اٹھایا' اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری ومسلم)

روایات میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ اس کھانے سے کیا گیا' جو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا' جب کہ مشہور روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور ان روایات میں کھانا زیادہ ہو جانے کا ذکر نہیں۔ اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے ولیمہ میں روٹی گوشت کے ساتھ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا کھانا بھی شامل ہوا اور تکثیرِ طعام والے واقعہ کا انکار کرنا عجیب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح کی اور مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کر دیا اور اس روز تقریباً ہزار آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں' جس سے واضح ہو کہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا والا کھانا ہی ولیمہ تھا۔ وہ کھانا تو صرف ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا' پھر اسی دن کے آخر میں یا دوسرے روز بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا گیا اور ہزار آدمیوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا گیا' لہٰذا دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں۔

(لمعات بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۱۲۷)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانے پر اپنا دستِ اقدس رکھا اور اللہ نے جو چاہا' آپ نے پڑھا۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "ای من الذکر والدعوۃ" یعنی آپ نے ذکر یا دعا پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر حصولِ برکت کے لیے ذکر کرنا یا دعا کرنا اور تلاوتِ کلامِ پاک کرنا بدعت یا حرام نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

۸۷۳۲ - وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشْرَةٌ وَّيَقْعُدُ عَشْرَةٌ قُلْنَا فَمِمَّا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوالعلاء رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک پیالے سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہے' دس آدمی کھڑے ہوتے تھے اور دس بیٹھ جاتے تھے' ہم نے عرض کیا: کہاں سے کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے' آپ نے فرمایا: کس چیز پر تعجب کر رہے ہو' اور ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: وہاں سے ہی کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (ترمذی ودارمی)

۸۷۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران لوگوں

غَزْوَةَ تَبُوْكٍ اَصَابَ النَّاسُ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اُدْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبَسَطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضُلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ عَنْ سَلَمَةَ.

کو بھوک لگی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے کھانے منگوائیں' پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس پر برکت کی دعا فرمائیں' آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! پھر چمڑے کا دسترخوان منگوایا اور بچھا دیا' پھر آپ نے لوگوں کے بچے ہوئے کھانے منگوائے' کوئی مٹھی بھر جَو' کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوا حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑا سا سامان اکٹھا ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی' پھر فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال لو' لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے' یہاں تک کہ تمام لشکر والوں کے برتن بھر گئے' فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور کھانا بچا رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' جو شخص بھی ان دونوں شہادتوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ہم معنی حدیث پاک حضرت سلمہ سے روایت کی ہے۔

٨٧٣٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعُرِضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَاْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتْ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کے روز ہم کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ سخت چٹان خندق میں سامنے آ گئی ہے' آپ نے فرمایا: میں نیچے اترتا ہوں' پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے شکم اقدس پر (بھوک کی وجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین دن سے اس حالت میں تھے کہ کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال پکڑ کر ضرب لگائی تو وہ چٹان اُڑتی ہوئی ریت کی طرح بکھر گئی' پھر میں نے اپنی بیوی کے پاس آ کر کہا: کیا تمہارے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے' کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک کے عالم میں دیکھا ہے' اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہماری ایک پالتو بکری تھی' میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا گوندھا' یہاں تک کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے سرگوشی میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو کا آٹا تیار کیا ہے' آپ چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ تشریف لے آیئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ آوازِ بلند پکارا: اے اہل خندق! جابر نے دعوت کی ہے'

وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ قَالَ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۷۳۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ

جلدی سے آؤ! اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ آ جاؤں تم ہنڈیا نہ اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا' آپ تشریف لے آئے تو میں نے آپ کے سامنے آٹا پیش کیا' آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی' پھر ہماری ہنڈیا کی طرف متوجہ ہوئے' اس میں لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی' پھر فرمایا: ایک روٹیاں پکانے والی کو بلا لاؤ' جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے اور دیگچی سے سالن نکالنا لیکن اس کو نیچے نہ اتارنا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک ہزار تھے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے جب کہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اسی طرح گوندھا جا رہا تھا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی ہے اور مجھے آپ میں بھوک کے آثار نظر آئے ہیں' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں' پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ کر اسے میرے ہاتھ کے نیچے چھپا دیا اور دوپٹے کا کچھ حصہ میرے سر پر لپیٹ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیج دیا' میں وہ روٹیاں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' صحابہ کرام بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے' میں نے انہیں سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس موجود حاضرین سے فرمایا: اٹھو! اور آپ چل پڑے' میں بھی ان کے آگے آگے چل پڑا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی' حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں جب کہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلا سکیں' حضرت ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں' حضرت ابوطلحہ نے چل کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا' پھر رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوطلحہ کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے' وہ لے آؤ! حضرت ام سلیم وہ روٹی لے کر حاضر ہو گئیں' رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور روٹی کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کا برتن اس پر نچوڑ کر سالن بنا دیا'

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشْرَةٍ ثُمَّ لِعَشْرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اللہ نے چاہا اس پر پڑھا' پھر حضرت ابوطلحہ کو فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' انہوں نے اجازت دی تو ان آدمیوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا' پھر وہ باہر نکل گئے' آپ نے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دو' پھر دس کے متعلق فرمایا' تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور وہ سب ستر یا اسّی آدمی تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' وہ داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: کھاؤ اور اللہ کا نام لو! انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسّی مردوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا' پھر نبی کریم ﷺ نے خود اور گھر والوں نے کھایا اور باقی کھانا چھوڑ دیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ میرے پاس دس آدمیوں کو لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی شمار کیے' پھر نبی کریم ﷺ نے خود تناول فرمایا' میں دیکھ رہا تھا کہ آیا اس سے کچھ کم ہوا ہے؟

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے بقیہ کھانا لیا اور اسے جمع کر کے اس پر دعائے برکت فرمائی تو وہ کھانا پہلے کی طرح ہو گیا' پھر فرمایا: اسے لے لو۔

٥٧٣٦ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے سر پر دستِ انور پھیرتے ہوئے فرما رہے تھے: اے ابن سمیہ! تمہیں مصیبت پہنچے گی' ایک باغی جماعت تمہیں قتل کرے گی۔ (مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان ہے کہ آپ نے تین غیبی خبریں ارشاد فرمائیں:

(۱) حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے (۲) وہ مظلوم ہوں گے (۳) ان کے قاتل باغی ہوں گے۔

اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے اور انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا تھا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض لازم آتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس حدیث کی

روشنی میں واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور ان کے مخالف غلطی پر ہیں' اس کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہیں کی اور ان کی مخالفت سے رجوع نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف اجتہادی غلطی پر مبنی تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں تاویل کرتے تھے' اگرچہ ان کی یہ تاویل بھی اجتہادی خطا پر مبنی تھی مگر آپ مجتہد تھے اور مجتہد کو اجتہادی خطا کی بناء پر نشانۂ طعن نہیں بنایا جا سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ اس حدیث کی تاویل کرتے تھے کہ ہم باغی جماعت ہیں یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے والے ہیں اور یہ تاویل باطل ہے کیونکہ خون کا مطالبہ کرنے والا معنی یہاں مناسب نہیں' اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے قاتل کی مذمت کا بیان فرمایا ہے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ تاویل بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت نے قتل کیا ہے' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کو لڑائی پر برانگیختہ کیا اور انجام کار ان کے قتل کا سبب بنے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس تاویل کے جواب میں کہا گیا کہ پھر تو لازم آئے گا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ آپ نے ہی انہیں قتال پر برانگیختہ فرمایا تھا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۷ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۷ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب (غزوۂ خندق میں) کفار کی جماعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کر دی گئیں تو آپ نے فرمایا: اب ہم ان سے جنگ کریں گے' یہ ہم سے جنگ نہیں کریں گے' ہم ان کی طرف چل کر جائیں گے۔ (بخاری)

۸۷۳۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ أُخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق سے واپس تشریف لا کر ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے' وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے' انہوں نے عرض کیا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں' واللہ! میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے' آپ ان کی طرف تشریف لے چلئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہاں؟ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے' میں چشمِ تصور سے اس وقت جبریل علیہ السلام کے ساتھ آئے ہوئے سواروں کی وجہ سے بنو غنم کے گلی کوچوں میں گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۸۷۳۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّأَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کیا کرتے تھے' جب کہ تم انہیں کفار کے ڈرانے کا سبب خیال کرتے ہو' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا آپ نے فرمایا:

فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بچا ہوا پانی تلاش کرو! لوگ ایک برتن لے کر حاضر ہوئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں ڈالا' پھر فرمایا: آؤ! پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف! اور اللہ کی برکت کی طرف! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا اور ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے حالانکہ وہ کھانا کھایا جاتا تھا۔ (بخاری)

٨٧٤٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ اَوْزُهَاءُ ثَلَاثَ مِائَةٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام زوراء میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا' آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹنے لگا اور لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا: تین سو تھے' یا کہا: تقریباً تین سو تھے۔ (بخاری و مسلم)

انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پتھروں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے' یہ بھی عظیم معجزہ ہے' مگر پتھروں سے عادتاً بھی پانی کے چشمے جاری ہوتے رہتے ہیں اور انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا عظیم تر معجزہ ہے کہ عادتاً کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا کہ چشمہ جاری ہونے کی کیفیت میں دو قول ہیں' جنہیں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: (١) خود انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تھا' یہ مزنی اور اکثر علماء کا قول ہے اور پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے کی بہ نسبت یہ زیادہ عظیم معجزہ ہے۔ اس قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا (٢) اللہ تعالیٰ نے پانی کو زیادہ فرمادیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٦٥٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ' پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے الفاظ سے صراحتاً معلوم ہو رہا ہے کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔ جمہور علماء کرام کا یہی نظریہ ہے' اسی لیے اس معجزہ کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے والے معجزہ پر ترجیح دی ہے' لہٰذا جو حضرات کہتے ہیں کہ پانی زیادہ ہو کر انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا تھا' ان کا قول لائقِ التفات نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ٤ ص ٥٧٢' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٨٧٤١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے مشکیزہ تھا' آپ نے اس سے وضو فرمایا'

بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پھر لوگ آپ کی جانب متوجہ ہوئے اور عرض کیا: آپ کے مشکیزے میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے کوئی پانی نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے مشکیزے میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے؟ آپ نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۴۲ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ تشریف لا کر کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے پھر آپ نے پانی کا برتن منگوا کر وضو فرمایا پھر کلی فرمائی اور دعا فرمائی پھر پانی کنویں میں ڈال دیا پھر فرمایا: اسے ایک گھڑی تک چھوڑے رکھنا لوگ خود سیراب ہوئے اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا حتیٰ کہ کوچ کر گئے۔ (بخاری)

حدیبیہ کے روز صحابہ کرام کی تعداد میں مذکور مختلف روایات میں تطبیق

حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ حدیبیہ کے روز پندرہ سو صحابہ تھے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں چودہ سو کی تعداد مذکور ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ مختلف روایات میں تطبیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ صحابہ کی تعداد چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو سے کم تھی۔ جس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا اس نے چودہ سو کہہ دیا اور جس نے کسر کا اعتبار کیا اس نے پندرہ سو کہہ دیا۔ بعض نے اپنی اطلاع کے مطابق تیرہ سو کہہ دیا اور بعض نے بچوں وغیرہ کو ساتھ شامل کرتے ہوئے سولہ سو اور سترہ سو کہہ دیا اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ صحابہ کرام ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۴۳ - وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطْشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اِذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ

حضرت عوف رضی اللہ عنہ حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ نیچے تشریف لائے اور فلاں شخص کو بلایا حضرت ابورجاء اس کا نام بیان کرتے تھے لیکن حضرت عوف اس کا نام بھول گئے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: جاؤ! پانی کی تلاش کرو وہ چل پڑے ان کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی

سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءُ وْا بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اِسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جو دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی' وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لے آئے اور اس کو اونٹ سے نیچے اتار دیا' نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ سے برتن میں پانی انڈیلا اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ پانی پی لو' لوگوں نے پانی پیا' فرماتے ہیں کہ ہم چالیس پیاسے مردوں نے پانی پیا حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہم نے اپنے مشکیزے اور برتن پانی سے بھر لیے' اللہ کی قسم! جب مشکیزے کو بند کیا گیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ ثم قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوا الْمَلَاَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم رات بھر سفر کرو' اور اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی تک پہنچ جاؤ گے' لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سفر کرتے رہے۔ ابوقتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر فرماتے رہے حتیٰ کہ نصف رات ہو گئی' آپ راستے سے ہٹ گئے اور اپنا سر مبارک نیچے رکھ کر لیٹ گئے اور فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا' پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہی بیدار ہوئے جب کہ سورج آپ کی پشت اقدس پر آ چکا تھا' پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ! تو ہم سوار ہو گئے اور چلنے لگے حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو آپ نیچے تشریف لائے' پھر میرے پاس جو وضو کا برتن تھا' وہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور اس سے عام اوقات کی بہ نسبت ہلکا وضو فرمایا' فرماتے ہیں کہ برتن میں تھوڑا سا پانی باقی تھا' پھر فرمایا: ہماری خاطر اپنے برتن کی حفاظت کرنا' عنقریب اس سے ایک عظیم خبر ظاہر ہوگی' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی اور رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائیں' پھر صبح کی نماز پڑھائی اور سوار ہو گئے' ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے' پھر ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن لمبا ہو چکا تھا' اور ہر چیز گرم ہو چکی تھی اور لوگ عرض کر رہے تھے: یارسول اللہ! ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے ہیں' فرمایا: تم پر کوئی ہلاکت نہیں آئے گی' آپ نے وضو کا برتن منگوایا اور پانی انڈیلنے لگے' اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے' جونہی لوگوں نے برتن میں پانی دیکھا (کہ صرف یہی پانی ہے) تو اس پر ٹوٹ پڑے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اطمینان رکھو! تم سب سیر ہو جاؤ گے' لوگ مطمئن ہو گئے' رسول اللہ ﷺ پانی انڈیلنے لگے اور میں انہیں پلانے لگا' حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا' پھر آپ نے پانی انڈیلا اور مجھے فرمایا: پی لو' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب تک آپ

كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيْ اِشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ اٰخِرُهُمْ لَفْظَةَ شُرْبًا وَّقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اِنَّ تَاْخِيْرَ قَضَاءِ الصَّلٰوةِ بِلَا عُذْرٍ كَبِيْرَةٌ لَا تَزُوْلُ بِالْقَضَاءِ بَلْ بِالتَّوْبَةِ اَوِ الْحَجِّ مِنَ الْعُذْرِ الْعَدُوُّ وَخَوْفُ الْقَابِلَةِ مَوْتَ الْوَلَدِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَّرَهَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ اِنْتَهٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَاْخِيْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ لِعُذْرٍ رَجَاءَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الْمَاءِ اَوْ لِعُذْرِ خُرُوْجِ وَقْتِ الْكَرَاهَةِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ.

نوش نہیں فرمائیں گے میں پانی نہیں پیوں گا' آپ نے فرمایا: بے شک قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے پانی پیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا' پھر لوگ آسودہ اور سیر ہو کر پانی تک پہنچے۔ (مسلم) اسی طرح صحیح مسلم میں ہے' اسی طرح کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں ہے اور مصابیح میں ''آخرھم'' کے بعد ''شربًا'' کے الفاظ زائد ہیں۔ صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بلا عذر نماز کی قضاء میں تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ یہ گناہ قضاء سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ یا حج سے معاف ہوتا ہے' دشمن کا خوف اور دایہ کو بچے کی موت کا خوف تاخیر کا عذر ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خندق کے روز نماز مؤخر فرمائی تھی' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کی تاخیر یا تو اس عذر کی وجہ سے تھی کہ پانی تک پہنچنے کی امید تھی یا اس عذر کی وجہ سے تھی کہ کراہت کا وقت نکل جائے' جس طرح کہ حدیث پاک کے ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ ہم سوار ہوئے اور چل پڑے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساقی کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے دوسروں کو پلائے اور خود آخر میں پیے۔ اگرچہ ظاہراً ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پانی پلا رہے تھے مگر حقیقت میں ساقی رسول اللہ ﷺ تھے' اس لیے آپ نے آخر میں پانی نوش فرمایا۔ (ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٧٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک کشادہ وادی میں اترے' رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جس سے آڑ کر سکیں' اچانک وادی کے کنارے پر دو درخت دیکھے' رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کی طرف چل کر گئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر' وہ درخت اس طرح آپ کے پیچھے چلنے لگا جس طرح نکیل والا اونٹ کھینچنے والے کے پیچھے چلتا ہے' حتیٰ کہ دوسرے درخت کے قریب پہنچے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر! تو

يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِىْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وہ بھی اسی طرح آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا' یہاں تک کہ جب آپ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو فرمایا: اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ' تو وہ دونوں آپس میں مل گئے' میں بیٹھ کر اپنے دل میں باتیں کرنے لگا اور میری توجہ ایک طرف ہو گئی' اچانک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا' وہ دونوں درخت جدا ہو چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ (مسلم)

٨٧٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِىْ حَسْبِىْ رَوَاهُ الدَّارَمِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' آپ غمگین حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور مکہ والوں کی حرکت سے آپ خون آلودہ ہو چکے تھے' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کوئی نشانی دیکھنا پسند کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے اپنے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھ کر کہا: اسے بلائیے! آپ نے اسے بلایا تو وہ درخت آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' پھر عرض کیا: اسے واپس لوٹ جانے کا حکم دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس لوٹ گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کافی ہے! مجھے کافی ہے! (دارمی)

٨٧٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا رَوَاهُ الدَّارَمِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک اعرابی آیا' جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے کہا: آپ جو کچھ فرما رہے ہیں' اس پر کون گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ خاردار درخت' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ جنگل کے کنارے پر تھا' وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا' یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے آپ کے حکم کے مطابق تین مرتبہ گواہی دی' پھر وہ واپس اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (دارمی)

٨٧٤٨ - وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَّنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوْا

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس رات کو جنوں نے قرآن مجید کی تلاوت سنی تھی' اس وقت نبی کریم ﷺ کو جنوں کے متعلق کس نے خبر دی تھی؟

الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

انہوں نے فرمایا کہ تمہارے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ ایک درخت نے جنوں کے متعلق خبر دی تھی۔ (بخاری و مسلم)

٨٧٤٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں کیسے پہچانوں گا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ درخت سے نیچے اترنے لگا' حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر گر پڑا' پھر آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا' پس اعرابی نے اسلام قبول کرلیا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے)

٨٧٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَّاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَيُّكُمْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب ملک شام کی طرف گئے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قریش کے چند سرداروں کے ہمراہ ان کے ساتھ تشریف لے گئے' جب وہ راہب کے قریب پہنچے تو سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اپنے کجاوے اتار کر رکھ دیئے' راہب باہر نکل کر ان کے استقبال کے لیے آیا' حالانکہ اس سے پہلے بھی لوگ اس کے قریب سے گزرتے تھے' لیکن وہ باہر نکل کر ان کے پاس نہیں آتا تھا' لوگ اپنے کجاوے اتارنے لگے تو راہب ان کے درمیان آ کر کسی کو تلاش کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہنے لگا: یہ تمام جہان والوں کے سردار ہیں' یہ رب العالمین کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہان والوں کی طرف رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا' قریش کے سرداروں نے راہب سے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: تم جب گھاٹی کی طرف سے آئے تھے تو ہر درخت اور پتھر سجدے میں گر پڑا تھا اور شجر و حجر صرف نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں' میں آپ کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے' پھر وہ واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا' جب وہ کھانا لے کر آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ چرا رہے تھے' اس نے کہا: آپ کو بلاؤ' جب آپ تشریف لائے تو بادل آپ کے اوپر سایہ فگن تھا' جب آپ لوگوں کے قریب ہوئے تو وہ آپ سے پہلے ہی سائے میں بیٹھ چکے تھے' جب آپ تشریف فرما ہوئے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا' راہب نے کہا: درخت کے سائے کی طرف دیکھو' ان کی طرف جھک گیا ہے' پھر اس نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ بتلاؤ! ان کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں' تو وہ مسلسل

وَلِيُّهُ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْجَزَرِيُّ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَّرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَذِكْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّبِلَالٍ فِيْهِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّعَدَّهُ اَئِمَّتُنَا وَهْمًا وَهُوَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ سَنَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَاكَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَاَبُوْ بَكْرٍ اَصْغَرُ مِنْهُ بِسَنَتَيْنِ وَبِلَالٌ لَعَلَّهُ لَمْ يَكُنْ وُلِدَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ اه فَيَحْتَمِلُ اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ فِيْهِ مُنْقَطِعَةٌ مِّنْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ.

انہیں قسمیں دیتا رہا حتیٰ کہ ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا' اور حضرت ابوبکر نے آپ کے ساتھ حضرت بلال کو بھیجا اور راہب نے زادِراہ کے طور پر آپ کو کیک اور زیتون کا روغن دیا۔ (ترمذی) جزری نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں یا دونوں میں سے ایک کے ہیں' اور اس میں حضرت ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما کا ذکر غیر محفوظ ہے' ہمارے ائمہ نے اسے وہم قرار دیا ہے اور واقعی اسی طرح ہے کیونکہ اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ سے دو برس چھوٹے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے ہوں گے' لہٰذا ہوسکتا ہے کہ حدیث میں یہ الفاظ مدرَج ہوں (بعد میں شامل کیے گئے ہوں)' کسی اور حدیث سے منقطع ہوں۔

٨٧٥١ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا' ہم مکہ مکرمہ کے بعض اطراف میں گئے' جو درخت یا پہاڑ بھی آپ کے سامنے آتا' وہ کہتا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو! (ترمذی ودارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا بھی بیان ہے کہ پتھروں اور درختوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بھی بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فیضان سے آپ نے شجر وحجر کا کلام سنا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے اعزاز کے لیے اللہ رب العزت نے بے جان چیزوں کو بھی علم عطا فرمایا ہے اور وہ بھی آپ کو پہچانتی ہیں اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتی ہیں' جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ سرکش جن وانس کے علاوہ زمین وآسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب آپ کے اعزاز کے لیے بے جان چیزوں کو علم عطا فرما دیا جائے تو پھر آپ ﷺ کی خداداد وسعتِ علمی کا انکار کرنا کتنی حماقت وجہالت اور بدنصیبی ہے۔

٨٧٥٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اِسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ فرماتے تو مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے تنے کے ایک ستون کا سہارا لیتے' جب آپ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا اور آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کے جس تنے کا سہارا لے کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے' وہ آہ وزاری کرنے لگا' قریب تھا کہ وہ (شدتِ گریہ سے) پھٹ جاتا' نبی کریم ﷺ نیچے تشریف لائے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ اس بچے کی طرح رونے لگا' جسے چپ کرایا جا رہا ہو' حتیٰ کہ اسے قرار آ گیا' آپ نے فرمایا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا' اس وجہ سے رو رہا ہے۔ (بخاری)

كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٨٧٥٣ - وَعَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيَةً مِنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَّمْتِ هٰذَا الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كَاهِلِهٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِيْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلٰى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری کو زہر آلود کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بہ طور ہدیہ پیش کر دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کا بازو پکڑ کر اس سے تناول فرمانے لگے' اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے بھی کھایا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ اٹھالو' اور یہودیہ عورت کی طرف آدمی بھیج کر اسے بلایا' اور فرمایا کہ تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے' اس نے کہا: آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ہاتھ میں بکری کا جو بازو ہے' اس نے مجھے خبر دی ہے' اس نے کہا: ہاں! میں نے سوچا کہ اگر وہ نبی ہوئے تو یہ زہر ہرگز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر وہ نبی نہ ہوئے تو ہمیں ان سے نجات مل جائے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اور اسے سزا نہ دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن صحابہ کرام نے بکری کا گوشت کھایا تھا' ان کی وفات ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے اثر کی وجہ سے اپنے کندھوں کے درمیان پچھنے لگوائے' اور ابو ہند نے سنگی اور چھری کے ساتھ آپ کو پچھنے لگائے' ابو ہند بنو بیاضہ انصار کے غلام تھے۔ (ابوداؤد' دارمی)

زہر آلود گوشت کھلانے والی' یہودیہ عورت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو معاف فرمادیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے' کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو اسے معاف فرمادیا تھا لیکن جب زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قصاص میں اس عورت کو قتل کروادیا اور مواہب میں ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئی تھی اور قتل نہیں کی گئی تھی اور بعض محققین نے کہا کہ حدیث کے الفاظ "**فعفا عنها**" کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے آپ نے اسے چھوڑ دیا تھا کیونکہ آپ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے' پھر جب بشر بن براء بن معرور کا انتقال ہوا تو آپ نے قصاص میں اس عورت کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں زہر آلود بکری کا ہدیہ پیش کیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو یہودی یہاں موجود ہیں' انہیں میرے پاس اکٹھا کرو' وہ یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا' میں تم سے ایک چیز کے

فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

متعلق سوال کرتا ہوں' کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں' آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے' انہوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اور درست کہا ہے' آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ پہچان لیں گے جس طرح ہمارے باپ کے متعلق آپ نے پہچان لیا ہے' آپ نے انہیں فرمایا: جہنمی کون ہیں' انہوں نے کہا: ہم جہنم میں تھوڑی مدت رہیں گے' پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہنم میں ذلیل ہو کر پڑے رہو! اللہ کی قسم! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے خلیفہ نہیں بنیں گے' پھر آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں گا تو کیا تم میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے' انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو یہ زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری)

٨٧٥٥ - وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهٗ دَاعِيَ امْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهٗ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِيْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد ماجد سے' وہ ایک انصاری مرد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے اور قبر کھودنے والے کو ہدایات ارشاد فرما رہے تھے کہ اس کے پاؤں کی جانب سے قبر کشادہ بنانا' سر کی جانب سے قبر کشادہ بنانا' جب آپ واپس تشریف لائے تو فوت ہونے والے شخص کی بیوی کی طرف سے ایک بلانے والا شخص آیا' آپ نے عرض قبول فرمائی اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے' کھانا لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھایا' پھر لوگوں نے ہاتھ بڑھائے اور سب نے کھانا شروع کر دیا' ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا' آپ اپنے منہ میں لقمہ چبا رہے تھے' پھر آپ نے فرمایا: میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کر رہا ہوں' جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے' اس عورت نے بارگاہِ اقدس میں پیغام بھیجا کہ یارسول اللہ! میں نے نقیع کی طرف بکری خریدنے کے لیے اپنا خادم بھیجا تھا' نقیع اس جگہ کا نام ہے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں' وہاں

فَاَرْسَلْتُ اِلٰی جَارٍ لِّیْ قَدِ اشْتَرٰی شَاةً اَنْ یُّرْسِلَ بِهَا اِلَیَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلَی امْرَاَتِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِیْ هٰذَا الطَّعَامَ الْاُسَارٰی رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

بکری نہ ملی تو میں نے اپنے پڑوسی کی طرف آدمی بھیجا' جس نے بکری خریدی تھی کہ وہ مجھے قیمتاً اپنی بکری دے دے' وہ پڑوسی نہ ملا' پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس کسی کو بھیجا' اس نے مجھے بکری دے دی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد' بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَهْلِ الْمَیِّتِ وَصَنِیْعَهُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَةِ قَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ حَدِیْثُ عَاصِمٍ وَاقِعَةُ حَالٍ لَّا عُمُوْمَ لَهَا مَعَ اِحْتِمَالِ سَبَبٍ خَاصٍ بِخِلَافِ مَا فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ مِّنَ الْعُمُوْمِ فَهُوَ یَدُلُّ عَلَی الْکَرَاهَةِ مُطْلَقًا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ غَیْرِنَا کَالشَّافِعِیَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ.

امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: ہم میت والوں کے گھر جمع ہونے اور کھانا کھانے کو ماتم سے شمار کرتے تھے۔ صاحب ردالمحتار کا بیان ہے کہ حضرت عاصم والی حدیث ایک واقعہ ہے' اس میں عموم نہیں نیز وہاں یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا کوئی خاص سبب ہو' لیکن حضرت جریر والی حدیث میں عموم ہے' لہٰذا یہ مطلقاً کراہت پر دال ہے' ہمارا اور شافعیہ و حنابلہ کا یہی مذاہب ہے۔

میت کے گھر طعام کی تحقیق

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر بطورِ دعوت کھانا جائز ہے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر کھانا ممنوع ہے' لہٰذا اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ تعارض کا وہم نہ رہے۔ میت کے گھر دعوتِ طعام کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) اگر میت کے بعض ورثاء نابالغ یا غائب ہوں یا ان کی رضامندی کا علم نہ ہو' ان صورتوں میں میت کے مال سے دعوتِ طعام کرنا ناجائز و حرام ہے۔

نابالغ اور یتیم ورثاء کے مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۝ (النساء:۱۰)

بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۝

کسی کے مال میں اس کی رضامندی اور اذن کے بغیر تصرف کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ. (البقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

(۲) میت کے تمام ورثاء بالغ ہوں' ان کی باہمی رضامندی سے میت کے مال سے کھانا تیار کیا جائے یا کوئی بالغ اپنے حصہ سے یا کوئی دوسرا شخص اپنے مال سے کھانا تیار کرے لیکن اس سے مقصود محض دعوت و ضیافت ہو' جس طرح شادی وغیرہ کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے' یہ بھی ممنوع ہے۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ہم صحابہ کرام میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانے کا اہتمام کرنے کو ماتم شمار کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں:

میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت ممنوع ہے کیونکہ یہ خوشی کے موقع پر مشروع ہے' غم کے موقع پر نہیں اور یہ قبیح بدعت ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۲ 'مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میت کے گھر تشریف لے جانا مذکور ہے مگر وہ دعوتِ طعام نہ تھی' لہٰذا دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

(۳) میت کے گھر ماتم اور نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں' ان کے لیے میت کے گھر سے یا میت کے اعزاء واقرباء کی جانب سے کھانے کا اہتمام کرنا بھی ناجائز ہے۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی" قَالَ تَعَالٰی: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "(المائدہ:۲)" گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمامِ طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس ناجائز مجمع کے لیے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطاء میں ہے: اگر نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں تو اہل میت کے لیے دوسرے تیسرے دن کھانا پکوانا مکروہ ہے' کیونکہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۶۵ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(۴) میت کے گھر والے اپنے خالص مال سے یا تمام ورثاء بالغ ہونے کی صورت میں ان کی رضامندی سے میت کے مال سے فقراء پر صدقہ کی نیت سے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا تیار کریں اور یہ کھانا فقراء میں ہی تقسیم کیا جائے' یہ باعث ثواب اور مستحسن ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: اگر میت کا ولی فقراء کے لیے کھانا تیار کرے تو مستحسن ہے' لیکن اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو میت کے ترکہ سے کھانا تیار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ج ۴ ص ۷۸۱ 'مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ)

(۵) اگر ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانا تیار کیا جائے اور فقراء واغنیاء سب کو کھانا کھلایا جائے' یہ بھی مستحسن ہے کیونکہ صرف فقراء کو کھانا کھلانا ہی باعث ثواب نہیں بلکہ نیک نیت سے اغنیاء کو کھانا کھلانا بھی باعثِ ثواب ہے۔

سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے حوض تیار کیا ہے' اس سے دوسرے اونٹ بھی پانی پی لیتے ہیں' کیا مجھے اس کا اجر حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر جاندار چیز پر اجر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۶۲ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ' جدید ایڈیشن' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور' ج ۹ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مطبوعہ رسالہ " جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ رسالہ اس مسئلہ پر بے نظیر تحقیق ہے۔

۸۷۵۶ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ طَلَعْتُ

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور طویل سفر کیا حتیٰ کہ شام ہوگئی تو ایک سوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا اور قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ

عَلٰی جَبَلِ کَذَا وَکَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰی بَکْرَةِ اٰبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اِجْتَمَعُوْا اِلٰی حُنَیْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ تِلْکَ غَنِیْمَةُ الْمُسْلِمِیْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّحْرُسُنَا اللَّیْلَةَ قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیُّ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِرْکَبْ فَرَکِبَ فَرَسًا لَهٗ فَقَالَ اِسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰی تَکُوْنَ فِیْ اَعْلَاهُ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مُصَلَّاهُ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَکُمْ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُصَلِّیْ یَلْتَفِتُ اِلَی الشِّعْبِ حَتّٰی اِذَا قَضَی الصَّلٰوةَ قَالَ اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَ فَارِسُکُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلٰی خِلَالِ الشَّجَرِ فِی الشِّعْبِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اِنْطَلَقْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَا هٰذَا الشِّعْبِ حَیْثُ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَیْنِ کِلَیْهِمَا فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّیْلَةَ قَالَ لَا اِلَّا مُصَلِّیًا اَوْ قَاضِیَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِی الزَّیْلَعِیِّ وَشَرْحِ الْمُلْتَقٰی لِلْبَاقَانِیِّ اَنَّ الْاِلْتِفَاتَ بِبَصَرِهٖ مُبَاحٌ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُلَاحِظُ اَصْحَابَهٗ فِیْ صَلٰوتِهٖ بِمُوْقِ عَیْنَیْهِ.

وہ اپنی عورتوں اور سواریوں کو لے کر حنین میں جمع ہو رہے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا' پھر فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ' وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے' فرمایا: اس گھاٹی کی طرف جاؤ اور اس کی بلندی پر چڑھ جاؤ' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی' پھر فرمایا: کیا تم نے اپنا سوار دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں وہ نظر نہیں آیا' پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ نماز پڑھاتے ہوئے گھاٹی کی طرف دیکھتے تھے' حتیٰ کہ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو! تمہارا سوار آ گیا ہے' ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو انہیں آتے ہوئے پایا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: میں چلتے ہوئے اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا' جہاں پہنچنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا' جب صبح ہوئی تو میں ان دونوں گھاٹیوں پر چڑھ گیا اور مجھے کوئی شخص بھی نظر نہیں آیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس رات نیچے اترے تھے' عرض کیا: نہیں! صرف نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تم کوئی عمل نہ بھی کرو' تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد) زیلعی اور شرح الملتقی للباقانی میں ہے کہ آنکھ کے ساتھ دیکھنا مباح ہے' کیونکہ نبی پاک ﷺ نماز میں اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے تھے۔

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ! کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے جانتے تھے کہ کل کیا ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: "وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا" (لقمان: ۳۴) "کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا"۔ اس آیت میں ذاتی علم کی نفی ہے کہ کوئی شخص از خود نہیں جان سکتا کہ کل

کیا ہوگا۔

٨٧٥٧ - وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قَصُرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حنین کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا' جب مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے' رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی جانب دوڑا رہے تھے' میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے تیز بھاگنے سے روک رہا تھا' اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اصحاب سمرہ کو بلاؤ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز مرد تھے' فرماتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے پکارا: اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ اس طرح واپس پلٹے' جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف واپس پلٹتی ہے' انہوں نے عرض کیا: ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! اور کفار سے لڑائی شروع کر دی اور انصار کو پکار رہے تھے: اے گروہِ انصار! اے گروہِ انصار! پھر بنو حارث بن خزرج کو پکارا گیا' رسول اللہ ﷺ نے خچر پر تشریف فرما ہو کر اس طرح دیکھا جیسے آپ گردن لمبی کیے ہوئے ان کی لڑائی کا منظر ملاحظہ فرما رہے ہوں' آپ نے فرمایا: اس وقت جنگ کا تنور بھڑک اٹھا ہے' پھر آپ نے کنکریاں پکڑیں اور انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا' پھر فرمایا: رب محمد کی قسم! کافروں کو شکست ہوگئی' ان کی شکست کا باعث یہی تھا کہ آپ نے ان کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں' میں مسلسل دیکھ رہا تھا کہ ان کا زور ٹوٹ چکا ہے اور ان کی حالت ذلت سے دوچار ہو چکی ہے۔ (مسلم)

٨٧٥٨ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شرکت کی' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے' جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ خچر سے نیچے تشریف لائے' پھر زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: ان کے چہرے بگڑ گئے' اللہ تعالیٰ نے اس مٹھی سے ان کے ہر شخص کی آنکھوں میں مٹی بھر دی' اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ

الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے انہیں شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ (مسلم)

۸۷۵۹ - وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عمارہ! کیا تم حنین کے روز بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں پھیری تھی بلکہ چند نوجوان صحابہ کرام علیہم الرضوان آگے نکل گئے تھے' ان کے پاس زیادہ ہتھیار نہیں تھے اور ان کا سامنا ایسی تیر انداز قوم سے ہوا' جن کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا' ان لوگوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اس طرح تیر برسائے کہ ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا' پھر یہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے' رسول اللہ ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کے آگے آگے چل رہے تھے' آپ نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں' پھر آپ نے مسلمانوں کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم) اور بخاری شریف میں اس کے ہم معنی روایت ہے' اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب جنگ زوروں پر ہوتی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں اپنے آپ کو بچاتے اور ہم میں سے بہادر وہ ہوتا تھا' جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دادا عبدالمطلب کی طرف نسبت کیوں کی؟ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی طرف نسبت نہیں کی؟ نیز آپ نے اس نسبت پر اظہار فخر فرمایا حالانکہ نسب پر فخر کرنا تو عمل جاہلیت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت زیادہ مشہور تھی کیونکہ آپ کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تو جوانی کے عالم میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک مشہور شخصیت تھے اور مکہ میں سردار تھے' لوگ شہرت کی بناء پر نبی کریم ﷺ کو آپ کے دادا جان کی طرف منسوب کر کے ابن عبدالمطلب ہی کہا کرتے تھے' نیز مکہ والوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے متعلق بشارت دی گئی تھی کہ عنقریب آپ کا ظہور ہوگا اور آپ عظیم شان کے حامل ہوں گے' نیز حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوگا اور یہ خواب بھی مکہ والوں میں مشہور تھا۔ نبی کریم ﷺ کا مقصود مکہ والوں کو یہ خواب یاد دلانا تھا اور انہیں اس بات پر متنبہ کرنا مقصود تھا کہ آپ کو دشمنوں پر غلبہ

حاصل ہوگا اور انجام کار فتح آپ کی ہوگی۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۰۱ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میدانِ جہاد میں دشمنانِ اسلام کے سامنے اظہار فخر کرنا ممنوع نہیں اور مذکورہ حدیث اس کے جواز کی دلیل ہے' اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دادا جان عبدالمطلب کی طرف نسبت کو فخریہ طور پر بیان کرنا' اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے دادا جان مؤمن تھے ورنہ آپ ان کی نسبت پر اظہار فخر نہ فرماتے۔

٨٧٦٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَّعَهُ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدْ اِنْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر تھے' رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص کے متعلق فرمایا: یہ جہنمی ہے' جب لڑائی شروع ہوئی' اس شخص نے سخت ترین لڑائی کی اور شدید زخمی ہوگیا' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے' جس کے متعلق آپ فرمار ہے تھے کہ یہ جہنمی ہے' اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت ترین لڑائی کی ہے اور شدید زخمی ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا: سن لو! یقیناً وہ جہنمی ہے' قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے کہ اسی دوران اچانک اس شخص کو زخم کی تکلیف محسوس ہوئی اور اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک تیر کھینچا اور خود کو اس سے ذبح کر لیا۔ مسلمان دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھلایا' فلاں شخص نے خود کو ذبح کر لیا ہے اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' اے بلال! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا' بے شک اللہ تعالیٰ فاسق آدمی کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرماتا ہے۔ (بخاری)

دینی خدمات سرانجام دینے والا بھی بدمذہب ہوسکتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر شخص کے ذریعہ دین کی تائید فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گمراہ اور بدمذہب شخص علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت' مساجد کی تعمیر' مدارس کے قیام اور وعظ و تبلیغ جیسے اُمور کے ذریعے دین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے تو یہ خدمت اس کے حق پر ہونے کی سند نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں مذکور شخص اُس لشکرِ اسلام کی تائید میں جان کی بازی لگا رہا تھا' جس لشکر میں خود رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' آج بھی اگر کوئی شخص مسجد نبوی یا کعبۃ اللہ کی خدمت میں بھی مصروف ہو' مگر اس کا عقیدہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات کے منافی ہو تو اسے حق پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مذکورہ حدیث میں فاجر سے مراد منافق یا فاسق آدمی ہے جو ریا کاری کے لیے عمل کرتا ہے' مثلاً کوئی آدمی تصنیف' تدریس' تعلیم و تعلم اور اذان و امامت وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتا ہے یا کسی فاسد غرض سے مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کرتا ہے اور اس کے ان کاموں سے دین کو تقویت ہوتی ہے لیکن ایسا شخص خود محروم رہتا ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مخلص بندوں میں داخل فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۶۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتُ يَوْمٍ عِنْدِىْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِىْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ جَاءَنِىْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِىْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَىَّ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِىُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِىْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِىْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِىْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے خیال مبارک میں یہ ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور درحقیقت آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا' یہاں تک کہ ایک دن آپ میرے پاس تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی' پھر دعا کی' پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا تھا' اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا ہے' میرے پاس دو شخص آئے' ان میں سے ایک میرے سر کی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا' پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا مرض ہے؟ اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے' پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم یہودی نے' پوچھا: کس چیز میں: کہا: کنگھی اور بالوں اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں' پوچھا: وہ چیزیں کہاں ہیں؟ کہا: ذروان کے کنویں میں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ میں سے کچھ حضرات کے ساتھ اس کنویں کی طرف گئے' فرمایا: یہی کنواں مجھے دکھلایا گیا تھا' اس کا پانی منہدی کے نچوڑ کی طرح تھا' وہاں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں جیسی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملحدین جادو اور اس طرح کے دیگر امراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارض ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ان حضرات کو وہم ہے کہ اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور آپ کے اقوال و افعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا' اور آپ کے اقوال و افعال میں اشتباہ ہو جائے گا کہ شاید یہ سحر کے زیر اثر ہونے کی حالت میں صادر ہوئے ہوں' لیکن ان کا یہ وہم باطل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق اور آپ کی نبوت کے ثبوت پر دلائل قطعیہ یقینیہ موجود ہیں اور سحر تو ایک بیماری ہے' دیگر امراض کی طرح یہ مرض بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو لاحق ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس بیماری کی وجہ سے آپ کے افعال میں کوئی خلل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ باقی تمام افعال میں بھی خلل واقع ہو جائے' کیونکہ باقی لوگوں کی طرح حصول صحت اور مرض زائل ہو جانے کے بعد اس کا اثر باقی نہیں رہتا' اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی بشری عوارضات' آفات و آلام اور امراض لاحق ہو سکتے ہیں' مگر ان کا اثر ان کے اجسام اور ظاہر تک محدود رہتا ہے' ان کی ارواح اور باطن محفوظ رہتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ ارضی اور ان کی ارواحِ سماوی ہونے کا یہی مفہوم ہے' البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے

شرف وکمال کے اظہار اور انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرنے کے لیے خلاف عادت اور بطورِ معجزہ انہیں بشری آفات سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے جس طرح کہ یہودیہ عورت کے زہر سے آپ محفوظ رہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہودیہ عورت کے زہر کے اثر سے محفوظ رہنا' ابن عاصم کے سحر سے کم تر نہیں۔ آپ کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت یہ تھی کہ سحر کی تاثیر کی حقانیت کا اظہار ہو اور سنت الٰہیہ جاری ہو کہ سحر حق ہے اور آپ کی نبوت کا اظہار ہو کیونکہ ساحر میں سحر اثر نہیں کرتا۔ کفار نبی کریم ﷺ کو ساحر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور میں سحر کی تاثیر ظاہر کر کے واضح فرما دیا کہ آپ ساحر نہیں ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵۸ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٧٦٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاہُ ذُوالْخُوَیْصَرَۃِ وَھُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَکَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَکُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ اِئْذَنْ لِیْ اَضْرِبْ عُنُقَہٗ فَقَالَ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَّحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِھِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَنْظُرُ اِلٰی نَصْلِہٖ اِلٰی رِصَافِہٖ اِلٰی نَضِیِّہٖ وَھُوَ قِدْحُہٗ اِلٰی قُذَذِہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰیَتُھُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰی عَضُدَیْہِ مِثْلَ ثَدْیِ الْمَرْاَۃِ وَمِثْلَ الْبَضْعَۃِ تَدَرْدَرُ وَیَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَۃٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشْھَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَشْھَدُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَاتَلَھُمْ وَاَنَا مَعَہٗ فَاَمَرَ بِذٰلِکَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِیَ بِہٖ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْہِ عَلٰی نَعْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ نَعَتَہٗ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے' بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے آ کر کہا: یارسول اللہ! انصاف فرمائیے! آپ نے فرمایا: تو ہلاک ہو! جب میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت عنایت فرمائیے' میں اس کی گردن اُڑا دوں' آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر جانو گے' وہ قرآن کریم پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' تیر انداز تیر کے پھل' اس کی جڑ' تیر کی نوک اور تیر کے پَروں کو دیکھتا ہے' اس میں کوئی اثر نہیں پاتا حالانکہ وہ تیر گوبر اور خون سے گزر کر آیا ہے' ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ شخص ہوگا' جس کا ایک کندھا عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ہلتے ہوئے لوتھڑے کی طرح ہوگا' یہ لوگوں کی بہترین جماعت کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا اور میں آپ کے ساتھ تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ صفت کو دیکھ لیا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِیُّ الْجَبْھَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰہَ فَقَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُہٗ فَیَاْمَنُنِیْ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِیْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَہٗ

اور ایک روایت میں ہے کہ اندر کو دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھری ہوئی پیشانی' گھنی ڈاڑھی' ابھرے ہوئے رخساروں' منڈے ہوئے سر والا ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے! آپ نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگا تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرے گا' اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے' ایک شخص نے اس کے قتل کی

فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِيْ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اجازت طلب کی' آپ نے روک دیا' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: بے شک اس کی نسل سے ایسی قوم ظاہر ہوگی' جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میں ان کا زمانہ پالیتا تو ضرور بالضرور انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر ڈالتا۔ (بخاری و مسلم)

٨٧٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّيْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِيْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجَّلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا جب کہ وہ مشرکہ تھیں' ایک دن میں نے انہیں دعوت اسلام دی' انہوں نے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسی نازیبا باتیں کی جو مجھے ناپسند تھیں' میں روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوش ہو کر نکلا' جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ بند پایا' میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا: اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھہرے رہو' میں نے پانی گرنے کی آواز سنی' پھر میری والدہ نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی اور جلدی سے دوپٹہ اوڑھے بغیر دروازہ کھول دیا' پھر کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں واپس حاضر ہوا جب کہ میں خوشی سے رو رہا تھا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور دعائے خیر فرمائی۔ (مسلم)

٨٧٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يُشْغِلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُشْغِلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَاً مِّسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ تم کہا کرتے ہو کہ ابوہریرہ بہت زیادہ روایات کرتا ہے' اللہ کا ہم سے وعدہ ملاقات ہے (لہٰذا اگر میں نے احادیث کے بیان میں کمی بیشی کی تو اس کا حساب ہوگا)' بے شک میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور میرے انصار بھائیوں کو اپنے کام کاج سے فرصت نہیں ملتی تھی اور میں تو ایک مسکین آدمی تھا' پیٹ بھر کھانے پر اکتفاء کرتے ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پڑا رہتا تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے حتیٰ کہ میں اپنا کلام مکمل کرلوں' پھر وہ اس کو اپنے سینے سے لگا

حَتّٰى اَقْضِىَ مَقَالَتِىْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِىْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَىَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِىْ فَوَالَّذِىْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِىْ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے تو اس کے بعد وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا' میں نے اپنی چادر بچھا دی اور میرے اوپر اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس دن سے آج تک میں کبھی آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٥ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِىْ مِنْ ذِى الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِىْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِىْ صَدْرِىْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِىْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِىْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا' میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا' حتیٰ کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا' اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت رکھ اور اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا' پھر وہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ (ذوالخلصہ کی جانب) گئے اور اسے نذرِ آتش کر دیا اور توڑ ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِىْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَاْنُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیتا تھا' پھر وہ دینِ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین کے ساتھ جا ملا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ فوت ہوا تھا' اسے باہر پھینکا ہوا پایا' انہوں نے پوچھا: اس مردے کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اسے بار ہا دفن کیا ہے لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٧ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَىَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَّقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی' جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے' اس فرمان کا پسِ منظر یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص بھیجا' اس نے آپ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا' اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا اور اسے زمین نے قبول نہیں کیا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٧٦٨ - وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِىُّ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غروب آفتاب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے وقت باہر تشریف لائے' آپ نے ایک آواز سنی اور فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٩ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هَاهُنَا فِيْ شَيْءٍ وَّاِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَّا نَاْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ غَطْفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے حتیٰ کہ عسفان کے مقام پر پہنچے نبی کریم ﷺ نے وہاں چند راتیں قیام فرمایا' لوگوں نے کہا: ہم یہاں کسی کام میں تو مشغول نہیں ہیں جب کہ ہمارے اہل وعیال ہم سے غائب ہیں اور ہمیں ان کے متعلق اطمینان نہیں' نبی کریم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ میں کوئی راستہ اور بازار ایسا نہیں ہے جہاں دو فرشتے اس وقت تک پہرہ نہ دے رہے ہوں جب تک تم وہاں پہنچ نہ جاؤ' پھر آپ نے فرمایا: کوچ کرو' ہم نے کوچ کیا اور مدینہ منورہ آ گئے' اس ذات کی قسم جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے' ابھی ہم نے اپنے کجاوے نہیں اتارے تھے کہ بنوعبداللہ بن غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس سے پہلے کوئی چیز ان کو (حملہ پر) برانگیختہ نہیں کرتی تھی۔ (مسلم)

٨٧٧٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے' نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اموال تباہ و برباد ہو گئے ہیں اور بال بچے بھوکے مر گئے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا فرمایئے' آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے' ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا تھا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آپ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح امڈ آئے' پھر آپ ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرات آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے' پھر اس دن بارش ہوتی رہی اور دوسرے روز بھی اور تیسرے روز بھی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا اور وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! عمارتیں گر گئیں ہیں' اموال غرق ہو گئے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے! آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا' آپ بادل کے جس طرف بھی اشارہ کرتے' بادل پھٹ جاتے' مدینہ منورہ گڑھے کی طرح ہو گیا اور وادی قنات ایک ماہ تک بہتی رہی اور مدینہ کے

الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِیْ أَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

اطراف سے جو بھی آتا' وہ تیز بارش کی خبر دیتا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِیْ فِی الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا! اے اللہ! ٹیلوں پر' بلند پہاڑوں پر اور وادیوں کے اندر اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا' فرمایا کہ بارش رُک گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکلے۔ (بخاری ومسلم)

ف: علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب بارش زیادہ ہو اور اس سے نقصان ہو تو بارش ختم ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے لیکن اس کے لیے نماز اور صحرا میں اجتماع مشروع نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٧١ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بائیں ہاتھ سے کھایا' آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا' اس نے کہا: میں طاقت نہیں رکھتا' آپ نے فرمایا: تو طاقت نہ رکھے' اسے تکبر نے دایاں ہاتھ اٹھانے سے روکا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

ف: مذکورہ شخص نے تکبر کی بناء پر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے انکار کیا' اگر وہ شخص واقعی دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے معذور ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف دعا نہ فرماتے کیونکہ آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٧٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ والے گھبرا گئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سُست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے' وہ گھوڑا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھا' جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارا یہ گھوڑا سمندر کی طرح رواں دواں پایا ہے۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تھا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد وہ گھوڑا کبھی پیچھے نہیں رہا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٧٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِیَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَیِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِیْ كَيْفَ تَرٰی بَعِيْرَكَ قُلْتُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوا' میں پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا' جو تھک چکا تھا اور قریب تھا کہ وہ چلنے سے جواب دے دیتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آ ملے اور فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: تھک چکا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہوئے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا' آپ نے مجھے فرمایا: اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: بہتر ہے' اسے آپ کی برکت حاصل ہو چکی ہے' آپ

بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَتَبِيْعُنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قَوْلُهٗ فَبِعْتُهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ شَرْطٍ فِيْهِ مَنْفِعَةٌ لِلْبَائِعِ وَالْفُقَهَاءُ حَكَمُوْا بِعَدَمِ جَوَازِهٖ لِاَنَّهٗ شَرْطٌ لَا يَقْتَضِيْهِ الْعَقْدُ وَفِيْهِ مَنْفِعَةٌ لِاَحَدِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ لِاَنَّ فِقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَوْ يُقَابِلُهٗ شَيْءٌ مِّنَ الثَّمَنِ يَكُوْنُ اِجَارَةً فِي الْبَيْعِ وَلَوْ كَانَ لَا يُقَابِلُهٗ شَيْءٌ يَّكُوْنُ اِعَارَةً فِي الْبَيْعِ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ وَّنَهٰى اَيْضًا عَنْ بَيْعٍ وَّشَرْطٍ فَلَمْ يَجُزِ الْعَقْدُ فَيَفْسُدُ لِذٰلِكَ قَالُوْا هٰذَا الْقَوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْسُوْخٌ وَّهُوَ الصَّحِيْحُ اَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ صُلْبِ الْعَقْدِ بَلْ اِلْتَمَسَهٗ بَعْدَ الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ ظَاهِرُ الْعِبَارَةِ يُنَافِيْهِ.

نے فرمایا: کیا تم اسے ایک اوقیہ کے عوض مجھے فروخت کرو گے' میں نے وہ اونٹ آپ کو اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک اس اونٹ کی پشت پر سواری کی مجھے اجازت ہوگی' جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گیا' آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی عطا فرما دی اور اونٹ بھی واپس کر دیا۔ (بخاری ومسلم)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ میں نے اونٹ اس شرط پر آپ کو فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک مجھے اونٹ پر سواری کی اجازت ہوگی' یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بیع میں ایسی شرط لگانا جائز ہے جس میں فروخت کرنے والے کا نفع ہو' جب کہ فقہاء کرام اس کے عدم جواز کا حکم لگاتے ہیں کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا' اور اس میں سودا کرنے والوں میں سے ایک کا نفع ہے' اگر مدینہ منورہ تک سواری کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ ہو تو یہ بیع میں اجارہ (کرائے پر دینا) ہے اور اگر اس کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ نہ ہو تو یہ بیع میں اعارہ (عاریتاً دینا) ہے' (اور یہ دو الگ الگ سودے ہیں) حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ایک عقد میں دو سودوں سے منع فرمایا اور بیع اور شرط سے بھی منع فرمایا ہے' لہٰذا یہ عقد جائز نہ ہوگا اور یہ عقد فاسد ہوگا۔ اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہی صحیح ہے یا یہ قول عقد کے درمیان میں نہیں تھا بلکہ عقد پورا ہونے کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے یہ عرض کیا تھا' اگرچہ ظاہر عبارت اس توجیہ کے خلاف ہے۔

٨٧٧٤ - وَعَنْ يَّعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ رَاَيْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُّسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَاءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَّا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَّا اِذَا ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین معجزات دیکھے' ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ کے قریب سے گزرے' جس کے ذریعے زمین کو پانی دیا جا رہا تھا' اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی' نبی کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: اونٹ مجھے فروخت کر دو' اس نے عرض کیا: بلکہ ہم آپ کو یہ اونٹ ہبہ کر دیتے ہیں لیکن یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے جن کا اس اونٹ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ معاش نہیں' آپ نے فرمایا: جب تو نے یہ صورت حال ذکر کر دی ہے تو اب ہم اونٹ نہیں لیں گے' لیکن اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کی ہے' اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ ایک جگہ اترے اور نبی کریم ﷺ سو گئے' ایک درخت زمین

شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰی غَشِیَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ اِمْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کر چیرتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ فگن ہوگیا' پھر واپس اپنی جگہ لوٹ گیا' جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: یہ ایک درخت ہے' جس نے اپنے رب سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے کی اجازت طلب کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمادی' پھر ہم چل پڑے اور پانی کے قریب سے گزرے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی' جسے جنون کا مرض لاحق تھا' نبی کریم ﷺ نے اسے ناک سے پکڑ کر فرمایا: نکل جا! کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں' پھر ہم روانہ ہوگئے' جب ہم واپس لوٹے اور اس پانی کے قریب سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا' اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے کبھی اس سے کوئی شبہ والی بات نہیں دیکھی۔ (شرح السنہ)

٨٧٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اِمْرَاَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهُ لَيَاْخُذُهُ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَّخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلَ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بیٹے کو جنون (دیوانگی) ہے۔ اور صبح و شام جنون اس پر حملہ آور ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر دستِ انور پھیرا اور دعا فرمائی تو اسے قے آئی اور کتے کے سیاہ پلّے جیسا جانور اس کے پیٹ سے نکلا جو کہ دوڑ رہا تھا۔ (دارمی)

٨٧٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِيْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰی اِنْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّيْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے بکریوں کے ریوڑ کے پاس آکر ایک بکری پکڑ لی' چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے اس سے بکری چھڑوالی' وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور ٹانگیں زمین پر پھیلا کر بازو کھڑے کر کے اور ٹانگوں میں دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا' میں نے اس کا قصد کیا اور اسے حاصل کرلیا' پھر تو نے مجھ سے وہ چھین لیا' اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! آج جیسا عجیب منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا کلام کررہا ہے' بھیڑیے نے کہا: اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے جھنڈ میں ایک شخص تمہیں گزشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے' وہ شخص یہودی تھا' پھر اس نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی' نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت سے پہلے کی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اَمَارَاتٌ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْرُجَ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

علامات ہیں' قریب ہے کہ ایک شخص باہر نکلے گا اور وہ واپس نہیں لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا' اسے ان سب باتوں کی خبر دے دیں گے جو اس کے گھر والوں نے اس کے بعد کیں۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم ہے' کیونکہ علم کے بغیر خبر نہیں دی جاسکتی اور اسی کا نام علم غیب ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب حاصل ہے۔

۸۷۷۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِیْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شب معراج نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں براق لایا گیا' جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور زین کسی ہوئی تھی' اس نے سرکشی کی تو جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے' اللہ کے ہاں نبی کریم ﷺ سے زیادہ کوئی معزز شخصیت آج تک تجھ پر سوار نہیں ہوئی' تب براق پسینہ پسینہ ہوگیا۔ (ترمذی)

۸۷۷۸ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَیْنَا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِیْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ بِهَا فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ کیا اور پتھر میں سوراخ کر دیا' پھر اس سے براق باندھ دیا۔ (ترمذی)

بَابُ الْكَرَامَاتِ
کرامات کا بیان

ف: علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کرامات' کرامت کی جمع ہے اور کرامت اس خلاف عادت فعل کو کہا جاتا ہے جس کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو نبوت کا مدعی نہ ہو۔ اہل سنت و جماعت کرامت کے قائل ہیں اور معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے نظریہ پر دلائل ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام بغیر مرد کے حاملہ ہوئیں اور انہیں کسی ظاہری سبب کے بغیر رزق حاصل ہوا اور اصحاب کہف غار میں تین سو سال یا اس سے زائد عرصہ صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہے' آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا۔ یہ تمام واقعات کرامت کے ثبوت پر واضح دلیل ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں: اگر ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت فعل کا ظہور جائز ہے تو پھر خلاف عادت فعل نبوت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے معتزلہ کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے کیونکہ معجزہ میں نبوت کا دعویٰ شرط ہے اور کرامت میں یہ شرط نہیں بلکہ ہر ولی کی کرامت حقیقت میں اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ولی کی کرامت اس کے متبوع نبی کے حق ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۹ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَةٍ لَهُمَا حَتّٰی ذَهَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَةٌ فِیْ لَیْلَةٍ شَدِیْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں اپنی کسی حاجت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کر رہے تھے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا' جب کہ رات سخت اندھیری تھی' پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے باہر نکل کر واپسی کے لیے چل

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پڑے، دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی سے چھڑی تھی، ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے، حتیٰ کہ دونوں کا راستہ جدا ہو گیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتا ہوا اپنے گھر پہنچ گیا۔ (بخاری)

٨٧٨٠ - وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَّلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں بھٹک کر لشکر سے جدا ہو گئے یا قید کر لیے گئے، پھر وہ بھاگ کر لشکر کی تلاش میں نکل پڑے، اچانک ان کے سامنے ایک شیر آ گیا، انہوں نے فرمایا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے، شیر دم ہلاتے ہوئے ان کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، جب وہ کوئی آواز سنتا تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتا، پھر ان کے ساتھ چل پڑتا حتیٰ کہ وہ لشکر تک پہنچ گئے، پھر شیر واپس لوٹ گیا۔ (شرح السنہ)

٨٧٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةٌ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَّصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيُكْرَهُ تَكَلُّمُهٗ فِيْهَا اِلَّا لِاَمْرٍ بِمَعْرُوْفٍ لِاَنَّهٗ مِنْهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ساریہ نامی ایک شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرمایا، ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے چلاتے ہوئے آواز دی: اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو، پھر لشکر سے ایک قاصد نے آ کر بتایا کہ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! ہماری دشمن سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ہمیں شکست دے دی کہ اچانک ہم نے کسی کو چلاتے ہوئے سنا کہ اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو، ہم نے پہاڑ سے پشتیں لگا لیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دے دی۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ) صاحب درمختار علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ دورانِ خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے سوائے امر بالمعروف کے، کیونکہ امر بالمعروف خطبہ سے ہی ہے۔

٨٧٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کا معرکہ درپیش ہوا تو میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مجھے بلا کر فرمایا: میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سب سے پہلا شہید میں ہوں گا، اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں چھوڑ رہا جو مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو، اور مجھ پر قرض ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی

وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُهٗ مَعَ اٰخَرَ فِيْ قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ لَا يُدْفَنُ اِثْنَانِ فِيْ قَبْرٍ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَهٰذَا فِي الْاِبْتِدَاءِ وَكَذَا بَعْدَهٗ.

بہنوں کے ساتھ میری طرف سے نیکی کی وصیت پر عمل پیرا رہنا' صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے انہیں دوسرے صحابی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری) صاحب ردالمحتار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ضرورت کے بغیر ایک قبر میں دو آدمی دفن نہ کیے جائیں' یہ واقعہ ابتدائے اسلام میں تھا' اسی طرح اس کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

۸۷۸۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اِثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوْ مَا عَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ اَنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو ساتھ لے جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے کر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس آدمیوں کو لے کر گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھایا' پھر ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ نماز عشاء ادا کر لی گئی' پھر واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانے پر حاضر ہوئے اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کا کھانا تناول فرما لیا' پھر اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا رات کا حصہ گزر گیا' اس کے بعد آپ واپس آئے اور آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا: آپ مہمانوں کے پاس کیوں نہیں آئے؟ آپ نے پوچھا: کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے عرض کیا: مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا' آپ کی اہلیہ نے بھی قسم کھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گی اور مہمانوں نے بھی قسم اٹھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے' آپ نے کھانا منگوایا اور تناول فرمانے لگے' مہمان بھی کھانا کھانے لگے' وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا نکل آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اے بنوفراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اہلیہ نے عرض کیا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زائد ہے' سب نے وہ کھانا کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' بتایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قسم توڑنے کی حکمت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے قسم اٹھائی کہ میں یہ کھانا کبھی نہیں کھاؤں گا' پھر آپ نے اس قسم کو شیطانی قرار دیتے ہوئے کھانا تناول فرما لیا۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے قسم کا خلاف کس طرح جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے افضل چیز کو اختیار فرمایا کیونکہ حدیث پاک ہے کہ جو آدمی حلف اٹھائے' پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو وہ بہتر کام کو کرے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۷۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهٗ عَشَرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ يَّحْمِلُ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَّجِیْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوخلدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعالیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے' انہوں نے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی' ان کا ایک باغ تھا' ہر سال اس میں دو مرتبہ پھل لگتا' اور اس باغ میں خوشبودار بوٹی تھی' جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨٧٨٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰی عَلٰی قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر مسلسل نور دکھائی دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

مقبولانِ حق کے وصال کے بعد انوار کی بارش

اس حدیث میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت کا بیان ہے کہ وصال کے بعد ان کی قبر مبارک پر انوار کی بارش ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے لیے اس طرح کے واقعات و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ زمانہ قریب میں سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ کے وصال پر بھی اس کرامت کا ظہور ہوا۔ فیصل آباد میں آپ کے جنازہ مبارکہ پر انوار کی بارش ہوئی۔ لاکھوں آدمیوں نے اس منظر کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ راقم الحروف کے والد گرامی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رضوی بھی اس جنازہ مبارکہ میں شریک تھے اور بہ چشم خود اس نورانی منظر کا مشاہدہ کیا۔ اس وقت کے اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محدث اعظم پاکستان' ج ۲ ص ۳۵۲ 'مطبوعہ مکتبہ قادریہ' لاہور

٨٧٨٦ - وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اِنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَّوْمٍ يَّطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰی يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

حضرت نبیہہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' وہاں حاضرین مجلس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کیا' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے' آسمان سے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو ڈھانپ لیتے ہیں (حصول برکت کے لیے) قبر انور پر اپنے پر ملتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نذرانہ درود پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور اتنے میں اور فرشتے نازل ہو کر انہی کی طرح کرتے ہیں' حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ ستر ہزار ملائکہ کرام کے جھرمٹ میں جلوہ فرما ہوں

يَزُفُّوْنَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

گے اور ملائکہ آپ کو لے کر چلیں گے۔ (دارمی)

۸۷۸۷ - وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ انْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو جوزاء رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کی' آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی طرف نگاہ کرو اور قبر انور سے آسمان کی طرف ایک روشن دان بنا دو حتیٰ کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان چھت کا پردہ حائل نہ رہے' اہل مدینہ نے ایسا ہی کیا تو ان پر خوب بارش برسی حتیٰ کہ سبزہ اُگ آیا اور اونٹ موٹے تازے ہو گئے' یہاں تک کہ چربی کی کثرت سے ان کی کوہانیں پھول گئیں اور اس سال کا نام ہی خوش حالی والا سال رکھ دیا گیا۔ (دارمی)

مزارِ اقدس کی چھت میں روشن دان بنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس کی چھت میں سوراخ کرنے کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ جب آسمان آپ کی قبر انور کو دیکھے گا تو آسمان کے رونے سے وادیاں بہنے لگیں گی' اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' (الدخان:۲۹) ''تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے''۔ (جب کفار کے حق میں آسمان کا یہ معاملہ ہے تو) ابرار کے حق میں اس کے برعکس معاملہ ہوگا اور یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ قحط سالی کے وقت نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی جاتی تھی' لہٰذا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ نے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنے میں مبالغہ کرتے ہوئے آپ کی قبر انور سے حجاب دور کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ کے اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۸۸ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَّسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے ایام میں تین دن تک نبی کریم ﷺ کی مسجد میں نہ اذان دی گئی' نہ اقامت کہی گئی' اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ' مسجد نبوی سے جدا نہیں ہوئے اور وہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے ایک خفیہ آواز سنتے' جس سے ان کو نماز کے وقت کا علم ہو جاتا۔ (دارمی)

ایامِ حرہ کا بیان

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایام حرہ اہل اسلام میں مشہور ہیں۔ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں پیش آیا' جب یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی خون ریزی کو مباح قرار دیا' اس واقعہ کے بعد یزید پلید ہلاک ہو گیا۔ حرہ مدینہ منورہ کی سرزمین میں ہے' جہاں سیاہ پتھر کثرت سے ہیں' اس جگہ یہ سانحہ رونما ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۸۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتار دیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتار

ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيُجَرَّدُ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا مَاتَ وَغُسْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَمِيْصِهٖ مِنْ خَوَاصِّهٖ وَزَادَ فِي الْمِعْرَاجِ وَغُسْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلتَّطْهِيْرِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ طَاهِرًا حَيًّا وَّمَيِّتًا.

دیتے ہیں یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں‘ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی‘ حتیٰ کہ ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی‘ پھر گھر کے کونے سے ایک بولنے والے نے ان سے کلام کیا‘ جب کہ صحابہ کرام نہیں جانتے تھے کہ بولنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہوئے اور انہوں نے قمیص سمیت آپ کو غسل دیا‘ وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص کے ساتھ ہی ملتے تھے۔ (بیہقی‘ دلائل النبوۃ) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی آدمی فوت ہو‘ اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں اور نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دینا آپ کی خصوصیت تھی‘ اور ’’معراج‘‘ میں اتنا اضافہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینا پاک کرنے کے لیے نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ تو ظاہری زندگی میں اور بعد از وصال پاک ہی تھے۔

٨٧٩٠ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بن حکم کے دربار میں اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور ان کے خلاف دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری زمین کا ایک حصہ غصب کر لیا ہے‘ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی سننے کے بعد اس کی زمین کا کوئی حصہ کیسے غصب کر سکتا ہوں‘ مروان نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ظلماً بالشت بھر جگہ لے لی‘ اللہ تعالیٰ اس جگہ کو سات زمین تک طوق بنا کر اس شخص کے گلے میں ڈال دے گا‘ مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کوئی گواہ طلب نہیں کرتا‘ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی بینائی ختم کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہی قتل کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ عورت اس وقت تک فوت نہیں ہوئی جب تک اس کی بینائی ختم نہیں ہو گئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم شریف میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی روایت ہے کہ انہوں نے اس عورت کو دیکھا کہ اندھی ہو چکی تھی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دعا لگ گئی ہے اور

وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِيْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

جس گھر کے متعلق اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا' ایک دن اس گھر میں واقع کنویں کے قریب سے گزری اور اس میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

بَابٌ

باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا بیان

اس باب کے تحت مذکورہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا بیان ہے۔قرآن مجید میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ O (آل عمران:۱۴۴)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں)' ان سے پہلے دوسرے رسول گزر چکے ہیں' اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر گیا' وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر ادا کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گا O

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ O (الزمر:۳۰)

(اے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!) بے شک تم نے بھی انتقال فرمانا ہے اور بے شک یہ بھی مرنے والے ہیں O

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق تین روایات ہیں' ایک یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ سال کی عمر میں ہوا' اور دوسری روایت یہ ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا' اور تیسری روایت یہ ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی' اور یہی روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ' حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں اور علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ان میں زیادہ صحیح تریسٹھ سال والی روایت ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

تاریخ وصال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی تاریخ اور وقت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔تحقیق یہی ہے کہ بہ روز پیر بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ چاشت کے وقت آپ کا وصال مبارک ہوا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوئی اور آپ کا وصال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوا۔تاریخ ولادت میں اختلاف ہے کہ دو یا آٹھ یا دس یا بارہ ربیع الاوّل کو آپ کی ولادت ہوئی اور آپ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاوّل کو چاشت کے روز ہوا۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے اور ذوالحج، محرم اور صفر کے مہینوں میں مدینہ منورہ تشریف فرما رہے اور بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ پیر کے روز آپ کا وصال مبارک ہوا۔ علامہ سہیلی نے کہا کہ بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ بہ روز پیر آپ کا وصال متصور نہیں ہو سکتا' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ۱۰ھ بہ روز جمعہ وقوف فرمایا اور ذوالحج کی پہلی تاریخ جمعرات کے روز تھی' لہٰذا تمام مہینوں کو کامل شمار کیا جائے یا ناقص شمار کیا جائے یا بعض مہینوں کو کامل اور بعض مہینوں کو ناقص شمار کیا جائے' بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز متصور نہیں ہو سکتی' لیکن ان کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مطالع کے اختلاف سے ایسا ہو سکتا ہے کہ مکہ والوں نے ذوالحج کا چاند جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ذوالحج کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱۸ ص ۶۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ سہیلی نے ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہونے پر جو شبہ وارد کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ یکم ذوالحج ۱۰ھ جمعرات کے روز تھی۔ اب یہاں کل چار صورتیں متصور ہو سکتی ہیں:

(۱) ذوالحج' محرم' صفر تینوں ماہ انتیس' انتیس دن کے ہوں (۲) تینوں ماہ تیس' تیس دن کے ہوں (۳) دو مہینے انتیس' انتیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہو (۴) دو مہینے تیس' تیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ انتیس دن کا ہو۔ ان چاروں مذکورہ صورتوں میں کسی صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز نہیں ہے' جس طرح درج ذیل نقشہ سے واضح ہے:

پہلی صورت: ہر مہینہ انتیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعرات کے روز ہو گی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	ہفتہ	اتوار	جمعرات

دوسری صورت: ہر مہینہ تیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل اتوار کے روز ہو گی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	اتوار

تیسری صورت: دو مہینے انتیس' انتیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۳۰ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعہ کے روز ہو گی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	جمعہ

چوتھی صورت: دو مہینے تیس' تیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۲۹ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل ہفتہ کے روز ہو گی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	پیر	منگل	ہفتہ

اس شبہ کے جواب کا حاصل یہ ہے: مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مطالع مختلف ہونے کی وجہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ والوں نے جمعرات کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعرات کا روز ہو اور مدینہ منورہ والوں نے جمعہ کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعہ کے روز ہو' اور دوسری صورت کے مطابق ہر مہینہ تیس دن کا ہو اور ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہو' لہٰذا کوئی اشکال نہیں رہے گا۔ نقشہ حسب ذیل ہے:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل

جمعہ ہفتہ اتوار پیر منگل بدھ جمعرات پیر

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ نے جمہور کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے علم ہیئت کے اصولوں کے مطابق دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یوم وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے' جس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

وصال مبارک کے واقعات کا بیان

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ متوفی ۲۷۳ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض کی گئی' اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں اپنی زوجہ بنت خارجہ کے ہاں تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ پر تو محض نزولِ وحی والی حالت طاری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ قابلِ تکریم ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری فرما دے۔ یقیناً اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک گوشہ میں یہ کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ اس وقت تک انتقال نہیں فرمائیں گے جب تک تمام منافقین کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹ ڈالیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اسے موت نہیں آئے گی اور جو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو یقیناً آپ کا انتقال ہو چکا ہے (پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:) آپ سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں' اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے' جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گا○ (آل عمران: ۱۴۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یوں لگا کہ آج سے پہلے میں نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شخص بھیجا جو مکہ والوں کی طرح شق قبر کھودتے تھے۔

اور ایک شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور وہ مدینہ منورہ والوں کے لیے قبر تیار کرتے تھے اور لحد والی قبر تیار کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے دونوں کی طرف آدمی بھیج کر دعا کی: اے اللہ! تو اپنے رسول کے لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرمالے' تو صحابہ کرام کو ابوطلحہ مل گئے اور انہیں بلالیا گیا اور ابوعبیدہ نہیں ملے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد تیار کی' جب صحابہ کرام علیہم الرضوان منگل کے روز آپ کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ اقدس میں آپ کے جسد اطہر کو آپ کے تخت پر رکھ دیا گیا' پھر لوگ گروہ درگروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر صلوٰۃ پڑھتے' جب مرد حضرات فارغ ہو گئے تو عورتیں حاضر ہوئیں اور جب عورتیں فارغ ہوئیں تو بچے حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ مبارکہ میں کسی نے امامت نہیں فرمائی۔ مسلمانوں کا اس بات میں اختلاف ہوا کہ آپ کی قبر انور کس جگہ بنائی جائے؟ بعض نے کہا: آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے' بعض نے کہا: آپ کو آپ کے صحابہ کے ساتھ دفن کیا جائے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کی روح جس جگہ قبض کی جائے' اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پھر جس بستر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا' اس بستر کو اٹھا کر اسی جگہ آپ کی قبر انور تیار کی گئی'

پھر بدھ کی رات نصف شب کے وقت آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی اور حضرت علی بن ابی طالب' حضرت فضل بن عباس اور ان کے بھائی حضرت قثم اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران آپ کی قبر میں اترے۔

حضرت ابولیلیٰ اوس بن خولی نے حضرت علی سے کہا: میں تمہیں اللہ کی اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کی قسم دیتا ہوں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم بھی اترو' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران نے وہ چادر پکڑی جسے رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے اور اسے قبر میں رکھ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد اس چادر کو کوئی نہیں پہنے گا اور وہ چادر آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی گئی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(شق کے معنی یہ ہیں کہ پہلے ایک مستطیل زیادہ طویل وعریض کھودیں' پھر اس کے درمیان میں دوسرا مستطیل اس سے چھوٹا اور لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زائد اور عرض میں نصف قد کے برابر اور گہرائی میں سینہ تک یا قدِ آدم کے برابر کھودیں۔ اس دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رو رکھیں۔ ۱۲ رضوی) (فتاویٰ رضویہ ملخصاج ۹ ص ۳۰۷' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

آپ کے جنازہ مبارکہ کی کیفیت کا بیان

آپ کا جنازہ مبارکہ کس طرح سے پڑھا گیا؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے' بعض علماء کے نزدیک آپ کا جنازہ مبارکہ معروف طریقہ سے ادا نہیں کیا گیا بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر درود وسلام عرض کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی نماز جنازہ معروف طریقے کے مطابق ادا کی گئی' لیکن اس میں کسی نے امامت نہیں کی۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر آتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے۔ بعض احادیث بھی اس کی موید ہیں۔ "**کما بیناھا فی رسالتنا النھی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز**" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز میں بیان کیا ہے۔ت) اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اسی کی تصحیح فرمائی۔ "**کما فی شرح الموطا للزرقانی**" (جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطا میں ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۱۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۸۷۹۱ - عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرْحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے اور یہ دونوں ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دینے لگے' پھر حضرت عمار' حضرت بلال اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے' پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لائے' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ یہ کہتے تھے: (نعرے لگاتے تھے) یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں' اور میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے "**سورۃ سبح اسم ربك الاعلٰی**" اس جیسی دیگر مفصل سورتوں کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

الْبُخَارِیُّ.

٥٧٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَّاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حبشی آپ کی تشریف آوری کی خوشی پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری والے دن سے بڑھ کر کوئی خوب صورت اور روشن ومنور دن نہیں دیکھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک والے دن سے بڑھ کر پریشان کن اور تاریک دن کوئی نہیں دیکھا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِيْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، ہر چیز جگمگا اٹھی، اور جس روز آپ کا وصال مبارک ہوا، ہر چیز تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی نہیں جھاڑی تھی اور آپ کے دفن میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا۔

٥٧٩٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: بے شک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ جتنا چاہے دنیا کے ناز ونعمت کو اختیار کرے یا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں انہیں اختیار کر لے، اور اس بندے نے اللہ کے پاس جو انعامات ہیں انہیں اختیار کر لیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، ہمیں اس پر تعجب ہوا، لوگ کہنے لگے: ان محترم کی طرف دیکھیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے شخص کے متعلق خبر دے رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی تروتازگی پسند کر لے یا اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے جو انعامات ہیں وہ اختیار کر لے اور یہ عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا، تو وہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ (بخاری ومسلم)

٥٧٩٣ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَاْسَهٗ بِخِرْقَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اس دوران آپ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے سر انور کو پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ منبر کی

حَتّٰی اَهْوٰی نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰی عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْحَوْضِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَيْرُ اَبِیْ بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰی ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتّٰی السَّاعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے آ گئے' آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس مقام سے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں' پھر فرمایا کہ ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آپ کے کلام کا مقصد نہ سمجھ سکا' ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور رونے لگے' پھر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے باپ' مائیں' اپنی جانیں اور اپنے اموال آپ پر قربان کر دیں گے' پھر نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور دوبارہ کبھی منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے۔ (دارمی)

٨٧٩٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَّبِیٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِیْ شَكْوَاهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی کو بیماری کی حالت میں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دے دیا جاتا ہے' اس وقت نبی کریم ﷺ مرضِ وصال کے عالم میں تھے' آپ کے گلے مبارک سے تکلیف والی آواز نکلنے لگی' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ان لوگوں کا ساتھ ہوگا جن پر تو نے انعام فرمایا' جو انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں' پس میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار عطا کر دیا گیا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٥ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِیٌّ حَتّٰی يَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰی فَخِذِیْ غُشِیَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَی السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی قُلْتُ اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِیْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی يَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کا اس وقت تک ہرگز وصال نہیں ہوتا جب تک اسے اس کا جنتی مقام نہ دکھایا جائے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وصال کے وقت نبی کریم ﷺ کا سرِ انور میری ران پر تھا' آپ پر غشی طاری ہوئی' پھر افاقہ ہوا تو آپ نے چھت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اب تو آپ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ تندرستی کی حالت میں آپ ہمیں یہی بات بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو وصال سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' نبی کریم ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٦ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال کے بعد شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی' جیسے زندوں اور مردوں کو الوداع

أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَّإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ لَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ صَلّٰى عَلَيْهِمْ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَهُوَ الظَّاهِرُ الْمُتَبَادِرُ فَهُوَ مِنْ خُصُوْصِيَّاتِهٖ أَوْ خُصُوْصِيَّتِهِمْ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ الدُّعَاءُ.

کر رہے ہوں' پھر آپ نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر ارشاد فرمایا: بے شک میں تم سے پہلے تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ و نگہبان ہوں' بے شک تمہارے ساتھ وعدے کا مقام حوض ہے اور میں اس مقام پر ہوتے ہوئے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں' اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور بے شک مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے' لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا کی رغبت کرنے لگو گے اور بعض نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تم آپس میں لڑائی کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے' جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ (بخاری' مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہداءِ اُحد کی نمازِ جنازہ پڑھی اور یہی معنی ظاہر اور متبادر الی الفہم ہے' اور یہ آپ کی خصوصیت ہے یا شہدائے اُحد کی خصوصیت ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔

٨٧٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِيْ فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِيْ فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكَتْ فَرَاٰهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ إِنَّهٗ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهٗ قَدْ نُعِيَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهٗ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِيْ لَا تَبْكِيْ فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَّالْإِيْمَانُ يَمَانٌ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ "اذا جاء نصر اللہ الفتح" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اپنے وصال کی خبر دے دی گئی ہے' آپ رونے لگیں تو فرمایا کہ روؤ مت! کیونکہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی' بعض ازواجِ مطہرات نے ان کو دیکھ لیا تو ان سے کہا: اے فاطمہ! ہم نے تمہیں پہلے روتے ہوئے' پھر ہنستے ہوئے دیکھا ہے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کو وصال کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی' تو آپ نے فرمایا: مت روؤ! کیونکہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے میرے ساتھ تمہاری ملاقات ہو گی تو میں ہنسنے لگی' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور اہلِ یمن آ گئے' وہ نرم دل ہیں اور ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے۔ (دارمی)

٨٧٩٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وصال میں فرماتے تھے: اے عائشہ! میں نے خیبر کے دن جو کھانا کھایا تھا' اس کا درد ہمیشہ محسوس کرتا رہتا ہوں' اب اس زہر کے اثر سے میرے دل کی رگ کٹ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ (بخاری)

٨٧٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَتْ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

کا وقتِ وصال قریب آیا' اس وقت گھر میں کئی حضرات تھے جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لاؤ! میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درد کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے' تمہیں اللہ کی کتاب کافی ہے' پھر گھر والوں کا اختلاف ہوگیا' اور وہ آپس میں جھگڑنے لگے' بعض کہتے تھے کہ لکھنے کا سامان آپ کے قریب کرو تا کہ آپ تمہارے لیے تحریر لکھ دیں اور بعض وہی کہتے تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب ان کا شوروغل اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ بڑی مصیبت وہ تھی جو گھر والوں کے اختلاف اور شوروغل کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر مبارک کے درمیان حائل ہوگئی۔

وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَانُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور سلیمان بن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن! کیا ہی عجیب دن تھا جمعرات کا دن! پھر آپ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہوگئیں' میں نے عرض کیا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد زیادہ ہوگیا تھا' آپ نے فرمایا: میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ' میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دیتا ہوں کہ میرے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے' انہوں نے جھگڑا کیا حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں' صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا ہے' کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ سے پوچھو تو وہ بار بار آپ سے پوچھنے لگے' آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو! مجھے چھوڑ دو! میں جس حالت میں ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو' پھر آپ نے انہیں تین چیزوں کا حکم دیا اور فرمایا: مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور وفود کو اسی طرح انعام و اکرام سے نوازا کرو' جس طرح میں انہیں انعام و اکرام دیتا ہوں' اور تیسری بات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہوگئے یا انہوں نے بیان کیا تھا اور میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا: یہ سلیمان کا قول ہے۔

(بخاری و مسلم)

حدیثِ قرطاس پر اعتراضات کے جوابات

مذکورہ حدیث کو "حدیثِ قرطاس" کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں قرطاس (کاغذ) کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بناء پر روافض سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر درج ذیل اعتراضات کرتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کاغذ دوات لانے کا حکم ارشاد فرمایا' مگر انہوں نے حکم کی تعمیل نہ کر کے معصیت اور گناہ کا ارتکاب کیا۔

(۲) صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر آپ تحریر لکھوا دیتے تو امت گمراہ نہ ہوتی اور امت کے درمیان اصول وفروع میں اختلاف نہ ہوتا۔

(۳) صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جھگڑا کیا اور آوازیں بلند کیں حالانکہ آپ کی بارگاہِ اقدس میں آواز بلند کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ. (الحجرات:۲) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

(۴) صحابہ کرام نے کہا: "اَهجر" کیا آپ ہذیان کہہ رہے ہیں۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت ہے' حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کلام ہذیان سے پاک ہے' ورنہ تو ان کے اقوال وافعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا۔

ان تمام اعتراضات کا اجمالی اور الزامی جواب یہ ہے کہ ان اُمور کا ارتکاب کرنے والوں میں اہل بیتِ کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' لہٰذا ان پر بھی اعتراض وارد ہوگا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کی تعمیل نہیں کی' امت کی حق تلفی کی' آپ کی بارگاہ میں آواز بلند کی اور آپ کی طرف نامناسب الفاظ منسوب کیے یا یہ الفاظ کہنے والوں کو منع نہیں کیا۔ اگر ان امور کی وجہ سے حضرات اہل بیت اور سیّدنا علی المرتضیٰ و سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما کو مطعون نہیں کیا جا سکتا تو پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی نشانہ اعتراض بنانا کیسے درست ہے؟

تفصیلی جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کے صیغہ کے ساتھ حکم ارشاد فرمایا: "ایتونی" میرے پاس کاغذ دوات لاؤ۔ لہٰذا مخاطب صرف سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں تھے بلکہ تمام حاضرین کو خطاب تھا' جن میں اہل بیت کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اگر کاغذ دوات نہ لا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گناہ گار ہوئے تو پھر یہ اعتراض تو اہل بیت کرام پر بھی وارد ہوگا حالانکہ روافض انہیں معصوم مانتے ہیں۔

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین کا کاغذ اور دوات لا کر نہ دینا' آپ کے حکم کی تعمیل سے انکار کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ان کا مقصود یہ تھا کہ مرض کی اس حالت میں لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی' لہٰذا آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے شدتِ محبت کی بناء پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا کر اس کی بجائے محمد بن عبد اللہ لکھ دو' لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شدتِ محبت کی بناء پر عرض کیا: "واللہ لا امحوك ابدًا" حضور! میں آپ کا نام ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ امر وجوب کے لیے نہیں تھا' اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔ آپ کا یہ امر استحبابی تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس امر کی تعمیل پر اصرار نہیں فرمایا حالانکہ اس واقعہ کے بعد آپ چار

دن حیاتِ ظاہری کے ساتھ تشریف فرما رہے' اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو ان ایام میں آپ اس پر ضرور عمل کرواتے۔

(۴) یہ کہنا درست نہیں کہ اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کوئی ایسے دینی احکامات لکھوانا چاہتے تھے جو پہلے بیان نہیں ہوئے تھے کیونکہ دین کے تمام احکامات بیان ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

لہٰذا اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پہلے سے بیان کردہ احکامات کی تاکید فرمانا چاہتے تھے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! ''حسبنا کتاب اللّٰہ'' ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ مزید تاکید کی ضرورت نہیں' لہٰذا اس شدتِ الم کی حالت میں آپ لکھوانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۵) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فقاہت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اگر تحریر لکھوا دی گئی تو ہوسکتا ہے کہ بعض ایسی چیزیں منصوص طور پر تحریر میں آ جائیں جن پر عمل دشوار ہو اور بعد میں آنے والے لوگ ان پر عمل نہ کر کے سزا کے مستحق ہوں' لہٰذا آپ نے نبی کریم ﷺ کی امت کی آسانی کا خیال کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ جو احکام منصوص طور پر معلوم نہ ہو سکیں گے' ان کے لیے اجتہاد کر لیا جائے گا' اس میں امت کے لیے آسانی ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس عرض کو قبول فرما کر تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۶) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے بعد اپنی رائے بطور مشورہ عرض کی تھی اور کئی مواقع پر ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رائے پیش کرتے۔ رائے درست ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ اسے قبول فرما لیتے بلکہ آپ کی رائے کی موافقت میں آیاتِ قرآنیہ کا نزول بھی ہوا اور رائے درست نہ ہونے کی صورت میں آپ اس رائے پر عمل نہ فرماتے بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھتے۔ عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اختلافِ رائے کا اظہار کیا' مگر آپ نے ان کی رائے کو قبول نہ فرمایا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط طے کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت میں اپنی رائے پیش کی مگر نبی کریم ﷺ نے ان کی رائے پر عمل نہ کیا بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی نعلین مبارک دے کر خلوصِ دل سے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے والے ہر شخص کو جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا' مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! یہ بشارت سن کر تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے' آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو قبول فرما لیا۔ اگر اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے درست نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ اسے قبول نہ فرماتے اور تحریر کا ارادہ ترک نہ فرماتے۔

(۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین نے کاغذ اور دوات نہ لا کر امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر یہ لکھوانا ضروری ہوتا اور نہ لکھوانے کی صورت میں حق تلفی ہوتی تو آپ ضرور یہ تحریر لکھواتے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے' کیونکہ آپ پر تبلیغ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ. (المائدہ:۶۷) اے رسول! تم پر تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے اسے پہنچا دیجیے۔

آپ کی شان یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں انتہائی ناسازگار حالات اور تمام تر مخالفتوں اور مصائب کے باوجود آپ نے تبلیغ

ترک نہیں فرمائی' مگر اس کے بعد موقع میسر آنے کے باوجود آپ نے یہ تحریر نہیں لکھوائی جس سے واضح ہوا کہ یہ ضروری تحریر نہیں تھی اور اس کے ترک میں امت کی حق تلفی نہیں ہوئی۔

(۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان اس معاملہ میں دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک فریق کا نظریہ یہ تھا کہ سرکار ﷺ حکم فرما رہے ہیں' لہٰذا تعمیلِ حکم کے لیے کاغذ دوات لانا واجب ہے اور دوسرے فریق کا نظریہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ حکم وجوبی نہیں اور اگر اس استحبابی حکم پر عمل کرتے ہوئے کاغذ دوات پیش کر دیتے تو تحریر لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی' لہٰذا ان حضرات نے آپ کے آرام کو ترجیح دی۔ دونوں کا نظریہ آپ ﷺ کی محبت کے جذبہ پر مبنی تھا اور اس شدتِ محبت میں بے خبری کے عالم میں وہ جھگڑنے لگے اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں' لہٰذا وہ معذور تھے' العیاذ باللہ۔ ان جان نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود دربارِ اقدس کی توہین نہیں تھا' لہٰذا وہ معذور تھے' البتہ لاشعوری کے عالم میں ان سے دربارِ اقدس میں جھگڑا کرنے اور آوازیں بلند کرنے کا جو فعل سرزد ہوا' وہ درست نہیں تھا' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں اس پر متنبہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو' میں جس حالت میں ہوں' وہ بہتر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کاغذ دوات پیش نہ کرنا معصیت اور گناہ ہوتا تو آپ اس پر بھی ضرور متنبہ فرما دیتے۔

(۹) ''هجر'' کا ایک معنی ہے: اول فول بکنا' جس طرح کہتے ہیں: ''هجر فی مرضه او نومه'' اس شخص نے بیماری یا نیند کی حالت میں بے ربط گفتگو کی۔ اس صورت میں ''اَهَجَرَ'' میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ﷺ معاذ اللہ کوئی بے ہودہ اور بے ربط گفتگو نہیں فرما رہے بلکہ آپ تو صحیح کلام فرما رہے ہیں' اگر العیاذ باللہ یہ مقصود ہوتا کہ آپ کی گفتگو ہذیان پر مبنی ہے تو صحابہ کرام یوں نہ کہتے کہ ''استفهموه'' آپ سے دریافت کرو کیونکہ ہذیان کہنے والے سے دریافت نہیں کیا جاتا' بلکہ پھر کہا جاتا: ''خلوه'' آپ کو اسی حالت پر چھوڑ دو' لہٰذا اس جملہ میں آپ سے ہذیان کہنے کی نفی کی ہے' اور ''هجر'' کا دوسرا معنی ہے: کسی کو چھوڑ دینا' مثلاً کہتے ہیں: ''هجر الشیء'' اس نے چیز کو چھوڑ دیا۔ ''هجر زوجه'' اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا اور اسے طلاق دے دی۔ اب حدیث میں مذکور لفظ کا معنی ہوگا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور ہم سے جدا ہو رہے ہیں؟ اور یہ جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کمالِ محبت کی دلیل ہے اور یہ دوسرا معنی اس مقام کے زیادہ لائق ہے۔ اس مسئلہ مزید کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۵۲۱' شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور۔

وَرَوَى الْإِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِیْتِنِيْ بِكَتِفٍ اَوْ لَوْحٍ اَكْتُبُ لِاَبِيْ بَكْرٍ كِتَابًا لَا يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُوْمَ قَالَ يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرٍ.

اور امام احمد نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ مجھے کندھے کی ہڈی یا تختی لا کر دو کہ میں ابوبکر کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس پر اختلاف نہ کیا جائے' جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (تختی وغیرہ لانے کے لیے) جانے لگے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ اور مؤمنین تمہارے متعلق اختلاف کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِهٖ وَاَعْهَدُ اَنْ يَّقُوْلَ

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور انہیں اپنا ولی عہد مقرر کر جاؤں

الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنّٰى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

کہ کہیں کہنے والے نہ کہیں (کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں کیا) یا تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا نہ کرنے لگیں' پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے غیر کی خلافت کا) انکار کرے گا اور مؤمنین ابوبکر کے علاوہ کسی کی خلافت کو نہیں مانیں گے۔

۸۸۰۰۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاِنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر جو انعامات ہیں' ان میں سے ایک یہ انعام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک میرے گھر میں اور میری باری میں اور میری گردن اور سینے کے درمیان ہوا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے وصال مبارک کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرما دیا' میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دے کر بیٹھی ہوئی تھی' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں' میں سمجھ گئی کہ آپ کو مسواک کی خواہش ہے' میں نے عرض کیا: میں ان سے آپ کے لیے مسواک لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں! آپ نے مسواک لی اور وہ آپ کو سخت لگی' میں نے عرض کیا: میں اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا: ہاں! میں نے مسواک (چبا کر) نرم کر دی' آپ نے مسواک دانتوں پر پھیری اور آپ کے سامنے پانی کا برتن تھا' آپ پانی میں ہاتھ ڈال کر اسے منہ پر مل لیتے' اور فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمانے لگے: مجھے رفیق اعلیٰ میں کر دے! حتیٰ کہ آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ (بخاری)

۸۸۰۱ ۔ وَعَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ خَاصَّةً لَّكَ يَسْاَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا

حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی شخص ان کے والد ماجد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہنے لگا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ سناؤں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں! ہمیں ابو القاسم ﷺ کی حدیث سناؤ' اس شخص نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف خصوصی طور پر آپ کی عزت افزائی اور آپ کی تعظیم کے لیے بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ آپ سے اس چیز کے متعلق سوال فرماتا ہے جسے وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آپ خود کو کیسا محسوس کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے جبریل! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے

ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ فَاَذِنَ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ فَقَالَ اَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخِضْرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

جبریل! میں خود کو کرب و غم میں مبتلا پاتا ہوں' پھر دوسرے روز جبریل آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور آپ کو اسی طرح کہا' نبی کریم ﷺ نے انہیں پہلے دن کی طرح جواب دیا' جبریل پھر تیسرے روز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے پہلے روز کی طرح عرض کیا' آپ نے پھر پہلے روز کی طرح جواب دیا' اور ان کے ساتھ اسماعیل نامی ایک فرشتہ حاضر ہوا جو ایک لاکھ ملائکہ پر مؤکل تھا اور ان میں سے ہر فرشتے کے ماتحت ایک لاکھ ملائکہ تھے' اس نے آپ سے اجازت طلب کی' آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس فرشتہ کے متعلق سوال کیا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت حاضر ہیں' آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں' انہوں نے آپ سے پہلے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی شخص سے اجازت طلب کریں گے' اور عرض کیا کہ انہیں اجازت عنایت فرمایئے' آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی' انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا' پھر عرض کیا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے کہ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو میں روح قبض کرلوں اور اگر آپ مجھے حکم دیں کہ روح قبض نہ کروں تو میں روح قبض نہ کروں' آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم ایسا کرو گے؟ عرض کیا: ہاں! مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے' نبی کریم ﷺ نے ملک الموت کو فرمایا: جس کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈالیے' تو انہوں نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی' جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تعزیت کی آواز آئی' لوگوں نے گھر کے کونے سے آواز سنی کہ اے گھر والو! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مصیبت میں تعزیت اور تسلی ہے اور ہر چلے جانے والے کی طرف سے کوئی خلیفہ ہے اور ہر کھو جانے والی چیز کا تدارک ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرو اور اسی سے امید رکھو' اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ یہی خضر علیہ السلام ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِلَفْظٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ

اور مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت کے دوران مجھے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا یا کوئی کہنے والا

اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ اَوْ یَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَیَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ.

کہے گا کہ میں (خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں حالانکہ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے۔

۸۸۰۲ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَارَاْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلَيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِیْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلَلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعْرِسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّی الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَی اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَيَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: ہائے سر درد! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بات اگر ہوگئی (یعنی تمہاری وفات ہوگئی) اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور تمہارے لیے دعا مانگوں گا' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے مصیبت! اللہ کی قسم! میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت پسند کرتے ہیں' اگر اس طرح ہوگیا تو آپ دن کے آخری حصہ میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ وقت گزاریں گے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اپنے سر درد کا خیال چھوڑو) بلکہ میرے سر درد کی فکر کرو' میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر انہیں ولی عہد مقرر کر دوں' کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کہیں (کہ آپ نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں فرمایا) اور تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا کرنے لگیں' پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے سوا کا) انکار کر دے گا اور مؤمنین (ابوبکر کے غیر کو) نہیں مانیں گے۔ (بخاری)

۸۸۰۳ وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِیْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا وَاَنَا اَقُوْلُ وَارَاْسَاهُ قَالَ بَلْ اَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَاْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرُّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَغَسَلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَاَنِّیْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰی بَيْتِیْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِیَٔ فِیْ وَجْعِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ قَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَمْنَعُ زَوْجُهَا مِنْ غُسْلِهَا وَمَسِّهَا لَا مِنَ النَّظْرِ اِلَيْهَا عَلَی الْاَصَحِّ مَنِيَّةٌ وَقَالَ الْاَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ يَجُوْزُ لِاَنَّ عَلِيًّا غَسَّلَ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْنَا هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی بَقَاءِ الزَّوْجِيَّةِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ اه بِنَاءً عَلَيْهِ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ غَسَلْتُكِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں جنازہ سے واپس لوٹ کر میرے پاس تشریف لائے' آپ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میں سر درد محسوس کر رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر درد! آپ نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں: اے عائشہ! ہائے سر درد! اور فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئیں تو تمہارا کیا نقصان' میں تمہیں غسل دوں گا' کفن پہناؤں گا' تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا' میں نے عرض کیا: گویا میں آپ کے متعلق ایسا محسوس کر رہی ہوں کہ اگر آپ نے یہ کام کیے تو آپ میرے گھر واپس لوٹ کر تشریف لائیں گے اور اپنی کسی بیوی کے ساتھ رات گزاریں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا' پھر آپ کے اس مرض کا آغاز ہوگیا جس میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (دارمی) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ فوت شدہ بیوی کے خاوند کے لیے اصح مذہب کے مطابق اسے غسل دینا اور اسے چھونا منع ہے' اس کی طرف نظر کرنا منع نہیں اور ائمہ ثلاثہ کا بیان ہے کہ جائز ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا' ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غسل دینا اس بناء پر تھا کہ زوجیت باقی تھی' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ہر سبب اور نسب موت سے ختم ہو جاتا ہے سوائے میرے سبب اور نسب کے' اسی بناء پر اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے غسل دوں گا۔

٨٨٠٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت مبارک زیادہ ناساز ہوئی اور شدت تکلیف سے آپ پر غشی طاری ہونے لگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! آپ نے انہیں فرمایا: تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی' جب نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان! آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول فرمالیا' ہائے ابا جان! آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے' ہائے ابا جان! جبریل علیہ السلام کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں' جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! کیا تمہارے دلوں نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالنا گوارا کرلیا۔ (بخاری)

٨٨٠٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اِدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور آپ کے دفن کے سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی کو جہاں دفن کرنا پسند کرتا ہے' اسی جگہ اس نبی کی روح قبض فرماتا ہے' آپ کو اپنے بستر والی جگہ پر ہی دفن کرو۔ (ترمذی)

٨٨٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چلو! ہم اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے جاتے ہیں' جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے' جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں' دونوں حضرات نے ان سے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہت بہتر ہیں' وہ فرمانے لگیں: میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ علم نہیں کہ اللہ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہیں بلکہ میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو رُلا دیا اور یہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

بَابٌ

باب

٨٨٠٧ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا' نہ درہم نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔

(مسلم)

مُسْلِمٌ.

مذکورہ حدیث سے اہل تشیع کے ردّ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم' نہ کوئی بکری' نہ کوئی اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ اس حدیث میں روافض کا ردّ ہے' وہ کہتے ہیں کہ فدک کی زمین نبی کریم ﷺ کا ترکہ تھی اور وہ آپ کی وارث سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا گیا' نیز وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا اور ان کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث سے دونوں نظریات کا ردّ ہو گیا کیونکہ آپ نے نہ کوئی مال چھوڑا اور نہ ہی کسی کے لیے وصیت فرمائی۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے انہیں کب وصی مقرر کیا حالانکہ وصال کے وقت آپ میرے سینے یا گود میں ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ نے تھال منگوایا اور آپ میری گود میں ہی جھک گئے اور مجھے پتا بھی نہ چلا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ نے کب وصی مقرر کیا؟ اور حدیث کے الفاظ ''لـم یـوص'' کا معنی یہ ہے کہ آپ نے تہائی وغیرہ مال کی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کے پاس کوئی مال نہیں تھا' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کے لیے وصیت نہیں فرمائی تھی' جس طرح کہ شیعہ حضرات کا گمان ہے۔ خیبر اور فدک کے علاقہ میں نبی کریم ﷺ کی جو زمین تھی' وہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دی تھی۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی اور اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت فرمائی اور مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالنے اور وفود کی عزت کرنے کی وصیت فرمائی اور مذکورہ حدیث میں وصیت نہ کرنے سے یہ وصیتیں مراد نہیں' اس سے مراد وہی معنی ہے جس کا ہم نے بیان کر دیا ہے' لہٰذا احادیث کے درمیان کوئی تناقض نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۴۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

بعض سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بہت سے اونٹ تھے' آپ کی بیس اونٹنیاں تھیں جو مدینہ منورہ کے اطراف میں رکھی ہوئی تھیں' آپ کے خدام روزانہ ان کا دودھ لاتے تھے اور آپ کی سات بکریاں اور سات بھیڑیں تھیں' جن کا دودھ صحابہ کرام نوش کرتے تھے۔ سیرت نگاروں کی یہ حکایات اس صحیح حدیث کے معارض نہیں ہو سکتیں۔ اگر انہیں درست مان لیا جائے تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ صدقہ کے اونٹ تھے اور نبی کریم ﷺ کے فقراء صحابہ' اصحابِ صفہ وغیرہ ان کا دودھ نوش کرتے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۵' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۰۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسَلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام نہ لونڈی' نہ ہی کوئی اور چیز' صرف اپنا سفید خچر اور سامانِ جہاد اور زمین چھوڑی' جس کو آپ نے صدقہ کر دیا۔ (بخاری)

۸۸۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں' میری ازواج اور میرے عامل کے خرچ کے بعد جو کچھ باقی بچے گا' وہ صدقہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا' ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

۵۸۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے اور اس نبی کو ان کے لیے پیش رو اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں ہی ان پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس نبی کی نگاہوں کے سامنے ان کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے' کیونکہ اس امت نے اپنے نبی کی تکذیب اور نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

۵۸۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَّلَا يَرَانِيْ ثُمَّ لَاَنْ يَّرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کسی شخص پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ میری زیارت نہیں کر سکے گا' پھر اسے میرا دیدار اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَّذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے فضائل کا بیان اور قبائل کا ذکر

قریش کے نام کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

زبیر کا قول ہے کہ قریش فہر بن مالک کا نام ہے' فہر بن مالک سے پہلے قریش نہیں تھے۔ زبیر نے کہا کہ میرے چچا نے بیان کیا کہ فہر ہی قریش تھے' ان کا نام قریش اور فہر لقب تھا اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ فہر کی والدہ نے ان کا نام قریش رکھا تھا اور ابن ہشام نے کہا کہ نضر بن کنانہ قریش تھے' جو نضر کی اولاد سے ہیں' وہ قریشی ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں وہ قریشی نہیں اور یہ جمہور کا قول ہے۔ ان کی دلیل اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں وفدِ کندہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ قصی کو قریش کہا جاتا تھا اور ان سے پہلے کسی کا نام قریش نہیں تھا۔ پہلے دو قول بہت سے ائمہ نسب سے منقول ہیں اور صحیح جمہور کا قول ہی ہے کہ قریش نضر بن کنانہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ صحیح یہ ہے کہ فہر قریش ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ میں ایک قول یہ ہے کہ قرش کا معنی ہے: تجارت کرنا' اور قریش بھی تجارت کرتے تھے' یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ ''تقرش'' کا معنی ہے: جمع ہونا' اور قریش بھی متفرق ہونے کے بعد جمع ہوئے تھے' لہٰذا انہیں قریش کہا گیا۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ ''تقریش'' کا معنی تفتیش ہے اور نضر لوگوں کی حاجات کی تفتیش کر کے ان کی حاجات پوری کیا کرتے

تھے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ قریش' قرش کی تصغیر ہے اور یہ اس سمندری جانور کو کہتے ہیں جو چھوٹے بڑے تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ قصی نے قریش کو جمع کیا' لہٰذا ان کا نام قریش رکھا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ حرم میں جمع ہونے کی وجہ سے انہیں قریش کہا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ ''تــقــرش'' کا معنی ہے: رذیل اُمور سے دور رہنا۔ایک قول یہ ہے کہ قریش ''تقارشت الرماح'' سے ماخوذ ہے اور یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب لڑائی میں نیزے ٹکرائیں۔

(ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۸۱۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعُ الْقُرَيْشِ فِیْ هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِّكَافِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس (حکومت کے) معاملہ میں قریش کے تابع ہیں' ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے اور ان کے کافر' ان کے کافروں کے تابع ہیں۔ (بخاری' مسلم)

۸۸۱٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ خیر اور شر (یعنی اسلام اور کفر) میں قریش کے تابع ہیں۔ (مسلم)

۸۸۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَيْشٍ مَّا بَقِیَ مِنْهُمْ اِثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (خلافت والا) معاملہ ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہے۔ (بخاری' مسلم)

۸۸۱٦ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَيْشٍ لَّا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تک قریش دین پر قائم رہیں گے یہ خلافت ان میں رہے گی' جو شخص بھی ان کی مخالفت کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل اوندھا کر کے گرا دے گا۔ (بخاری)

قریش کے ساتھ خلافت کے اختصاص کا بیان

ان احادیث میں ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں واضح دلیل ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر قریش کے لیے عقدِ خلافت جائز نہیں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے زمانہ میں اسی پر اجماع منعقد ہے۔قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمام علماء کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ کے لیے قرشی ہونا شرط ہے۔حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سقیفہ کے روز انصار پر اسی حدیث سے حجت قائم کی تھی اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔علماء کرام نے اس مسئلہ کو اجماعی مسائل میں سے شمار کیا ہے اور سلف سے اس کے خلاف کوئی فعل اور قول منقول نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۱۹' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس دور میں خلافت قریش میں نہ ہونے کا جواب

اس حدیث پر سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی حالانکہ اس دور میں قریش میں خلافت نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ قریش میں رہے گی اور خلافت راشدہ ہمیشہ قریش میں

ہی رہی ہے۔غیر قریشی حکمران اور ملوک وسلاطین تو ہوئے ہیں مگر خلفاء راشدین نہیں ہوئے' نیز اس حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے' اگر غیر قریشی غلبہ سے حکومت حاصل کر لیں تو یہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تحقیق یہ ہے کہ حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو قریش کی اتباع کرنی چاہیے' ان کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے ورنہ تو اکثر شہروں میں دوسو سال سے زائد عرصہ سے خلافت قریش سے نکل چکی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ ہمارے زمانہ میں تو حکومت قریش میں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرب ممالک میں خلافت قریش میں ہی ہے' اسی طرح مصر میں بھی خلیفہ ہے۔(علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب درست نہیں' کسی نے کہا کہ عرب میں خلافت ہے؟ اور مصر میں کون خلیفہ ہے؟ وہ تو محض نام کا خلیفہ ہے' ارباب حل وعقد سے نہیں' اگر ان کے جواب کو درست مان لیں تو متعدد خلفاء کا ہونا لازم آئے گا حالانکہ خلیفہ تو صرف ایک ہی ہوتا ہے' کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: امام کی بیعت کرو اور اس کی بیعت کو پورا کرو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے' اس کی گردن اڑا دو۔امام احمد' امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی' اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا اور واقع میں اسی طرح ہوا' کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو سال اور چار ماہ سے دس دن کم تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن تھی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو ماہ کم پانچ سال تھی اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدتِ خلافت قریباً چھ ماہ تھی' جس پر تیس سال مکمل ہوگئے اور آپ چالیس ہجری کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے۔(عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

لہٰذا اس حدیث کا صحیح جواب وہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ ہمیشہ قریش میں رہے گی یا حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے۔

۸۸۱۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيْزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

اور ایک روایت میں ہے: لوگوں کا معاملہ جاری رہے گا' جب تک دس مردان کے حکمران رہیں گے' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بخاری ومسلم)

احادیث میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے' جب کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافتِ نبوت تیس سال تک رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ جسے

چاہے گا ملک عطا فرما دے گا۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۰ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ'لاہور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیس سال تک خلافت رہے گی اور تیس سال تک بارہ خلفاء نہیں ہوئے' بلکہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا کر پانچ خلفاء ہوتے ہیں' لہٰذا دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی' اور یہ اس مذکور حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیس سال سے مراد خلافتِ نبوت ہے اور بعض روایات میں صراحتاً ہے کہ میرے بعد خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی اور بارہ خلفاء میں یہ شرط نہیں (یعنی بارہ خلفاء میں یہ شرط ہے کہ ان کے دور میں اسلام کا غلبہ ہوگا' اگر چہ ان کی خلافت منہاجِ نبوت پر نہ ہو)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْھِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی یا (آپ نے فرمایا:) ان پر بارہ خلیفے مقرر ہوں گے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۱۸ - وَعَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدْ ھَوَانَ قُرَیْشٍ اَھَانَہُ اللّٰہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی قریش کی ذلت و رسوائی چاہے گا' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا فرما دے گا۔ (ترمذی)

۸۸۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَا یُقْتَلُ قُرَیْشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مطیع اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت کے دن تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔ (مسلم)

۸۸۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نَکَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَھُمْ نَوَالًا رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے تو ان کے بعد والوں کو بخشش و عطاء کی لذت چکھانا۔ (ترمذی)

۸۸۲۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبْشَۃِ وَالْاَمَانَۃُ فِی الْاَزْدِ یَعْنِی الْیَمَنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حکومت قریش میں' قضاء انصار میں' اذان حبشہ میں اور امانت ازد یعنی یمن میں ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَوْقُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا اَصَحُّ.

اور ایک روایت میں یہ حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۸۸۲۲ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُرَیْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُھَیْنَۃُ وَّمُزَیْنَۃُ وَّاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّاَشْجَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع میرے

مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دوست ہیں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا ان کا کوئی دوست نہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّمُزَيْنَةُ وَّجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَّمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطْفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلم' غفار مزینہ اور جہینہ' بنوتمیم اور بنوعامر اور دونوں حلیفوں یعنی بنواسد اور بنو غطفان سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ الْعَرَبِ كَمَا هُوَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَفِيْ اِسْتِدْلَالِهٖ نَظْرٌ لَا يُخْفٰى قُلْتُ لِاَنَّ خِلَافَنَا فِي الرِّجَالِ لَا فِي النِّسَاءِ فَكَيْفَ يُسْتَدَلُّ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ رِجَالِ مُشْرِكِي الْعَرَبِ فَتَاَمَّلْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنوتمیم کے متعلق تین باتیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جس کی وجہ سے میں ہمیشہ ان سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: یہ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ سخت ہیں' ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ایک باندی تھی' آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو' کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ (بخاری و مسلم) ابن ملک نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ منہم'' (ان کی لونڈی) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب کو غلام بنانا جائز ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی نظریہ ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ان کے استدلال پر اعتراض ہے جو پوشیدہ نہیں' میں کہتا ہوں: ہمارا (یعنی احناف اور شوافع کا) اختلاف مردوں کے متعلق ہے عورتوں کے متعلق نہیں' لہٰذا نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ'' اس بات کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے کہ عرب کے مشرکین مردوں کو غلام بنانا جائز ہے؟ لہٰذا غور و فکر کرو۔

٨٨٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین قبیلہ اسد اور اشعری ہیں کہ وہ نہ تو میدانِ جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ ہی مالِ غنیمت میں خیانت کرتے ہیں' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (ترمذی)

٨٨٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ازد زمین میں اللہ کا لشکر ہے' لوگ ان کو گرانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو یہ پسند

يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ اَبِیْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَالَيْتَ اُمِّیْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

نہیں ہے بلکہ اللہ انہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی کہے گا: کاش! میرا باپ ازدی ہوتا' کاش! میری ماں کا تعلق قبیلہ ازد سے ہوتا۔ (ترمذی)

٨٨٢٨ ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءَ ثَقِيْفٍ وَبَنِیْ حَنِيْفَةَ وَبَنِیْ اُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وصال کے وقت تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے: (۱) ثقیف (۲) بنوحنیفہ (۳) بنوامیہ۔ (ترمذی)

٨٨٢٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِیْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں بہت جھوٹا شخص ہے اور بہت بڑا ظالم ہے۔ عبداللہ بن عصمہ نے کہا: یہ کہا جاتا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید ہے اور بڑا ظالم حجاج بن یوسف ہے اور ہشام بن حسان نے کہا کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی باندھ کر قتل کیے ہیں۔ (ترمذی)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِی الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ.

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں بہت جھوٹا اور بڑا ظالم شخص ہے' بہت جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا ہے' باقی رہا بڑا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تو ہی ہے۔

٨٨٣٠ ـ وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةٌ سَوْءٌ.

حضرت ابونوفل معاویہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ کی گھاٹی پر (سولی پر لٹکے ہوئے) دیکھا' قریش اور دوسرے لوگ ان کے قریب سے گزرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے قریب سے گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا: السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم بہت روزے رکھنے والے' بہت قیام کرنے والے' بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے' سنئے وہ جماعت (جن کے فاسد گمان میں) تم بدترین تھے' حقیقت میں وہ جماعت خود ہی بُری ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَاُمَّۃٌ خَیْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَوْلُہٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِہٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَھُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّہٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَہٗ فَاَعَادَ عَلَیْھَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكِ مَنْ یَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اٰتِیْكَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْہِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْھَا فَقَالَ كَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَاَفْسَدَ عَلَیْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَہٗ یَا ابْنَ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَكُنْتُ بِہٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِیْ بَكْرٍ مِّنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَۃِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ اَمَّا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِیْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَیْنَاہُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِیَّاہُ قَالَ فَقَامَ عَنْھَا فَلَمْ یُرَاجِعْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جماعت خود تو بڑی اچھی ہے' پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے' حجاج کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کی اس گفتگو کی اطلاع ملی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش سولی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں رکھوادی' پھر ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بلوایا' انہوں نے آنے سے انکار کر دیا' اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ میرے پاس آ جاؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے آئے گا' انہوں نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو وہ شخص نہیں بھیجے گا جو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا نہیں لے جائے گا' حجاج نے کہا: میری جوتیاں لاؤ' پھر وہ جوتے پہن کر اکڑ کر چلتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم نے دیکھا میں نے دشمنِ خدا کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے دیکھ لیا ہے' تم نے اس کی دنیا تباہ کر دی اور اس نے تمہاری آخرت تباہ کر دی' مجھے پتا چلا ہے کہ تو اسے دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہا کرتا تھا' بہ خدا! وہ دو کمر بندوں والی میں ہی ہوں' ان میں سے ایک کمر بند کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کھانا جانوروں سے حفاظت کی خاطر باندھ دیا کرتی تھی' اور دوسرا کمر بند وہ تھا جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں ہوتی' سن لو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں کذاب اور بڑا ظالم ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بڑا ظالم میرے خیال میں تو ہی ہو سکتا ہے' راوی کہتے ہیں: پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ (مسلم)

۸۸۳۱ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاہُ رَجُلَانِ فِیْ فِتْنَۃِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰی وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ یَمْنَعُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیَّ دَمَ اَخِی الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَۃٌ. (البقرہ:۱۹۳) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَمْ تَكُنْ فِتْنَۃٌ وَّكَانَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ وَاَنْتُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَكُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِغَیْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص آ کر کہنے لگے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے' آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے' آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' آپ (دعویٰ خلافت کے لیے) کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کا خون مجھ پر حرام کیا ہے' انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان سے لڑائی کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے (البقرہ:۱۹۳)' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے لڑائی کی حتیٰ کہ فتنہ نہ رہا اور دین اللہ ہی کے لیے ہو گیا اور تم چاہتے ہو کہ لڑائی کرو اور دین اللہ کے غیر کے لیے ہو جائے۔ (بخاری)

٨٨٣٢ ـ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْدِ ثَقِيْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے، آپ اللہ کی بارگاہ میں ان کے خلاف دعا فرمائیں، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب فرما۔(ترمذی)

٨٨٣٣ ـ وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْسَبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

عبدالرزاق اپنے والد سے، وہ میناء سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا میرا گمان ہے کہ وہ قبیلہ قیس سے تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! حمیر پر لعنت فرمایئے! آپ نے اس سے چہرۂ انور پھیر لیا، پھر وہ دوسری جانب سے حاضر ہوا، آپ نے پھر چہرۂ مبارک پھیر لیا، پھر وہ دوسری جانب سے آیا اور آپ نے چہرۂ انور پھیر لیا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حمیر پر رحم فرمائے، ان کے منہ سلامتی والے ہیں اور ان کے ہاتھ کھانے والے ہیں، اور وہ امن وایمان والے ہیں۔(ترمذی)

٨٨٣٤ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: قبیلہ دوس سے، فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا کہ دوس میں کوئی بھلائی والا ہو۔(ترمذی)

٨٨٣٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهُ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: دوس ہلاک ہوگئے ہیں، انہوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے، آپ ان کے خلاف اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے، لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں گے: آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! دوس کو ہدایت نصیب فرما! اور انہیں ہمارے پاس لے آ۔(بخاری ومسلم)

٨٨٣٦ ـ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں، آپ ہی کے صدقے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ہے، آپ نے فرمایا: تم عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھو گے۔(ترمذی)

٨٨٣٧ ـ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اہل عرب سے خیانت کی، وہ میری شفاعت سے بہرہ ور نہیں

الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہوگا اور نہ ہی اسے میری دوستی حاصل ہوگی۔(ترمذی)

۸۸۳۸ - وَعَنْ أُمِّ الْحَرِيرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی حضرت ام حریر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے مولیٰ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قربِ قیامت کی علامات میں سے عرب کا ہلاک ہو جانا ہے۔(ترمذی)

۸۸۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِأَنِّي عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرب سے تین چیزوں کی وجہ سے محبت کرو' کیونکہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔(بیہقی 'شعب الایمان)

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب

صحابی کی تعریف

صحابی اس خوش نصیب شخص کو کہتے ہیں' جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو اور دینِ اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو' اگرچہ وہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو' جس طرح کہ اشعث بن قیس کے بارے میں بیان کرتے ہیں (کہ وہ درمیان میں مرتد ہو گئے تھے)' یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ بعض علماء کرام نے یہ شرط لگائی ہے کہ صحابی وہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طویل صحبت اور بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا' اور آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو' ان علماء نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے' لیکن چھ ماہ کی تعیین پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۲۹' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں باہمی فضیلت کی ترتیب کا بیان

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرح السنۃ میں ہے کہ ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفائے اربعہ مذکور ترتیب کے ساتھ ہیں' ان کے بعد تمام عشرہ مبشرہ' پھر اہل بدر' پھر اہل احد' پھر اہل بیعت الرضوان ہیں' ان کے بعد وہ صحابہ افضل ہیں جنہیں کوئی خصوصی شرف حاصل ہے' مثلاً انصار مدینہ میں سے عقبتین میں حاضر ہونے والے' اسی طرح سابقون اوّلون صحابہ اور دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کرنے والے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ وسیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما' اسی طرح سیدہ عائشہ وسیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل' فاضل اور خیار صحابہ میں سے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان جو جنگیں ہوئیں' ان میں ہر فریق اپنے آپ کو حق پر اعتقاد کرتا تھا اور ان جنگوں کے متعلق ہر فریق تاویل کرتا تھا' اس وجہ سے ان میں سے کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں ہوا کیونکہ وہ مجتہد تھے اور ان کا باہمی اختلاف اسی طرح تھا جیسے بعد میں مجتہدین نے مسائل میں اختلاف کیا اور اس وجہ سے ان میں سے کسی کا نقص لازم نہیں آتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۴۰ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو وہ صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد (ایک کلو) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری و مسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے کا حکم

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خطاب ہے کیونکہ اس حدیث کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو گالی دے دی (اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عام امت کو خطاب ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نورِ نبوت سے معلوم تھا کہ اہلِ بدعت (روافض) اس فعل بد کا ارتکاب کریں گے' لہٰذا آپ نے اس حدیث کے ذریعہ انہیں منع فرمایا' اور شرح مسلم میں ہے کہ صحابہ کو گالی دینا حرام اور بدترین کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اسے تعزیر کی جائے گی اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا' اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارے بعض علمائے احناف نے تصریح کی ہے کہ جو شخص شیخین یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دے' وہ کافر ہے۔ شیخین کو گالی دینا اور ان پر لعنت کرنا کفر ہے اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت دے' وہ بدعتی ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے اور مناقب کردری میں ہے کہ اگر شیخین کی خلافت کا منکر ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کے ساتھ محبت فرمانے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے' البتہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت رکھے تو اس پر مواخذہ نہیں (کیونکہ محبت غیر اختیاری فعل ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہیں تو تم کہو: تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

۸۸۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں (اپنے سب و شتم کا) نشانہ نہ بنالینا' کیونکہ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے' وہ میری محبت کی بناء پر ہی ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے' وہ مجھ سے دشمنی کی بناء پر ہی ان سے دشمنی کرتا ہے' اور جس نے انہیں ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی' عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

(ترمذی)

٥٨٤٣ - وَعَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سرانور آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہ کثرت آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے باعث امان ہیں' جب ستارے ختم ہو گئے تو آسمان پر وہ حالت طاری ہوگی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے باعث امان ہوں' جب میں تشریف لے گیا تو میرے صحابہ کو اس حالت کا سامنا ہوگا' جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ' میری امت کے لیے باعث امان ہیں' جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت پر وہ (فتنے) آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسلم)

٥٨٤٤ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بعد صحابہ میں ہونے والے اختلاف کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے صحابہ میرے نزدیک اس طرح ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں' ان میں بعض (نور کے مراتب میں) بعض سے قوی ہیں' جن چیزوں میں صحابہ کا اختلاف ہے' جس نے ان میں سے کسی چیز کو بھی لے لیا' وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کر لو گے۔ (رزین)

٥٨٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا جو صحابی بھی کسی زمین میں وفات پائے گا' قیامت کے دن اسے وہاں کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (ترمذی)

٥٨٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يُصْلِحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نُصْلِحُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا نمک چلا گیا تو ہماری اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟ (بغوی' شرح السنہ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نمک کے ساتھ تشبیہ دینے کی توجیہ

اس حدیث میں صحابہ کو نمک سے تشبیہ دی گئی ہے' اس پر سوال ہے کہ نمک کی کثرت تو کھانے کو خراب کر دیتی ہے' لہٰذا لازم آئے گا کہ صحابہ کی کثرت بھی مفسد ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تشبیہ میں یہ لازم نہیں آتا کہ من کل الوجوہ تشبیہ ہو' بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ جس

طرح نمک کے بغیر کھانے میں لذت نہیں ہوتی 'اسی طرح صحابہ کے بغیر میری امت میں کمال نہیں ہے۔

٨٨٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی' تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت حاصل کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ (بخاری' مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُّبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْكُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِيْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ رَّاٰى اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَّاٰى مَنْ رَّاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْثُ الرَّابِعِ فَيُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَّاٰى اَحَدًا رَّاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر کو روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: دیکھو! کیا تمہارے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی موجود ہے؟ ایک صحابی مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والا کوئی شخص موجود ہے؟ پھر انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ پھر چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: دیکھو! کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ تو ایسا شخص مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

٨٨٤٨ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَّاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَّاٰنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی ہے یا میری زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے۔ (ترمذی)

٨٨٤٩ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اَنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے والے (صحابہ کرام) ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جوان کے قریب ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جوان کے قریب ہیں' پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' اور وہ خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار قرار نہیں دیا جائے گا' وہ نذر مانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان پر فربہی ظاہر ہوگی۔
اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے حالانکہ ان سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

قرونِ ثلاثہ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ میری امت میں بہترین قرن (زمانہ) میرا قرن ہے۔
علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:
قرن' زمانے کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس میں اس زمانے والوں کی عمروں اور احوال میں اقتران ہوتا ہے (یعنی ان کی عمریں اور احوال ملے جلے ہوتے ہیں)' بعض نے کہا کہ قرن' چالیس سال کا ہوتا ہے' بعض نے کہا: اسی سال کا' بعض نے کہا: ایک سو سال کا ہوتا ہے' بعض نے کہا: مطلق زمانہ قرن ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی مدت معین نہیں' نبی کریم ﷺ کا قرن صحابہ کرام ہیں' نبی کریم ﷺ کی بعثت سے آخری صحابی کے وصال تک ایک سو بیس برس کی مدت ہے اور تابعین کا قرن تقریباً ایک سو ستر سال کا ہے اور تبع تابعین کا قرن تقریباً دو سو بیس برس کا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُّحِبُّوْنَ السِّمَانَةَ.

اور مسلم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی۔

٥٨٨٥ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكِذْبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بُحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ یہ تم میں سب سے بہترین ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جوان کے قریب ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک شخص حلف اٹھائے گا حالانکہ اس سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا اور وہ گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' سن لو! تم میں سے جو شخص جنت کا اعلیٰ حصہ پسند کرتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑ لے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت زیادہ دور ہے اور کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جو شخص اپنی نیکی پر خوش اور اپنے گناہ پر غمگین ہوتا ہے' وہ مؤمن ہے۔ (نسائی) اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ آپ کے والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے اور آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد ہے اور کنیت اُم الخیر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبہ تھا اور اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا' آپ کا لقب صدیق ہے' کیونکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ نے جبریل سے فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے' لہٰذا آپ کا لقب صدیق ہے۔ آپ کا لقب عتیق بھی ہے' کیونکہ عتیق کا معنی قدیم ہے اور آپ اسلام لانے میں اور نیکی میں اور حسن و جمال میں مقدم تھے۔ ابوطلحہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب کیوں دیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا تھا' جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو بیت اللہ شریف میں لے کر آئیں اور عرض کیا: اے اللہ! یہ تیری طرف سے موت سے عتیق (آزاد) ہے تو یہ مجھے ہبہ فرما دے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ جہنم کی آگ سے آزاد ہیں' لہٰذا آپ کا لقب عتیق ہے۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کی جمیع اولاد نے اسلام قبول کیا (اور شرف صحابیت سے مشرف ہوئے' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے والدین اور آپ خود اور آپ کے بیٹے اور آپ کے پوتے صحابی ہیں۔ رضوی غفرلہٗ)۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے' آپ کی مدتِ خلافت دو سال اور چھ ماہ ہے' اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے مطابق تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ بہ روز پیر آپ کا وصال ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' آپ کی قبر میں حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اترے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ص ۱۷۲۔۱۷۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۸۸۵۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اپنے مال اور صحبت کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ خرچ کرنے والے ابوبکر ہیں۔

وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَّلٰکِنَّ اُخُوَّۃَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتَہٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّاخَوْخَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں ''ابا بکر'' کے الفاظ ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل (خالص دوست) بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' لیکن اسلامی اخوت و محبت برقرار ہے' مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ قَوْلِہٖ لَا تُبْقَیَنَّ اَلَخ دَلِیْلٌ عَلٰی حَسْمِ اِطْمَاعِ النَّاسِ کُلِّھِمْ مِنَ الْخِلَافَۃِ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (بخاری و مسلم) آپ کا ارشاد کہ مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کر دی جائے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک سے خلافت کی امید کو منقطع کر دیا گیا ہے۔

ف: اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''امنّ الناس'' فرمایا گیا۔ علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہاں ''اَمَنّ''

"مَنّ علیه منا" سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ خرچ کرنے والے اور سب سے زیادہ سخی ہیں اور یہ "مَنَّ علیه منة" سے ماخوذ نہیں کیونکہ اس صورت میں معنی ہوگا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور یہ معنی درست نہیں کیونکہ کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں ہے نیز یہ جملہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ذکر فرمایا ہے اگر اس کا معنی زیادہ احسان کرنے والا ہو تو یہ تعریف کی بجائے مذمت بن جائے گا کیونکہ احسان تو نیکی کو ضائع کر دیتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ خلیل خُلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے کہ جس کی محبت محب کے دل کے اندر اس طرح گھر کر جائے کہ محبوب کو محب کے پوشیدہ اسرار پر اطلاع ہو جائے۔ اب معنی یہ ہے کہ اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہو سکتا جس کی محبت میرے دل کے اندر اس طرح داخل ہو جاتی کہ وہ میرے دلی بھیدوں پر بھی مطلع ہو جاتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن میرا اس شان والا محبوب صرف اللہ ہے یا خلیل خَلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے: وہ مخلص دوست جس کی طرف انسان اپنی حاجات میں رجوع کرے اور اپنے اہم معاملات میں اس پر اعتماد کرے اب معنی یہ ہوگا اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہوتا کہ اپنی حاجات میں جس کی طرف میں رجوع کرتا اور اپنی مشکلات میں جس پر اعتماد کرتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن میرا اس شان والا دوست صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مستحق خلافت ہونے کی طرف اشارہ

اس حدیث میں ہے کہ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض وصال میں اپنے آخری خطاب میں یہ حکم ارشاد فرمایا اور یہ بات واضح ہے کہ اس ارشاد میں آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اگر خوخہ کا حقیقی معنی مراد ہو تو پھر مفہوم یہ ہوگا کہ مسجد کے ساتھ متصل رہنے والے لوگوں نے اپنے گھروں میں کھڑکیاں رکھی ہوئی تھیں جن سے گزر کر وہ مسجد میں آتے تھے یا اپنے مکانات میں روشن دان بنائے ہوئے تھے جہاں سے وہ مسجد کی طرف دیکھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی کے لیے آپ کی کھڑکی یا روشن دان کے سوا ہر کھڑکی اور روشن دان بند کرنے کا حکم دیا اور اس کے ضمن میں خلافت کے معاملہ میں لوگوں کو تنبیہ فرما دی کہ صدیق اکبر ہی خلافت کے مستحق ہیں دوسرے لوگ خلافت کے مستحق نہیں یا کھڑکی سے مجازاً خلافت مراد ہے اور مراد یہ ہے کہ خلافت کے حصول کے سلسلہ میں گفتگو کے دروازے بند کر دیئے جائیں اس کے مستحق صرف ابوبکر ہیں کوئی اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور یہ دوسرا معنی زیادہ قوی ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد کے قریب نہیں تھا آپ تو مدینہ منورہ کے اطراف میں رہائش پذیر تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۸۵۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا اَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ جس کسی نے بھی کوئی نیکی کی ہے ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے ابوبکر کے کیونکہ ابوبکر نے ہمارے ساتھ اتنی نیکی کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا عطا فرمائے گا اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا نفع ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا سن لو! تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ (ترمذی)

وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

٨٨٥٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ عَلٰى اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' البتہ وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں اور تمہارے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا ہے۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں اس بات پر ظاہر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

٨٨٥٤ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! میں نے عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: اس کے والد' میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر' اور چند مردوں کے نام لیے' میں اس خوف سے خاموش رہا کہ کہیں آپ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٥٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى فَضْلِهٖ فِي الدِّيْنِ عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ فَكَانَ تَقْدِيْمُهٗ فِي الْخِلَافَةِ اَيْضًا اَوْلٰى وَاَفْضَلُ وَلِهٰذَا قَالَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرِ دِيْنِنَا فَمَنِ الَّذِيْ يُؤَخِّرُكَ فِيْ دُنْيَانَا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر ہوں' ان کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کروائے۔ (ترمذی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت ہے' لہٰذا خلافت میں بھی آپ کی تقدیم اولیٰ اور افضل ہے' اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ہمارے دینی معاملہ میں مقدم فرمایا ہے تو ہمارے دنیاوی معاملہ میں کون آپ کو مؤخر کر سکتا ہے۔

٨٨٥٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدْلٌ اَنَا وَلَا.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں مجھے فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ (خلافت کا) میں مستحق ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا ہر ایک کا انکار کر دیں گے۔ (مسلم) اور حمیدی کی کتاب میں ''انا ولا'' کی بجائے ''انا اولٰی'' کے الفاظ ہیں۔

٨٨٥٧ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کسی چیز کے متعلق گفتگو کی' آپ نے اسے

شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حکم دیا کہ دوبارہ آنا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں حاضر ہوئی اور آپ کو نہ پایا' پھر کیا حکم ہے؟ گویا اس کی مراد آپ کا وصال مبارک تھا' آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۵۸ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی المرتضٰی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ' میں نے عرض کیا: پھر کون افضل ہے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ' مجھے خدشہ ہوا کہ آپ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: اس کے بعد آپ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں سے ایک آدمی ہوں۔ (بخاری)

۸۸۵۹ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۶۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم کسی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا کرتے تھے' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیا کرتے تھے' پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے اور ان کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

۸۸۶۱ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَابَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ وَأَتٰى أَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا أَبَابَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قُلْتُ لَا أَسْبِقُهُ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس کثیر مال تھا' میں نے سوچا اگر کسی دن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج کے دن ہی ان سے سبقت لے جا سکتا ہوں' میں اپنا نصف مال لے کر حاضر ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اتنا مال ہی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا مال تھا' وہ سب لے کر حاضر ہو گئے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ عرض کیا: میں نے گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول باقی چھوڑے ہیں' میں نے کہا: میں کبھی بھی کسی چیز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (ترمذی' ابوداؤد' ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۸۸۶۲ - وَعَنْهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے: کاش! میرے

وَّاحِدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَّيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبُ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّيْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سارے اعمال ان کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے عمل کی طرح ہو جائیں' ان کی رات' وہ رات ہے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف سفر کیا' جب غار تک پہنچے تو عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک آپ سے پہلے میں داخل نہ ہو جاؤں' اگر غار میں کوئی موذی چیز ہوئی تو وہ مجھے تکلیف پہنچائے' آپ کو تکلیف نہ پہنچائے' پھر وہ غار میں داخل ہوئے اور جھاڑو دیا اور غار کی ایک جانب سوراخ پائے' اپنی چادر پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کر دیئے' ان میں سے دو سوراخ باقی رہ گئے' اس میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے' پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: تشریف لے آیئے۔ رسول اللہ ﷺ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا سر انور ان کی گود میں رکھ کر سو گئے' سوراخ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈس گیا' انہوں نے اس خوف سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں' اور ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے ڈس لیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو درد ختم ہو گیا' پھر دوبارہ وہ زخم تازہ ہو گیا اور وہی آپ کی وفات کا سبب بنا' بہر حال ان کا دن وہ دن ہے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں ان سے جہاد کروں گا' میں نے عرض کیا: اے رسول ﷺ کے خلیفہ! لوگوں سے اظہارِ الفت کیجئے اور نرمی کا برتاؤ کیجئے' آپ نے مجھے فرمایا: تم جاہلیت میں تو سختی و قوت کا مظاہرہ کرتے تھے اور اسلام میں کمزوری کا اظہار کر رہے ہو' بے شک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے' کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کی جائے گی۔ (رزین)

٨٨٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی ہو' اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔ (ترمذی)

٨٨٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے ہی زمین شق ہو گی (یعنی مزارِ پُر انوار سے سب سے پہلے میں باہر تشریف لاؤں گا)' پھر ابوبکر' پھر عمر آئیں گے' پھر میں

فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيَ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ جمع کیا جائے گا' پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا' حتیٰ کہ مجھے اہل حرمین کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ (ترمذی)

۸۸۶۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ عَلِيٌّ اَلْقَارِيُّ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ وَاِلَّا لَمَا سَبَقَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا' جس سے میری امت داخل ہوگی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں ورنہ دخولِ جنت میں سب سے پہلے نہ ہوتے۔

۸۸۶۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ (ترمذی)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عمر فاروق کا نام ونسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی عدوی قرشی' آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ ۵ھ یا ۶ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے' آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد مکمل چالیس ہوگئی۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو غلبہ ہوا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کا لقب فاروق کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: میرے اسلام لانے سے تین دن پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور میں نے کہا: ''اللّٰه لا اله الا هو له الاسماء الحسنٰى'' اور زمین میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی ہستی محبوب نہ تھی' میں نے اپنی بہن سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ اس نے بتایا کہ آپ صفا کے پاس دار ارقم میں جلوہ افروز ہیں' میں وہاں حاضر ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام وہاں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما تھے' میں نے دروازے پر دستک دی' صحابہ کرام علیہم الرضوان باہر نکلے' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ عمر بن الخطاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ نے میرے دامن کو پکڑ کر جھٹکا دیا' میں کھڑا نہ رہ سکا' دو زانو بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! تمہارے ایمان لانے کا وقت نہیں آیا' میں نے پڑھا: ''اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان

محمداً عبدہ ورسولہ'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسجد حرام میں نعرے کی گونج سنائی دی گئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم یقیناً حق پر ہو۔ میں نے عرض کیا: حضور! پھر ہم چھپتے کیوں ہیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم ضرور باہر نکلیں گے' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو صفوں میں باہر نکلے' ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ اور دوسری صف میں' میں تھا' ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے' ہمیں دیکھ کر مشرکین میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے میرا نام فاروق رکھا' اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے حق اور باطل میں فرق کر دیا۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ ایک منافق کا یہودی کے ساتھ جھگڑا ہوا' دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کر دیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا' منافق اس پر راضی نہ ہوا اور کہا: ہم عمر فاروق کے پاس فیصلہ لے کر جاتے ہیں' حضور عمر فاروق رضی اللہ نے تلوار اٹھا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو' اس کا یہی فیصلہ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ عمر نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے تو آپ کا لقب فاروق ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے بعد آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے' ساڑھے دس برس فرائض خلافت سرانجام دینے کے بعد تریسٹھ برس کی عمر میں چھبیس ذوالحج ۲۳ھ بہ روز بدھ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ کے غلام ابولؤلؤ نے صبح کی نماز کی امامت کے وقت خنجر سے آپ پر حملہ کیا اور اتوار کے روز یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' نبراس شرح' شرح العقائد ص ۴۸۶' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۸۶۷ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الطِّیْبِیُّ الْمُرَادُ بِالْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمُ الْمُبَالَغُ فِیْهِ الَّذِیْ اِنْتَهٰى اِلٰى دَرَجَةِ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْاِلْهَامِ فَالْمَعْنٰى لَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اَنْبِیَاءُ یُلْهَمُوْنَ مِنْ قِبَلِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ هٰذَا شَاْنُهٗ فَهُوَ عُمَرُ وَتِلْكَ فَضِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہیں۔ بخاری' اور مسلم میں اس کی مثل سیدہ عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے' علامہ طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مُلہم وہ ہوتا ہے جس پر الہام کیا جاتا ہو' اور وہ الہام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجہ تک پہنچا ہوا ہو' حدیث پاک کا معنیٰ یہ ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے تھے جنہیں ملاء اعلیٰ کی جانب سے الہام کیا جاتا تھا' اگر میری امت میں کوئی اس شان کا ہوتا تو وہ عمر ہوتے' اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

۸۸۶۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ کے محدث ہونے کا بیان

اس حدیث میں ہے: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔
شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

41

مفہومِ محدث کے بارے میں اہلِ علم کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔ بعض نے کہا: محدث صاحبِ الہام کو کہتے ہیں۔ تورپشتی نے کہا: محدث وہ شخص ہے جس کی رائے صائب اور ظن صادق ہو۔ ابواحمد عسکری نے کہا: جس کے قلب پر ملأ اعلیٰ سے فیضان ہوا سے محدث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا: جس کی زبان ہمیشہ نطق بالصواب کرتی ہو وہ محدث ہے۔ ابن التین نے کہا: محدث صاحبِ فراست ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ملہم بالصواب کو محدث کہتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے ایک مرفوع روایت سے بتلایا، محدث کی زبان سے ملائکہ کلام کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے کہا: محدث سے مراد وہ شخص ہے، جو کثرتِ الہام کے سبب درجہ انبیاء سے واصل ہو۔ ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ محدث کے قلب و نظر پر ملأ اعلیٰ کا فیضان ہوتا ہے، اس کا اجتہاد صحیح اور اس کا کلام صائب اور ربانی تائید سے مؤید ہوتا ہے۔ اس امت میں محدث ہے یا نہیں؟ جمہور کی رائے یہی ہے کہ ہے اور یقیناً ہے کیونکہ جب امم سابقہ میں محدث ہوتے تھے تو خیر امم میں محدث کیوں نہ ہوگا، نیز پچھلی امتوں میں کسی ایک رسول کی شریعت کی تفہیم کے لیے تسلسل اور تواتر کے ساتھ انبیاء آتے رہتے تھے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم کردی تو اللہ تعالیٰ نے نبی کی جگہ محدث کو مقرر کردیا، پس تمام اولیاء محمدیین محدث ہیں، لیکن اس گروہ کے سرخیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے نطقِ رسالت سے محدث کا لقب پایا ہے۔

(مقالاتِ سعیدی ص ۲۰۰، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور)

۸۸۶۹ - **وَعَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر اور دل پر حق جاری فرمادیا ہے۔ (ترمذی)

وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوُدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ.

اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے، وہ حق کے ساتھ ہی کلام کرتے ہیں۔

۸۸۷۰ - **وَعَنْ** عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِی دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

(بیہقی، دلائل النبوۃ)

۸۸۷۱ - **وَعَنْ** اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ۱۲۵) وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ.

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش! ہم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالیتے، تو آیہ مبارکہ نازل ہوگئی: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ (البقرہ: ۱۲۵)، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ازواجِ مطہرات کی موجودگی میں اچھے اور بُرے لوگ آتے ہیں، کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ انہیں پردے کا حکم ارشاد فرمادیتے تو آیت حجاب نازل ہوگئی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات غیرت میں متفق ہوگئیں تو میں نے کہا کہ اگر آپ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے تو اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے' مقام ابراہیم کے متعلق' پردے کے متعلق اور بدر کے قیدیوں کے متعلق۔ (بخاری و مسلم)

۸۸۷۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝﴾ (التوبہ:٦٨) وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَیْنَبُ وَاِنَّكَ عَلَیْنَا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ فِیْ بُیُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب:٥٣) وَبِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَاْیِهٖ فِیْ اَبِیْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَایَعَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چار چیزوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے: (۱) بدر کے روز قیدیوں کے ذکر کی وجہ سے کہ انہوں نے قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم نہ ہوتا تو اے مسلمانو! فدیہ لینے سے تم پر عذاب عظیم آتا O (التوبہ:٦٨) (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پردے کا ذکر کرنے کی وجہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے میں رہنے کا کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو (الاحزاب:٥٣)' (۳) ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسلام کو عمر کے ذریعہ تقویت عطا فرما (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق ان کے مشورہ کی وجہ سے کہ سب سے پہلے ان کی بیعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ (مسند احمد)

جنگ بدر میں فدیہ لینے پر عتاب نازل ہونے کی وضاحت

مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے گئے۔ آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ان کے متعلق مشورہ فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں' میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے' اس سے مسلمانوں کو تقویت بھی حاصل ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولت اسلام نصیب فرمادے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے' انہیں قتل کردیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عقیل کے قتل کا' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قتل کا اور مجھے اپنے قریبی رشتہ دار کے قتل کا حکم دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میلان فرمایا اور کفار سے فدیہ لیا گیا' اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم تحریر نہ ہوتا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب آتا O (التوبہ:٦٨) اس آیت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ آپ کی رائے کی موافقت میں قرآنی آیات نازل ہوئیں' لیکن اس آیت کی روشنی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ لینے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا' کیونکہ اس آیت میں نئے نئے مسلمان ہونے والے ان بعض صحابہ کو تنبیہ فرمائی گئی ہے' جنہوں نے دنیاوی مال کی طمع میں فدیہ لینے کو ترجیح دی تھی' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور راسخ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا مقصود دنیاوی مال تھا بلکہ ان کے پیش نظر تو دینی فوائد تھے کہ فدیہ لینے سے اسلام کو تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمادے' نیز ترمذی شریف

کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مالِ غنیمت کی حلت کا حکم نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں نے مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے معاف فرمانے کا حکم نازل نہ ہوتا تو بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہو جاتا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتاب نہیں بلکہ جن لوگوں نے بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا' انہیں عتاب فرمایا گیا' لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خطاء معاف فرمادی گئی تو ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بھی ہرگز کوئی نازیبا کلمہ کہنا روا نہیں۔

۸۸۷۳ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ التُّورِبِشْتِیُّ فِیْ قَوْلِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا تَنْبِيْهٌ عَلٰی صَلَابَتِهٖ فِی الدِّيْنِ وَاسْتِمْرَارِ حَالِهٖ عَلَی الْجِدِّ الصِّرْفِ وَالْحَقِّ الْمَحْضِ فَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيْمَةٌ لَّهٗ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' جب کہ آپ کی بارگاہ میں قریش کی کچھ عورتیں (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) بیٹھی ہوئی گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے نان و نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں' ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں' جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے اٹھ کر پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے' آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ آپ کے دانتوں کو مسکراتا رکھے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں' جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو' اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں' انہوں نے کہا: ہاں! تم سخت مزاج اور درشت ہو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بات میں جاری رہو' ان کی طرف توجہ نہ کرو' اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب بھی راستے میں شیطان تمہارے سامنے آجاتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چل پڑتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حمیدی کا بیان ہے کہ برقانی نے یارسول اللہ' کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ تورپشتی نے کہا: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ شیطان تمہیں دیکھ کر راستہ بدل لیتا ہے' اس میں تنبیہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں پختہ ہیں اور خالص حق پر برقرار ہیں اور اس میں آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

۸۸۷۴ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض غزوات پر تشریف لے گئے' جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ واپس لایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور نغمہ سرائی

صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتَ نَذَرْتَ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَاثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَاعُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ قُلْنَا اِنَّ النَّذْرَ لَا يَنْعَقِدُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمَنْذُوْرُ مِنْ جِنْسِ الطَّاعَةِ الْوَاجِبَةِ الْمَقْصُوْدَةِ بِذَاتِهٖ وَلِذَا لَا يَنْعَقِدُ النَّذْرُ فِي الْمُبَاحِ وَضَرْبُ الدُّفِّ وَاِنْ كَانَ مِنْ بَابِ الْمُبَاحِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمَّا اِتَّصَلَ بِاِظْهَارِ الْفَرْحِ السَّلَامَةِ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مِنْ بَعْضِ غَزْوَاتِهٖ وَكَانَتْ فِيْهِ مَسَاءَةُ الْكُفَّارِ وَاِرْغَامُ الْمُنَافِقِيْنَ فَصَارَ ضَرْبُ الدُّفِّ كَبَعْضِ الْقُرْبِ لِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ ضَرْبُ الدُّفِّ لَمْ يَكُنْ مُّبَاحًا بَلْ صَارَ مَمْنُوْعًا بِحَدِيْثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ضَرْبِ الدُّفِّ وَلَعْبِ الصَّنْجِ وَضَرْبِ الزَّمَارَةِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ لِاَنَّ ضَرْبَ الدُّفِّ مَا ثَبَتَ فِيْ نِكَاحِ النَّبِيِّ وَلَا فِيْ نِكَاحِ اَصْحَابِهٖ عُمُوْمًا وَلَوْ ثَبَتَ سُنَّةٌ جَارِيَةٌ مَا تَرَكُوْهُ قَطُّ لِشَغْفِهِمْ عَلٰى اِتِّبَاعِ سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

کروں گی' آپ نے اسے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجالو ورنہ نہیں' وہ دف بجانے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھ دی اور اس پر بیٹھ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! بے شک شیطان تم سے ڈرتا ہے' میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی' ابوبکر آئے تو یہ دف بجاتی رہی' پھر علی آئے' یہ دف بجاتی رہی' پھر عثمان آئے' یہ دف بجاتی رہی اور اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے' ہم کہتے ہیں کہ نذر منعقد ہونے کے لیے شرط ہے کہ جس کام کی نذر مانی گئی ہے وہ طاعت واجبہ اور مقصود بذاتہ ہو' لہٰذا مباح کام کی نذر منعقد نہیں ہوتی اور دف بجانا اگرچہ مباح تھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ سے باسلامت واپسی پر فرحت و سرور کا اظہار کرنے اور کفار و منافقین کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے دف بجائی گئی تو یہی کام عبادت بن گیا' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی ہے تو دف بجالو' پھر اس کے بعد دف بجانا مباح نہیں رہا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث سے یہ ممنوع ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دف بجانے اور جھانجھ اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے' اسے خطیب نے روایت کیا ہے کیونکہ دف بجانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ثابت نہیں اور نہ ہی عموماً صحابہ کے نکاح میں ثابت ہے' اگر یہ سنت جاریہ ہوتا تو صحابہ کرام اسے ترک نہ کرتے کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع سے حد درجہ شغف تھا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۸۸۷۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَّصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيِيْ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ لِيْ أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہمیں شور وغل اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور اس کے اردگرد بچے جمع تھے' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! آؤ! اور یہ تماشا دیکھو' میں نے آ کر اپنی تھوڑی رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی اور آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے اسے دیکھنے لگی' آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم سیر ہو گئی ہو؟ کیا تم سیر ہو گئی ہو؟ میں کہتی رہی: نہیں! کیونکہ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کی نگاہ میں میرا کتنا مقام ہے' اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو لوگ وہاں سے ہٹ گئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں بھی واپس آ گئی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث پر اشکال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے تو اس عورت کے دف بجانے کے فعل کو برقرار رکھا بلکہ اسے حکم دیا۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر وعلی وعثمان رضی اللہ عنہم کے آنے پر بھی اسے منع نہ فرمایا اور آخر میں اسے شیطان قرار دے دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس عورت کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لانا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے' اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور حقیقت بھی یہی ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اسے نذر پوری کرنے کا حکم دیا اور دف بجانا لہو ولعب کی بجائے حقانیت کے ساتھ متصف ہو گیا اور مکروہ ہونے کی بجائے مستحب ہو گیا' لیکن یہ بات تو تھوڑی سی مقدار کے ساتھ حاصل ہو گئی تھی اور جب اس نے حد سے تجاوز کیا تو یہ فعل کراہت کی حد میں داخل ہو گیا اور اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے' اس وقت نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا اور زیادہ بجانے اور بلاضرورت اس کے ارتکاب کی ممانعت کی طرف اشارہ فرما دیا اور صراحتاً منع نہ فرمایا تاکہ حرمت کی حد میں نہ داخل ہو جائے' البتہ خوشی کے ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دف بجانے والی دولڑکیوں کو آپ نے منع نہیں فرمایا اور ان کے لیے کوئی حد متعین نہیں فرمائی' اس سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایامِ عید ہونے کی وجہ سے ان کے لیے وقت کی پابندی نہیں تھی' لہٰذا حالات مختلف ہونے کی وجہ سے ہر موقع کا الگ تقاضا ہوتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۷ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۸۷۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ اِمْرَأَةِ أَبِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور

طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَّرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا: یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا' جس کے صحن میں ایک جوان عورت تھی' میں نے کہا: یہ کس کا محل ہے' انہوں نے بتایا کہ عمر بن خطاب کا ہے' میں نے اندر جا کر دیکھنے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(بخاری و مسلم)

٨٨٧٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں میری امت میں سے بلند مرتبت ہے' حضرت ابوسعید رضی اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم وہ شخص عمر فاروق رضی اللہ کو ہی گمان کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر گزر گئے (یعنی ان کا وصال ہو گیا)۔ (ابن ماجہ)

٨٨٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں' بعض کی قمیصیں پستانوں تک پہنچی ہوئی ہیں اور بعض کی قمیصیں اس سے کم ہیں' میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کیے گئے' ان کی قمیص گھسٹ رہی تھی' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: دین۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٧٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میرے پاس دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا' میں نے دودھ پیا حتیٰ کہ میں نے دودھ کی سیرابی اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی دیکھی' پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: علم۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے خود کو ایک کنویں پر دیکھا' جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا' جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا میں نے اس سے پانی نکالا' پھر اسے ابوبکر بن ابی قحافہ نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی' اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری معاف فرمائے' پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا' تو اسے عمر بن خطاب نے پکڑ لیا اور میں

ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزَعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کوئی ایسا طاقت ور شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی نکالتا ہو' حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے ان کی جگہ پر بٹھا دیا۔ (مسلم)

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ الْقَاضِيْ فِيْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ اِشَارَةٌ اِلٰى خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ عُمَرَ بَعْدَ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پھر اسے عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا اور وہ ڈول عمر فاروق کے ہاتھ میں بڑا ہو گیا اور میں نے کوئی طاقت ور شخص عمر فاروق کی طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ قاضی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ پھر ڈول ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا' اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے' اور آپ کا یہ ارشاد کہ پھر اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ابن خطاب نے پکڑ لیا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔

٨٨٨١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما! صبح ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا' پھر علی الاعلان مسجد میں نماز ادا کی۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨٨٨٢ - وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَاَلَنِيْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى اِنْتَهٰى مِنْ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو میں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کسی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوشش کرنے والا اور زیادہ سخی نہیں پایا' حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ (بخاری)

٨٨٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَّا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذَالِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ بات کہی ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

٨٨٨٤ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهٗ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو درد کا اظہار کرنے لگے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گویا انہیں

يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلُّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ سب کچھ پریشانی وغیرہ نہیں ہونی چاہیے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہے' اور صحبت کا حق خوب ادا کیا ہے' پھر رسول اللہ ﷺ آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل ہوئی' پھر وہ آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو مسلمانوں کی صحبت حاصل ہوئی اور ان کے امیر مقرر ہوئے' اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ یہ سب مسلمان آپ سے راضی ہوں گے' آپ نے فرمایا: تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا' یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم میری جو پریشانی ملاحظہ کر رہے ہو یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی خاطر ہے' بہ خدا! اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لینے سے پہلے میں اسے فدیہ میں دے دیتا۔ (بخاری)

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب

٥٨٨٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمٍ لَّهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَجَازَ رُكُوْبُ الثَّوْرِ وَتَحْمِيْلُهٗ وَقِيْلَ لَا يَفْعَلُ لِاَنَّ كُلَّ نَوْعٍ مِّنَ الْاَنْعَامِ خُلِقَ لِعَمَلٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص گائے کو ہانک کر لے جا رہا تھا' اسی دوران وہ تھک گیا اور گائے پر سوار ہو گیا تو گائے کہنے لگی: ہمیں اس لیے تو نہیں پیدا کیا گیا' ہمیں تو محض زمین میں کھیتی باڑی کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے کلام کرتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لاتے ہیں' حالانکہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں وہاں موجود نہیں تھے' اور آپ نے فرمایا: ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا' اتنے میں اچانک ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا' بکری کے مالک نے بکری کو پالیا اور بھیڑیے سے چھڑا لیا' بھیڑیے نے اسے کہا: درندوں کے دن جب میرے سوا کوئی اور ان کا چرواہا نہیں ہو گا' اس دن کون ان کی نگہبانی کرے گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کرتا ہے' آپ نے فرمایا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں' اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری' مسلم) ردالمحتار میں ہے کہ بیل پر سواری کرنا اور اس پر بوجھ لادنا جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے

فَلَا یُغَیِّرُ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی.

کیونکہ چار پایوں کی ہر نوع کو ایک کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے امر کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

٨٨٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْكَ لِاَنِّیْ كَثِیْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جب کہ آپ کا جنازہ مبارکہ تخت پر رکھ دیا گیا تھا' اچانک میرے پیچھے سے کسی شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی' وہ کہہ رہا تھا: (اے عمر فاروق!) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں کے ساتھ رکھے گا' کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر تھے' میں نے اور ابوبکر اور عمر نے کیا' میں اور ابوبکر اور عمر چلے' میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر اور عمر نکلے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٨٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ عِلِّیِّیْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰی نَحْوَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنتی اہل علیین کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم آسمان کے کنارے پر روشن ستارہ دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی اہل علیین میں سے ہیں اور ان میں سے بلند مرتبت ہیں۔ (بغوی' شرح السنہ) ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

٨٨٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِیٍّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر وعمر اوّلین وآخرین میں سے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی انبیاء ورسل کے علاوہ باقی انسانوں پر فضیلت کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اوّلین وآخرین میں سے انبیاء و مرسلین کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کا سردار فرمایا۔ آدمی کو دنیاوی زندگی میں جس قدر علمی وعملی کمالات حاصل ہوتے ہیں' انہی کے مطابق جنت میں درجات و مراتب عطا فرمائے جائیں گے اور جو شخص علم وعمل میں منہمک ہو کر زندگی بسر کرے اور بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے' اس میں دیگر حضرات کی بہ نسبت علمی وعملی قوت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو جنت کے بوڑھوں سے افضل قرار دیا' حالانکہ جنت میں کوئی بوڑھا نہیں بلکہ سارے بے ریش نوجوان ہوں گے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ دنیاوی

زندگی میں جو لوگ علمی و عملی قوت میں کامل ہیں، یہ دونوں حضرات ان سب سے افضل ہیں۔ جب حدیث کی روشنی میں یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما انبیاء و مرسلین کے علاوہ باقی لوگوں میں جو علمی و عملی اعتبار سے کامل ہیں، ان سے بھی افضل ہیں تو جو حضرات علمی و عملی اعتبار سے کامل نہیں، ان سے تو بہ طریق اولیٰ افضل ہوئے، لہٰذا واضح ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما انبیاء و رسل کے علاوہ باقی تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

۸۸۸۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَا أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں از خود نہیں جانتا کہ تمہارے اندر میری ظاہری حیات مبارکہ کتنی باقی ہے، لہٰذا تم ان دو حضرات ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا، جو میرے بعد ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۹۰ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ أَحَدٌ رَأْسَهُ غَيْرُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی صحابی اپنا سر اوپر نہیں اٹھاتا تھا، یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۸۸۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِأَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کی دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب تھے، اور آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

۸۸۹۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ أَبُوْ يَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَرَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَطِيْبُ عَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعًا.

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں کان اور آنکھ کے بہ منزلہ ہیں۔ (ترمذی) علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں فرمایا کہ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں اس کی مثل مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت کیا ہے، انہوں نے اپنے والد اور ان کے والد نے ان کے دادا سے مرفوعاً روایت کیا ہے، ابن عبدالبر نے کہا کہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۸۸۹۳ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں بہرحال میرے اہل آسمان میں سے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی)

فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

٨٨٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِیْ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِی اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اترا' اور آپ کا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا' آپ کا وزن زیادہ ہوا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' پھر ترازو اٹھا لیا گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب سے غمگین ہو گئے' یعنی اس خواب نے آپ کو غم میں مبتلا کر دیا' آپ نے فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے' پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت عطا فرما دے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٨٩٥ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' پھر فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ (ترمذی)

٨٨٩٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چاندنی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری آغوش میں تھا' اس دوران میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کسی شخص کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! عمر فاروق کی نیکیاں اتنی ہیں' میں نے عرض کیا: ابوبکر کی نیکیاں کہاں ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (رزین)

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی۔ آپ ابتدائے اسلام میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی' ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف' دوبارہ مکہ واپس آنے کے بعد وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے کیونکہ آپ کی

زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں' آپ ان کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ گئے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں بھی آپ حاضر نہیں تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو صلح کے معاملہ میں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تھا اور بیعت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کے لیے ہے۔ آپ کا لقب ذوالنورین ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ سال سے چند دن کم ہے' بیاسی سال کی عمر میں اور ایک قول کے مطابق اٹھاسی سال کی عمر میں سترہ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ شہادت سے سرفراز ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن مجید کی آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○'' (البقرہ: ۱۳۷) پر آپ کا خون مبارک گرا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس علی شرح العقائد ص ۴۸۷' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۸۹۷ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اِسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدے میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت عطا فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرما رہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرما رہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیے' جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کے لیے جنبش نہیں کی اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کا خیال نہیں فرمایا' اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے' آپ نے فرمایا: کیا میں ایسے شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث پر سوال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت کا بیان ہے کیونکہ حیاء ملائکہ کی صفات جمیلہ سے ہے۔ علامہ مظہر نے کہا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توقیر کا بیان ہے' لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کم ہے اور ان کی طرف آپ کی توجہ کم ہے کیونکہ یہ اصولِ محبت ہے کہ جب محبت زیادہ ہو تو تکلف اٹھ جاتا ہے' جس طرح عربی کا مقولہ ہے: ''اذا حصلت الالفة بطلت المكلفة'' جب الفت آ جائے تو تکلف ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں یہ حدیث پاک سیدنا

صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی دلیل بن جائے گی لیکن چونکہ اس سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر ظاہر ہوتی ہے لہٰذا اسے آپ کے مناقب میں ذکر کیا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وَفِیْ رِوَایَۃِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَّاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ اِنَّ الْمُرَادَ بِكَشْفِ الْفَخِذِ كَشْفُهٗ عَمَّا عَلَیْهِ مِنَ الْقَمِیْصِ اِلَّا مِنَ الْمِئْزَرِ.

اور سعید بن عاص کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عثمان باحیاء مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حالت میں ان کو اجازت دے دی تو وہ میری بارگاہ میں اپنی حاجت پیش نہیں کر سکیں گے۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ران سے کپڑا ہٹ جانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی ران مبارک سے قمیص ہٹا ہوا تھا' یہ مراد نہیں کہ آپ کی ران مبارک سے تہبند ہٹا ہوا تھا۔

۸۸۹۸ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَّرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ وَقَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ فَیَتَحَصَّلُ مِنْهُ اَنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لٰكِنَّهٗ یُعْتَبَرُ قَوِیًّا فِی الْفَضَائِلِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک خاص رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیقِ خاص عثمان ہیں۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں اور سند منقطع ہے' ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ضعیف حدیث فضائل میں قوی معتبر ہوتی ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رفیقِ جنت ہونا دیگر صحابہ کے رفیق ہونے کے منافی نہیں

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیقِ جنت نہ ہو' جس طرح طبرانی کی روایت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ہر نبی کا خاص ساتھی ہے اور میرے خاص ساتھی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں' البتہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور آپ کے کئی رفقاء ہیں۔ اس کے باوجود اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے ان کی عظمتِ شان کا بیان فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۹۹ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحُثُّ النَّاسَ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا جب کہ آپ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے ترغیب دلا رہے تھے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ کے لیے میرے ذمہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لشکر کی امداد کے لیے لوگوں کو برانگیختہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: دو سو اونٹ' ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں' آپ نے پھر ترغیب دلائی تو

ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: تین سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۸۹۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لشکر تبوک کی تیاری فرمائی، اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ہزار دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ کی گود مبارک میں پھیلا دیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: کہ عثمان آج کے بعد جو عمل بھی کریں وہ انہیں نقصان نہیں دے گا، آپ نے دو مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ (مسند احمد، ترمذی)

۸۹۰۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر گئے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لی اور فرمایا: بے شک عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ان کے اپنے جو ہاتھ تھے، ان سے کہیں بہتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا۔ (ترمذی)

۸۹۰۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ يُّرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر سے ایک شخص حج بیت اللہ کے ارادے سے آیا، اس نے لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں، اس نے کہا: ان میں سے بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اس نے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں، کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ احد کے دن ثابت قدم نہیں رہ سکے تھے، آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تھے' آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے (بطور اعتراض) کہا: اللہ اکبر! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ احد کے دن وہ ثابت قدم نہیں رہے تھے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بدر سے وہ اس لیے غائب تھے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بیمار تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں بدر میں حاضر رہنے والوں میں سے ایک شخص کا اجر اور حصہ ملے گا' باقی رہا ان کا بیعت رضوان سے غائب ہو جانا' تو اگر مکہ کی وادی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز کوئی شخص ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھیج دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ چلے جانے کے بعد ہوئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کے لیے ہے' پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اب ان کلمات کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ (بخاری)

٨٩٠٣ - وَعَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُّسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر تھا' اس وقت آپ نے اوپر سے بلوائیوں کی طرف جھانک کر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہیں تھا' آپ نے فرمایا: کون ہے جو جنت میں بئر رومہ کے بدلے میں ملنے والے اس سے بہتر کنویں کے عوض بئر رومہ کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ ملائے گا (یعنی اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا) تو میں نے اپنے اصل مال سے بئر رومہ خریدا اور آج تم مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا (کھارا) پانی پیتا ہوں' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے مسجد کی جگہ تنگ پڑ گئی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے! جو جنت میں اس جگہ کے بدلے میں ملنے والی بہتر جگہ کے عوض فلاں خاندان والوں کی جگہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا' تو میں نے اپنے اصل مال سے وہ جگہ خریدی اور آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہو' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال یہی ہے' آپ

الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِي قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ.

نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے غزوۂ تبوک کا لشکر تیار کیا' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! بات اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں حاضر تھے' پہاڑ حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے جا گرے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک پاؤں سے پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! انہوں نے گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں' تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ (ترمذی' نسائی' دار قطنی)

٨٩٠٤ - وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا اور آپ نے فتنوں کے وقوع کو نزدیک قرار دیا' اتنے میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا' میں کھڑا ہوا اور اس شخص کو جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے عرض کیا: وہ یہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٩٠٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اَنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا' اگر لوگ تمہاری وہ قمیص اتروانا چاہیں تو ان کے لیے وہ قمیص نہ اتارنا۔ (ترمذی' ابن ماجہ) امام ترمذی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

٨٩٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور میں نے اس عہد پر صبر کر رکھا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٠٧ - وَعَنْهُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلٰى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ

حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راز کی بات کرنے لگے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا تُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

متغیر ہو گیا' جب محاصرے کا دن آیا تو ہم نے عرض کیا: کیا ہم لڑائی نہیں کریں گے' آپ نے فرمایا: نہیں! بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بات کی وصیت فرمائی ہے اور میں نے اپنے آپ کو اس وصیت کا پابند بنایا ہوا ہے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٩٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں ظلماً شہید کیے جائیں گے۔ (ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن غریب ہے)

٨٩٠٩ - وَعَنْ اَبِيْ حَبِيْبَةَ اَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا وَاَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَاْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَاَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَا تَاْمُرُنَا بِهٖ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَمِيْرِ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابوحبیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ آپ وہاں محصور تھے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اجازت طلب کرتے ہوئے سنا' آپ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب میرے بعد تم فتنہ اور اختلاف' یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے تو لوگوں میں سے کسی شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے کس کی اتباع لازم ہوگی' یا عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لفظ امیر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

٨٩١٠ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا اَوْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے' ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت میں آ گیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا! کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

٨٩١١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا' اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو' اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

خوش خبری سنائی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص آیا' اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ خوش خبری دی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا' آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے آنے والے مصائب و آلام کے ساتھ جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے' نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا میں نے ان کو بتا دیا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی' پھر کہا: اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری' مسلم)

۸۹۱۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں کہا کرتے تھے: ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

۸۹۱۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا نَوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات ایک صالح مرد کو خواب دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ متصل ہیں اور عمر فاروق' ابوبکر کے ساتھ متصل ہیں اور عثمان عمر کے ساتھ وابستہ ہیں' حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے قریب سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ ﷺ ہیں' رہا ان میں سے بعض کا بعض کے ساتھ ملنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حضرات اس امر (خلافت) کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئ بن غالب۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی۔ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے دنیا و آخرت میں آپ کو اپنا بھائی قرار دیا' آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں شامل ہیں' بلکہ بہت سے علماء نے کہا کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ (علماء کرام نے مختلف

اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی' غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے' اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے اسی طرح ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۱۸ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح جب آپ جامع مسجد کوفہ میں نماز پڑھانے تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے زہر آلود تلوار سے آپ پر حملہ کیا' اس کے تین روز بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی' بعض نے کہا: پینسٹھ برس' بعض نے ستر برس' بعض نے کہا: اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ اور چند ایام تھی۔ آپ کو آپ کے شہزادوں سیدنا حسن و سیدنا حسین و سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس شرح' شرح العقائد' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

٥٩١٤ - عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لیے اسی طرح ہو جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہوتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی' جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے' لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عارضی طور پر اپنی زندگی میں ہی خلیفہ منتخب کیا تھا' وہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے وصال سے چالیس سال پہلے انتقال فرما گئے تھے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت عارضی طور پر مدینہ منورہ میں بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے منتخب فرما گئے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلافت بلافصل ان کا حق تھی' نیز اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی امامت کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا تھا' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تو امامت کے لیے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی منتخب فرمایا جاتا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے روافض' امامیہ اور شیعہ کے دیگر فرقوں نے استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی اور آپ نے ان کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی' پھر ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ روافض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خلافت میں مقدم کرنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کرنے والوں کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ انہوں نے تمام امت اور صدر اوّل کو کافر قرار دیا اور اسلام

کی بنیاد کو منہدم کر دیا۔ ان غالی روافض کے علاوہ دوسرے شیعہ ان کے مسلک پر نہیں چلتے۔ امامیہ اور بعض معتزلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو مقدم کرنے کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو غلطی پر قرار دیتے ہیں' انہیں کافر نہیں کہتے اور بعض معتزلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس معاملہ میں خطاء پر قرار نہیں دیتے کیونکہ ان کے نزدیک مفضول کی تقدیم جائز ہے اور اس حدیث میں ان حضرات میں سے کسی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے' اور دوسرے صحابہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے افضل یا ان کی مثل ہونے کا کوئی بیان نہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ ہونے کی کوئی دلیل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جاتے وقت انہیں صرف مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا تھا' اور اس نظریہ کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ انہیں حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان کے وصال سے قریباً چالیس سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں صرف اس وقت خلیفہ بنایا تھا' جب آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تھے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۷۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۹۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِه فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے' عرض کیا: آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا اور میرے اور کسی صحابی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۹۱۶ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مؤمن کے دوست ہیں۔ (ترمذی)

۸۹۱۷ - وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَّلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ جُنَادَةَ.

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے کوئی حق صرف میں ادا کروں گا یا علی ادا کریں گے۔ (ترمذی) امام احمد نے اسے ابو جنادہ سے روایت کیا ہے۔

۸۹۱۸ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب و مددگار ہوں' علی اس کے محبوب و مددگار ہیں۔

(مسند احمد' ترمذی)

۸۹۱۹ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ

حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غدیر خم کے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنوں

تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن کی جان سے بھی اس کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں محبوب ہوں' علی اس کا محبوب ہے' اے اللہ! جو علی سے دوستی رکھے اسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے دشمن رکھ' اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے ابن ابی طالب! تمہیں مبارک! تم نے صبح و شام اس حالت میں کی ہے کہ تم ہر مؤمن مرد اور عورت کے مولا ہو۔

(مسند احمد)

''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کا رد

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اس حدیث سے بھی شیعہ حضرات سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیعہ حضرات کی یہ قوی ترین دلیل ہے' جسے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تفصیلی نص کے طور پر پیش کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ مولیٰ کا معنی ہے: امامت کا زیادہ حق دار۔ اس پر دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ''الستُ اولی بکم'' اس کا معنی مددگار اور محبوب نہیں' ورنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کرنے' ان سے خطاب کرنے' اتنا مبالغہ فرمانے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی حاجت نہ ہوتی' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محبوب و مددگار ہونے کو تو ہر صحابی جانتا تھا۔ اس طرح کی دعا صرف ایسے معصوم امام کے لیے ہی ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو' لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امت پر اسی طرح ولایت کا حق ہے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت پر ولایت حاصل ہے۔ ہم شیعہ حضرات کو الزامی طور پر جواب دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک بالاتفاق امامت کے لیے متواتر دلیل ضروری ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب تک متواتر حدیث نہ ہو' امامت کی صحت پر اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات یقینی ہے کہ مذکورہ حدیث متواتر نہیں' کیونکہ اس میں اختلاف ہے اگرچہ وہ اختلاف مردود ہے' بلکہ بعض عادل اور ائمہ حدیث جن کی طرف اس معاملہ میں رجوع کیا جاتا ہے' مثلاً امام ابوداؤد سجستانی' ابوحاتم رازی وغیرہ انہوں نے اس پر طعن کیا ہے اور حفظ واتقان والے ائمہ جنہوں نے طلب حدیث کے لیے متعدد شہروں کا سفر کیا ہے' مثلاً امام بخاری' مسلم اور واقدی وغیرہ انہوں نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور یہ چیز اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں لیکن ایسی حدیث کے بارے میں متواتر ہونے کا دعویٰ عجیب ترین ہے' جب کہ شیعہ حضرات امامت کی حدیث میں متواتر ہونا شرط قرار دیتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے (تحقیقی) جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولیٰ' حاکم اور والی کے معنی میں ہے' بلکہ یہ محبوب و مددگار کے معنی میں ہے اور لفظ مولیٰ کئی معانی میں مشترک ہے: (۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد شدہ (۳) معاملات میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب' اور لفظ مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت و جماعت اور شیعہ حضرات محبوب اور ناصر والے معانی مراد ہونے پر متفق ہیں اور سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہمارے سردار' ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں۔ سیاق حدیث سے بھی اسی معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔ مولیٰ کا معنی امام نہ لغت میں معروف ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی ائمہ لغت میں سے کسی نے اس معنی کا ذکر کیا ہے اور یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ

یہاں مفعل کا وزن افعل کے معنی میں اور مولیٰ کا معنی ہے: اولیٰ' کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں چیز سے اولیٰ ہے' یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے' اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات اور دوستی پر نص کرنے سے مقصود اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے' اسی لیے ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں؟

نیز محدثین نے اس حدیث کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ یمن میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بعض معاملات میں اعتراض کیا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کے زیادہ قریب نہیں۔ (الحدیث) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کر کے انہیں بھی اس معاملہ میں تاکید فرمائی۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے لیکن اس سے یہ کس طرح لازم آئے گا کہ آپ امامت کے لیے اولیٰ اور زیادہ حق دار ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قرب اور اتباع کے لحاظ سے اولیٰ ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ'' ''بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی''۔

اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مراد یہ ہے کہ آپ امامت کے زیادہ حق دار ہیں تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ فی الحال امامت کے زیادہ حق دار ہیں' بلکہ مراد یہ ہے کہ انجام کار اپنے وقت میں (خلفائے ثلاثہ کے بعد) وہ امامت و خلافت کے زیادہ حق دار ہوں گے اور خلفائے ثلاثہ کے مقدم ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے' جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' نیز مختلف قرائن سے صراحۃً پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے' نیز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما یا کسی اور صحابی نے ضرورت کے وقت اس حدیث سے استدلال نہیں کیا' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس حدیث سے استدلال کیا۔ اپنی خلافت کے زمانہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت پر کوئی نص نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تصریح موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے ایام میں حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافت کے معاملہ میں سوال کرو' اگر خلافت ہم میں ہوئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سوال نہیں کروں گا۔ اگر یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نص ہوتی تو مسئلہ خلافت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی' نیز پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا کیا مقصد کہ انہوں نے کہا: اگر خلافت ہم میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۶۸ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۹۲۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو' یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس مقام پر کھڑا کر دیا جو مقام ان کے لیے ثابت نہیں تھا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے' ایک میری محبت میں حد سے بڑھنے والا شخص' جو میری ایسی تعریف بیان کرے گا جو میرے اندر موجود

يُبْهِتَنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نہیں اور دوسرا میرے ساتھ بغض رکھنے والا شخص، میری دشمنی اسے میرے اوپر بہتان لگانے پر برانگیختہ کرے گی۔ (مسند احمد)

٨٩٢١ - وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جان کو پیدا فرمایا! بے شک نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور میرے ساتھ صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ (مسلم)

وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسٍ حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِيمَانٌ وَبُغْضُهُمَا نِفَاقٌ.

حضرت ابن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے۔

٨٩٢٢ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مؤمن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (مسند احمد، ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٢٣ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ تھا، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ وہ گوشت تناول کیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٨٩٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: ضرور بالضرور کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے، جب صبح کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ہر شخص کو امید تھی کہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا، آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، آپ نے فرمایا: انہیں بلا لاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاضر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گئے گویا انہیں کبھی تکلیف ہی نہیں تھی، آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑائی

یَکُوْنَ مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِیْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ یَهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں آپ نے فرمایا: نرمی کے ساتھ جاؤ! جب ان کے میدان میں اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں آگاہ کرنا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق واجب ہیں اللہ کی قسم! تمہاری وجہ سے کوئی ایک شخص راہِ راست پر آ جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا رَمَدْتُ بَعْدَ تَفْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیَّ.

اور مسند احمد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن لگانے کے بعد میں کبھی آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔

٨٩٢٥ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفُغْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِاشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِیُّ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور میں یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میرا مقررہ وقت آ چکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما اور اگر میری اجل میں تاخیر ہے تو میری زندگی میں کشادگی عطا فرما اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کس طرح دعا مانگ رہے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا وہ دہرا دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا پاؤں مبارک مار کر یوں دعا کی: اے اللہ! اسے عافیت عطا فرما یا فرمایا کہ اسے شفاء عطا فرما راوی کو شک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی اس تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔ ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَلِیٍّ حِیْنَ بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَایَتِهٖ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ اِلَیْهِ اَهْلُهٗ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ وَطَرَحَ تُرْسَهٗ مِنْ یَّدِهٖ فَتَنَاوَلَ عَلِیٌّ بَابًا کَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ بِهٖ نَفْسَهٗ فَلَمْ یَزَلْ بِیَدِهٖ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ثُمَّ اَلْقَاهُ مِنْ یَّدِهٖ حِیْنَ فَرَغَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ نَفَرٍ مَّعَ سَبْعَةٍ اَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْتَهِدُ عَلٰی اَنْ نُّقَلِّبَ ذٰلِكَ الْبَابَ فَمَا نُقَلِّبُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِی الْمَنَاقِبِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرما کر روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ گئے جب آپ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ والے نکل کر آپ کے سامنے آ گئے آپ نے ان سے قتال کیا ایک یہودی نے ضرب لگا کر آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرا دی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے قریب پڑا ہوا دروازہ اٹھا کر اسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسے مسلسل اپنے ہاتھ میں (بطورِ ڈھال) رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرما دی پھر جب آپ (جہاد سے) فارغ ہو گئے تو وہ دروازہ پھینک دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اس دروازہ کو پلٹنے کی پوری کوشش کی لیکن اسے پلٹ نہیں سکے۔ (مسند احمد)

٨٩٢٧ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں مجھے وہ مقام حاصل تھا جو مخلوق میں سے کسی شخص کو حاصل نہیں تھا

لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

میں صبح سویرے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا: السلام علیک یا نبی اللہ! اگر آپ کھانستے تو میں واپس اپنے گھر لوٹ آتا' ورنہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

٨٩٢٨ - وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ اِبْتَدَانِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تو آپ مجھے عطا فرما دیتے اور جب خاموش رہتا تو مانگے بغیر از خود ہی عنایت فرما دیتے۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٢٩ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کم سن ہے' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے فرما دیا۔ (نسائی)

٨٩٣٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ وَقَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَسَنٌ لَا صَحِيْحٌ كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَلَا مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے' اور کہا کہ بعض نے یہ حدیث شریک سے روایت کی اور اس میں انہوں نے صنابحی سے روایت کا ذکر نہیں کیا اور ہم یہ حدیث شریک کے علاوہ کسی ثقہ کی روایت سے نہیں پہچانتے اور حافظ عسقلانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح نہیں' جیسا کہ حاکم نے فرمایا ہے اور نہ ہی موضوع ہے جیسا کہ ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

٨٩٣١ - وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا' اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دے جب تک تو مجھے علی کو نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

٨٩٣٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے ساتھ راز کی بات کی' لوگوں نے کہا: آپ نے اپنے چچازاد کے ساتھ طویل سرگوشی فرمائی ہے' تو رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے فرمایا: میں نے ان کے ساتھ راز کی بات نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ راز کی بات فرمائی ہے۔ (ترمذی)

٨٩٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُّجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضَرَارِ ابْنِ صَرْدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہارے اور میرے سوا کسی شخص کے لیے اس مسجد سے جنابت کی حالت میں گزرنا جائز نہیں ہے۔ علی بن منذر نے کہا کہ میں نے ضرار ابن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث پاک کا معنی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے اور تمہارے سوا کسی شخص کے لیے جنابت کی حالت میں مسجد کو گزرگاہ بنانا جائز نہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ.

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

٨٩٣٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔ (مسند احمد)

٨٩٣٦ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بِمَحْضَرٍ مِّنْ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَتَعْرِفُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ لَا تَذْكُرْ عَلِيًّا اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّكَ اِنْ تَنَقَّصْتَهٗ اٰذَيْتَ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِي الْمَنَاقِبِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نامناسب کلمات کہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تو اس صاحب مزار کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو علی المرتضیٰ کا ذکر خیر کے سوا نہیں فرماتے تھے، اگر تو نے ان کی توہین کی تو تو نے اس صاحب قبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (مسند احمد)

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

ف: خلفائے اربعہ کے بعد عشرہ مبشرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل کا ذکر کر کے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفائے اربعہ کے بعد باقی صحابہ سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

عشرہ مبشرہ صحابہ یہ ہیں: (۱) سیدنا ابوبکر صدیق (۲) سیدنا عمر فاروق (۳) سیدنا عثمان غنی (۴) سیدنا علی المرتضی (۵) سیدنا طلحہ (۶) سیدنا زبیر (۷) سیدنا سعد بن ابی وقاص (۸) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (۹) سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح (۱۰) سیدنا سعید بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ دس صحابہ عشرہ مبشرہ کے لقب سے اس لیے مشہور ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی ہے' یہ تمام صحابہ قرشی ہیں' ان صحابہ کو وہ خصوصی فضائل ومناقب حاصل ہیں جو دیگر صحابہ کرام کو حاصل نہیں' اور جنت کی بشارت صرف ان دس صحابہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں' بلکہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کرام' آپ کی اولادِ اطہار اور ازواجِ مطہرات اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ہم نے اپنے رسالہ "تحقیق الاشارہ الی تعمیم البشاۃ" میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے' اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۹۳۷ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ مِنْ صِدِّيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کیا اور مجھے (اپنی اونٹنی پر) سوار کر کے دارالہجرت لے گئے اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا' اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے! وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو' حق نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں' اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے! ان سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے! اے اللہ! جس طرف علی پھریں' حق کو بھی اس طرف پھیر دے۔ (ترمذی)

۸۹۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَّا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَّلَا اُرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا يَاْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے بعد ہم کس شخص کو امیر مقرر کریں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امانت دار' دنیا سے اعراض کرنے والا اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے' اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور' امانت دار پاؤ گے' وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو تم انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے' وہ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلیں گے۔ (مسند احمد)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اَلَا اِنِّيْ اِنْ اَسْتَخْلِفَ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمْ خَلِيْفَتِيْ نَزَلَ الْعَذَابُ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان فرمایا کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: سن لو! اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر فرمادیا اور تم نے میرے خلیفہ کی نافرمانی کی تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۸۹۳۹ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس امر خلافت کا اس جماعت

الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سے زیادہ کوئی حق دار نہیں جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ وصال کے وقت راضی تھے' پھر آپ نے حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔ (بخاری)

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: آپ ابوعبداللہ زبیر بن عوام قرشی ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی جان صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ہیں' آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ قدیم الاسلام ایمان لانے والوں میں سے ہیں' آپ نے سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا' آپ کے چچا نے دھوئیں سے آپ کو سزا دی تاکہ آپ اسلام چھوڑ دیں' مگر آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار چلائی' اُحد کے روز آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے' آپ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ارضِ بصرہ کے قریب مقامِ صفوان میں ۳۶ھ میں عمر بن جرموز نے آپ کو شہید کیا' اس وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ برس تھی۔ آپ کو وادیٔ سباع میں دفن کیا گیا' پھر وہاں سے بصرہ کی طرف منتقل کر دیا گیا' آپ کا مزار پرانوار وہاں زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ طلحہ بن عبیداللہ قرشی ہیں' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' آپ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب کے قافلہ کی تحقیق کے لیے روانہ فرمایا تھا' جنگ بدر کے دن آپ واپس لوٹے تھے۔ غزوۂ اُحد میں آپ نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی اور آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں' اس روز آپ کو چوبیس زخم آئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس روز آپ نے تلواروں اور نیزوں کے پچھتر زخم کھائے۔ جمل کے واقعہ میں ۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۰ھ کو آپ شہید ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ سال تھی' آپ بصرہ میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: آپ کا نام سعد بن ابی وقاص اور کنیت ابواسحاق ہے' آپ کے والد ابووقاص کا نام مالک بن وہیب زہری قرشی ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ سترہ برس کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا' آپ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے والوں میں' میں تیسرے نمبر پر ہوں اور میں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے' آپ مستجاب الدعوات تھے' لوگ آپ کی دعائے ہلاکت سے خوف زدہ رہتے تھے اور آپ کی نیک دعا کی اُمید رکھتے تھے کیونکہ لوگوں میں آپ کی دعا کی قبولیت مشہور تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اے اللہ! سعد کے تیر کا نشانہ خطا نہ جائے اور اس کی دعا قبول فرما' نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو فرمایا تھا: تیر پھینکو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کسی اور کے لیے آپ نے یہ کلمات نہیں ارشاد فرمائے۔ مدینہ منورہ کے قریب مقامِ عتیق میں اپنے دولت کدہ پر آپ کا وصال ہوا اور لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ اٹھا کر مدینہ منورہ لائے' مروان بن حکم حاکمِ مدینہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی' ۵۵ھ میں ستر سال سے زائد کی عمر میں آپ کا وصال مبارک ہوا اور جنت البقیع میں آپ مدفون ہوئے' عشرہ مبشرہ صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عوف' کنیت ابو محمد ہے' آپ زہری قرشی ہیں اور ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام مسلمانوں میں سے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر آپ نے اسلام قبول کیا' آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ آپ تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے' یوم اُحد میں آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز ادا کی' اُحد میں آپ کو بیس سے زائد زخم لگے' پاؤں میں زخم کی وجہ سے لنگڑا کر چلنے لگے' آپ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ھ میں بہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۴۰ - وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر فرماتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو' پھر پوچھا گیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو' عرض کیا گیا: عمر کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری قرشی ہیں' آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور اس امت کے امین ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور اُحد کے روز ثابت قدم رہے۔ اُحد کے روز خُود کے دو حلقے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور میں پیوست ہو گئے' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانتوں سے کھینچ کر انہیں نکالا' جس سے آپ کے سامنے والے دانت گر گئے۔ ۱۸ھ میں اُردن کے مقام پر طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ بیسان میں مدفون ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۸ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۴۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءَ هُوَ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِهْدَاْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے' جب کہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' علی المرتضیٰ' طلحہ' زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے کہ چٹان حرکت کرنے لگی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر صرف نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰى بَعْضٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ بَدَلَ عَلِيٍّ.

بعض نے اس حدیث پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۴۲ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں' میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں اور میری

وَّاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

امت میں اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں اور ان میں حیاء کے لحاظ سے صادق ترین صحیح عثمان غنی ہیں اور ان میں علم فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں اور ان میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ (مسند احمد) ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت سے آپ کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے' آپ کا شمار فقہاء صحابہ میں سے ہوتا ہے' آپ قرآن پاک جمع کرنے والی جماعت میں شامل ہیں' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک جمع کیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک کو مصحف میں نقل کیا۔ آپ نے ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا' وصال کے وقت آپ کی عمر چھپن سال تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابی بن کعب اکبر انصاری رضی اللہ عنہ ہیں' آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کتابتِ وحی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے' آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن پاک حفظ کیا' آپ ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں فتویٰ دیا کرتے تھے' آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوالمنذر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی کنیت ابوطفیل رکھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیّد الانصار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو سیّد المسلمین کا خطاب دیا۔ خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں ۱۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ انصاری خزرجی ہیں' آپ ان ستر انصاری صحابہ میں سے ہیں جو عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ بدر میں اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا' اڑتیس سال کی عمر میں ۱۸ھ کو طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَّفِيْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ.

اور معمر سے بہ روایت قتادہ مرسلاً روایت کی گئی ہے' اور اس روایت میں ہے کہ ان میں سب سے بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں۔

۸۹۴۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں اور عمر جنت میں ہیں اور عثمان جنت میں ہیں اور علی جنت میں ہیں اور طلحہ جنت میں ہیں اور زبیر جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور سعید بن زید

فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ.

جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے اسے سعید بن زید سے روایت کیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالاعور ہے' آپ عدوی قرشی ہیں اور عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ بدر کے موقع پر آپ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قریش کے قافلہ کی تحقیق کے لیے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے' وہ آپ کی زوجہ تھیں۔ ۵۰ھ یا اس کے ایک یا دو سال بعد عتیق کے مقام پر آپ کا وصال ہوا' پھر آپ کا جسد مبارک مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا' وصال کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٨٩٤٤ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٤٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتّٰى اِسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں' آپ ایک چٹان کی طرف متوجہ ہوئے اور (زخموں کی وجہ سے) اس کے اوپر نہ تشریف لے جا سکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے' حتیٰ کہ آپ چٹان پر تشریف فرما ہو گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی ہے۔ (ترمذی)

٨٩٤٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى طَلْحَةَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: جو آدمی روئے زمین پر چلنے والے ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے تو وہ ان کی طرف دیکھ لے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی روئے زمین پر چلتے پھرتے ہوئے شہید کو دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔ (ترمذی)

٨٩٤٧ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بیکار دیکھا' جسے انہوں نے احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے ڈھال بنایا تھا۔ (بخاری)

٨٩٤٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِیَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: کون شخص میرے پاس اس قوم کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے' میرے حواری زبیر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٤٩ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِیْ بَنِیْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِیْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون شخص جا کر میرے پاس بنوقریظہ کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ تو میں گیا اور جب واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین جمع فرمائے اور فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥٠ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والدین جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھا' میں نے احد کے دن آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سعد! تیر چلاؤ! میرے والدین تم پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥١ - وَعَنْهُ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا' احد کے دن آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں! اور آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! اے طاقت ور نوجوان! (ترمذی)

٨٩٥٢ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَّعْنِیْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز یعنی احد کے دن دعا کی: اے اللہ! ان کی تیر اندازی کو مضبوط اور پختہ فرما' اور ان کی دعا قبول فرما۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨٩٥٣ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جب سعد تیری بارگاہ میں دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرما۔

٨٩٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِیْ فَلْيُرِنِیْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں' کوئی شخص (میرے ماموں

اِمْرُوٌ خَالَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلُ فَلْيُرِنِيْ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ هُوَ تَصْحِيْفٌ.

جیسا) اپنا ماموں تو دکھائے۔(ترمذی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بنو زہرہ سے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی بنو زہرہ سے تھیں' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں' اور مصابیح میں "فلیرنی" کی بجائے "فلیکرمنّ" کے الفاظ ہیں۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تصحیف ہے(یعنی "فلیرنی" کے الفاظ ہی صحیح ہیں)

٨٩٥٥- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں۔(بخاری' مسلم)

٨٩٥٦- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خَلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ الصَّلٰوةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں' اور میں جانتا ہوں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس حالت میں جہاد کرتے تھے کہ ہمارا کھانا صرف کیکر کا پھل اور پتے ہوتے تھے' ہم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کرتا تو اس طرح ہوتا تھا جیسے بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں' فضلہ آپس میں مخلوط نہیں ہوتا تھا' پھر بنو اسد مجھے اسلامی احکام سے آگاہ کرتے ہیں' تب تو میں نقصان میں رہا اور میرا عمل ضائع ہو گیا' لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کی تھی کہ یہ نماز اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے۔(بخاری ومسلم)

ف: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مقرر تھے' بنو اسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت کی کہ یہ نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں تنبیہ فرمائی' آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے صورتِ حال کی وضاحت فرمائی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ میرا گمان اسی طرح ہے جس طرح تم بیان کر رہے ہو اور بنو اسد کی تردید فرمائی۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۸' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٩٥٧- وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ وَمَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ اَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّيْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ میں اسلام لانے والوں میں تیسرا فرد ہوں اور (مجھ سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے) کوئی شخص اسلام نہیں لایا مگر اسی دن جس دن میں مسلمان ہوا اور میں سات دن اس حالت میں رہا کہ میں اہل اسلام کا ایک تہائی حصہ تھا۔(بخاری' بغوی)

٨٩٥٨- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا: کاش! کوئی نیک شخص

فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهُ فَدَعَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میرا پہرہ دیتا' اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' عرض کیا: میں سعد ہوں' فرمایا: کس لیے آئے ہو' عرض کیا: میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے' میں پہرہ کی خدمت سرانجام دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر سو گئے۔ (بخاری و مسلم)

٨٩٥٩ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٩٦٠ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجران نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی امین شخص روانہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: میں یقیناً تمہارے پاس ایسا امین شخص بھیجوں گا جو واقعی امین کہلانے کا مستحق ہو گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے منتظر تھے (کہ آپ کسے امین قرار دیتے ہیں)' راوی فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو روانہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

٨٩٦١ـ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِنِسَائِهِ اِنَّ اَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِيْ مِنْ بَعْدِيْ وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا کرتے تھے: اپنے وصال کے بعد مجھے تمہارا معاملہ فکر میں مبتلا کر رہا ہے (تمہاری کفالت کی مشقت اور آزمائش) پر وہی صبر کر سکیں گے' جو صبر اور سچائی میں کامل ہوں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کی مراد صدقہ کرنے والے تھے' پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تمہارے والد کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرمائے' اور (ان کے والد) ابن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ایک باغ پیش کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (ترمذی)

٨٩٦٢ـ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهِ اَنَّ الَّذِيْ يَحْثُوْا عَلَيْكُنَّ بَعْدِيْ هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے بعد جو شخص تم پر اپنا مال نثار کرے گا' وہ سچا اور نیکوکار ہو گا' اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرما۔ (مسند احمد)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل الاوّل

بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

اہل بیت کا مصداق کون حضرات ہیں؟

لفظ اہل بیت کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے۔ بنو ہاشم کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے' ان میں آلِ عباس' آلِ علی' آلِ جعفر' آلِ عقیل اور آلِ حارث رضی اللہ عنہم داخل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل وعیال کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے' جن میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن داخل ہیں' قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝ (الاحزاب: ۳۳)

اللہ تعالیٰ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک وصاف فرما دے۝

اس آیۂ مبارکہ کی ابتداء اور انتہاء میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب ہے' لہٰذا آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بعض اوقات اہل بیت کا لفظ سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے لیے بھی خصوصی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' لفظ اہل بیت کے اطلاق میں مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

علماء کرام نے ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ بیت تین ہیں: (۱) بیت نسب (خاندان کے افراد) (۲) بیت سکنیٰ (دولت کدہ میں رہائش پذیر افراد) (۳) بیت ولادت (اولادِ اطہار)۔

بنو ہاشم میں سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد نسب کے لحاظ سے اہل بیت ہیں کیونکہ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہا جاتا ہے' مثلاً کہتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ کا گھرانہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رہائش کے اعتبار سے اہل بیت ہیں' آدمی کی بیویوں پر اہل بیت کا اطلاق مشہور ومعروف ہے (بیوی کو عرف میں گھر والی کہنا مشہور ومعروف ہے)۔ نبی کریم ﷺ کی تمام اولادِ پاک ولادت کے اعتبار سے اہل بیت ہے' لیکن سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو خصوصی عزت وشرافت حاصل ہے' اور جب لفظ اہل بیت بولا جائے تو ذہن میں ان حضرات کا تصور آتا ہے' ان کے فضائل میں بے شمار احادیث ہیں۔ اس باب میں بعض بنو ہاشم' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے شہزادے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے اور حضرت زید بن حارثہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بھی ذکر ہے' کیونکہ ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کمالِ محبت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مخصوص مناقب ہیں' نیز عرف عام میں اہل بیت کا اطلاق سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم پر ہوتا ہے' لہٰذا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل کو الگ باب میں مستقل طور پر بیان کیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۲۔۶۸۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۹۶۳ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے رزق عطا فرماتا ہے اور

يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

مجھ سے محبت کرو' اللہ تعالیٰ کی محبت کی بناء پر اور میرے اہل بیت سے محبت کرو' میری محبت کی بناء پر۔ (ترمذی)

٨٩٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: سن لو! تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا' نجات پا گیا' جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (مسند احمد)

ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اہل بیت کی محبت اور پیروی کو لازم کرے گا' وہ دونوں جہان میں نجات حاصل کر لے گا اور اگر ان کی محبت و پیروی اختیار نہ کرے گا تو دارین میں ہلاک ہو گا۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا اور دنیا میں پائے جانے والے کفر' گمراہی' بدعت اور نفسانی خواہشات کو ایسے گہرے سمندر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسے موج بالائے موج نے ڈھانپ رکھا ہو' اوپر بادل چھائے ہوئے ہوں اور ایک سے بڑھ کر ایک تاریکی ہو اور اس سمندر نے چاروں جانب سے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہو۔ ایسے سمندر میں باہر نکلنے کا ذریعہ صرف ایک کشتی ہے اور وہ کشتی اہل بیت کی محبت ہے' اگر اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی پیش نظر رکھا جائے کہ آپ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' جو ان میں سے کسی کی اقتداء کرے گا وہ ہدایت حاصل کرے گا۔ اس صورت میں مزید حسین اور ایمان افروز تحقیق حاصل ہو گی۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کیا خوب فرمایا ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت بحمد اللہ! اہل بیت کی محبت کے سفینہ پر سوار ہیں اور ہدایت کے ستارے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہمارے راہنما ہیں' لہٰذا ہمیں اللہ کی رحمت سے امید کامل ہے کہ احوالِ قیامت اور جہنم کے عذاب سے ہمیں نجات حاصل ہو گی اور جنت کے مراتب تک رسائی حاصل ہو گی۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جو شخص کشتی میں ہی داخل نہ ہوا' جس طرح خارجی حضرات ہیں (اور ہمارے زمانہ میں سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید پلید کو امیر المؤمنین اور جنتی کہنے والے حضرات ہیں۔ رضوی غفرلہٗ) وہ آغاز میں ہی ہلاک ہو جائیں گے اور جو کشتی میں تو سوار ہو گئے لیکن رشد و ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راہنمائی حاصل نہ کی' جس طرح روافض ہیں' وہ بھٹک کر ایسی تاریکیوں میں جا پڑیں گے جہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں پائیں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت' مجدد دین و ملت' الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

٨٩٦٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ فِيْ بَيْتِيْ نَزَلَتْ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (الاحزاب:۳۳) قَالَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی: اللہ تو یہی چاہتا ہے' اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے (الاحزاب:۳۳)۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی اہل بیت

قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ قَالَ بَلٰى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ.

سے ہوں؟ فرمایا: کیوں نہیں! ان شاء اللہ! (تم بھی اہل بیت سے ہو)۔ (بغوی)

وَرَوٰى ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّتَلَا قَوْلَهُ تَعَالٰى ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب: ٣٤) وَهُوَ قَوْلُ مُقَاتِلٍ.

ابو حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت مبارکہ خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا: اور یاد کرو جو کچھ تمہارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت (الاحزاب: ۳۴)۔ اور یہی مقاتل کا قول ہے۔

وَرَوٰى ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ كَانَ يُنَادِيْ فِي السُّوْقِ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بازار میں نداء دیتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيْرَاتِ الْاَحْمَدِيَّةِ اِنَّ مَرْضَى الْبَيْضَاوِيِّ مَا نَقَلَ عَنِ الْاِمَامِ مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ عَامٌّ لِلْاَزْوَاجِ وَالْاَوْلَادِ جَمِيْعُهَا غَيْرُ مُخْتَصٍّ بِاَحَدِهِمَا.

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے ساتھ مباہلہ کروں گا کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ صاحب تفسیرات احمدیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا مختار وہی ہے جو امام منصور ماتریدی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اہل بیت کا لفظ عام ہے' ازواج اور اولاد سب کو شامل ہے' کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں۔

٨٩٦٦ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے درمیان خم نامی تالاب کے قریب ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور وعظ و نصیحت فرمائی' پھر فرمایا: اما بعد! اے لوگو! سن لو! میں ایک بشر ہی ہوں' قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اللہ کی دعوت کو قبول کر لوں' میں تمہارے درمیان دو عظمت والی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے' جس میں ہدایت اور نور ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو' آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر برانگیختہ فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی' پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں' میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب' وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے' جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا' وہ گمراہی پر ہوگا۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ دو بار فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت

كَرَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُمْلَةَ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ بِاَحَدِهِمَا اٰلَهٗ وَبِالْاُخْرٰى اَزْوَاجَهٗ لِمَا سَبَقَ مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ يُطْلَقُ عَلَيْهِمَا.

کے سلسلہ میں تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں' کیونکہ ایک جملہ سے نبی کریم ﷺ کی مراد آپ کے اہل بیت اور دوسرے سے مراد آپ کی ازواجِ مطہرات تھیں اس لیے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اہل بیت کا لفظ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

٨٩٦٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے پاس وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رکھو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے' ان میں سے ایک چیز دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے' اللہ تعالیٰ کی کتاب وہ رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی ہوئی ہے اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں' یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کہ حوض پر میرے پاس آئیں گی' تم دیکھتے رہو کہ ان دونوں کے متعلق میرے بعد تم کس طرح میرے خلیفہ بنتے ہو۔ (ترمذی)

٨٩٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر عرفہ کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے' اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٦٩ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ﴾ (آل عمران:٦١) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلاتے ہیں (آل عمران:٦١) تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

٨٩٧٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب:٣٣) رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے' آپ نے سیاہ بالوں کی بنی ہوئی منقش چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی' پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے انہیں اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر فرمایا: اے اہل

مُسْلِمٌ. وَقَالَ الْبَيْضَاوِيُّ تَخْصِيصُ الشِّيعَةِ أَهْلُ الْبَيْتِ بِفَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّابْنَيْهِمَا وَالْاِحْتِجَاجُ بِذٰلِكَ عَلٰى عِصْمَتِهِمْ وَكَوْنُ إِجْمَاعِهِمْ حُجَّةٌ ضَعِيفٌ لِاَنَّ التَّخْصِيصَ بِهِمْ لَا يُنَاسِبُ مَا قَبْلَ الْاٰيَةِ وَمَا بَعْدَهَا وَالْاَحَادِيثُ تَقْتَضِي أَنَّهُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ لَا أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ لَيْسَ غَيْرُهُمْ.

بیت! اللہ تو یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے گناہوں کی پلیدی دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک فرمادے۔ (الاحزاب: ۳۳) (مسلم) بیضاوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ شیعہ حضرات کا اہل بیت کو سیّدہ فاطمۃ الزہراء، حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے دونوں شہزادوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اس سے اہل بیت کے معصوم ہونے اور ان کے اجماع کے حجت ہونے پر دلیل پیش کرنا ضعیف ہے، کیونکہ ان حضرات کے ساتھ اہل بیت کی تخصیص آیہ مبارکہ کے ماقبل اور مابعد کے مناسب نہیں اور احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حضرات اہل بیت ہیں، احادیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے غیر اہل بیت نہیں۔

٨٩٧١ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا: میں اس سے جنگ کرتا ہوں جو ان سے جنگ کرے اور میں اس سے صلح کرتا ہوں جو ان سے صلح کرے۔ (ترمذی)

٨٩٧٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِّشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھیں، کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، جن کی چال ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال جیسی تھی، جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: میری بیٹی کو مرحبا! پھر انہیں بٹھا لیا، پھر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں، جب آپ نے ان کا غم ملاحظہ فرمایا تو دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی تو اچانک وہ ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کیا سرگوشی فرمائی ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو میں نے کہا: تم پر میرا جو حق ہے میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں مجھے بتلایئے! انہوں نے کہا: ہاں! اب میں بتلا دیتی ہوں، پہلی مرتبہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور فرماتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، اور میرا خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے، تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور صبر اختیار کرنا کیونکہ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں، تو میں رو پڑی، جب آپ نے میری بے چینی ملاحظہ فرمائی تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی، یا فرمایا: مؤمن عورتوں کی سردار ہے۔

اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں رو پڑی' پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھے ملوگی تو میں ہنس پڑی۔ (بخاری و مسلم)

٨٩٧٣ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ! میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اسے بے قرار کرتی ہے' وہ مجھے بے قرار کر دیتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے' وہ چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سات سال چھ مہینے قبل ہوئی' جب قریش مکہ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے۔ واقعہ اُحد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا' نکاح کے وقت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور چھ ماہ تھی اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس وقت اکیس برس اور پانچ ماہ تھی۔ آپ کی اولاد میں امام حسن' امام حسین' اُم کلثوم اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہم ہیں۔ (آپ کی اولاد میں حضرت محسن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ مرقاۃ المفاتیح' اکمال فی اسماء الرجال) سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال تک سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد تین رمضان المبارک کو آپ کا وصال ہوا۔ مدائنی نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور علامہ کرمانی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (عمدۃ القاری ج ١٦ ص ٢٤٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٩٧٤ - وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جمیع بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: فاطمہ! پھر عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے خاوند۔ (ترمذی)

٨٩٧٥ - وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اِسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّالْعَبَّاسُ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی' دونوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو' میں نے عرض

يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِیْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّیْ اَدْرِیْ اِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَیُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

کیا: یارسول اللہ! علی وعباس اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس لیے حاضر ہوئے ہیں' میں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: لیکن میں جانتا ہوں' انہیں اجازت دے دؤ وہ دونوں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد! دونوں نے عرض کیا: ہم آپ کے اہل بیت کی عورتوں کے متعلق سوال کرنے کے لیے حاضر نہیں ہوئے' آپ نے فرمایا: مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور جس پر میں نے انعام فرمایا' وہ اسامہ بن زید ہے' دونوں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر علی بن ابی طالب ہیں' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو ان سے آخر میں رکھا ہے' آپ نے فرمایا: بے شک علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ (ترمذی)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ اسامہ بن زید بن حارثہ قضاعی ہیں' آپ کی والدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا ہیں' جن کا نام برکت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اور غلام کے بیٹے تھے۔ آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی' آپ وادیٔ قریٰ میں چلے گئے تھے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہیں آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۷۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِیْ لِیَ ابْنَیَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حسن اور حسین' اور آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو فرماتے تھے: میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ اور آپ دونوں شہزادوں کو سونگھتے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ (ترمذی)

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسن بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ صحیح ترین قول کے مطابق نصف رمضان ۳ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۵۰ھ کو آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۸ھ' بعض نے کہا: ۴۹ھ' اور بعض نے کہا: ۴۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بہت سی جماعت نے احادیث روایت کیں۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے تو چالیس ہزار سے زائد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نصف جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کو آپ نے خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسین بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی ولادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی' سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پچاس رات بعد آپ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں آئے۔ یوم عاشوراء جمعہ کے روز ۶۱ھ کو عراق کی سرزمین پر کوفہ اور حلہ کے درمیان کربلا کے میدان میں آپ شہید ہوئے۔ سنان بن انس نخعی اور ایک قول کے مطابق شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو شہید کیا اور خولی بن یزید اصحی نے آپ کا سرانور تن سے جدا کیا اور وہ عبداللہ بن زیاد کے دربار میں آپ کا سر لے کر گیا اور یہ اشعار پڑھے:

(ترجمہ:) ''میرا تھال سونے چاندی سے بھر دے' میں نے عظیم بادشاہ کو قتل کیا ہے' میں نے اسے قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے' میں نے نسب کے اعتبار سے تمام لوگوں سے افضل شخص کو قتل کیا ہے''۔

ایک قول کے مطابق حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے تئیس افراد شہید ہوئے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' آپ کے شہزادے سیّدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اور آپ کی شہزادیوں سیّدہ فاطمہ اور سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہما نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی' اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ عاشوراء کے روز ہی ۶۷ھ کو ابراہیم بن مالک اشتر نخعی نے دوانِ جنگ عبداللہ بن زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیجا' مختار نے اس کا سر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا' انہوں نے اس کا سر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٨٩٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے مبارک پر اٹھائے ہوئے تھے' کسی شخص نے کہا: اے لڑکے! تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو کتنا بہترین ہے۔ (ترمذی)

٨٩٧٨ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَّعَلِيٌّ يَضْحَكُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے ہوئے باہر نکلے' اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور فرمایا: میرا باپ فدا! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو' علی کے مشابہ نہیں' اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔ (بخاری)

٨٩٧٩ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا جب کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر سوار تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اِعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ کے ہمراہ باہر نکلا' حتیٰ کہ آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا بچہ یہاں ہے؟ کیا بچہ یہاں ہے؟ آپ کی مراد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے' کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے حتیٰ کہ دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بازو ڈال دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے' اسے اپنا محبوب بنا لے۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٨١ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ وَاِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر جلوہ فرما دیکھا جب کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے۔ نبی کریم ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف رخِ انور فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔

(بخاری)

٨٩٨٢ - وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُّنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

حضرت امِ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے' آپ نے فرمایا: کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ بہت سخت خواب ہے' فرمایا: خواب کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسمِ انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہترین خواب دیکھا ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں ہوگا' تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ اقدس کے مطابق میری گود میں تھے' ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب میری توجہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو جاری ہیں' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی' میں نے کہا: اس بیٹے کو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! اور وہ میرے پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

٨٩٨٣ - وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ وَمَا یُبْکِیْكِ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں' میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی' آپ کا سر انور اور ڈاڑھی مبارک گرد آلود تھی' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت پر موجود تھا۔ (ترمذی)

٨٩٨٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاُحْصِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت خواب کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حالت میں دیدار کیا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور چہرۂ انور غبار آلود تھا' آپ کے دست اقدس میں شیشی تھی جس میں خون تھا' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ حضور پر قربان! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے' میں آج سارا دن اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ (راوی فرماتے ہیں:) میں نے وہ وقت یاد کر لیا' میں شہادتِ حسین کا وہی وقت پاتا ہوں۔ (بیہقی دلائل النبوۃ' احمد)

٨٩٨٥ - وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں' اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے' حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٨٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا اَدْرِیْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْهِ فَکَشَفَهٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ قُلْنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُّحِبِّیْهِمَا وَمَوَالِیْهِمَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ مُّبْغِضِیْهِمَا وَمُعَادِیْهِمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں کسی کام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے' میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ یہ کیا چیز اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ نے اس چیز سے کپڑا ہٹا دیا' میں نے دیکھا کہ آپ کی گود میں امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما تھے' فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں' اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما' اور جو ان سے محبت کرے اس سے محبت فرما۔ (ترمذی) ہم یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! ہمیں ان دونوں سے محبت کرنے والوں اور ان کے غلاموں میں سے بنا اور ان سے بغض رکھنے والوں اور ان سے دشمنی کرنے والوں میں سے نہ بنا۔

٨٩٨٧ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِيْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

عبدالرحمٰن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ کسی شخص نے ان سے محرم کے بارے میں سوال کیا' شعبہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ اس نے سوال کیا تھا کہ محرم مکھی مار دے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اہل عراق مجھ سے مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شہزادے دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری)

٨٩٨٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے دو پھول ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٩٠ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّيْ دَعِيْنِيْ اٰتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلَهٗ اَنْ يَسْتَغْفِرَلِيْ وَلَكِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حِيْنَ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا: مجھے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت دیجئے' تاکہ میں آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کروں اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں' پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی اور آپ نے نوافل ادا کیے حتیٰ کہ نمازِ عشاء ادا کی' پھر آپ اپنے گھر مبارک کی طرف واپس تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا' آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: یہ کون ہے' حذیفہ ہے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تمہیں کیا کام ہے' اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے' یہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے اپنے رب کریم سے اجازت طلب کی تاکہ میری بارگاہ میں سلام پیش کرے اور مجھے خوش خبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے' اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٩١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا' اور فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔ (بخاری)

الْبُخَارِیُّ.

۸۹۹۲ - وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ زِیَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْكُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد کے پاس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور لایا گیا اور ایک تھال میں رکھ دیا گیا' ابن زیاد سرانور پر چھڑی سے مارنے لگا اور اس نے آپ کے حسن کے متعلق کوئی بات کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے' آپ کے بال مبارک وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِیَادٍ فَجِیْئَ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ اَنْفِهٖ وَمَا رَاَیْتُ مِثْلَ هٰذَا حَسَنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سراقدس لایا گیا' ابن زیاد آپ کی ناک مبارک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے حسن میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا' تو میں نے کہا: سن لے! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

۸۹۹۳ - وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ لَمَّا جِیْئَ بِرَأْسِ ابْنِ زِیَادٍ وَاَصْحَابِهٖ فَصُیِّرَتْ فِی الْمَسْجِدِ فِی الرَّحْبَةِ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِمْ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَاِذَا حَیَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَتَخَلَّلُ الرُّءُوْسَ حَتّٰی دَخَلَتْ فِیْ مَنْخَرِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَیْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰی تَغَیَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر مسجد کے صحن میں رکھ دیئے گئے تو میں ان کی طرف گیا' جب کہ لوگ پکار رہے تھے: آ گیا! آ گیا! اچانک ایک سانپ آ کر سروں کے درمیان پھرنے لگا حتیٰ کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا' پھر باہر نکلا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا' پھر لوگوں نے کہا: وہ آ گیا! سانپ نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ اسے امام ترمذی نے روایت کر کے فرمایا: یہ حسن صحیح ہے۔

۸۹۹۴ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْحَسَنُ اَشْبَهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر نیچے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (ترمذی)

۸۹۹۵ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا اِذَا جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے' انہوں نے سرخ قمیصیں زیب تن کی ہوئی تھیں' وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے

وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:١٥) نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

تھے رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ نے دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہیں (التغابن:۱۵)' میں نے ان دو بچوں کو دیکھا کہ یہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوا' حتیٰ کہ میں نے اپنا سلسلہ کلام ختم کر کے انہیں اٹھالیا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

٨٩٩٦ - وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے: اے اللہ! ان سے محبت فرما کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھا لیتے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران مبارک پر بٹھا لیتے' پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے پھر دعا فرماتے: اے اللہ! ان پر رحم فرما! کیونکہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ (بخاری)

٨٩٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا' بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت کو نشانہ اعتراض بناتے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے' بہ خدا! ان کے والد امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ أُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَإِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ.

اور مسلم کی روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ میں تمہیں ان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہیں۔

٨٩٩٨ - وَعَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ فَرَضَ لِأُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ اٰلَافٍ وَّخَمْسِ مِائَةٍ وَّفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرمایا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم! کسی غزوہ

سَبَقَنِیْ اِلٰی مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَیْدًا کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْكَ وَکَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

میں انہوں نے مجھ سے سبقت نہیں کی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زید' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے والد سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ (ترمذی)

۸۹۹۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُنَحِّیَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَنَا الَّذِیْ اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَةُ اَحِبِّیْهِ فَاِنِّیْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنا چاہی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: چھوڑ دیجئے! میں صاف کر دیتی ہوں' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس سے محبت کرو کیونکہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۰۰ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَیْهِ عَلَیَّ وَیَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ یَدْعُوْا لِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ منورہ آئے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اس وقت آپ خاموش ہو چکے تھے اور کلام نہیں فرما رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست اقدس میرے اوپر رکھتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے' میں پہچان رہا تھا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۰۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے' حتیٰ کہ قرآن مجید کا حکم نازل ہوا کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو (الاحزاب: ۵)۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۰۲ - وَعَنْ جَبَلَةَ ابْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِیَ اَخِیْ زَیْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَیْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَیْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَیْتُ رَاْیَ اَخِیْ اَفْضَلَ مِنْ رَّاْیِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ روانہ فرما دیجئے' آپ نے فرمایا: وہ موجود ہیں' اگر تمہارے ساتھ چلے جائیں تو میں انہیں منع نہیں کروں گا' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں کسی کو آپ پر ترجیح نہیں دوں گا۔ حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر پائی۔ (ترمذی)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسامہ ہے' آپ کی والدہ اُم سعدی بنت ثعلبہ' بنو معن سے تھیں۔ وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر اپنے والدین سے ملنے گئیں' اس دوران بنو قین کے سوار لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے' وہ حضرت زید

بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خیمہ سے اٹھا کر لے گئے' اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی' انہوں نے حضرت زید کو عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے چار سو درہم میں انہیں خرید کر اپنی پھوپھی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد حضرت زید بن حارثہ آپ کو ہبہ کر دیئے' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو اطلاع ہوئی تو حضرت زید کے والد حارثہ اور چچا کعب انہیں لینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو اختیار دے دیا کہ چاہے مجھے پسند کر لو یا اپنے والدین کو پسند کر لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو اختیار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے کر مقامِ حجر میں آئے' اور فرمایا: حاضرین! گواہ ہو جاؤ! زید میرا بیٹا ہے' یہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد حضرت زید' زید بن محمد کہلانے لگے' حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو۔ ایک قول کے مطابق مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر میں ان سے دس سال اور ایک قول کے مطابق بیس سال بڑے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آزاد کردہ لونڈی حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے' پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا' انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی کا نام مذکور نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَلَمَّا قَضٰی زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا'' (الاحزاب: ۳۷) ''پھر جب زید کی غرض اس سے پوری ہو گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی''۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید وغیرہ نے احادیث روایت کیں۔ جمادی الاولیٰ ۸ھ کو غزوۂ موتہ میں امیرِ لشکر کی حیثیت سے شامل ہوئے اور اسی غزوہ میں پچپن سال کی عمر میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰۳ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے۔

سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں ذوالحجہ ۸ھ کو پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو کہتے: اے دو پَروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔ (بخاری)

۹۰۰۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ جَعْفَرًا يَّطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ترمذی)

۹۰۰٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ اِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے اور ان کے ساتھ مجلس میں شریک ہوتے تھے اور ان سے

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِي الْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گفتگو کرتے تھے اور مساکین ان سے گفتگو کرتے تھے' اور رسول اللہ ﷺ انہیں ابوالمساکین کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ (ترمذی)

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں' آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے ہیں' آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب طیار اور ذوالجناحین ہے۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ منورہ کی طرف)' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب آپ ہی تھے' غزوۂ موتہ میں نبی کریم ﷺ نے انہیں امیر لشکر مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں آپ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے' جس کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو پَر عطا فرمائے' جن کے ساتھ آپ جنت میں ملائکہ کے ساتھ اُڑتے ہیں (اسی وجہ سے آپ کا لقب طیار' بہت زیادہ اُڑنے والا اور ذوالجناحین' دو پَروں والا ہے) ۸ھ کو اکتالیس سال کی عمر میں غزوۂ موتہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے' آپ کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے نوے زخم تھے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۱۹ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۹ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۶۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضِبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّبْشَرَةٍ وَاِذَا لَقَوْنَا لَقَوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِحْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ فَمَا وَقَعَ فِي الْمَصَابِيْحِ سَهْوٌ وَّسَبَبُهٗ وَهْمٌ وَلَمْ يَقَعْ اِلٰى اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْهُ رِوَايَةٌ.

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے اور میں بھی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا' آپ نے فرمایا: آپ کو کس چیز نے غضب ناک کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا اور قریش کا کیا معاملہ ہے' جب وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں تو دوسری حالت میں ملتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت نہ کرنے لگے' پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی' اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔ (ترمذی) اور مصابیح میں ''عن المطلب'' کے الفاظ ہیں' اور مرقات میں فرمایا کہ مصابیح میں جو کچھ واقع ہوا ہے یہ سہو ہے اور اس کا سبب وہم ہے اور محدثین تک مطلب سے کوئی روایت نہیں پہنچی۔

۶۰۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ (ترمذی)

۶۰۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب پیر کی صبح ہو تو آپ اور آپ کی اولاد میرے

فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوَلَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَأَلْبَسَنَا كِسَاءَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پاس آئیں تا کہ میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائے گا' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ ہم صبح کے وقت حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چادر اوڑھائی' پھر دعا فرمائی: اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری و باطنی بخشش فرما جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے' اے اللہ! ان کی اولاد کے سلسلہ میں ان کی حفاظت فرما۔ (ترمذی)

وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ.

رزین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ (آپ نے فرمایا:) خلافت کو ان کی اولاد میں باقی رکھ۔

۹۰۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے حکمت کی تعلیم عطا فرما۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یوں دعا کی: اسے کتاب کی تعلیم عطا فرما۔

۹۰۱۱ - وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَّضَعَ هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کی جگہ تشریف لے گئے' میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا' جب آپ باہر تشریف لائے' فرمایا: یہ پانی کس نے رکھا ہے' آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۲ - وَعَنْهُ أَنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور دو مرتبہ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۱۳ - وَعَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ دَعَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّؤْتِيَنِي اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ مجھے اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ان کی عمر آپ سے دو سال زیادہ تھی۔ آپ کی والدہ نمر بن قاسط کے قبیلہ سے تھیں' وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف چڑھایا' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں گم ہوئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا مل گیا تو میں کعبۃ اللہ کو غلاف پہناؤں گی۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مل گئے تو والدہ نے اپنی نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں سردار تھے' مسجد حرام میں حاضری دینے والوں کو پانی پلانے کی خدمات آپ سرانجام دیتے اور کعبہ شریف کی تعمیر و ترقی میں مشغول رہتے' کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والے قریش کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائیوں کے ارتکاب سے منع فرماتے۔ وصال کے وقت آپ نے ستر غلام آزاد کیے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل سے پہلے ہوئی اور بروز جمعہ ۱۲ رجب ۳۲ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ پہلے ہی اسلام لا چکے تھے

لیکن اسلام کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے عباس ملیں' وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً آئے ہیں۔ ابوالیسر کعب بن عمر نے آپ کو قید کیا' پھر آپ فدیہ دے کر رہا ہوئے اور واپس مکہ مکرمہ چلے گئے' پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے' آپ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۰۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا' نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں' آپ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تیرہ سال تھی' بعض نے کہا: پندرہ سال' اور بعض نے کہا: دس سال تھی۔ آپ کا لقب حبر الامۃ ہے یعنی آپ نبی کریم ﷺ کی امت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے حکمت' فقہ اور تاویل کی دعا فرمائی تھی۔ آپ نے دو مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زیارت کی۔ مسروق نے کہا کہ جب میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کی تو میں کہہ اٹھا کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت ہیں اور جب میں نے ان کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں' اور جب انہوں نے حدیث بیان کی تو مجھے کہنا پڑا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنے قریب بٹھاتے اور جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ان کے ساتھ مشورہ فرماتے' آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۶۸ھ کو اکہتر سال کی عمر میں طائف میں آپ کا وصال ہوا' آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے احادیث روایت کی ہیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — فصل الثانی

فِیْ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد اور ان کے ساتھ نکاح کی ترتیب میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ گیارہ خوش نصیب خواتین ہیں جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی عمل میں آئی۔ وصال کے وقت آپ کے نکاح میں نو ازواج مطہرات تھیں۔ ازواجِ مطہرات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سیدہ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا' ان کے ساتھ نکاح کے وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی' ہجرت سے تین سال پہلے ان کا وصال ہوا۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی رخصتی ہوئی' ۵۴ھ میں ان کا وصال ہوا۔

(۳) سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما' نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔
(۶) حضرت اُم سلمہ' ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔
(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ازواجِ مطہرات میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا۔
(۸) حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا' شاہِ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کیا۔
(۹) حضرت جُویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں انہیں قیدی بنایا اور پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔
(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا' یہ حضرت سیّدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں' فتح خیبر کے موقع پر یہ قید ہوئیں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔
(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔

ایک قول کے مطابق چار باندیوں کو شرفِ صحبت حاصل ہوا' ان میں سب سے مشہور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی تعداد' ان کی ترتیب' آپ کے وصال سے پہلے جن کی وفات ہوئی' ان کی تعداد جن سے آپ نے صحبت فرمائی اور جن سے صحبت نہیں فرمائی' جن کو آپ نے پیغامِ نکاح دیا اور نکاح نہیں فرمایا اور جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا' اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ۔

۹۰۱۴ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور دنیا کی عورتوں میں سے بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوکریب نے کہا: اور وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔

۹۰۱۵ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّاٰسِيَةُ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہان کی عورتوں میں (فضائل و مناقب میں) تمہارے لیے ان عورتوں کا ذکر ہی کافی ہے: (۱) مریم بنت عمران (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد (۴) آسیہ زوجہ فرعون۔ (ترمذی)

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیّدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد رضی اللہ عنہا قرشیہ ہیں۔ پہلے آپ ابوہامہ بن زرارہ کے نکاح میں تھیں' پھر عتیق بن عائذ نے ان سے نکاح کیا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا' اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پہلے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور نہ ہی ان سے نکاح فرمانے کے بعد ان کے

وصال تک کسی عورت سے نکاح کیا۔ یہ تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں؛ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے ہے۔ صرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ہیں؛ ہجرت سے پانچ سال پہلے نبوت کے دسویں سال پینسٹھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہوا اور مقام حجون میں مدفون ہوئیں؛ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پچیس سال گزارے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۳ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۱۶ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ اِنَّمَا يُنَاسِبُ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِهٰذَا الْفَصْلِ حَيْثُ ذُكِرَتْ فِيْهِ مَرْيَمُ وَهِيَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں؛ پھر ان سے بات کی تو وہ ہنس پڑیں؛ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا؛ تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ میرا وصال ہو جائے گا؛ تو میں رو پڑی؛ پھر آپ نے مجھے خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں؛ تو میں ہنس پڑی۔ (ترمذی) صاحب مرقات بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی اس فصل کے ساتھ محض یہ مناسبت ہے کہ اس حدیث پاک میں حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر ہے اور وہ جنت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔

۹۰۱۷ - وَعَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں سالن یا کھانا ہے؛ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پیش فرمائیں اور انہیں جنت میں خول دار موتیوں سے بنے ہوئے ایسے گھر کی خوش خبری دیں جس میں نہ شور و غل ہو گا نہ تھکاوٹ ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے مجھے کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں؛ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ کثرت ان کا ذکر فرماتے؛ بعض اوقات آپ بکری ذبح فرماتے اور اس کے اعضاء کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے۔ بعض اوقات میں آپ سے عرض کرتی: گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں؛ تو آپ فرماتے: وہ ایسی ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو' آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وہ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٢٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تین رات خواب میں مجھے تم دکھائی گئیں' فرشتہ عمدہ ریشمی کپڑے میں تمہاری تصویر لاتا رہا' فرشتے نے مجھ سے عرض کیا: یہ آپ کی زوجہ ہیں' میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا وہ تم تھیں' میں نے کہا: اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا فرمائے گا۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٢١ - وَعَنْهَا اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں ان کی تصویر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائے اور عرض کیا: یہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (ترمذی)

٩٠٢٢ - وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے اور اس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے دو گروہ تھے' ایک گروہ میں عائشہ' حفصہ' صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور باقی ازواجِ رسول رضی اللہ عنہن تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے مشورہ کر کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کو ہدیہ پیش کر دے آپ جہاں بھی ہوں' انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے انہیں فرمایا: عائشہ کے متعلق مجھے تکلیف نہ دو' مجھ پر عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے بستر میں وحی نازل نہیں ہوتی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر انہوں نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا اور انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: پیاری بیٹی! کیا تمہیں وہ چیز محبوب نہیں' جو مجھے محبوب ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: تو ان سے محبت کرو۔ (بخاری ومسلم)

مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اُم رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا اور ہجرت سے تین سال پہلے شوال ۱۰ نبوی کو مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد ۲ھ کو مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی۔ بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ تشریف آوری کے سات ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں نو سال گزارے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں فرمائی۔ آپ فقیہہ، عالمہ، فاضلہ اور فصیحہ تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سی احادیث روایت کیں، آپ کو ایامِ عرب اور اشعار کا علم تھا، آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان نے احادیث روایت کیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ منگل کی شب کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا، بعض نے کہا: سن وصال ۵۸ھ ہے۔ آپ کی وصیت تھی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے، آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تھا اور مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں، یہ پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، غزوۂ بدر کے بعد ان کے ساتھ ہجرت کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے نکاح کا ذکر کیا، مگر دونوں حضرات میں سے کسی نے جواب نہیں دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ نے ۳ھ کو ان کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے انہیں ایک طلاق دی، پھر رجوع فرما لیا کیونکہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ حفصہ سے رجوع فرمائیں، وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت نے احادیث روایت کیں۔ ۴۵ھ کو ساٹھ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بنو اسرائیل سے ہیں، آپ سیدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ پہلے کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں، وہ محرم ۷ھ کو خیبر کے روز قتل ہو گیا اور آپ قید کر لی گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو منتخب فرما لیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ دحیہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں، آپ نے ان سے خرید لیا۔ آپ مسلمان ہو گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے آپ سے نکاح فرما لیا اور آپ کی آزادی کو ہی حق مہر قرار دیا۔ ۵۰ھ میں آپ کو وصال ہوا اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آپ سے حضرت انس اور حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ پہلے اپنے چچا زاد سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں،

اس کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور مکہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔ ان سے نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ہوا آخری عمر میں نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق دینا چاہی تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں اور آپ نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی' پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق نہیں دی۔ شوال ۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور جب ۳ھ یا ۴ھ کو ان کا انتقال ہو گیا تو اسی سال شوال المکرم میں نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ۵۹ھ میں ان کا وصال ہوا' وصال کے وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عائشہ صدیقہ' آپ کی صاحبزادی زینب' آپ کے صاحبزادے عمر' حضرت ابن مسیب اور بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٢٣ - وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کا علم پایا۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٩٠٢٤ - وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٩٠٢٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ اِبْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اِتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے' تو وہ رونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ رو رہی تھیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم نبی کی بیٹی ہو' اور تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کے نکاح میں ہو' تو وہ تم پر کس بات میں فخر کرتی ہیں' پھر فرمایا: اے حفصہ! اللہ سے ڈرو! (ترمذی' نسائی)

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ
جامع المناقب

٩٠٢٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے' میں اس کے ذریعے جنت کے جس مقام پر جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھے اُڑا کر وہاں لے جاتا ہے' میں نے سیّدہ حفصہ

اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رضی اللہ عنہا سے اس خواب کا ذکر کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: یقیناً تمہارا بھائی نیک ہے' یا فرمایا: یقیناً عبداللہ نیک مرد ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب قرشی عدوی ہیں' بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے' صحیح یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ آپ بڑے متقی' عالم' زاہد اور انتہائی محتاط تھے' نزولِ وحی سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے تین ماہ بعد تہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جائے مگر حجاج بن یوسف کی وجہ سے اس وصیت پر عمل نہ ہو سکا اور آپ مہاجرین کے قبرستان میں ذی طویٰ کے مقام پر مدفون ہوئے۔ چوراسی یا چھیاسی سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۷ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلنے کے وقت سے واپس گھر چلے جانے تک گفتار' طریقے اور سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے' ہم نہیں جانتے کہ جب وہ خلوت میں ہوتے تھے تو اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے' آپ ہذلی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم اور صاحب اسرار تھے' سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک' نعلین مبارک اور وضو کا برتن اٹھانے کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' غزوۂ بدر میں اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی' ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا' جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زائد تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نَرٰى اِلَّا اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَهُوَ عِنْدَ اَئِمَّتِنَا اَفْقَهُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے' کچھ عرصہ ہم یہی گمان کرتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ایک فرد ہیں' کیونکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کا اور ان کی والدہ کا حاضر ہونا دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے ائمہ کے نزدیک خلفائے اربعہ کے بعد تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

٩٠٢٩ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِّنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو امیر مقرر فرماتا تو ابن ام عبد' عبداللہ بن مسعود کو امیر مقرر فرماتا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٩٠٣٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار اشخاص سے قرآن سیکھو: (١) عبداللہ بن مسعود (٢) ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم (٣) ابی بن کعب (٤) معاذ بن جبل۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ اہلِ فارس میں سے ہیں۔ افاضل واکابر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے' آپ کو مہاجرین سے بھی شمار کیا جاتا ہے اور انصار سے بھی شمار کیا جاتا ہے' کیونکہ آپ سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے غلام تھے' انہوں نے آپ کو آزاد کر دیا تو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ مہاجر تھے' لہٰذا اس نسبت سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مہاجرین سے ہوتا ہے اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور آپ کی مالکہ انصاریہ تھیں' لہٰذا انصار میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے آپ قباء میں مہاجرین صحابہ کی امامت کرواتے تھے۔ ان میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ١٢ھ جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(عمدۃ القاری ج ١٦ ص ٢٤٦' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ کا نام ونسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی نجاری' آپ کی کنیت ابوالمنذر اور ابوالطفیل ہے' آپ سابقین انصار سے ہیں' عقبہ میں آپ حاضر ہوئے۔ ٣٠ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (عمدۃ القاری ج ١٦ ص ٢٧١' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٩٠٣١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا اور عمار کی سیرت کو اپنا لینا اور ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَا حَدَّثَكُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ لِذَا يَخْتَارُ اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ رِوَايَتَهٗ وَقَوْلَهٗ عَلٰى سَائِرِ

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ جو کچھ تمہیں ابن مسعود بیان کریں' تم اس کی تصدیق کرنا۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ ان کی کمال فقاہت اور خالص وصیت کی بناء پر چاروں

الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ لِكَمَالِ فِقَاهَتِهٖ وَنُصْحِ وَصِيَّتِهٖ.

خلفاء کے بعد باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ان کی روایت اور ان کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمار بن یاسر عنسی بنو مخزوم کے آزاد کردہ غلام اور ان کے حلیف ہیں' آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے۔ حارث اور مالک تو یمن چلے گئے اور یاسر مکہ معظمہ میں رہ گئے۔ یاسر نے ابوحذیفہ بن مغیرہ کے ساتھ حلف کر لیا' ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کر دیا' جس سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا' لہٰذا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد ابوحذیفہ کے حلیف اور آپ آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے ان کمزور مؤمنین میں سے ہیں جنہیں مکہ والے اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مشرکین نے آپ کو آگ میں ڈال دیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے آگ! عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام طیب اور مطیب رکھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ترانوے سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۳۲ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَّا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَاَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ کسی کو خلیفہ منتخب فرما دیتے' آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ بنا دیتا اور تم اس کی نافرمانی کرتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا' البتہ حذیفہ تم سے جو بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو اور عبد اللہ تمہیں جو پڑھائیں تم اسے پڑھو۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حسیل اور لقب یمان ہے' آپ کی کنیت ابوعبد اللہ ہے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دان ہیں۔ سیدنا عمر فاروق' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت ابودرداء اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا اور اسی جگہ آپ کا مزار پر انوار ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۳ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز ادا کی' پھر میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے نیک ہم نشیں میسر فرما' پھر میں ایک قوم کے پاس آ کر ان کے قریب بیٹھ گیا' اچانک ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے' میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی صحبت میسر فرمائی' انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اہل کوفہ سے ہوں' انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے درمیان نعلین' تکیہ اور وضو کے برتن والے ابن ام عبد نہیں ہیں اور

وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا اَوَ لَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہارے درمیان وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور تمہارے درمیان اس راز والے ہیں جس راز کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا' یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ كَذَا فِيْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ.

اور انہی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: تم کن سے ہو؟ جامع الاصول میں اسی طرح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهٗ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ كَذَا فِي الْحُمَيْدِيِّ.

اور انہی کی دوسری روایت میں ہے: تم کہاں سے ہو۔ حمیدی میں اسی طرح ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابودرداء عویمر بن عامر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں' درداء آپ کی صاحبزادی کا نام ہے۔ عالم' فقیہ اور حکیم صحابہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے' ملک شام میں آپ نے سکونت اختیار کی اور ۳۲ھ میں دمشق کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۴ - وَعَنْ خَيْثَمَةَ ابْنِ اَبِيْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِيْ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِي الْاِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خیثمہ بن ابی سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میسر فرمائی' میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمادے اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی موافقت نصیب فرمادی' آپ نے فرمایا: تم کہاں سے ہو' میں نے عرض کیا: میں اہل کوفہ سے ہوں' آپ کی بارگاہ میں خیر کی تلاش وجستجو میں آیا ہوں' آپ نے فرمایا: کیا تم میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو مستجاب الدعوات ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ ﷺ کو وضو کروانے والے ہیں اور آپ کے نعلین مبارک اٹھانے والے ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ ﷺ کے رازدان ہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے' اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے' مشہور قول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اور اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہے' آپ دوسی ہیں۔ حاکم ابواحمد نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے اور ان کی کنیت اتنی غالب ہوئی کہ گویا ان کا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ خیبر کے سال انہوں نے اسلام قبول کیا

اور غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت کو لازم کر لیا' جہاں نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے' آپ بھی ساتھ جاتے اور جب دوسرا صحابی موجود نہ ہوتا آپ اس وقت بھی حاضرِ خدمت ہوتے۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! میں نے چادر بچھا دی' اس کے بعد آپ کی کوئی حدیث مجھے نہیں بھولی۔ ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں اٹھہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی' اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے آپ نام ابوہریرہ رکھا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲۲ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ رامہرمز فارسی کی نسل سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اصفہان کے ایک گاؤں راجی کے رہنے والے تھے۔ آپ نے دین کی طلب میں سفر کیا' پہلے عیسائیت اختیار کی اور اس سلسلہ میں بڑی مشقتیں برداشت کیں' پھر عربوں نے گرفتار کر کے آپ کو غلام بنالیا اور یہودیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا' آپ کے یہودی آقا نے آپ کو مکاتب بنا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے کتابت کا معاوضہ ادا کرنے میں آپ کے ساتھ تعاون فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں اور سلمان ان لوگوں میں سے ہیں' جن کی جنت مشتاق رہتی ہے۔ آپ نے طویل عمر پائی' آپ کی عمر اڑھائی سو سال اور ایک قول کے مطابق ساڑھے تین سو سال تھی' پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ خود کما کر کھاتے اور صدقہ کرتے تھے۔ ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۷ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۵ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةُ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام:۵۲) **رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ حضرات نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ مشرکین نے آپ سے کہا: انہیں دور فرما دیجئے! یہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہ کریں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک شخص اور بلال رضی اللہ عنہ تھے' دو اور شخص تھے جن کے میں نام نہیں لیتا۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں آیا جو اللہ نے چاہا آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: تم انہیں اپنی بارگاہ سے دور نہ فرماؤ جو صبح وشام اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں (الانعام:۵۲)۔ (مسلم)

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ مکہ معظمہ میں آپ نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا' بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ آخر میں ملک شام میں سکونت اختیار کی۔ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ ۲۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا اور باب صغیر کے پاس مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی' ایک قول یہ ہے کہ حلب میں آپ کا وصال ہوا اور باب الاربعین میں مدفون

ہوئے' صاحب کشاف نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسلام لانے پر اہل مکہ آپ کو ایذائیں پہنچاتے تھے' امیہ بن خلف آپ کو سزا دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں آپ کو طاقت عطا فرمائی اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے امیہ بن خلف کو واصلِ جہنم کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّضَیِّفُهٗ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْیَانِیْ قَالَ فَعَلِّلِیْهِمْ بِشَیْءٍ وَّنَوِّمِیْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَیْفُنَا فَاَرِیْهِ اِنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰی بِیَدِهٖ لِیَاْكُلَ فَقُوْمِیْ اِلَی السِّرَاجِ كَیْ تُصْلِحِیْهِ فَاَطْفِئِیْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّیْفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں حاجت مند ہوں' آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے پاس پیغام بھیجا' انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے پاس تو صرف پانی ہے' پھر آپ نے دوسری ام المؤمنین کی طرف پیغام بھیجا' انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اسی طرح عرض کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کون مہمان بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے گا' انصار میں سے ایک شخص جنہیں ابوطلحہ کہا جاتا تھا' وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور وہ اس شخص کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ بیوی نے عرض کیا: صرف بچوں کے لیے کھانا ہے' آپ نے فرمایا: بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دے اور جب ہمارا مہمان آئے تو ظاہر کرنا کہ ہم کھا رہے ہیں' اور جب وہ کھانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے کھڑی ہو کر چراغ کے قریب جا کر اسے بجھا دینا' بیوی نے ایسا ہی کیا' وہ بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں نے خالی پیٹ رات گزار دی' جب صبح ہوئی تو صبح کے وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور فلاں عورت کی حالت پر اپنی شان کے لائق تعجب فرمایا ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق مسکرایا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ راضی ہوا ہے)۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ مِّثْلَهٗ وَلَمْ یُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ وَفِیْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس میں ابوطلحہ کا نام ذکر نہیں کیا' اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود محتاج ہوں (الحشر: ۹)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری نجاری اپنی کنیت سے مشہور ہیں' آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں' ماہر تیر انداز تھے' لشکر میں ان کی آواز سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کی آواز ہی پوری جماعت سے بہتر ہے۔ ستر سال

کی عمر میں ۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ ستر صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے' غزوۂ بدر اور اس کے بعد والے غزوات میں شرکت کی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے نام میں اختلاف ہے' آپ کا نام سہلہ یا رملہ یا ملیکہ یا غمیصہ یا رمیصاء ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن نضر نے آپ سے شادی کی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' پھر مالک بن نضر مشرک ہونے کی حالت میں ہی قتل ہو گیا تو ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا' اس وقت وہ مشرک تھے' اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تم سے شادی کر لوں گی اور اسلام کے سوا کسی مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی' پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۷ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ اِمْرَاَةَ اَبِىْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِىْ فَاِذَا بِلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَذَا الْبُخَارِىُّ وَالنَّسَائِىُّ ذَكَرَهُ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّيْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے اپنے آگے آگے قدموں کی آہٹ سنی' دیکھا تو وہ بلال تھے۔ (مسلم) اسی طرح بخاری ونسائی میں ہے۔ اسے سیّد جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۹۰۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا اَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِىْ بِلَالًا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں' جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ (بخاری)

۹۰۳۹ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِىْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِلّٰهِ فَدَعْنِىْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے روک لیں اور اگر محض رضائے الٰہی کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

۹۰۴۰ - وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِىْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِىْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان' حضرت سلمان' حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جب کہ وہ ایک جماعت میں موجود تھے' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن سے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سردار کے لیے کہتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کو اس کی اطلاع دی گئی' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے' اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کر ڈالا ہے' انہوں نے کہا: نہیں! اے بھائی! اللہ تعالیٰ

آپ کی مغفرت فرمائے! (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ تیمی ہیں' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ آپ دجلہ و فرات کے درمیان موصل کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔ رومیوں نے وہاں حملہ کیا تو بچپن میں ہی آپ قیدی بنالیے گئے' روم میں ہی آپ کی پرورش ہوئی۔ رومیوں سے کلب نے آپ کو خریدا اور مکہ مکرمہ لے آیا' پھر عبداللہ بن جدعان نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور فوت ہونے تک اپنے ساتھ رکھا۔ ایک قول یہ ہے کہ روم میں ہی آپ جوان ہوئے اور باشعور ہونے پر وہاں سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آ گئے اور عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن گئے' آپ ابتداء میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام لے آئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے اور تیس سے زائد مسلمان ہو چکے تھے۔ آپ ان کمزور صحابہ میں سے ہیں جنہیں مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے پر سزائیں دی جاتی تھیں' پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ''۔ ۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں نوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۵۰۴۱ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِىْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہو گیا' ہم میں سے بعض وہ ہیں جو گزر گئے اور انہوں نے اپنے (دنیاوی) اجر سے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا' انہی میں سے مصعب بن عمیر ہیں' جو احد کے روز شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے ایک چادر کے علاوہ کوئی کپڑا میسر نہیں تھا' جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے قدم ننگے ہو جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو' اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے لیے ان کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔

(بخاری' مسلم)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مصعب بن عمیر قرشی عدوی رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور فاضل صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ ثانیہ کے بعد اہل مدینہ کو قرآن پاک اور دینی مسائل کی تعلیم دینے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ہجرت سے پہلے آپ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھایا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ مال دار تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے' اسلام لانے کے بعد آپ نے زاہدانہ زندگی اختیار فرمالی۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا' آپ انصار کے گھروں میں جا کر انہیں دعوتِ اسلام دیتے' اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ ذریعہ خط جمعہ کی اجازت طلب کی اور آپ کو یہ اجازت مل گئی' پھر آپ عقبہ ثانیہ سے ستر انصار کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے ہی آپ دوبارہ مدینہ منورہ

واپس چلے گئے‘ غزوۂ اُحد میں چالیس سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کے بارے میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی: ”رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ“ (الاحزاب: ۲۳)۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷‘ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع‘ دہلی)

۹۰۴۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (الجمعہ: ۳) قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: ”واخرین منهم لما يلحقوا بهم“ اور ان میں سے دوسرے جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ موجود تھے‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست اقدس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۴۳ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ۝﴾ (محمد: ۳۸) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اُسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا‘ پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۝ (محمد: ۳۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ہم منہ پھیریں تو ہماری جگہ انہیں لایا جائے گا‘ پھر وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا‘ پھر فرمایا: یہ اور ان کی قوم‘ اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے۔ (ترمذی)

۹۰۴۴ - وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّیْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں ان پر‘ یا فرمایا: ان کے بعض پر اس سے زیادہ اعتماد کرتا ہوں جتنا تم پر‘ یا فرمایا: تمہارے بعض پر اعتماد کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۴۵ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَّاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے‘ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کے نام بتلایئے! آپ نے فرمایا: علی‘ ان میں سے ہیں‘ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا‘ اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں‘ اللہ نے مجھے ان سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح

ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں علم وعمل اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے بلند پایہ مقام کے حامل تھے۔ مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی آپ نے اسلام قبول کرلیا' ایک قول کے مطابق آپ پانچویں مسلمان ہیں' اسلام قبول کرنے کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے۔ غزوۂ خندق کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے' پھر ربذہ کے مقام پر سکونت اختیار کی' اورسیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے والد کندہ کے حلیف تھے' اس نسبت سے آپ کندی کہلاتے ہیں' آپ اسود کے حلیف تھے۔ ایک قول کے مطابق اسود نے آپ کی پرورش کی اور بعض نے کہا کہ آپ اس کے غلام تھے اور اس نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا' اس لیے آپ کو ابن اسود کہتے ہیں۔ آپ چھٹے مسلمان ہیں' مدینہ منورہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' ۳۳ھ کو ستر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٦٠٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلَاثَةٍ عَلِيٌّ وَّعَمَّارٌ وَّسَلْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے: (۱) علی (۲) عمار (۳) سلمان۔ (ترمذی)

٦٠٤٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو! پاکیزہ اور پاکیزہ کیے ہوئے کو مرحبا! (ترمذی)

٦٠٤٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمار کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دونوں چیزوں میں سے سخت ترین چیز کو اختیار کیا۔ (ترمذی)

٦٠٤٩ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يَغْلُظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کوئی بات ہوئی' میں گفتگو میں ان سے سختی سے پیش آیا' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کی شکایت کرنے چلے گئے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شکایت کر رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سختی کرنے لگے اور وہ سختی میں بڑھتے ہی چلے گئے' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش تھے' کلام نہیں فرمارہے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ انہیں ملاحظہ نہیں فرمارہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرانور اوپر اٹھایا اور فرمایا: جس نے عمار سے دشمنی رکھی' اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے اور جس

عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نے عمار سے بغض رکھا' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو مجھے عمار کی رضا سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی' اور میں عمار کے ساتھ ایسے طریقے سے پیش آیا کہ وہ راضی ہو جائیں تو عمار راضی ہو گئے۔ (احمد)

۹۰۵۰ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَالِدٌ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيْرَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خالد اللہ عزوجل کی تلواروں میں ایک تلوار ہیں اور یہ قبیلے کے بہترین نوجوان ہیں۔ (احمد)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قرشی مخزومی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ قریش کے معززین میں سے شمار ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا' آپ کے خالہ زاد ابن عباس' علقمہ اور جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر پڑاؤ کیا' اور لوگ گزرنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟ میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا بہترین بندہ ہے' اور آپ فرماتے: یہ کون ہے' میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا بُرا بندہ ہے' حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' میں نے عرض کیا: خالد بن ولید ہیں' آپ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کے بہترین بندے ہیں' اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں چار حضرات نے قرآن مجید جمع کیا: (۱) ابی بن کعب (۲) معاذ بن جبل (۳) زید بن ثابت (۴) ابوزید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میرے ایک چچا ہیں۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ ان کا شمار فقہاء اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے' یہ قرآن مجید جمع کرنے والے صحابہ میں شامل ہیں۔ سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن مجید کو لکھا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن پاک کو مصحف سے نقل کیا۔ ۵۴ھ میں چھپن برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں حفاظت کی غرض سے قرآن مجید جمع کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام سعید بن عمرو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

۹۰۵۳ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ یَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تمہیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حصہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر اہل سفینہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ خیبر کے مقام پر جلوہ افروز تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں انہیں بصرہ کا حاکم بنایا آپ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء تک بصرہ کے حاکم رہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معزول کر کے کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک آپ کوفہ کے حاکم رہے حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنا حکم مقرر کیا اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وصال تک وہیں رہے۔ ۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

۹۰۵٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقُ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے شخص کو اٹھایا ہے جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ (ترمذی)

۹۰۵۵ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَھْجَۃٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْہِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَعْنِیْ فِی الزُّھْدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان کسی ایسے کلام کرنے والے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا اور نہ ہی زمین نے کوئی ایسا گفتگو کرنے والا شخص اٹھایا ہے جو ابوذر سے زیادہ سچا اور زیادہ وعدہ وفا کرنے والا ہو یہ زہد میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِھْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش جنبش میں آ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے رحمٰن کا عرش جنبش میں آ گیا۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے' ان کے اسلام قبول کرنے سے عبد الاشہل کے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا۔ انصار میں ان کا گھرانہ سب سے پہلے مسلمان ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الانصار کا لقب عطا فرمایا' یہ اپنی قوم کے سردار تھے' ان کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ غزوۂ خندق میں انہیں تیر لگا اور خون رُک نہ سکا' ایک ماہ بعد ۵ھ کو ۳۷ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا: ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے! اور یہ بنو قریظہ کے متعلق ان کے فیصلہ کی وجہ سے ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: بے شک ملائکہ ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

۹۰۵۸ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ریشمی جوڑا پیش کیا گیا' صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی پر اظہارِ تعجب کرنے لگے' آپ نے فرمایا: تم اس کی نرمی پر تعجب کر رہے ہو' یقیناً جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ نرم ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۵۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے پراگندہ بالوں والے' غبار آلود چہرے والے' پرانے کپڑوں والے ایسے مرد ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی' اگر وہ اللہ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو یقیناً اللہ اس قسم کو پورا فرما دیتا ہے' ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے' ان غزوات کے علاوہ مقابلہ میں آنے والے سو مشرکین کو واصل جہنم کیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۳۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۶۰ - وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ انس آپ کے خادم ہیں' اللہ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما! اور جو کچھ تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج سو سے زائد ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت انس بن مالک بن نضر خزرجی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے' آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں' آپ کی والدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے' اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے۔ ۹۱ھ میں ایک سوتین سال اور ایک قول کے مطابق ننانوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا' بصرہ میں آپ آخری صحابی تھے۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد سوتھی' ایک قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد اسی تھی' اٹھہتر لڑکے اور دولڑکیاں تھیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۶۱ ۹۰ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ روئے زمین پر چلنے والے کسی شخص کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابویوسف ہے' آپ اسرائیلی ہیں اور سیدنا یوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ بنوعوف بن خزرج کے حلیف تھے اور یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ ۴۳ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۶۲ ۹۰ - وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُکَ لِمَ ذَاکَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُھَا عَلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ ذَکَرَ مِنْ سِعَتِھَا وَخُضْرَتِھَا فِیْ وَسْطِھَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُہٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاہُ فِی السَّمَآءِ اَعْلَاہُ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیَ ارْقَہٗ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَاہُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَۃِ فَقِیْلَ اِسْتَمْسِکْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّھَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا' جس کا چہرہ پرسکون اور باوقار تھا' لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے' اس نے اختصار سے دو رکعتیں ادا کیں' پھر وہ باہر نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا' میں نے اسے کہا: جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے' اس شخص نے کہا: بہ خدا! کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ علم کے بغیر کوئی بات کہے' اب میں تمہیں اس کا سبب بتاتا ہوں کہ انہوں نے ایسا کیوں کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں وہ خواب بیان کیا' میں نے دیکھا' گویا میں ایک وسیع وکشادہ اور سرسبز وشاداب باغ میں ہوں' باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک ستون تھا' جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں تھا' اور اس کے اوپر والے حصے پر ایک دستہ تھا' مجھے کہا گیا: اس پر چڑھ جاؤ' میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا' تو میرے پاس ایک خادم آیا' اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا لیے اور میں اوپر چڑھ گیا' یہاں تک کہ میں اس کے اوپر والے حصہ پر پہنچ گیا' اور میں نے دستہ پکڑ لیا' کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے تھام لو تو میں بیدار ہو گیا جب کہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں خواب عرض کیا: آپ

فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: وہ باغیچہ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ دستہ "عروۃ الوثقی" ہے اور تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے اور وہ شخص حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۶۳ - وَعَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ اِلْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے فرمایا: چار اشخاص کے پاس علم حاصل کرو (۱) عویمر ابودرداء (۲) سلمان (۳) ابن مسعود (۴) عبداللہ بن سلام، جو یہودی تھے، پھر مسلمان ہو گئے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ جنت میں دس افراد میں سے دسویں ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۶۴ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (الحجرات:۲) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَاشَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے، جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: "یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" "اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو" تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آنا چھوڑ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا اسے کوئی تکلیف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا، حضرت ثابت نے فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تم سب سے زیادہ بلند آواز والا ہوں، لہٰذا میں جہنمی ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ وہ تو جنتی ہیں۔ (مسلم)

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے تھے، آپ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ انصار کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے۔ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٩٠٦٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شِمَاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین مرد ابوبکر ہیں، بہترین مرد عمر ہیں، بہترین مرد ابوعبیدہ بن جراح ہیں، بہترین مرد اسید بن حضیر ہیں، بہترین مرد ثابت بن قیس بن شماس ہیں، بہترین مرد معاذ بن جبل ہیں، بہترین مرد معاذ بن عمرو بن جموح ہیں۔ (ترمذی)

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ کی سوانح

سیدنا اسید بن حضیر انصاری اوسی رضی اللہ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں حاضر ہوئے، اس موقع پر آپ نقیب تھے۔ غزوۂ بدر اور بعد والے غزوات میں آپ شامل ہوئے۔ ۲۰ھ کو خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ کی سوانح

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی رضی اللہ اور ان کے والد ماجد بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ ابن عبد الرحمٰن اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے پچھاڑ ڈالا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذ کے بازو پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ ڈالا، پھر معاذ بن عفراء رضی اللہ نے ابوجہل پر تلوار کا وار کیا، ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ نے اس کا سر کاٹ دیا، پھر نبی کریم ﷺ کے حکم سے مقتولین میں ابوجہل کی لاش تلاش کی گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ کا وصال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

٩٠٦٦ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِیْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَایَ وَجَعْفَرُ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَّبِلَالٌ وَّسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت علی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے سات پسندیدہ و منتخب اور محافظ و نگران اصحاب ہوتے ہیں اور مجھے چودہ خصوصی اصحاب عطا فرمائے گئے ہیں، ہم نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ نے فرمایا: میں، میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد ہیں رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ کی سوانح

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ کی کنیت ابوعمارہ ہے، آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں، کیونکہ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا ہے، ان کا لقب اسد اللہ ہے۔ بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کیا، ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کے دار ارقم میں تشریف لے جانے کے بعد چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز وحشی بن حرب کے ہاتھوں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی عمر نبی

کریم ﷺ کی عمر مبارک سے چار سال اور ایک قول کے مطابق دو سال زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۶۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَكَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْهِمَا الْمُؤْمِنِیْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اپنے اس چھوٹے سے پیارے بندے یعنی ابو ہریرہ اور ان کی والدہ کی محبت اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے' اور ان دونوں کے دلوں میں مؤمنین کی محبت ڈال دے۔ (مسلم)

۹۰۶۸ - وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَیْهِ اِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بھی فتنہ لاحق ہوتا ہے' مجھے خوف ہوتا ہے کہ فتنہ اس میں اثر کر جائے گا لیکن محمد بن مسلمہ کے متعلق یہ خوف نہیں ہوتا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں فتنہ نقصان نہیں دے گا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے متعلق خاموشی اختیار کی)

سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث روایت کیں اور یہ فضلاء صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مدینہ منورہ میں ستر سال کی عمر میں ۴۳ھ کو ان کا وصال ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۶۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۶۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِیْ بَیْتِ الزُّبَیْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ یَا عَائِشَةُ مَا اَرٰى اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّیَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمَرَةٍ بِیَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چراغ روشن دیکھا تو فرمایا: اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے' تم اس کا نام نہ رکھنا' میں اس کا نام رکھوں گا' آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور انہیں اپنے دستِ انور کے ساتھ کھجور کی گھٹی دی۔ (ترمذی)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوبکر ہے' آپ اسدی' قرشی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ان کے نانا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی کنیت ابوبکر عطا فرمائی اور انہی کے نام پر ان کا نام عبداللہ رکھا' مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ ۱ھ کو مقامِ قباء میں سیدہ اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں آپ کی ولادت ہوئی' آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کان میں اذان کہی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائیں اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تحنیک فرمائی اور کھجور منگوا کر اپنے منہ سے چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی' لہٰذا ان کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن داخل ہوا' آپ نے ان کے لیے دعائے برکت فرمائی۔ آپ کے چہرے پر کوئی بال نہیں تھا' آپ کثرت سے صوم و صلوٰۃ ادا کرتے تھے۔ آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر اور آپ کی والدہ سیدہ اسماء اور آپ کی دادی' نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور آپ کی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ ۱۷ جمادی الاخری ۷۳ھ کو بروزِ منگل حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ میں آپ کو شہید کیا

اور سولی پر لٹکایا' ۶۴ھ میں آپ کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ ملک شام کے علاوہ حجاز' یمن' عراق اور خراسان وغیرہ کے لوگوں نے آپ کی اطاعت کی' آپ نے اپنے دورِ حکومت میں لوگوں کو آٹھ حج کروائے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا لقب ذات النطاقین ہے' یعنی دو کمر بند والی کیونکہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت فرمایا' اس رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کیے' ایک ٹکڑے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپ کے مشکیزے کا منہ باندھا' ایک قول کے مطابق دوسرے ٹکڑے کو اپنا کمر بند بنایا۔ آپ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں' مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں' ایک قول کے مطابق سترہ افراد کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ اپنی بہن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں' اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سولی سے اترنے کے دس یا بیس دن بعد سو سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ ابْنِ اَبِيْ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَّاهْدِبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دعا کی: اے اللہ! انہیں ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (ترمذی)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاویہ بن ابی سفیان قرشی اموی رضی اللہ عنہما کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ اور آپ کے والد ماجد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے' پھر ان کا شمار مؤلفۃ القلوب سے ہوا' آپ نے وحی کی کتابت کے فرائض سرانجام دیئے' بعض نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہیں تھے بلکہ دیگر تحریرات لکھنے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ شام کے حکمران مقرر ہوئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک بیس سال حکمران رہے' پھر سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں دست بردار ہوئے تو آپ مکمل طور پر حاکم اور امیر المؤمنین مقرر ہوئے اور بیس سال تک حکومت کے فرائض سرانجام دیئے۔ رجب المرجب ۶۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا' آخری عمر میں آپ کو لقوہ ہو گیا تھا' آپ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات میں سے آپ کی قمیص مبارک' چادر اور تہبند اور آپ کے ناخن اور بال مبارک تھے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک میں کفن دے کر آپ کی چادر اور تہبند میں لپیٹ دینا اور میرے منہ' ناک اور سجدے کے مقامات پر آپ کے بال اور ناخن رکھ دینا' پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۱ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے۔ (ترمذی)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمرو بن عاص سہمی قرشی رضی اللہ عنہ ۵ھ یا ۸ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر ہو کر آپ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک آپ حاکم رہے' پھر حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کو حاکم بنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار سال تک آپ کو

حاکم بنایا، پھر معزول کر دیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں آپ کو حاکم مقرر فرمایا۔ ۴۳ھ کو تو ے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۷۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اِسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَاَحْيَا اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾ (آل عمران:۱۶۹) اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے فرمایا: اے جابر! تم پریشان کیوں نظر آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے باپ شہید کر دیئے گئے ہیں اور وہ اپنے پیچھے اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوش خبری نہ دوں، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے پردے کے بغیر کلام نہیں فرمایا اور تمہارے والد کو زندہ فرما کر ان سے بلاحجاب کلام فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے تمنا کر، میں تمہیں عطا کروں گا، انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے زندہ فرما تا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جاؤں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: بے شک میرا حکم نافذ ہو چکا ہے کہ لوگ واپس دنیا کی طرف نہیں لوٹیں گے، پھر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا (آل عمران:۱۶۹)۔ (ترمذی)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ انصاری سلمی ہیں، آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ مشاہیر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں آپ نے شرکت کی۔ آخری عمر میں آپ کی بینائی زائل ہو گئی تھی۔ ۷۴ھ کو چورانوے سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں تمام صحابہ کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۷۳ - وَعَنْهُ قَالَ اِسْتَغْفَرَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۷٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والا کوئی شخص انصار سے بغض نہیں رکھتا۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۰۷٦ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرماتے ہوئے سنا کہ انصار سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور ان سے منافق ہی بغض رکھے گا' جو انصار سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت فرمائے اور جو ان سے بغض رکھے' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٧٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صِبْيَانًا وَّنِسَاءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ يَعْنِي الْاَنْصَارَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں اور عورتوں کو دعوتِ ولیمہ سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کو جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو' اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کی جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُ هُمْ اَمَّا ذَوُوْا رَاْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَّاَمَّا اُنَاسًا مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا لَا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے اموالِ غنیمت میں سے اپنے رسول ﷺ کو وہ مال عطا فرمایا جو عطا فرمایا تو رسول اللہ ﷺ قریش کے کچھ مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے' انصار کے کچھ افراد نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے' آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ان کی گفتگو عرض کی گئی' آپ نے انصار کو بلوایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع فرمایا' اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو وہاں نہ رہنے دیا' جب انصار جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے تمہاری طرف سے یہ کیسی بات پہنچی ہے؟ انصار میں سے دانش مند حضرات نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے اربابِ فہم و فراست نے تو اس بارے میں کچھ نہیں کہا' البتہ کچھ نوعمر لڑکوں نے یہ بات کی ہے کہ اللہ' رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے! آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور انصار کو چھوڑ رہے ہیں جب کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نئے نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کو مال عطا کر رہا ہوں' میں ان کی دل جوئی کر رہا ہوں' کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول لے کر واپس جاؤ؟ انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٧٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْیُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ كَلَّا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَی اللّٰهِ وَاِلَیْكُمْ اَلْمَحْیَا مَحْیَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُصَدِّقَانِكُمْ وَیَعْذِرَانِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اس کو امان ہے اور جس نے ہتھیار رکھ دیئے اس کو امان ہے' انصار نے کہا: آپ پر تو آپ کے قبیلے کی الفت اور اپنی بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی' آپ نے فرمایا: تم نے کہا تھا کہ اس شخص پر تو اس کے قبیلے کی الفت اور بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے! یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے' میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے' انصار نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم نے تو یہ بات محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شدتِ محبت کی بناء پر کہی ہے' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق فرماتا ہے اور تمہارا عذر قبول فرماتا ہے۔ (مسلم)

٩٠٨٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِیًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر لوگ ایک وادی میں چلتے اور انصار دوسری وادی میں یا گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلتا' انصار اندر والا لباس ہیں اور لوگ اوپر والا لباس ہیں' بے شک میرے بعد تمہیں ترجیح کا سامنا ہوگا (تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی)' تم صبر اختیار کرنا حتیٰ کہ حوض پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہوگی۔ (بخاری)

٩٠٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ یَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا یُبْكِیْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِیَةُ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رو رہے تھے' دونوں حضرات نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہم نشینی یاد آ گئی ہے' ان دونوں میں سے ایک نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ صورتِ حال ذکر کی' نبی کریم ﷺ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے سرِ انور پر چادر کے کنارے کی پٹی باندھی ہوئی تھی' نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اس دن کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے' آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ یہ میرے رازداں اور خصوصی دوست ہیں' ان کے ذمہ جو حق تھا انہوں نے ادا کر دیا ہے اور ان کا حق باقی ہے' ان کے نیکوکاروں کا عذر قبول کرو اور ان کے خطاء کاروں سے

مُسِيئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

درگذر کرو۔ (بخاری)

٩٠٨٢ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِي أَوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّ كَرِشِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوا عَنْ مُحْسِنِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! بے شک میرے خصوصی دوست جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں' میرے اہل بیت ہیں اور بے شک میرے اسرار کا مخزن انصار ہیں' تم ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

٩٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وصال میں باہر تشریف لائے حتیٰ کہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا: امابعد! بے شک لوگ بہت زیادہ ہوں گے اور انصار کم ہوں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں اس طرح ہوں گے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' تم میں جو شخص کسی چیز کا والی و حاکم بنے وہ ایک جماعت کو نقصان اور دوسری جماعت کو نفع پہنچاتا ہو' تو اسے چاہیے کہ ان کے احسان کو قبول کرے اور ان کی خطاء کو معاف کر دے۔ (بخاری)

٩٠٨٤ - وَعَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرِئْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنی قوم کو سلام پہنچاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ پاک دامن اور صبر کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

٩٠٨٥ - وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے قبیلوں میں سے بہترین بنو نجار ہیں' پھر بنو عبدالاشہل ہیں' پھر بنو حارث بن خزرج ہیں' پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے ہر قبیلے میں بھلائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٩٠٨٦ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ أَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ سَبْعُونَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عرب کا کوئی ایسا قبیلہ معلوم نہیں جس میں انصار سے زیادہ شہید ہوں اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہو' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصار میں سے اُحد کے دن ستر افراد اور بئر معونہ کے دن ستر افراد اور یمامہ کے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ستر افراد شہید ہوئے۔ (بخاری)

٩٠٨٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت

وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرما۔ (مسلم)

۹۰۸۸ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَّاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہر نبی کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں' بے شک ہم نے آپ کی پیروی کی ہے' آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے پیروکاروں کو ہم میں سے بنا دے' تو آپ نے دعا فرمائی۔ (بخاری)

۹۰۸۹ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ صَعِدَ هَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرُ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا' اس کے گناہ اس طرح معاف کر دیئے جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے' تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے' پھر لوگ لگاتار آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی' ہم نے اس شخص کے پاس جا کر کہا: آؤ! رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے استغفار فرمائیں گے' اس شخص نے کہا: اپنی گم شدہ اونٹنی کا مل جانا مجھے اپنے لیے تمہارے نبی کی دعائے مغفرت سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۰ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہماری تعداد چودہ سو تھی' نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا: آج کے دن تم تمام زمین والوں سے بہتر ہو۔ (بخاری' مسلم)

۹۰۹۱ ۔ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم:۷۱) قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (مریم: ۷۲).

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اُمید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گزرنے والا ہے' (مریم:۷۱) آپ نے فرمایا: اور تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ہم متقین کو نجات دے دیں گے۔ (مریم:۷۲)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۲ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادَ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ ابْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ اِمْرَاً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا اِرْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ (الممتحنۃ:۱) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زبیر اور مقداد کو بھیجا۔

اور ایک روایت میں مقداد کی بجائے ابومرثد کے الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو جاؤ' وہاں ایک کجاوہ نشین عورت ملے گی' جس کے پاس ایک خط ہوگا' تم اس سے وہ خط لے لینا' ہم روانہ ہو گئے' ہم گھوڑوں کو دوڑاتے رہے حتیٰ کہ ہم خاخ کے باغ تک جا پہنچے' اچانک ہمیں ایک کجاوہ نشین عورت ملی' ہم نے اس سے کہا: خط نکالو! اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں' ہم نے کہا: خط نکالو! ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے' اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر دیا' ہم نے وہ خط نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا۔ اس خط میں حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے بعض لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعض منصوبوں سے آگاہ کیا گیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! میرے معاملات قریش سے وابستہ ہیں' اور میں قریش میں سے نہیں ہوں' آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی تو قریش سے رشتہ داری ہے' جس بناء پر قریش مکہ میں ان کے اموال اور ان کے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں' میرا چونکہ ان کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے' لہٰذا میں نے چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ اس بناء پر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں' میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی بناء پر نہیں کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے میں نے یہ کام کیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس نے تم سے سچ کہا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا ہے' تم کیا جانو! اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے احوال پر مطلع ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو' تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ (الممتحنہ:۱)۔ (بخاری ومسلم)

حضرت حاطب رضی اللہ کی سوانح

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا نام عمرو یا راشد لخمی ہے۔ آپ بدر، خندق اور ان کے درمیانی غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۹۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِّحَاطِبٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْا حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ کا ایک غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر حاطب کی شکایت کرنے لگا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یقیناً حاطب جہنم میں داخل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہو چکا ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۴ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قیس بن حازم بیان کرتے ہیں کہ بدریوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے فرمایا: ضرور بالضرور میں انہیں ان کے بعد والوں پر ترجیح دوں گا۔ (بخاری)

۹۰۹۵ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اہل بدر کو آپ اپنے درمیان کس مرتبہ میں شمار فرماتے ہو؟ آپ نے فرمایا: تمام مسلمانوں سے افضل شمار کرتے ہیں یا اسی جیسا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا، جبریل امین نے عرض کیا: اور اسی طرح بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کو ہم افضل جانتے ہیں۔ (بخاری)

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

جامع بخاری میں مذکور اہل بدر کے ناموں کا بیان

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

(۱) حضور نبی کریم سیّدنا محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) سیّدنا عبد اللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشی (۳) سیّدنا عمر بن خطاب عدوی (۴) سیّدنا عثمان بن عفان قریشی جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اور مالِ غنیمت سے ان کا حصہ مقرر فرمایا تھا (۵) سیّدنا علی بن ابی طالب ہاشمی (۶) سیّدنا ایاس بن بکیر (۷) سیّدنا بلال بن رباح، جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں (۸) سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی (۹) سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ، جو قریش کے حلیف تھے

حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِيْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفُ الْقُرَيْشِ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رِبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ رَبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ خُبَيْبُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ ابْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ ابْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ اَبُوْ زَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ سَعِيْدُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلِ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيُّ وَاَخُوْهُ مُظَهِّرٌ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَيٍّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرِو الْاَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْهُ مُعَاذٌ مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مَرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنِ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَقَالَ الْحِبْرُ الْعَلَّامَةُ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ كَرَامَةُ الْعَلِيِّ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْقَوِيُّ فِيْ كِتَابِ السِّيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اِنَّ الْاِمَامَ الرُّوْيَانِي

(۱۰) سیّدنا ابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) سیّدنا حارثہ بن ربیع انصاری، جو بدر کے دن شہید ہوئے، یہی حارثہ بن سراقہ ہیں، آپ بلند جگہ کھڑے ہوکر دشمن کی نگرانی کرنے والوں میں سے تھے (۱۲) سیّدنا خبیب بن عدی انصاری (۱۳) سیّدنا خنیس بن حذافہ سہمی (۱۴) سیّدنا رفاعہ بن رافع انصاری (۱۵) سیّدنا رفاعہ بن عبدالمنذر (۱۶) سیّدنا ابولبابہ انصاری (۱۷) سیّدنا زبیر بن عوام قریشی (۱۸) سیّدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۹) سیّدنا ابوزید انصاری (۲۰) سیّدنا سعد بن مالک زہری (۲۱) سیّدنا سعد بن خولہ قریشی (۲۲) سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قریشی (۲۳) سیّدنا سہل بن حنیف انصاری (۲۴) سیّدنا ظہیر بن رافع انصاری (۲۵) سیّدنا ظہیر کے بھائی سیّدنا مظہر (۲۶) سیّدنا عبداللہ بن مسعود ہذلی (۲۷) سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف زہری (۲۸) سیّدنا عبیدہ بن حارث قریشی (۲۹) سیّدنا عبادہ بن صامت انصاری (۳۰) سیّدنا عمرو بن عوف، جو بنوعامر بن لوی کے حلیف تھے (۳۱) سیّدنا عقبہ بن عمرو انصاری (۳۲) سیّدنا عامر بن ربیعہ عنزی (۳۳) سیّدنا عاصم بن ثابت انصاری (۳۴) سیّدنا عویم بن ساعدہ انصاری (۳۵) سیّدنا عتبان بن مالک انصاری (۳۶) سیّدنا قدامہ بن مظعون (۳۷) سیّدنا قتادہ بن نعمان انصاری (۳۸) سیّدنا معاذ بن عمرو بن جموح (۳۹) سیّدنا معوذ بن عفراء (۴۰) سیّدنا معوذ کے بھائی سیّدنا معاذ (۴۱) سیّدنا مالک بن ربیعہ (۴۲) سیّدنا ابواسید انصاری (۴۳) سیّدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبدمناف (۴۴) سیّدنا مرارہ بن ربیع انصاری (۴۵) سیّدنا معن بن عدی انصاری (۴۶) سیّدنا مقداد بن عمرو کندی، جو بنوزہرہ کے حلیف تھے (۴۷) سیّدنا ہلال بن امیہ انصاری، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ علامہ محمد کرامت علی محدث دہلوی نے اپنی کتاب سیرتِ محمدیہ میں ذکر کیا ہے کہ امام رویانی نے علماءِ شافعیہ کے حوالہ سے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے مشائخ حدیث سے یہ سنا ہے کہ اصحابِ بدر کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے، اور فتح الباری کے مقدمہ میں بھی اسی طرح ہے اور ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ سیرتِ شامیہ کے مصنف نے کہا کہ انہوں نے جو اسماء ذکر کیے ہیں وہ تین سو ساٹھ ہیں اور یہ اہل بدر کی تعداد سے زائد ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ذکر کردہ بعض اسماء میں اختلاف ہے۔

مِنْ عُلَمَاءِ الشَّافِعِيَّةِ ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ مَّشَايِخِ الْحَدِيْثِ اَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ ذِكْرِ اَصْحَابِ بَدْرٍ مُّسْتَجَابٌ وَّقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَمَثَلُ هٰذَا فِي مُقَدَّمَةِ فَتْحِ الْبَارِيْ وَمَثَلُ هٰذَا رَوَيْنَا عَنْ شُيُوْخِنَا قَالَ مُصَنِّفُ السِّيْرَةِ الشَّامِيَةِ اِنَّ جُمْلَةَ مَنْ ذُكِرَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ وَهٰذَا الْعَدَدُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ اَهْلِ الْبَدْرِ وَذٰلِكَ مِنْ جِهَةِ الْخِلَافِ فِيْ بَعْضِ مَنْ ذِكْرِهٖ.

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ اُوَيْسِ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

یمن وشام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ کا ذکر

۹۰۹۶ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یمن سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا' اس کا نام اویس ہوگا' یمن میں اس کی والدہ کے علاوہ اس کا کوئی اور نہیں ہوگا' اس کے جسم میں سفیدی تھی' اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک دینار یا درہم کی جگہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سفیدی دور فرما دی' تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے تو اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کروائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہوگا اور اس کی والدہ ہے' اس کے جسم پر سفید داغ ہے' تم اسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔ (مسلم)

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ کا ذکر ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نیک لوگوں سے دعا کی طلب کرنے کا ثبوت ہے' خواہ دعا طلب کرنے والا افضل ہو۔ بعض علماء کرام نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ کا دل خوش کرنے کے لیے یہ بات کہی' نیز آپ نے ان لوگوں کا وہم دور کر دیا جن کا گمان تھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہیں کیونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے کی بناء پر شرف صحبت حاصل نہ کر سکے' نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ بہترین تابعین میں سے ہیں' اس میں ان کی واضح منقبت اور عظیم فضیلت کا بیان ہے۔ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ سے منقول ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تابعین سے افضل ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ علوم واحکام شریعت کی معرفت کی بناء پر افضل ہیں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنداللہ کثرت ثواب کی بناء پر افضل ہیں' لہٰذا کوئی منافات نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۴۳' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۹۰۹۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے! اور ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما! (ترمذی)

۹۰۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْيَنُ قُلُوْبًا الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں' یہ نرم مزاج' نرم دل ہیں' ایمان یمنی اور حکمت یمنی ہے' فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے' اور سکون و وقار بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۹۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کفر کی جڑ مشرق کی جانب ہے اور فخر و تکبر گھوڑوں اور اونٹوں والوں اور شور وغل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے اور سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۱۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے فتنے آئیں گے' اور ظلم و زیادتی اور سخت دلی اونٹوں اور گائیوں کی دُموں کے پاس زندگی گزارنے والے' شور وغل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے' جو قبیلہ ربیعہ اور مضر میں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ف: مذکورہ احادیث میں ہے کہ اونٹوں اور گھوڑوں والے لوگ عموماً متکبر ہوتے ہیں اور بکریوں والے لوگ عموماً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت میں رہنے والے اشخاص کے اندر انہی جانوروں کی صفات اثر انداز ہوتی ہیں' اسی طرح یمن والوں کو آپ نے نرم دل فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ مختلف علاقوں کا ماحول بھی وہاں کے رہنے والوں کی طبیعتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب علاقائی ماحول اور جانوروں کی صحبت کا یہ اثر ہے تو اشخاص کی صحبت کیسے اثر انداز نہ ہوگی' لہٰذا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے منع کیا گیا کہ ان کی صحبت ایمان کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے اور اللہ والوں کی صحبت کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ان کی صحبت آدمی کی کایا پلٹ دیتی ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء　　　بہتر از صد سالہ طاعتے بے ریا

اولیاء کاملین کی صحبت میں ایک گھڑی رہنا' سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں اولیاء کاملین کی صحبت اور قرب نصیب فرما اور ان کی محبت عطا فرما۔ آمین!

۹۱۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے

بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دعا بھی فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما' آپ نے یوں دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں' میرا گمان ہے کہ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اسی جگہ سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

ف: نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کے عرض کرنے کے باوجود نجد کے لیے دعا نہیں فرمائی اور فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کی نگاہ مبارک مستقبل پر تھی' آپ کے فرمان کا ظہور ہوا اور نجد سے ابن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا۔ جس نے عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا اور ایسے فتنہ کی بنیاد رکھی جس کے شر سے آج تک امت مسلمہ افتراق وانتشار کا شکار ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل عالم اسلام کو ان فتنوں اور شر انگیزیوں سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین!

٩١٠٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت دلی اور زیادتی مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔ (مسلم)

٩١٠٣ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَانِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتِهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام کے لیے خوش خبری ہو' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ فرمایا: اس لیے کہ رحمان کے ملائکہ اس پر اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (احمد' ترمذی)

٩١٠٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْمِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب حضرموت کی جانب سے' یا فرمایا کہ حضرموت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا۔ (ترمذی)

٩١٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجِرِ اِبْرَاهِيْمَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی تو بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ

اور ایک روایت میں ہے کہ بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم

مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑ لیں گے اور زمین میں بدترین لوگ رہ جائیں گے ان کی زمینیں انہیں باہر پھینک دیں گی اللہ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہوں گے آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی آگ ان کے ساتھ رات گزارے گی جب وہ رات گزاریں گے اور آگ ان کے ساتھ دوپہر کو آرام کرے گی جب وہ دوپہر کو آرام کریں گے۔ (ابوداؤد)

۹۱۰۶ - وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُّجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب معاملہ یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکر ہو جاؤ گے ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ہوگا' ابن حوالہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک زمین میں بہترین جگہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بہترین بندوں کو وہاں جمع فرمائے گا' اگر تم اس سے انکار کرو تو تم اپنے یمن کو لازم پکڑ لینا اور اپنے حوضوں سے پانی پلانا' کیونکہ اللہ عزوجل نے میری خاطر شام اور وہاں کے رہنے والوں کا ذمہ لیا ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

۹۱۰۷ - وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ اَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ وَّقِيْلَ اِلْعَنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ لَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت شریح بن عبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے شام والوں کا ذکر کیا گیا اور عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! ان پر لعنت فرمائیں' آپ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس شخص ہیں' جب ان سے کوئی ایک شخص فوت ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو لے آئے گا' ان کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں کے خلاف (مسلمانوں کی) مدد کی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ابدال کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ابدال کی برکت سے اہلِ شام پر بارش برستی ہے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملک شام والوں کو دشمنوں پر فتح عطا فرماتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین کا وجود دنیا والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ بندوں پر انعامات فرماتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو اولیاء کاملین کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور چالیس اولیاء کاملین کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں اور سات اولیاء کاملین کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور پانچ اولیاء کاملین کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کے مطابق

پیدا کیے ہیں اور تین اولیاء کاملین کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیے ہیں اور ایک ولی کامل کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیا ہے۔ جب وہ ایک ولی کامل فوت ہو جاتا ہے تو تین اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ قائم کر دیا جاتا ہے اور جب پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو سات اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب سات اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین سو اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین سو اولیاء کاملین میں سے کوئی ولی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام مؤمنین میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیتا ہے اور ان اولیاء کاملین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس امت سے مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو قلبِ محمدی پر پیدا فرمایا ہے' اس میں یہ حکمت ہے کہ عالم خلق اور عالم امر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس سے زیادہ عزت و شرافت والا اور زیادہ لطیف کوئی دل نہیں پیدا کیا' لہٰذا کسی ولی کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس کے برابر نہیں چاہے وہ ابدال یا اقطاب میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۸ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُّقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقَلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُّقَالُ لَهَا الْغَوْطَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب شام فتح کیا جائے گا' جب تمہیں وہاں رہائش گاہ کا اختیار دیا جائے تو دمشق نامی شہر کو لازم پکڑ لینا' کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے جنگوں سے جائے پناہ ہے' اور شام کے شہروں میں سے جامع شہر ہے' وہاں ایک جگہ ہے' جسے غوطہ کہا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ف: اس حدیث کے راوی کوئی صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہیں اور صحابی راوی کا نام نہ بھی معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام کے تمام عادل ہیں اور ان کی مرسل احادیث بالاتفاق حجت ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت مدینہ منورہ میں اور سلطنت ملک شام میں ہے۔ (بیہقی 'دلائل النبوۃ)

۹۱۱۰ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَاَيْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِيْ سَاطِعًا حَتّٰى اِسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے نور کا ایک ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتیٰ کہ ملک شام میں جا کر ٹھہر گیا۔ (بیہقی 'دلائل النبوۃ)

۹۱۱۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ کے دن مسلمانوں کو جمع کرنے کی جگہ غوطہ میں ہے' جو اس شہر کی ایک جانب ہے' اس کا نام دمشق ہے' جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے۔

مَدِيْنَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ. (ابوداؤد)

۹۱۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَاْتِيْ مَلِكٌ مِّنْ مُّلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب عجم کا ایک بادشاہ آئے گا اور وہ دمشق کے سوا تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ (ابوداؤد)

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ
اس امت کا ثواب

امت سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امت سے مراد وہ جماعت ہے جس میں اجابت اور متابعت دونوں جمع ہیں۔ (یعنی امت سے وہ جماعت مراد ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے اس پر عمل کیا اور آپ کے احکامات کی پیروی کی۔ رضوی غفرلہ) تنقیح میں ہے کہ بدعتی مطلقاً امت سے نہیں ہے اور توضیح میں ہے کہ امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر گامزن ہیں' اہل بدعت مراد نہیں۔ صاحب تلویح نے کہا ہے کہ بدعتی اگرچہ اہل قبلہ سے ہیں' لیکن وہ کفار کی طرح امتِ دعوت میں شامل ہیں' امتِ متابعت نہیں ہیں (امتِ دعوت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس میں کفار بھی داخل ہیں اور امتِ متابعت یا امتِ اجابت وہ ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ رضوی غفرلہ)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص ۶۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۹۱۱۳ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں کی مدت کے مقابلہ میں تمہاری مدت کی مقدار اتنی ہے جتنا وقت نمازِ عصر اور غروبِ آفتاب کے درمیان ہے' اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے مزدوروں کو کام پر لگا کر کہا: کون شخص دوپہر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون دوپہر سے نمازِ عصر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دوپہر سے لے کر نمازِ عصر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک میرے لیے دو دو قیراط کے عوض کام کرے گا؟ سن لو! تم ہی ہو جو نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک کام کرتے ہو' سن لو! تمہارے لیے ہی دو مرتبہ اجر ہے' یہود و نصاریٰ غصے میں آ گئے اور انہوں نے کہا: ہمارا کام زیادہ ہے اور ہمارا اجر کم ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے حق میں سے کوئی چیز کم کی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے' جسے چاہوں عطا کر دوں۔ (بخاری)

وَّاَقَلَّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تھوڑے اعمال پر زیادہ ثواب عطا ہوگا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اجل کسی چیز کی مقررہ مدت کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى" (المؤمن: ۶۷) انسانی زندگی کی مقررہ مدت کو بھی اجل کہتے ہیں' مثلاً کہتے ہیں کہ اس شخص کی اجل قریب آ گئی یعنی اس کی موت کا وقت قریب آ گیا اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں اس امت کی مدتِ عمر اتنی ہے' جتنی مدت نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے درمیان ہے' حاصل یہ ہے کہ اس امت کی عمر قلیل ہے۔ یہود و نصاریٰ نے یہ بات سنی کہ اس امت کی عمر تھوڑی اور ثواب زیادہ ہے تو وہ غصے میں آ گئے اور کہا کہ اے ہمارے رب! تو نے امت محمدیہ کو تھوڑے اعمال کے باوجود زیادہ ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں زیادہ اعمال کے باوجود تھوڑا ثواب عطا کیا ہے۔ اہل کتاب یہ بات قیامت کے روز کہیں گے' لیکن اس بات کا تحقق یقینی ہے' لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ماضی کے الفاظ سے ذکر فرما دیا' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب نے آسمانی کتابوں میں پڑھ کر اور رسولوں کی زبانی اس امت کے فضائل سن کر یہ بات کہی ہو۔ دونوں صورتوں میں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال کا ثواب محنت و مشقت یا استحقاق کے اعتبار سے نہیں ہوتا کیونکہ غلام اپنے آقا کی خدمت کرے تو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ آقا اپنے فضل سے جو چاہے عطا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ مالک ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے زیادہ ثواب عطا فرما دے' یہ اس کا فضل ہے۔ اس حدیث سے علماء کرام نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تقویت پر استدلال کیا ہے' آپ کے نزدیک عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے' اس لیے کہ نصاریٰ کا اس امت سے کثیر الاعمال ہونا اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے جب عصر کے ابتدائی وقت کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کیا جائے' اگر عصر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے سے شروع ہو تو پھر عصر اور مغرب کا درمیانی وقت زیادہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح نصاریٰ کا زمانہ یہودیوں کے زمانہ سے کم ہے' اسی طرح اس امت کا زمانہ نصاریٰ کے زمانہ سے کم ہے' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کا دین قیامت کے ساتھ متصل ہے اور کوئی دین اس امت کے دین کو منسوخ نہیں کرے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۵ ص ۶۵۶ - ۶۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۶۱۱۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میری امت میں مجھ سے شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور ان کا ایک شخص خواہش کرے گا کہ کاش! میں اپنے اہل و عیال اور مال کے عوض آپ کا دیدار کر لوں۔ (مسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر ہونے والے اشکال کا جواب

اس حدیث اور اس باب کی بعض دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد والے ان سے افضل ہو سکتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر اجماع ہے۔ اس اشکال کے جواب میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث اور اس باب کی آنے والی بعض احادیث دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد کوئی شخص فضیلت میں ان کے برابر یا ان سے افضل ہوسکتا ہے۔ مشہور محدث ابن عبدالبر کا یہی مسلک ہے اور انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے صواعق محرقہ میں اسے ذکر کیا حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تمام امت سے افضل ہونے پر اجماع ہے' ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے یہ مراد ہے کہ بعد والے امتیوں کو کسی ایک اعتبار سے فضیلت حاصل ہوسکتی ہے لیکن کلی فضیلت اور ثواب کی زیادتی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے۔ علماء نے کہا کہ صحابی سے یہاں خاص صحابی مراد ہے جسے نبی کریم ﷺ کی طویل صحبت کا شرف حاصل ہوا اور آپ سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں آپ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہو' لیکن عام معنی کے لحاظ سے صحابی جسے نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آراء کا دیدار حاصل ہو' خواہ زندگی میں ایک بار ہی یہ موقع حاصل ہوا اس کی افضلیت میں تردد ہے لیکن حق یہی ہے کہ فضیلت کی صحبت اگرچہ ایک نظر سے حاصل ہوئی ہو' وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ہی مخصوص ہے' کوئی اور اس فضیلت میں شریک نہیں۔ اگرچہ دیگر علمی اور عملی فضائل میں وسیع گفتگو کی گنجائش ہے' زیادہ بہتر یہی ہے کہ مطلق حکم لگایا جائے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام امت سے افضل ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۹۱۱۵ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوا الْمَلَائِكَةُ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے نزدیک مخلوق میں سے کس کا ایمان تعجب خیز اور افضل ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ملائکہ' آپ نے فرمایا: ملائکہ کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: انبیاء کرام' آپ نے فرمایا: انبیاء کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب کہ ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم' آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ حالانکہ میں تمہارے درمیان جلوہ فرما ہوں' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بہترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد ہوں گے' وہ ایسے صحیفے پائیں گے جن میں دینی احکام لکھے ہوں گے اور جو کچھ ان صحائف میں لکھا ہوگا' وہ اس پر ایمان لائیں گے۔

(بیہقی' دلائل النبوۃ)

۹۱۱۶ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَّاٰنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے بشارت ہے جس نے میرا دیدار کیا اور اس کے لیے سات مرتبہ بشارت ہے جو میرے دیدار سے مشرف نہیں ہوا اور مجھ پر ایمان لایا۔ (مسند احمد)

۹۱۱۷ - وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جُمُعَةَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

ابومحیریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول ابوجمعہ سے کہا کہ ہمیں ایسی حدیث پاک سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' انہوں نے فرمایا: ہاں! میں تمہیں ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں' ہم نے رسول اللہ ﷺ

أَحَدٌ مِنْكُمْ حَدِيثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا أَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ.

کے ساتھ ناشتہ کیا اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی ہم سے بھی بہتر ہے؟ ہم اسلام لائے ہیں اور آپ کی معیت میں جہاد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک قوم تمہارے بعد ہوگی، وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے میرا دیدار نہیں کیا ہوگا۔

(مسند احمد، دارمی)

وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا إِلٰى اٰخِرِهٖ.

رزین نے یہ حدیث پاک حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے "قال یا رسول اللہ احد خیر منا" سے آخر تک روایت کی ہے۔

۹۱۱۸ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ایک جماعت اللہ کے امر پر قائم رہے گی اور ان کی تائید و نصرت چھوڑ کر انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کے مخالفین انہیں نقصان پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی پر قائم ہوں گے۔ (بخاری، مسلم)

ف: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ثابت قدم رہنے والے، منکرات سے بچنے والے اور اُمورِ شریعت کی حفاظت کرنے والے صالحین سے روئے زمین خالی نہیں ہوگی اور انہیں اس معاملہ میں لوگوں کی موافقت یا مخالفت کی پرواہ نہیں ہوگی، یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث سے یہ مراد ہو کہ اہل اسلام کی شوکت مکمل طور پر ختم نہیں، اگر ایک جگہ مسلمانوں کے حالات کمزور ہوں گے تو دوسری جگہ انہیں قوت و شوکت حاصل ہوگی اور سلام کی سربلندی کے لیے مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی جماعت قائم رہے گی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۹۱۱۹ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہو گئے تو تم میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ تائید یافتہ رہے گا، انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ابن مدینی نے کہا: وہ محدثین ہیں۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۱۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ يَأْمُرُوْنَ

حضرت عبدالرحمن بن علاء حضرمی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس امت کے آخر میں ایسی قوم ہوگی جن کے لیے پہلوں کی مثل اجر ہوگا، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے منع کریں گے اور اہل فتنہ سے لڑائی کریں

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

گے۔(بیہقی' دلائل النبوۃ)

٩١٢١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش ایسی ہے کہ یہ پتا نہیں چلتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ بہتر ہے۔(ترمذی)

ف: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کے اوّل یا آخر کے افضل ہونے میں تردّد ہے' لیکن یہاں تردّد والا معنی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ امت کا کوئی حصہ بھی خیر سے خالی نہیں۔ باقی امتوں کے اوّل میں خیر تھی لیکن بعد میں شر آ گیا کہ انہوں نے دین میں تحریف کر دی مگر اس امت کا اوّل و آخر خیر ہے' کلی طور پر فضیلت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' البتہ جزئی فضیلت بعد والوں کے لیے بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے معجزات کا مشاہدہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر بلاواسطہ ایمان لانے کا شرف حاصل کیا اور بعد والوں کو ایمان بالغیب کی فضیلت حاصل ہے' لیکن افضلیت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' بعد والوں کی تسلی کے لیے اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے گئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً وموضحاً ج ۵ ص ۷۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٩١٢٢ - وَعَنْ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عَمَقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت جعفر صادق اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ! خوش ہو جاؤ! میری امت کی مثال تو اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں پتا نہیں کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر یا اس باغ کی مثل ہے جس سے ایک سال تک ایک فوج کو کھلایا گیا' پھر ایک سال تک دوسری فوج کو کھلایا گیا' ہو سکتا ہے کہ آخری فوج زیادہ وسیع' زیادہ گہری اور زیادہ حسین ہو' وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں' درمیان مہدی اور جس کا آخر حضرت مسیح علیہ السلام ہیں' لیکن اس کے درمیان ایک ٹیڑھی فوج ہے' جن کا مجھ سے تعلق نہیں اور نہ میرا ان سے تعلق ہے۔(رزین)

٩١٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا' بھول چوک اور وہ کام معاف فرما دیئے ہیں جن پر وہ مجبور کیے گئے۔(ابن ماجہ' بیہقی)

٩١٢٤ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ١١٠) قَالَ اَنْتُمْ

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں یہ فرماتے سنا کہ تم بہترین امت ہو' جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے (آل عمران: ۱۱۰)' فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کو پورا کر رہے ہو' جن میں تم سب سے بہتر ہو

تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قابل تکریم ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

حسنِ اختتام

اس آخری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''کنتم خیر امۃ'' والی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کی تکمیل کر رہے ہو' جن میں سے تم بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سب سے زیادہ مکرم ہو۔ ستر کا عدد کثرت کو بیان کرنے کے لیے ہے' خاص عدد مراد نہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور امام المرسلین ہیں' اسی طرح آپ کی امت بھی دوسری امتوں کے لیے خاتم اور سب سے آخری امت ہے اور تمام امتوں سے افضل ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں یہ حدیث ذکر کر کے حسنِ اختتام کیا ہے کہ کتاب کو اس حدیث پر ختم کیا جو ختم اور تکمیل پر دلالت کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ حدیث ذکر کی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء ونسیان کو معاف فرما دیا ہے۔ اس حدیث کو آخر میں ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسین انداز سے عریضہ پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل کتاب کی تالیف میں واقع ہونے والی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَنَا مِنْ خَيْرِ الْاُمَمِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِتْمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ وَقَدْ فَرَغْتُ مِنْ تَسْوِيْدِ هٰذَا التَّاْلِيْفِ اٰنَامِلُ الْعَبْدِ الْمُفْتَقِرِ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ اَبِى الْحَسَنَاتِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْلَانَا السَّيِّدِ مُظَفَّر حُسَيْنِ الْحَيْدَرْ اٰبَادِىْ الْحَنَفِيِّ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ وَكَرَمِهِ الْوَفِيِّ وَعَفَا عَمَّا زَلَّ قَدَمُهُ اَوْخَلَّ قَلَمُهُ وَخَتَمَ لَهُ بِالْحُسْنٰى وَبَلَّغَهُ الْمَقَامَ الْاَسْنٰى مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا وَذٰلِكَ عَشِيَّةَ نَهَارِ الْجُمُعَةِ عَاشِرَ جَمَادِى الْاُوْلٰى عَامَ ثَمَانٍ وَّسِتِّيْنَ بَعْدَ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَّاَلْفٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا اُلُوْفٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَاٰلَافٍ مِّنَ التَّحِيَّةِ.

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے ہمیں بہترین امت سے بنایا اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قائم فرمایا' پھر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' اس کتاب کے مکمل کرنے پر اور رحمت کاملہ وسلامتی نازل ہو' اس ذات پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں' میں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج بندہ ابو الحسنات' سیّد عبد اللہ بن مولانا سیّد مظفر حسین حیدرآبادی حنفی (اللہ تعالیٰ اپنے پوشیدہ لطف اور کامل کرم سے اس کے ساتھ معاملہ فرمائے' اور جہاں اس کے قدم نے لغزش کی ہے یا اس کی قلم سے غلطی ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے' اور اسے بلند مقام پر انعام یافتہ حضرات یعنی انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ فائز فرمائے اور یہ کتنے بہترین ساتھی ہیں اور یہ فضل اللہ ہی کی جانب سے ہے' اور اللہ تعالیٰ کا علم کافی ہے) اس کتاب کے مسودہ سے جمعۃ المبارک کے روز ۱۰ جمادی الاخری ۱۳۶۸ھ کو فارغ ہوا۔ صاحبِ ہجرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں درود وسلام ہوں۔

زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ وحواشی کی تکمیل

''الحمد لاهله والصلوٰة على اهلها'' آج ۱۷ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ جولائی ۲۰۰۷ء رات گیارہ بج کر بیس

منٹ پر زجاجۃ المصابیح کے حواشی مکمل ہوئے۔ احکام الصغار کے ترجمہ سے فراغت کے بعد ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۲۰۰۵ء زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کا آغاز کیا۔ آٹھ ماہ کے عرصہ میں ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۰ مئی ۲۰۰۶ء بروز بدھ بعد از نمازِ عصر ترجمہ مکمل ہوا اس کے بعد ایک سال تین ماہ کی مدت میں حواشی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔

مختلف آفات وحوادث کی بناء پر توقع سے کہیں زیادہ عرصہ لگا' لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ توفیق اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ کرم کے طفیل تقریباً دو سال کے عرصہ میں ترجمہ وحواشی کا سارا کام تکمیل کو پہنچ گیا' وللہ الحمد۔ اس دوران پہلے بندہ کی جواں سال بھانجی عائشہ مرحومہ انتقال کر گئی' پھر ایک حادثہ میں جواں سال بھانجا محمد کاشف رضا مرحوم جاں بحق ہو گیا' دونوں کی مفارقت ہمارے سارے خاندان کو سوگوار کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

قارئین کرام سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ زجاجۃ المصابیح کے مؤلف حضرت العلام کے لیے دعا کے ساتھ ساتھ ان مرحومین کے لیے بھی دعائے مغفرت اور پس ماندگان خصوصاً بندہ کی ہمشیر گان کے لیے صبر جمیل واجر جزیل کی دعا کریں۔ اس کتاب کے ناشر سید محسن اعجاز شاہ صاحب' ان کے برادران و جملہ معاونین کے لیے مزید ہمت واستقامت کی دعا کریں۔ راقم الحروف' اس کے مشائخ واساتذہ' والدین' برادران اور جملہ متعلقین کے لیے دعا کریں۔ اے الٰہ العالمین! ان سب کو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما' سب کی مغفرت فرما۔ اس عاجزانہ کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں مقبول فرما۔ تادم زیست دین متین کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرما' حسنِ خاتمہ کی عظیم سعادت سے بہرہ ور فرما۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

آمین بجاہ النبی الامین والحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین.

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی
جامعہ حبیبیہ رضویہ' فضل العلوم
ہائی وے روڈ' جہانیاں منڈی' ضلع خانیوال

ماخذ و مراجع

(۱) قرآن مجید

کتب احادیث

(۲) موطأ امام مالک، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
(۳) مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ
(۴) صحیح البخاری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۵) الادب المفرد، مطبوعہ مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۶) صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، امام مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
(۷) سنن ابی داؤد، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ
(۸) جامع ترمذی، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
(۹) سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ
(۱۰) سنن نسائی، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ
(۱۱) شرح معانی الآثار، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ
(۱۲) مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ
(۱۳) کنز العمال، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ

کتب تفسیر

(۱۴) جلالین، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
(۱۵) تفسیر صاوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ
(۱۶) خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ
(۱۷) ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پیر محمد کرم شاہ الازہری، متوفی ۱۴۱۸ھ
(۱۸) تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور، علامہ غلام رسول سعیدی

کتب شروحِ حدیث

(۱۹) المنہاج شرح صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

(۲۰) فتح الباری، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، علامہ شہاب الدین بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ

(۲۱) عمدۃ القاری، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی، متوفی ۸۵۵ھ

(۲۲) تنویر الحوالک، مطبوعہ دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

(۲۳) مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ

(۲۴) اشعۃ اللمعات، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ

(۲۵) مراۃ المناجیح، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور، حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ

(۲۶) بشیر القاری، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی، امام النحو علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی، متوفی ۱۳۹۸ھ

(۲۷) تفہیم البخاری، مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی، متوفی ۱۴۲۲ھ

کتب فقہ

(۲۸) فتاویٰ قاضی خاں، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، علامہ حسین بن منصور اوزجندی، متوفی ۵۹۲ھ

(۲۹) فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ

(۳۰) البحر الرائق، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ، علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ

(۳۱) تنویر الابصار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی حنفی، متوفی ۱۰۰۴ھ

(۳۲) مراقی الفلاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ

(۳۳) الدرالمختار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ

(۳۴) فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۵۷ھ

(۳۵) ردالمحتار، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ سیّد محمد امین بن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ

(۳۶) منحۃ الخالق، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ، علامہ سیّد محمد امین بن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ

(۳۷) حاشیہ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ

(۳۸) فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ

(۳۹) بہار شریعت، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور، صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب عقائد وکلام

(۴۰) شرح عقائد، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ

(۴۱) خیالی، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور، علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی، متوفی ۸۶۲ھ

(۴۲) نبراس، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور، علامہ عبدالعزیز پرہاروی، متوفی ۱۲۳۹ھ

کتب اسماء رجال

(۴۳) الاکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ

کتب معانی وبیان

(۴۴) تجرید حاشیہ مختصر المعانی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، مصطفٰے بن محمد بنانی

کتب صرف ونحو

(۴۵) کافیہ، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، علامہ جمال الدین بن حاجب، متوفی ۶۴۶ھ
(۴۶) الفوائد الضیائیہ، مطبوعہ مکتبہ عربیہ کراچی، علامہ عبدالرحمٰن جامی، متوفی ۸۹۸ھ
(۴۷) علم الصیغہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، علامہ عنایت احمد کاکوروی، متوفی ۱۲۷۹ھ

کتب متفرقہ

(۴۸) احیائے علوم الدین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ
(۴۹) الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی، متوفی ۵۴۴ھ
(۵۰) کتاب التعریفات، مطبوعہ دار المنار للطباعۃ والنشر، علامہ میر سیّد شریف علی محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ
(۵۱) حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، الشاہ احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ
(۵۲) اتحاف السادۃ المتقین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت علامہ سیّد محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ
(۵۳) تقویۃ الایمان، مطبوعہ اہل حدیث اکادمی لاہور، اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ
(۵۴) الشرف المؤبد، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، علامہ یوسف نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ
(۵۵) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ
(۵۶) حدائق بخشش، مطبوعہ مدینہ پبلی کیشنز لاہور، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ
(۵۷) حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
(۵۸) نشر الطیب، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی، اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
(۵۹) مقالات کاظمی، مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم ملتان، غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ
(۶۰) محدث اعظم پاکستان، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، مولانا محمد جلال الدین قادری
(۶۱) مقالات سعیدی، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

خوشخبری

اکیسویں صدی کے مسلمانوں کیلئے روح پرور علمی اور ایمانی تحفہ

کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں عاشقانِ مصطفےٰ　　نزہۃ القاری ہے اُن کو جاں سے پیاری واہ واہ

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری

کا مکمل سیٹ پانچ جلدوں میں

ہم فقیہ اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (انڈیا) کی رُوح کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی اُردو زبان کی سب سے مقبول اور متداول شرح بخاری شریف پانچ جلدوں میں مکمل کر دی ہے

مختصر تعارف نزہۃ القاری

- مقدمہ میں امام بخاری، صحیح بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ، تصانیف امام اعظم، فقہ کی حقیقت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے علاوہ شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔
- مسلک اہل سُنت وجماعت اور مذہب حنفی کا مدلل اور معقول انداز میں بیان اور مخالفین کے شبہات کا عالمانہ جائزہ
- بوقت ضرورت احادیث کے پس منظر کا بیان ● حل لُغات
- زیادہ طوالت سے بچنے کے لیے مکرر احادیث کو ایکبار لیا گیا ہے
- تکمیل کا عنوان قائم کر کے مختلف روایات کے الفاظ مُبارکہ کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔
- تراجم ابواب کا ذکر نہیں کیا ورنہ احادیث کو بار بار لانا ضروری ہوتا، البتہ اہم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور احکام مستخرجہ کا عنوان قائم کر کے ابواب کے فوائد ذکر کر دیے گئے ہیں۔
- احادیث کے راوی تمام صحابہ کرام کے حالات بیان کئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔
- ہر حدیث پر نمبر لگا دیا گیا ہے اور حدیث کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔
- یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں کہاں کہاں مذکور ہے؟

مختصر یہ کہ نزہۃ القاری میں وہ سب کچھ ہے جس کی طلباء، علماء، اساتذہ حدیث، وکلاء، جج صاحبان اور عام قارئین کو ضرورت ہے۔

فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور (پنجاب) پاکستان